

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

سیرت مصطفیٰ جانِ حمزت

ﷺ

اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْعَلُوْنَ صَوَابًا هُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَیْهَا لَمُتَّحِنُونَ اَللّٰهُ يَوْمَ يَبْعَثُ الْبَاقِيَ
لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاجْرًا عَظِيْمًا

ماکان محمد اباحدین رحا

جلد

افادات

شیخ الاسلام والمسلمین

امام احمد رضا خان محدث بریلوی

رحمة الله علیه

شبیر
برادرزادہ
اردو بازار لاہور



وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

تصانیف اعلیٰ حضرت مآخوذ سیرت الرسول کا

عظیم علمی و تحقیقی مجموعہ

سیرتِ مطہرہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاجی حاجی احمد

جمع و ترتیب

محمد عیسیٰ قادری ضوی

افادات

شیخ الاسلام والمسلمین
رحمۃ اللہ علیہ
امام احمد رضا خان محدث بریلوی

جلد سوئم



زبیہ سنٹرل سوسائٹی ہائی سکول، مہاراجہ بازار لاہور

فون: 042-7246006

عبیر برادرز

marfat.com

Marfat.com

الہدایۃ الیٰ حق
جملہ حقوق سیرت اشرعہ مطہرین
سیرت فی جانِ جہمت
جلد 3



افادات	شیخ الاسلام ولسلمین رحمہ اللہ علیہ امام احمد رضا خان محدث بریلوی
جمع و ترتیب	محمد عیسیٰ قادری ضوی
ناشر	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	مئی 2007ء / ربیع الثانی 1428ھ
طابع	اشتقاق اے مشتاق پرنٹر لاہور
سرورق	فیضی گرافکس دیار پاکٹ لاہور
قیمت	1600 روپے

فہرست مضامین

مشمولات

- اخلاق نبوت • اسماء نبوی • ازواج و اہل بیت • معجزات نبوی
- معراج النبی • علوم غیبیہ • نور محمدی • سیادت مطلقہ • خاتمیت محمدی
- حیات النبی • شان محبوبیت • انفرادی خصوصیات • اول و آخر ظاہر و باطن

فہرست مضامین

جلد سوم

صفحہ	مضامین
41	اخلاق نبوت ■
45	تواضع ●
47	حسن معاشرت ●
48	زاہدانہ زندگی ●
50	جود و سخا ●
54	عدل ●
56	وقار و دبدبہ ●
57	اوصاف کریمانہ ●
58	عقل مبارک ●
60	حضور کی عقل سب سے زیادہ وکامل ہے ●
60	خوف خداوندی ●
62	توکل علی اللہ ●
63	توکل سے متعلق چند ارشادات ●
64	پانی اور کھجور پر قناعت ●

64	●	عفو و درگزر
65	●	مریض کی عیادت
66	●	مریض کے ساتھ شفقت
67	●	کافروں کے ہدایا کے بارے میں حضور کا موقف
71	●	سلام کرنے میں حضور پہل کرتے
71	●	کسی سائل کو حضور نے منع نہیں فرمایا
71	●	حضور کی غریب نوازی
72	●	حضور کو تیا من محبوب ہے
72	●	حضور کی پسندیدہ چیزیں
73	●	حضور خوشبو کو رد نہیں فرماتے
74	●	حضور نے اونٹ اور قیمت واپس فرمادی
74	●	ادائیگی قرض میں احسان
75	●	حضور کا انعام و اکرام
76	●	ایک صحابی کو کفن کے لیے ازار عطا فرمایا
77	●	کفن کے لیے اپنی صاحبزادی کو تہبند عطا فرمایا
78	●	فاطمہ بنت اسد کو اپنی قمیص میں کفن دیا
79	●	ابن ابی منافق کے لیے قمیص مبارک عطا فرمانا
81	●	حضور میت کے گھر تشریف فرما ہوئے

صفحات

مضامین

- 81 ایک لڑکے کی موت پر اظہار تعزیت
- 82 فاروق اعظم سے طلب دعا
- 82 کفار کی دعوت
- 83 کفار کے برتن کا استعمال
- 84 لوگوں سے مدارات و محبت
- 85 بشارت و آسانی کی تاکید
- 85 اشعار
- 91 **اسماء نبوی ﷺ**
- 94 عظیم اور مشہور تر اسم نبوی
- 97 شجر و حجر اور گل و برگ پر اسم محمد
- 99 حضور کے اسماء گرامی
- 101 اسماء کی تعداد
- 102 حضور احمد واحد ہیں
- 103 حضور عالم کی جان ہیں
- 104 زبور مقدس کی وحی
- 104 آسمان میں احمد زمین میں محمد
- 105 حضرت آمنہ کو نام رکھنے کی بشارت
- 106 حشر، حضور کے قدموں پر

107	• نام مبارک نبی التوبۃ کے خصائص
114	• نبی رحمت و نبی توبہ
114	• حاشرو ماحی
115	• دس اسمائے مبارکہ
115	• عاقب و نبی مصطفیٰ
116	• رسول جہاد
116	• مقفی و خاتم
117	• آسمانی کتابوں میں اسم مقدس
117	• اشعار
119	■ <u>اسم مبارک پر نام رکھنا</u>
122	• محمد و احمد نام کی فضیلت
123	• محمد و احمد نام کا شخص دوزخ میں نہ جائے گا
124	• دسترخوان بابرکت ہوگا
125	• مشورے میں برکت نہ ہوگی
126	• محمد نام نہ رکھنا جہالت ہے
126	• محمد نام والے کی تکریم کی جائے
127	• لڑکا پیدا ہوگا
127	• گھر میں برکت ہوگی

128 محمد نام رکھنے کی برکت •

129 نام پاک سن کراگوٹھے چومنا ■

131 انگوٹھے چومنا جائز ہے •

133 انگوٹھے چومنا سنت صدیقی ہے •

134 خضر علیہ السلام کی روایت •

135 آنکھ سے کنکری نکل گئی •

135 آنکھوں میں تکلیف نہ ہوگی •

136 کبھی اندھا نہ ہوگا •

138 حضور کی قیادت نصیب ہوگی •

139 انگوٹھے چومنا مستحب ہے •

140 نام پاک چومنے سے مغفرت ہوگئی •

141 انگوٹھے چومنا تعظیم ہے •

141 انگوٹھے چومنا باعث شفاعت ہے •

142 اقامت کے وقت انگوٹھے چومنا •

143 ازواج مطہرات ■

148 کثرت تزویج میں حکمت •

149 ازواج کے درمیان عدل و برابری •

149 حضور ازواج کو سلام کرتے •

- ازواج مطہرات پر حضور کا طواف 151
- حضور نے غیر عورت کو ہاتھ نہ لگایا 152
- ازواج مطہرات کا مہر 152
- امہات المومنین مردوں کی ماں ہیں 153
- ازواج سے حسن معاشرت 153
- ضباعہ بنت عامر کو پیام نکاح 154
- ام ہانی بنت ابی طالب کو پیام نکاح 155
- امہات المومنین سے حضور کا ارشاد 156
- ازواج مطہرات کا نفقہ 157
- حضرت خدیجہ الکبریٰ 159
- خدیجہ الکبریٰ پہلی ام المومنین ہیں 161
- حضرت خدیجہ کی نماز جنازہ نہیں ہوئی 161
- حضرت عائشہ صدیقہ 163
- عائشہ کا وصال کب ہوا؟ 166
- حضرت عائشہ کی سخاوت 167
- حضرت عائشہ کا برتاؤ 168
- وقت نکاح حضرت عائشہ کی عمر 168
- حضرت عائشہ قبر انور کی زیارت کرتیں 169

صفحات

مضامین

- 170 حضرت عائشہ عبدالرحمن کی قبر پر
- 171 بعد عصر دو رکعت کی خصوصیت
- 173 حضرت ام سلمہ
- 176 ام سلمہ کو پیغام نکاح
- 182 تنبیہ
- 182 حضرت ام سلمہ کی وفات
- 183 حضرت ام حبیبہ
- 185 ام المومنین ام حبیبہ کا مہر
- 185 ام حبیبہ کا مہر نجاشی نے طے کیا تھا
- 187 حضرت سودہ
- 189 حضرت حفصہ
- 191 حضرت زینب بنت جحش
- 193 حضرت زینب بنت خزیمہ
- 194 حضرت میمونہ
- 195 حضرت جویریہ
- 197 حضرت صفیہ
- 199 مقدس باندیاں
- 199 اشعار

اولاد کرام

201	
203	● حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ.....
203	● حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ.....
204	● حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ.....
204	● حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا.....
205	● حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا.....
206	● حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا.....
207	● حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا.....
208	● فاطمہ کی وجہ تسمیہ.....
209	● نسب میں خصوصیت.....
209	● فاطمہ کی خصوصیت.....
210	● فاطمہ کی رضا خدا کی رضا.....
210	● مولیٰ علی کو فاطمہ کی وصیت.....
211	● غسل کی بحث.....
213	● بتول زہراء نے تعزیت کی.....
213	● بتول زہراء کی وصیت.....
214	● فاطمہ انسانی حور ہیں.....
214	● فاطمہ کا صراط پر گزر.....

- بتول زہراء کی مقبولیت رسول 215
- حضرت فاطمہ کی محبوبیت 215
- اہل بیت کون کون ہیں 216
- زینب یا ام کلثوم کا کفن 216
- ایک صاحبزادی کے دفن میں حضور کا فرمان 217
- حضرت ابراہیم کی دایہ 217
- ابراہیم اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے 218
- ابراہیم کی بشارت دی گئی 219
- اشعار 219

■ اہل بیت کے فضائل

- اہل بیت آگ سے محفوظ ہیں 227
- اہل بیت جنتی ہیں 228
- اہل بیت کے لیے دعا 230
- حضور اہل بیت کے بھی شفیع ہیں 230
- اہل بیت کی تعظیم نہ کرنے والا مستحق وعید ہے 234
- اہل بیت امت کے لیے امان ہیں 236
- حضرت جعفر کا جنت میں اڑنا 237
- امام باقر کو حضور نے سلام کہا 237

238اہل بیت سے حسن سلوک کا صلہ	●
238بنی ہاشم کو صدقہ دینا جائز نہیں	●
241جفر کی ایک کتاب	●
242اہل بیت کا ادب	●
243اشعار	●
245	حضرات حسنین کریمین	■
247حضرت حسن کی ولادت	●
247حضرت حسن اور امیر معاویہ	●
248امام حسن کی کرامات	●
249امام حسن پر ہر کا اثر	●
251امام حسین کی ولادت	●
251حنین کی کشتی	●
252ام الحارث کا خواب	●
252حسین کو ابراہیم پر ترجیح	●
253حضرت ام سلمہ اور خاک کر بلا	●
253شہادت حسین کی خبر	●
255حضرات حسنین کے لیے فاروقی اقوال	●
257علم و کرم	●

صفحات

مضامین

257 ہیبت و محبت	●
257 کرم و سرداری	●
258 واقعہ کربلا	●
260 حضور نے حسن کو گلے لگایا	●
261 حسنین کو حضور نے گلے لگایا	●
262 حسین کی محبوبیت	●
263 حسنین کی جزئی فضیلت	●
264 حسنین کا نام	●
264 حسین کی شہادت اور اہل مدینہ کا یزید پر خروج	●
265 جوانان اہل جنت کے سردار	●
265 حضرت حسن نے امیر معاویہ کو خلافت تفویض کی	●
266 حسنین کا عقیقہ	●
266 یزید کا ظلم اور حسین کی مظلومیت	●
267 جنت کو وجد آگیا	●
267 حسنین کی سیادت	●
268 امام حسین کے ایک پوتے کا واقعہ	●
268 دینی بھائی سے امام حسن کی محبت	●
269 نکتہ	●

270 اشعار	●
273 معجزات نبوی ﷺ	■
275 معجزہ کیا ہے؟	●
276 معجزات کی چار قسمیں	●
278 حضور اور انبیاء سابقین کے معجزات	●
281 مختلف معجزات کا اجمالی تذکرہ	●
285 اونٹ کی فریاد	●
288 اونٹ نے حضور کو سجدہ کیا	●
289 سورج ٹھہر گیا	●
290 چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں	●
291 استن حنانہ	●
292 معجزہ شق القمر	●
293 درخت آپس میں مل گئے	●
295 پہاڑ نے حضور کو آواز دی	●
295 زوجین میں الفت ہو گئی	●
296 درخت نے حضور کو سلام کیا	●
297 ہرنی کی رہائی	●
298 قرض کی ادائیگی	●

298 حضرت جابر کی دعوت	●
299 جانور نے حضور کو سجدہ کیا	●
308 درخت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا	●
309 دل کے اشعار	●
311 معجزات انبیاء کا منکر کافر ہے	●
311 انگشتان مبارک سے پانی کا چشمہ	●
312 سب سے افضل پانی	●
312 اعجاز قرآن سے عمر کے دل میں اسلام کی عظمت	●
314 درخت اور ابر کا سایہ	●
315 والدین کا زندہ ہونا	●
316 شجر و حجر نے سجدہ کیا	●
318 ہاتف کی پکار	●
319 چار پائے کلام کرتے ہیں	●
319 ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا	●
321 اشعار	●
325 معراج النبی ﷺ	■
327 معراج کب ہوئی؟	●
328 معراج کتنی بار اور کیسے ہوئی؟	●

328 مختصر تذکرہ معراج	●
331 دیدار الہی	●
332 شق صدر مبارک	●
333 حضور نے رب کو دیکھا	●
338 حضور کے رویت باری پر اقوال ائمہ	●
340 حضور کا عرش پر تشریف لے جانا	●
352 ایک مرد خدا	●
352 بیت المعمور میں نماز	●
353 حضرت عائشہ کے شبہ کا جواب	●
354 معراج ایک عجیب معجزہ ہے	●
355 ابو جہل کی تکذیب	●
355 ابوبکر صدیق کی تصدیق	●
356 حضور نے بیت المقدس کی نشانیاں بتائیں	●
356 قافلے کا حال بتا دیا	●
356 معراج، رات کو کیوں ہوئی	●
357 معراج جسمانی ہوئی	●
357 سلطنت الہی کے دولہا	●
358 حضرت ابراہیم کا ارشاد	●

صفحہ	مضامین
------	--------

358	• جہنم میں عورتوں کی کثرت.....
359	• فرضیت نماز.....
360	• معراج سے پہلے نماز.....
374	• قاب قوسین اودائی.....
375	• یاد خدا اور یاد نبی.....
376	• فاتح باب رسالت و خاتم دور نبوت.....
377	• براق کی شوخی اور حیا.....
378	• حضور نے انبیاء کی امامت فرمائی.....
382	• حضور نے ملائکہ کی امامت فرمائی.....
383	• شب معراج انبیاء سے ملاقات اور ان کا بیان فضائل.....
384	• غوث اعظم اور براق کی گردن پر حضور کا قدم.....
386	• تنبیہ.....
390	• اشعار.....
399	■ <u>سرور کونین ﷺ کے علوم و معارف</u>
402	• آیات علم و حکمت.....
404	• علم شعر.....
406	• خواب اور علم تعبیر.....
407	• حضور، علم الخلق ہیں.....

407 حضور علم میں سب سے بڑھ کر ہیں	●
408 اشعار	●
409 علم غیب مصطفیٰ ﷺ	■
413 قیامت تک کے احوال کی خبر	●
414 مختلف احوال غیبیہ کی خبر	●
417 حضور کو اولین و آخرین کے علوم عطا ہوئے	●
420 کسی روایت و حکایت سے نفی غیب کا جواب	●
422 ازالہ شبہات	●
424 ثبوت غیب پر حدیثیں	●
428 حضور پر مخلوقات اور امت کی پیشی	●
430 حضور پر جملہ احوال و اشیاء کا انکشاف	●
432 خالق و مخلوق کے علم میں فرق	●
434 نصوص حصر	●
435 علم کی قسمیں	●
436 منکرین علم غیب کا حکم	●
439 توہین نبی کا حکم	●
440 بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور آیات نفی کی مراد	●
446 منافق کا استہزاء	●

- 447انقسام علم اور علماء کی تصریحات
- 453علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل
- 454علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء
- 456حضور علم کتابت سے واقف تھے
- 457شب معراج انکشاف اشیاء
- 457حقیقت اشیاء کا انکشاف
- 459حضور کی روح انور کا مشاہدہ
- 459ہمارے حضور اور انبیاء کے علوم میں فرق
- 461دل کا مشاہدہ
- 462حضور کے بتانے سے دوسرے کے لیے ثبوت غیب
- 463حضور کو علوم خمسہ حاصل ہیں
- 468غنیمت کی پیشین گوئی
- 469بچیوں کی نواسنجی
- 470مالک بن عوف کی التجا
- 471اثبات غیب پر قرآنی دلائل
- 473رب کی تجلی اور معرفت اشیاء
- 474علم ماکان وما یکون
- 475حضور کا علم عطائی ہے

- 475 حضور نے فرقہ و ہابیہ کی خبر دی ہے ●
- 476 مولیٰ علی نے ذوالثند یہ کی خبر دی ●
- 477 وہابیہ کی علامتیں ●
- 478 غنائم کی تقسیم اور وہابیہ کے بارے میں پیشین گوئی ●
- 478 حضور کی شان عطا ●
- 479 حضور نے ناقہ بتا دیا ●
- 479 مطلقاً علم غیب کا منکر کافر ہے ●
- 479 علم بالواسطہ ●
- 480 نگاہ نبوت ●
- 480 غیب کی کنجیاں ●
- 481 غیب ذاتی و عطائی ●
- 483 ختم دنیا کا حال ●
- 483 جنات کی غیب دانی کا اعتقاد کفر ہے ●
- 486 حضور کو علم غیب تدریجاً عطا ہوا ●
- 486 عالم الغیب کا اطلاق ●
- 487 حضور کو ما کان وما یکون کا علم ہے ●
- 488 حضور کو ہر چیز کا تفصیلی علم ہے ●
- 489 حضور نے گستاخی کی خبر دی ●

491 دجال کی خبر	•
492 خوارج و وہابیہ کی خبر	•
494 امراء کی خبر	•
496 لوگوں کے گمراہ ہونے کی خبر	•
496 ایک شخص کے قتل کا حکم اور اس کے فتنہ کی خبر	•
499 علم غیب پر آیات قرآنیہ	•
501 علم کی تقسیم	•
506 علم سے بندوں کی مدح	•
507 آیات نفی و اثبات میں تطبیق	•
507 خالق و مخلوق کے علم میں فرق و امتیاز	•
509 علوم انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام	•
511 لوح محفوظ اور حضور کا علم	•
513 علم غیب پر اقوال ائمہ و علماء	•
516 حضور کے علم کا ذریعہ قرآن اور وحی ہے	•
517 علوم خمسہ	•
520 علوم خمسہ میں علماء و ائمہ کا موقف	•
522 ام الفضل کو عبد اللہ کی بشارت	•
524 صدیق اکبر نے اپنی دختر کی خبر دی	•

- 524 فتح خیبر کی بشارت اور علی ●
- 525 حضور نے اپنے وصال کی خبر دی ●
- 526 بدر میں کفار کے موضع موت کی نشان دہی ●
- 526 حضرت علی کو اپنی شہادت کی خبر ہو گئی ●
- 527 ایک صحابی کو مقام موت کی خبر دی ●
- 527 حضور نے بارش کی خبر دی ●
- 528 یوسف علیہ السلام نے مصریوں کو قحط کی خبر دی ●
- 528 علم قیامت ●
- 530 ذات الہی کے مظہر اتم ●
- 531 سواد بن قارب کے اشعار ●
- 532 ازل سے ابد تک کا علم ہونے کی تحقیق ●
- 532 حضور کے علم غیب پر بعض علماء کے اقوال ●
- 533 حضور کے علم کی ابتدا و انتہا ●
- 533 اشعار ●
- 535 علم تعبیر رویا ■
- 540 سچے خواب اور مبشرات ●
- 542 ابن زمل کا خواب ●
- 543 حضرت عائشہ کی بشارت ●

نور محمدی ﷺ

545

- 548 حدیث نوری •
- 550 نور نبی ہر چیز کی اصل ہے •
- 551 نور محمدی میں مذہبِ اسلم •
- 552 نور محمدی کو چراغ سے تشبیہ دینے میں حکمت •
- 553 نور کی تعریف •
- 554 اللہ کے نور ذاتی سے حضور کی آفرینش •
- 557 نور محمدی کی تفہیم کے لیے ایک مثال •
- 562 چند فوائد •
- 565 حضور باعثِ ایجادِ عالم ہیں •
- 568 مدد و نعمت حضور سے ملتی ہے •
- 569 حضور کی تخلیق •
- 570 جسمِ انور کا سایہ نہ تھا •
- 574 سایہ نہ ہونے میں حکمت •
- 576 حضور نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا •
- 579 دلیل عقلی و نقلی سے حضور کے نور ہونے کا ثبوت •
- 581 دعائے نور •
- 581 نور نبی کی چمک و تابش •

583 وقت ولادت نور حضور	●
584 سوزن گم شدہ مل گئی	●
584 بشریت نورانیت کے منافی نہیں	●
585 فرشتوں کا بھی سایہ نہیں	●
587 عدم سایہ کا ثبوت اور امام احمد رضا کا عشق بھرا پیغام	●
592 فائدہ جلیلہ	●
594 حضور تاریکی میں بھی دیکھتے تھے	●
595 عدم سایہ اور صحابہ کا ادب	●
598 آداب بارگاہ اقدس	●
599 اکثر صحابہ کا سایہ نہ دیکھنے کی وجہ	●
601 عدم سایہ پر مطلع نہ ہونے کی ایک اور وجہ	●
604 حضور کی نماز نور ہے	●
605 حضور نور عرش ہیں	●
605 نور نبی مخلوق ہے	●
605 آدم کو فرشتوں کا سجدہ	●
606 حضور کا سراپائے اقدس منور ہے	●
607 سراپردہ عرش میں نور محمدی	●
607 روز قیامت نور محمدی کی جولانی	●

608 چمکتے آفتاب	●
609 نور نبی اور عالم کی تخلیق	●
610 انوار کی قسمیں	●
612 تجلی کلیم سے تشبیہ	●
614 اشعار	●
619	حضور ﷺ کی سیادت مطلقہ	■
622 انبیاء سے عہد و میثاق	●
627 آیت میثاق کی تاکیدات	●
629 حضور کی رحمت و افضلیت	●
630 حضور جمیع مخلوقات کے رسول ہیں	●
633 آیت افضلیت مطلقہ پر دلیل ہے	●
634 انبیاء کے لیے ادائے امانت کی چیزیں	●
636 حضور کی عقل	●
637 حضور کی رسالت عام ہے	●
638 انبیاء پر حضور کی عظمت	●
639 رسولوں میں افضل	●
640 انبیاء اور حضور کے خطاب میں فرق	●
644 حضور کو نام لے کر پکارنا حرام ہے	●

- امتوں کے خطاب میں فرق 645
- اللہ تعالیٰ کا حضور کی قسم یاد فرمانا 646
- اعتراض کفار کے جواب انبیاء نے خود دیئے اور حضور کی طرف سے رب العالمین نے 649
- مقام محمود و شفاعت 658
- جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس 660
- حضور کا کرسی پر جلوس 661
- انبیاء اور حضور کے درمیان قرآنی ارشادات میں امتیاز 661
- حضور کی افضلیت اور آدم کا تو سل 672
- حضرت عیسیٰ کو حضور پر ایمان لانے کی تاکید 673
- حضور کی افضلیت مطلقہ 674
- جنت و دوزخ کی تخلیق حضور کے طفیل ہوئی 675
- حضور اور امت محمدیہ دخول جنت میں مقدم ہیں 676
- امت محمدیہ رسوا نہ ہوگی 677
- ذکر خدا کے ساتھ ذکر نبی 677
- کوثر و شفاعت 678
- خلیل و کلیم پر تفصیل 679
- بے حجاب نظارہ کریم 679
- حضور کی افضلیت اور امت کا نور 679

680 نور ہی نور	●
681 آدم اور حضور کا وسیلہ	●
682 زمین و آسمان، جزا و سزا سب حضور کے لیے	●
682 عزت و تکریم حضور کا حصہ ہے	●
683 حضور کے اوصاف حمیدہ	●
683 توریت میں حضور پر ایمان لانے کی تاکید	●
684 خدا چاہتا ہے رضائے محمد	●
685 سیادت مطلقہ پر احادیث و روایات	●
685 سیادت و شفاعت	●
687 انبیاء کرام لواء الحمد کے نیچے	●
688 دخول جنت میں مقدم	●
688 وجہ کریم کو حضور کا سجدہ	●
689 جنت کی کنجیاں حضور کے اختیار میں	●
690 اذن شفاعت اور سجدہ حمد	●
691 سید العالمین	●
691 حضور حبیب اللہ ہیں	●
692 خزائن رحمت کی کنجیاں حضور کے دست رحمت میں	●
693 مرسلین کے پیشوا	●

693 بہترین قبیلہ و خاندان میں حضور کی تشریف آوری	●
694 بہترین اولاد آدم	●
695 روز قیامت فضل میں سبقت	●
696 حدیث اختصار کی مراد	●
698 اول و آخر	●
699 حشر، حضور کے قدموں میں	●
699 براق صرف حضور کو عطا ہوگا	●
700 جنتی حلہ حضور کو عطا ہوگا	●
701 روز قیامت بلندی پر جلوہ فرمائی	●
702 حضرت ابراہیم کی رغبت	●
703 انبیاء کے خطیب و شفیع	●
703 حضور سے انبیاء کا التماس	●
704 باب جنت سب سے پہلے حضور کے لیے کھلے گا	●
704 باب جنت پر حضور کی دستک	●
705 بلند نورانی منبر پر جلوہ فرمائی	●
706 صراط پر گزرنے میں سبقت	●
706 حضور سے پہلے دخول جنت ممکن نہیں	●
707 جنت کی ایک منزل اور حضور	●

709	• انبیاء پر حضور کی افضلیت
710	• ترے پائے کا نہ پایا
710	• بارگاہ عزت میں حضور کی عزت
711	• حضور علم میں انبیاء سے بڑھ کر ہیں
712	• حضور کا ثواب
712	• خلیل و مسیح روز قیامت حضور کے امتی ہوں گے
712	• خلق خدا میں حضور عمدہ ترین ہیں
713	• حضور تمام عالم کے رسول ہیں
713	• جملہ انبیاء پر حضور کی فضیلت
714	• حضور تمام عالم کے لیے رحمت ہیں
716	• حضور خیر الانبیاء ہیں
717	• ایک ہاتف کی پکار
718	• اہل آسمان کے امام
719	• انبیاء سے عہد و پیمان میں حکمت
719	• حضور، حضرت عیسیٰ سے افضل ہیں
720	• اشعار
723	■ <u>خاتمیت محمدی ﷺ</u>
725	• حضور کی شان اولیت

726	● شان آخر
728	● بریت آدم اور ختم نبوت
729	● حضرت موسیٰ اور ختم نبوت
729	● حضرت آدم اور سرکارِ دو عالم ﷺ
730	● شانہ آدم کی تحریر
730	● محمد اور دروازہ جنت
731	● حضرت ابراہیم اور حضور
731	● حضرت یعقوب اور سرورِ کونین ﷺ
731	● حضرت شعیا اور احمد مجتبیٰ
732	● کتب سماوی میں اسم محمد ﷺ
732	● جبریل امین اور خاتم النبیین
733	● آخر النبیین
734	● رحمۃ للعالمین
735	● انبیاء کی التجائے شفاعت
736	● حضرت آدم اور اذان اول
736	● انشراح صدر
737	● میلاد رسول اور ختم نبوت کی بشارت
738	● راہب کا انکشاف

- 738 ولادت اقدس سے پہلے شہادت ایمان و ختم نبوت
- 740 مقوقس کی تصدیق ولادت و ختم نبوت اور مغیرہ کا قبول اسلام
- 741 ایک خاص تاریخ کا طلوع
- 742 یہودی علماء کے ہاں ذکر رسول
- 742 احبار کی زبان پر نعت نبی
- 743 اہل یثرب کو آخر الانبیاء کی بشارت
- 743 ایک یہودی کی گواہی
- 744 آخری امت کے آخری نبی
- 744 دریائے رحمت
- 744 حضور خاتم نبوت ہیں
- 745 خاتم النبیین
- 746 لوح محفوظ میں شہادت ختم نبوت
- 746 عمارت نبوت کی آخری اینٹ
- 747 آخری رسول
- 747 سوسمار کی گواہی
- 748 خاتم النبوة
- 749 رسولوں کے خاتم
- 749 حضور کا فرمان لا نبی بعدی

- 750 اب نبوت باقی نہیں •
- 752 اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے •
- 750 حضور کے بعد کوئی نبی ہوتا تو ابراہیم ہوتے •
- 753 کذاب و دجال اور جھوٹے مدعیان نبوت •
- 755 حضرت علی اور ختم نبوت •
- 758 ختم نبوت پر حضرت نوح کی شہادت •
- 759 زریب بن برثملا کی شہادت •
- 761 ایک کتابی کے پاس حضور کی تصویر •
- 762 ہرقل کے پاس تصاویر انبیاء •
- 766 مقوقس کے دربار میں فرمان نبوی •
- 768 قرب قیامت حضور کی بعثت •
- 769 ہجرت عباس اور ختم نبوت •
- 769 مرض وصال کا ایک خطبہ •
- 770 چوپایہ اور ختم نبوت کی شہادت •
- 771 ابن زل کے خواب میں ختم نبوت کا اشارہ •
- 773 نبوت میں علی کا کوئی حصہ نہیں •
- 774 حضور بعثت میں آخر ہیں •
- 775 وصال اقدس کے بعد فاروق اعظم کا خطاب و ندا •

776 جبریل اور خاتم الانبیاء	•
777 صحابہ کرام اور ختم نبوت	•
777 ختم نبوت اور متواتر حدیثوں کا خلاصہ	•
780 منکران ختم نبوت کی تکفیر میں بعض نصوص ائمہ	•
780 امام ابن حجر مکی	•
780 فتاویٰ ہندیہ	•
780 اعلام بقواطع الاسلام	•
781 الاشباہ والنظائر	•
781 فتاویٰ تاتارخانیہ	•
782 شفاء قاضی عیاض	•
783 مجمع الانہر	•
783 علامہ یوسف اردبیلی	•
784 امام غزالی	•
784 غنیۃ الطالبین	•
784 تحفہ شرح منہاج	•
785 شرح فرائد	•
785 مواہب شریف	•
786 امام نسفی	•

786 مولانا عبدالعلی	●
787 حضور کو خاتم النبیین ماننا ضروریات دین سے ہے	●
789 منکرین ختم نبوت کا حکم	●
791 ختم نبوت پر احادیث	●
793 سب سے پہلا اور آخری نبی	●
794 ختم نبوت کا منکر کافر	●
795 حضور کی بعثت اور قیامت	●
795 حضور رسولوں کے قائد و خاتم ہیں	●
795 اشعار	●

797 حیات النبی ﷺ ■

804 انبیاء زندہ ہیں	●
805 انبیاء کرام کی موت آنی ہے	●
806 حضرت عائشہ کا عمل	●
806 ابدان انبیاء	●
807 چار انبیاء کرام علیہم السلام	●
809 انبیاء حضور کے امتی اور نبی بھی	●
810 انبیاء کی حیات برزخ ابدی ہے	●
810 انبیاء کا تصرف	●

- 811 جسم اقدس تغیر سے محفوظ ہے •
- 812 حیات انبیاء اور درود کی پیشی •
- 814 حیات انبیاء سے متعلق عقیدہ •
- 814 بارگاہ رسالت میں اعمال کی پیشی •
- 816 روز جمعہ اعمال کی پیشی •
- 817 پیر اور جمعرات کو اعمال کی پیشی •
- 817 اشعار •

■ شان محبوبیت ﷺ

- 819 محبوب کی خواہش میں شتابی •
- 826 ابوطالب کو شفا ملی •
- 826 خدا چاہتا ہے رضائے محمد •
- 827 حضور فضل و کمال کے جامع ہیں •
- 827 ذکر حبیب •
- 828 ذکر نبی ذکر خدا •
- 831 اگر حضور نہ ہوتے دنیا کی تخلیق نہ ہوتی •
- 832 محبوبیت کبریٰ •
- 832 اظہار عبدیت •
- 833 سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ •
- 834 سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ •

- 838 رب کی نوازشات •
- 839 کافر کو رب کا جواب •
- 840 بارگاہ ذوالجلال میں حضور کی عزت •
- 843 اللہ نے ملک حضور پر قربان کر دیا •
- 844 اشعار •

849 حضور انور ﷺ کی انفرادی خصوصیات ■

- 851 حضرت آدم اور ہمارے نبی علیہما السلام •
- 853 حضرت ادریس اور ہمارے نبی علیہما السلام •
- 853 حضرت نوح اور ہمارے نبی علیہما السلام •
- 854 حضرت ابراہیم اور ہمارے نبی علیہما السلام •
- 855 مقام خلت و محبت •
- 855 اصنام شکنی •
- 856 حضرت موسیٰ اور ہمارے نبی علیہما السلام •
- 856 پانی جاری کرنا •
- 856 کلام فرمانا •
- 857 فصاحت و بلاغت •
- 857 حضرت یوسف اور ہمارے نبی علیہما السلام •
- 858 حضرت داؤد اور ہمارے نبی علیہما السلام •

- 859 حضرت سلیمان اور ہمارے نبی علیہما السلام ●
- 860 حضرت عیسیٰ اور ہمارے نبی علیہما السلام ●
- 861 خصائص صفات و احوال ●
- 867 شان رسالت میں اعتقاد ●
- 869 حضور شبیہ سے منزہ ہیں ●
- 870 حضور کا نظیر محال ہے ●
- 870 حضور سے عالم منور و موجود ہے ●
- 871 حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا ●
- 872 حضور صراط مستقیم ہیں ●
- 872 حضور کی پکار ●
- 872 حضور کا کلام مفسد نماز نہیں ●
- 873 ابوت آدم علیہ السلام ●
- 873 نگاہ نبوت ●
- 873 ابراہیم علیہ السلام کی دعا ●
- 874 غیر مشترک اوصاف ●
- 874 انبیاء پر حضور کی فضیلت ●
- 875 حضور کے لیے زمین مسجد بنادی گئی ●

875 حضور کا ہمزاد مسلمان ہے	●
877 حضور کا مشورہ	●
878 تحویل قبلہ میں حضور کی مرضی	●
880 حضور سے رب کا مشورہ	●
880 حضور سلطنت الہی کے دولہا ہیں	●
883 حضور بے مثل ہیں	●
883 آٹھ چیزوں سے تخصیص	●
884 تین مخصوص چیزیں	●
884 انبیاء حضور کے امتی ہیں	●
885 فضلات شریفہ	●
885 حضور کی رسالت عامہ	●
886 جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی	●
888 مکھی نہ بیٹھنے میں ایک حکمت	●
889 جوں ایزد انہ دیتی	●
890 حضور کا جانور بوڑھا نہیں ہوتا	●
890 تاریکی میں دیکھنا	●
891 فضائل و خصائص کی روایات	●
895 اشعار	●

897

اول و آخر، ظاہر و باطن

- 899 حضور کی شان اولیت ●
- 900 شان آخر ●
- 901 شان ظاہر و باطن ●
- 901 ہرشی کے جاننے والے ●
- 902 اول و آخر ہونا ظاہر و باطن ہونا ●
- 905 اول و آخر، ظاہر و باطن نام رکھنے کی وجہ ●
- 906 حضور سرور کونین اور حضرت آدم ●
- 907 آخرین بعثت اولین یوم قیامت ●
- 910 صفات الہی کے مظہر اتم ●
- 910 حضور کے نائب ●
- 911 اشعار ●



اخلاق نبوت

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا، تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

واللہ اعلم
اور بے شک تمہاری خوبیوں کی شان کی ہے

(القلم/۴)

اخلاق نبوت

یہ اعتقاد رکھنا لازم ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صورت و سیرت میں مکارم اخلاق و محامد صفات اور ہر قسم کے کمالات و فضائل اور محاسن موجود ہوتے ہیں۔ اور انھیں تمام بنی نوع انسان اور افراد بشری پر فوقیت اور ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ رتبوں میں ان کا رتبہ سب سے بڑا اور درجوں میں ان کا درجہ سب سے بڑا ہوتا ہے۔ اور ان حضرات قدس کا درجہ اور مقام کتنا بلند و بالا جن کو حق سبحانہ و تعالیٰ نے برگزیدگی میں منتخب فرمایا اور درجہ اجتہاد و اصطفاء سے سرفراز فرما کر اپنی کتاب میں ان کی فضیلت اور مدح و ثنا بیان فرمائی۔ صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین۔

شفائے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں مذکور ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق کریمہ سب کے سب فطری، جبلی اور پیدائشی ہیں نہ کہ اکتسابی اور اعمال سے حاصل کردہ ہیں بلکہ اول خلقت اور اصل فطرت میں بغیر اکتساب و ریاضت کی محنت اٹھائے حاصل ہیں اور وہ سب وجود الہی کے اجتہاد اور اس کے نامتناہی فضل کے فیض سے ہیں۔

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات، عالی صفات، منبع البرکات اپنے تمام اخلاق و خصائل، صفات جلال و جمال میں اس قدر اعلیٰ و اشرف، اتم و اکمل، احسن و اجمل اور خوب روشن و اقویٰ ہیں جو حد عدد اور حیطہ ضبط و حصر سے باہر ہیں اور کمالات میں جو کچھ خزانہ قدرت اور مرتبہ امکان میں متصور ہے وہ تمام آپ کو حاصل ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین آپ کے آفتاب کمال کے چاند اور انوار جمال کے مظاہر ہیں۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ نے کیا خوب کہا۔

وکل آی ائی الرسل و الکرام بها

فإنما اتصلت من نورہ بهم

فان شمس فضلهم كواكبها
يظهرن انوارها للناس في الظلم

و كلهم من رسول الله ملتصق
غرفا من اليم او رشفة من الديم

یعنی تمام انبیاء و مرسلین جو نشانی بھی لے کر تشریف لائے وہ سب آپ ہی کے انوار و جمال و جلال کا پرتو ہیں۔ بلاشبہ آپ ہی فضل کے آفتاب ہیں اور وہ سب آپ کے ستارے ہیں۔ جن کے انوار تاریکی میں لوگوں کے لیے مشعل نور ہیں وہ تمام رسول اللہ کے خوشہ چیں ہیں۔ اور آپ کے دریائے فضل کا ایک گھونٹ اور سمندر کا ایک قطرہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔

اللہ تعالیٰ حضور کی ذات کریم میں مکارم اخلاق، محامد صفات اور ان کی کثرت و قوت اور عظمت جمع ہونے کے لحاظ سے قرآن کریم میں مدح و ثنا فرمائی۔ ارشاد ہے انک لعلی خلق عظیم بلاشبہ آپ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں۔ اور فرمایا کان فضل الله عليك عظيما آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکمل محاسن الافعال یعنی مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا۔ اور ایک روایت میں ہے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق یعنی میں اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی ذات شریف میں تمام محاسن و مکارم اخلاق جمع تھے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ جس طرح قرآن کے معنی غیر متناہی ہیں اسی طرح حضور انور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے انوار و آثار اور اخلاق و اوصاف جمیلہ غیر متناہی ہیں۔ اور آپ کے مکارم اخلاق اور محاسن جمیلہ ہر آن اور ہر حال میں تازہ بہ تازہ، نوبہ نو ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ آپ پر علوم و معارف کا افاضہ فرماتا ہے اسے بجز خدا کے کوئی نہیں جان سکتا۔ لہذا آپ کے اوصاف کے جزئیات کے احاطہ کی طرف درپے ہونا ایسا ہی ہے جیسے کسی ایسی چیز کی طرف جو انسان کے مقدور میں نہ ہو اور نہ وہ ممکنات عادیہ میں سے ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محاسن اخلاق کے تمام گوشوں کے جامع تھے یعنی حلم و عفو، رحم و کرم، عدل و انصاف، جود و سخا، ایثار و قربانی، مہمان نوازی، عدم تشدد، شجاعت، ایفائے عہد، حسن معاملہ، صبر و قناعت، نرم گفتاری، خوشروئی، ملنساری، مساوات و غم خواری، سادگی و بے تکلفی، تواضع و انکساری، حیاداری کی اتنی بلند منزلوں پر آپ فائز و سرفراز ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک جملے میں اس کی صحیح تصویر کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا کان خلقہ القرآن۔

یعنی تعلیمات قرآن پر پورا پورا عمل یہی آپ کے اخلاق تھے۔ (مولف)

تواضع

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان تواضع بھی سارے عالم سے نرالی تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اختیار عطا فرمایا کہ اے حبیب اگر آپ چاہیں تو شاہانہ زندگی بسر فرمائیں اور اگر آپ چاہیں تو ایک بندے کی زندگی گزاریں تو آپ نے بندہ بن کر زندگی گزارنے کو پسند فرمایا۔ حضرت اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کی یہ تواضع دیکھ کر فرمایا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کی اس تواضع کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ جلیل القدر مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ آپ تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ بزرگ اور بلند مرتبہ ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے آپ اپنی قبر انور سے اٹھائے جائیں گے اور میدان حشر میں سب سے پہلے آپ شفاعت فرمائیں گے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے عصائے مبارک پر ٹیک لگاتے ہوئے کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لائے تو ہم سب صحابہ تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے، یہ دیکھ کر تواضع کے طور پر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اس طرح نہ کھڑے رہا کرو جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے رہا کرتے ہیں میں تو ایک بندہ ہوں، بندوں کی طرح کھاتا ہوں اور بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی اپنے پیچھے سواری پر اپنے کسی خادم کو بھی بٹھالیا کرتے تھے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ جنگ قریظہ کے دن آپ کی سواری کے جانور کی لگام چھال کی رسی سے بنی ہوئی تھی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غلاموں کی دعوت کو بھی قبول فرماتے تھے جو کی روٹی اور پرانی چربی کھانے کی دعوت دی جاتی تھی تو آپ اس دعوت کو قبول فرماتے تھے۔ مسکینوں کی بیمار پرسی فرماتے، فقراء کے ساتھ ہم نشینی فرماتے اور اپنے صحابہ کے درمیان مل جل کر نشست فرماتے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھریلو کام خود اپنے دست مبارک سے کر لیا کرتے تھے، اپنے خادموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے تھے اور گھر کے کاموں میں آپ اپنے خادموں کی مدد فرمایا کرتے تھے۔

ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا تو جلالت نبوت کی ہیبت سے ایک دم خائف ہو کر لرزہ بر اندام ہو گیا اور کانپنے لگا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم بالکل مت ڈرو، میں نہ کوئی بادشاہ ہوں، نہ کوئی جبار حاکم، میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کی بوٹیاں کھایا کرتی تھیں۔

فتح مکہ کے دن جب فاتحانہ شان کے ساتھ آپ اپنے لشکروں کے ہجوم میں شہر کے اندر داخل ہونے لگے تو اس وقت آپ پر تواضع اور انکساری کی ایسی تجلی نمودار تھی کہ آپ اونٹنی کی پیٹھ پر اس طرح سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے کہ آپ کا سر مبارک کجاوہ کے اگلے حصہ سے لگا ہوا تھا۔

اسی طرح جب حجۃ الوداع میں آپ ایک لاکھ شمع نبوت کے پروانوں کے ساتھ اپنی مقدس زندگی کے آخری حج میں تشریف لے گئے تو آپ کی اونٹنی پر ایک پرانا پالان تھا اور آپ کے جسم انور پر ایک چادر تھی جس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ تھی، اسی اونٹنی کی پشت پر اور اسی لباس میں آپ نے خداوند ذوالجلال کے نائب اکرم اور تاجدار دو عالم ہونے کی حیثیت سے اپنا شہنشاہی خطبہ پڑھا جس کو ایک لاکھ سے زائد فرزند ان تو حید ہمہ تن گوش بن کر سن رہے تھے۔

حسن معاشرت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات، اپنے احباب، اپنے اصحاب، اپنے رشتہ داروں، اپنے پڑوسیوں ہر ایک کے ساتھ اتنی خوش اخلاقی اور ملنساری کا برتاؤ فرماتے تھے کہ ان میں سے ہر ایک آپ کے اخلاق حسنہ کا گرویدہ اور مداح تھا۔

خادم خاص حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دس برس تک سفر و وطن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کیا مگر کبھی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ مجھے ڈانٹا، نہ جھڑکا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تو نے فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی خوش اخلاق نہیں تھا آپ کے اصحاب یا آپ کے گھر والوں میں سے جو کوئی بھی آپ کو پکارتا تو آپ لبیک (حاضر جناب) کہہ کر جواب دیتے۔

حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا کبھی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے پاس آنے سے نہیں روکا اور جس وقت بھی مجھے دیکھتے تو مسکرا دیتے، اور آپ اپنے اصحاب سے خوش طبعی بھی فرماتے اور سب کے ساتھ مل جل کر رہتے اور ہر ایک سے گفتگو فرماتے اور صحابہ کرام کے بچوں سے بھی خوش طبعی فرماتے اور ان بچوں کو اپنی مقدس گود میں بٹھالیتے، اور آزاد نیز لونڈی غلام اور مسکین سب کی دعوتیں قبول فرماتے اور مدینہ کے انتہائی حصہ میں رہنے والے مریضوں کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لے جاتے۔ اور عذر پیش کرنے والوں کے عذر قبول فرماتے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کان میں کوئی سرگوشی کی بات کرتا تو آپ اس وقت تک اپنا سر اس کے منہ سے الگ نہ فرماتے جب تک وہ کان میں کچھ کہتا رہتا۔ اور آپ اپنے اصحاب کی مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ اور جو آپ کے سامنے آتا آپ سلام کرنے میں پہل کرتے اور ملاقاتیوں سے مصافحہ فرماتے اور اکثر اوقات اپنے پاس آنے والے ملاقاتیوں کے لیے آپ اپنی چادر مبارک بچھا دیتے اور اپنی مسند بھی پیش کر دیتے اور اپنے اصحاب کو ان کی کنتیوں اور اچھے ناموں سے پکارتے۔ کبھی کسی بات کرنے والے کی بات کو کاٹتے نہیں تھے۔ ہر شخص سے خوشروئی کے ساتھ مسکرا کر ملاقات فرماتے، مدینہ کے خدام اور نوکر چاکر برتنوں میں صبح کو پانی لے کر آتے تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے برتنوں میں اپنا مقدس ہاتھ ڈبودیں اور پانی متبرک ہو جائے تو سخت جاڑے کے موسم میں بھی صبح کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ایک کے برتن میں اپنا مقدس ہاتھ ڈال دیا کرتے تھے اور جاڑے کی سردی کے باوجود کسی کو محروم نہیں فرماتے تھے۔

زاہدانہ زندگی

آپ شہنشاہ کونین اور تاجدار دو عالم ہوتے ہوئے ایسی زاہدانہ اور سادہ زندگی بسر فرماتے تھے کہ

تاریخ عالم میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ خوراک و پوشاک، مکان و سامان، رہن سہن غرض حیات مبارکہ کے ہر گوشہ میں آپ کا زہد اور دنیا سے بے رغبتی کا عالم اس درجہ نمایاں تھا کہ جس کو دیکھ کر یہی کہا جاسکتا ہے کہ دنیا کی نعمتیں اور لذتیں آپ کی نگاہ نبوت میں ایک مچھر کے پر سے بھی زیادہ ذلیل و حقیر ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زندگی میں کبھی تین دن لگا تا رایسے نہیں گزرے کہ آپ نے شکم سیر ہو کر روٹی کھائی ہو۔ ایک ایک مہینہ تک کاشانہ نبوت میں چولہا نہیں جلتا تھا اور کھجور و پانی کے سوا آپ کے گھر والوں کی کوئی دوسری خوراک نہیں ہوا کرتی تھی۔

حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا کہ اے حبیب اگر آپ چاہیں تو میں مکہ کی پہاڑیوں کو سونا بنادوں، اور وہ آپ کے ساتھ چلتی رہیں اور آپ ان کو جس طرح چاہیں خرچ کرتے رہیں مگر آپ نے اس کو پسند نہیں کیا اور بارگاہ خداوندی میں عرض کی اے میرے رب مجھے یہی زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن کھانا کھاؤں تاکہ بھوک کے دن خوب گڑ گڑا کر تجھ سے دعائیں مانگوں اور آسودگی کے دن تیری حمد کروں اور تیرا شکر بجالاؤں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس بستر پر سوتے تھے وہ چمڑے کا گدا تھا جس میں روئی کی جگہ درختوں کی چھال بھری ہوئی تھی۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میری باری کے دن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک موٹے ٹاٹ پر سویا کرتے تھے جس کو میں دو تہہ کر کے بچھا دیا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ میں نے اس ٹاٹ کو چار تہہ کر کے بچھا دیا تو صبح کو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے کی طرح تم اس ٹاٹ کو دہرا کر کے بچھا دیا کرو کیوں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس بستر کی نرمی سے کہیں مجھ پر گہری نیند کا حملہ ہو جائے تو میری نماز تہجد میں خلل

پیدا ہو جائے گا۔

جو دو سخا

سخاوت نام ہے بہ آسانی خرچ کرنے اور جو چیز اچھی نہ ہو اس کے حاصل کرنے سے پرہیز کرنے کا، اور یہی جو دو کے معنی ہیں۔ اس کی ضد ”تقتیر“ ہے جس کے معنی خرچ میں تنگی کرنے کے ہیں۔ صراح میں ہے کہ تقتیر عیال پر خرچ کی تنگی کو کہتے ہیں۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام ایسے اخلاق و صفات جن سے سب واقف ہوتے تھے اس میں کسی کے ساتھ ہمسری و برابری نہیں کی جاتی تھی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان سخاوت محتاج بیان نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انسانوں سے زیادہ بڑھ کر سخی تھے۔ خصوصاً ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ برسنے والی بدلیوں کو اٹھانے والی ہواؤں سے بھی زیادہ آپ سخی ہو جاتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے آپ نے لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا ..

یہی وہ مضمون ہے جس کو فرزدق شاعر تابعی (متوفی ۱۱۰ھ) نے کیا خوب کہا ہے کہ ۔

مَا قَالَ لَا قَطُّ إِلَّا فِي تَشْهَدَہ

لَوْلَا التَّشْهَدُ كَانَتْ لَاءُہ نَعَم

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی سائل کے جواب میں لا (نہیں) کا لفظ نہیں فرمایا بلکہ

ہمیشہ نعم (ہاں) ہی کہا۔ مگر کلمہ شہادت میں لا کا لفظ ضرور آپ کی زبان مبارک پر آتا تھا اور اگر کلمہ شہادت میں لا کہنے کی ضرورت نہ ہوتی تو اس میں بھی لا کی جگہ آپ نعم ہی فرماتے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت کسی سائل ہی کے سوال پر محدود و منحصر نہیں تھی بلکہ بغیر مانگے ہوئے بھی آپ نے لوگوں کو اس قدر زیادہ مال عطا فرمایا کہ عالم سخاوت میں اس کی مثال نادر و نایاب ہے۔

آپ کے بہت بڑے دشمن امیہ بن خلف کا فرکا بیٹا صفوان بن امیہ جب مقام ”جعرانہ“ میں حاضر دربار ہوا تو آپ نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرمادیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا۔ چنانچہ مکہ مکرمہ جا کر چلا چلا کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامن اسلام میں آجاؤ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا، اس کے بعد صفوان خود بھی مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بخاری و مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، بہادر اور اجود تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی ذات اشرف نفوس، اور آپ کا مزاج سب سے زیادہ معتدل المزاج تھا اور جوان خوبیوں سے متصف ہو اس کا فعل، احسن افعال، اس کی صورت، املح اشکال اور اس کا خلق، احسن اخلاق ہوگا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ جسمانی و روحانی کمالات کے جامع اور خوب صورتی و خوب سیرتی پر حاوی تھے۔ اور سب سے زیادہ کریم، سب سے بڑھ کر نخی اور سب سے بڑھ کر جود والے تھے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نیز یہ جو آیا ہے کہ، ہر کوئی جو مانگتا اسے مل جاتا، تو اس سے جود و سخا کا اثبات ہے اور اس کا یہ مطلب ہے کہ سائل کے لائق جو چیز ہوتی اس کی لیاقت کے مطابق عطا فرماتے تھے، اور بسا اوقات ایسا بھی

ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سائل کی مصلحت کی خاطر نہ دینے میں مصلحت وقت ملاحظہ فرماتے تھے، مثلاً عمل اور حکومت وغیرہ کو مانگنے کے باوجود نہ عطا فرمائی تاکہ مسلمانوں کے معاملات کے انتظام اور اس شخص کے حال کی درستگی میں کوئی خلل واقع نہ ہو جائے۔ اور کبھی مخالفت اس غرض سے ہوتی کہ وہ شخص طمع سوال اور حرص کی ذلیل عادتوں میں مبتلا نہ ہو جائے۔

جس طرح کہ حکیم بن حزام کا معاملہ ہے باوجودیکہ وہ مقبول بارگاہ اور ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن کے صاحبزادے تھے، انھوں نے کوئی چیز مانگی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا نہ فرمائی اور فرمایا میں خود بھی دے سکتا ہوں لیکن ایک قسم کی کدورت اور کراہیت اس کے ہمراہ ہوگی۔ اور انھیں نصیحت فرمائی کہ جہاں تک ہو سکے کسی شخص سے سوال نہ کرنا۔

بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حکیم بن حزام کا یہ حال ہو گیا کہ اگر کوڑا زمین پر گر جاتا تو کسی سے نہ کہتے کہ اسے اٹھا کر دے دو۔

اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی عمل کی خواہش کی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! تم ضعیف و ناتواں ہو عمل کی خواہش نہ کرو۔ اور کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو۔ یہاں تک کہ اگر تمھارا کوڑا زمین پر گر جائے تو اسے بھی کسی سے نہ اٹھاؤ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکابر صحابہ اور ان میں بہت بڑے زاہد تھے اور ان کا مذہب یہ تھا کہ مال جمع کرنا اور ذخیرہ اندوزی کرنا حرام ہے اگرچہ ادائے زکوٰۃ کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سائل کو رد نہ فرماتے اگر کوئی چیز نہ ہوتی تو فرماتے ہمارے نام پر قرض لے لو جب ہمارے پاس کچھ آجائے گا تو ادا کر دیں گے۔ ایک مرتبہ ایک سائل آیا فرمایا میرے پاس تو کچھ نہیں ہے تم جاؤ قرض لے لو۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول

اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز کا مکلف نہیں بنایا جو آپ کی قدرت میں نہ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ناگوار معلوم ہوئی۔ پھر ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ خوب داد و دہش فرمائیے اور مالک عرش سے کمی کا خوف نہ کھائیے، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور آپ کے چہرہ انور پر بشارت و تازگی اور خوش حالی نمودار ہو گئی اور فرمایا مجھے یہی حکم دیا گیا ہے۔

ترمذی روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں نوے ہزار درہم لائے گئے آپ نے انھیں چٹائی پر رکھ کر تقسیم کرنا شروع کر دیا اور کسی سائل کو محروم نہ رکھا یہاں تک کہ سب تقسیم فرما دیئے۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ”بحرین“ سے کچھ مال لایا گیا آپ نے فرمایا اسے مسجد میں پھیلا دو، پھر آپ مسجد سے باہر تشریف لائے اور اس مال کی طرف نظر تک نہ ڈالی اور جب واپس تشریف لائے تو نماز سے فارغ ہو کر مال کے نزدیک تشریف فرما ہوئے اور ہر کسی کو وہ مال عطا ہوا۔ پھر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے تو ایک درہم بھی باقی نہ رہا تھا۔

ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ ایک لاکھ درہم تھے جسے علاء بن حضرمی نے بحرین کے خراج سے بھیجا تھا اور یہ پہلا مال تھا جو حضور کی خدمت میں لایا گیا تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جود و سخا کے اثر کا ظہور اور ابواب کرم و بخشش کا فتوح حنین کے دن حد و شمار اور حصہ و قیاس سے زیادہ تھا کیوں کہ اس دن ہر عربی کو سو سو اونٹ اور ہزار ہزار بکریاں ملی تھیں۔ اس دن کی بیشتر عطا تالیف قلب کے لیے تھی تاکہ ضعیف الایمان اشخاص دنیاوی امداد کے ذریعہ دین میں ثابت قدم ہو جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جود و سخا، حد و شمار اور اندازہ و قیاس سے باہر تھا اور جو کچھ موجود

تھا اسی پر آپ کا جو دوسخا منحصر نہ تھا لاکھ در لاکھ گنا بھی ہوتا تو بھی ان کا یہی حال ہوتا۔

حقیقت جو دوسخا اور کرم و عطا کے تحقق ہونے کے لیے بالفعل صفت کا ہونا شرط نہیں ہے یہ صفت ذاتی، طبعی اور پیدائشی ہے اور اس کے اثر کا ظہور اور ہے جو کچھ ہاتھ میں آتا عطا فرما دیتے اور اس شان سے عطا کرتے کہ فقر اور مال نہ رہنے کا خوف کرتے اور نہ اندیشہ رکھتے۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی ضرورت مند محتاج کو ملاحظہ فرماتے تو اپنا کھانا پینا تک اٹھا کر عنایت فرما دیتے حالاں کہ اس کی آپ کو بھی ضرورت ہوتی۔ آپ عطا و تصدق میں تنوع فرمایا کرتے، کسی کو ہبہ فرماتے، کسی کو حق دیتے، کسی کو بار قرض سے چھڑاتے، کسی کو صدقہ دیتے، کسی کو ہدیہ فرماتے، اور کبھی کپڑا خریدتے اور اس کی قیمت ادا کر کے اس کپڑے والے کو وہی کپڑا بخش دیتے اور کبھی قرض لیتے اور مبلغ سے زیادہ عطا فرماتے اور کبھی کپڑا خرید کر اس کی قیمت سے زیادہ رقم عنایت فرما دیتے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اس سے کئی گنا انعام عطا فرما دیتے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنی آدم میں علی الاطلاق سب سے زیادہ صاحب جو دوسخا تھے آپ کے جو دوسخا کی مختلف قسمیں تھیں یہ خواہ علم و مال کی عطا میں ہو یا بندوں کی ہدایت کے لیے دین حق کے اظہار میں ذاتی جہد و کوشش میں ہو۔

عدل

عدل کے معنی خواہ عدالت و انصاف اور داد گستری کے لیے جائیں یا اخلاق و صفات میں اعتدال و توسط لیے جائیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی میں دونوں معنی تھے اور دونوں ہی متصور ہیں۔

خدا کے مقدس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان میں سب سے زیادہ امین، سب سے بڑھ کر عادل اور پاک دامن و راست باز تھے۔ یہ وہ روشن حقیقت ہے کہ آپ کے بڑے بڑے دشمنوں نے بھی اس

کا اعتراف کیا، چنانچہ اعلان نبوت سے پہلے اہل مکہ آپ کو ”صادق الوعد“ اور ”امین“ کے معزز لقب سے یاد کرتے تھے۔ حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مکہ والوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ آپ اعلیٰ درجہ کے امین اور عادل ہیں۔ اسی لیے اعلان نبوت سے پہلے اہل مکہ اپنے مقدمات اور جھگڑوں کا آپ سے فیصلہ کرایا کرتے تھے اور آپ کے تمام فیصلوں کو انتہائی احترام کے ساتھ بلا چون و چرا تسلیم کر لیتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ امین کا فیصلہ ہے۔

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ذوالخویصرہ تمیمی نے کہا عدل فرمائیے، اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا جو تقسیم فرما رہے ہیں مٹی برانصاف نہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر اگر میں عدل نہیں کروں گا تو دوسرا کون کرے گا۔

ابوالعباس مبرد جو علم نحو کا امام ہے نے کہا کہ کسریٰ شاہ فارس نے اپنے دنوں کی تقسیم کر رکھی ہے۔

ہوا کا دن سونے کے لیے۔

ابرآلود کا دن شکار کے لیے۔

اور بارش والا دن شراب پینے کے لیے موزوں ہے۔

اور روز آفتاب یعنی کھلا دن لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے اچھا ہے۔

بیان کرتے ہیں کہ کسریٰ لوگوں کی سیاسی سوجھ بوجھ میں عقلمند نہ تھا تو وہ اپنے دین میں کہاں ہوگا۔

لیکن ہمارے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دن کو تین جز پر تقسیم کر رکھا تھا۔

دن کا ایک حصہ خدا کی عبادت کے لیے۔

اور ایک حصہ اہل و عیال کے لیے۔

اور ایک حصہ خاص اپنے لیے۔

پھر اس تیسرے حصہ کو بھی اپنے لیے اور لوگوں کی حاجتیں پوری فرمانے کے لیے تقسیم کر دیا تھا۔
ابو جعفر طبری سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دو مرتبہ کے سوا کبھی بھی جاہلیت کے اعمال کا قصد نہ کیا اور ان دو مرتبہ میں بھی ہر بار اللہ تعالیٰ میرے اور میرے ارادہ کے درمیان حائل ہو گیا پھر میں نے کبھی ایسا قصد نہ کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رسالت سے سرفراز فرمایا۔

ایک مرتبہ تو ایسا ہوا کہ میں نے ایک رات اپنے اس ساتھی سے کہا جو میرے ساتھ بکریاں چرایا کرتا تھا کہ تم میری بکریوں کا خیال رکھنا، میں مکہ مکرمہ ہو آؤں اور افسانے کہوں اور سنوں جس طرح نوجوان کہتے اور سنتے ہیں۔ میں وہاں سے چلا اور مکہ مکرمہ کی ایک سرائے میں آیا وہاں لوگ نشانہ بازی کر رہے تھے اور دف و مزامیر بجا رہے تھے، اس دن کسی کے گھر میں شادی تھی میں بیٹھ گیا تاکہ اسے سنوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے سلا دیا اور مجھے اس وقت بیدار کیا جب کہ آفتاب کی گرمی پھیل چکی تھی میں لوٹ آیا۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا، پھر میں نے کبھی بھی اس برائی کا قصد نہ کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

وقار و بدبہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں حلم و وقار اور آپ کے حرکات و سکنات میں بردباری و آہستگی ایسی تھی جو کسی دوسرے میں ممکن نہیں۔ حدیث پاک میں مروی ہے کہ آپ مجلس مبارک میں سب لوگوں سے بڑھ کر باوقار تھے۔ اور آپ کے جسم و اعضا کا کوئی عضو باہر نہ نکلتا تھا جس طرح عام طور پر کوئی ہاتھوں کو گھماتا ہے کوئی پاؤں پھیلاتا ہے وغیرہ۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت زیادہ خاموش پسند تھے اور ضرورت کے وقت ہی کلام فرمایا

کرتے تھے اور جو کوئی غیر جمیل یعنی بغیر حسن و خوبی کے بات کرتا آپ اس سے رخ پھیر لیا کرتے، آپ کا کلام قول فیصل ہوتا اظہار مطلب میں الفاظ نہ زیادہ ہوتے نہ کم۔

ابن ابی ہالہ کی حدیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاموش پسندی کا سبب چار چیزیں تھیں۔ حلم، حذر یعنی خشیت الہی، تقدیر، اور تفکر یعنی غور و خوض۔ آپ کا ہنسنا مسکرا نے کی حد تک تھا اور آپ کے حضور میں صحابہ کا ہنسنا بھی آپ کی پیروی اور اتباع ہی میں تھا۔ آپ کی مجلس مبارک، حلم و حیا اور خیر و امانت کی مجلس تھی جس میں آوازیں بلند و اونچی نہ ہوتیں، بری باتوں سے اجتناب کیا جاتا تھا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلام فرماتے تو تمام صحابہ اپنے سروں کو جھکا لیتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر سر اٹھایا تو وہ اڑ جائیں گے۔ صاحب الشفاء نے صحابہ کرام کی اس حالت کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کلام فرمانے کی حالت کے ساتھ مخصوص و مقید کیا ہے۔ حالاں کہ دیگر کتابوں میں مطلقاً آیا ہے کہ مجلس نبوی کی حاضری میں صحابہ کرام کی ہمہ وقت یہی حالت رہتی تھی۔

ایک حدیث میں ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں منہ میں سنگہ ریزہ رکھ کر بیٹھا کرتے تھے تاکہ سانس نہ گھٹے اور بات نہ کر سکیں، یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال پر محبت کی لڑی میں پرو کر نظر جمائے رکھتے تھے۔

آپ کی نشست و برخاست، رفتار و گفتار ہر ادا میں ایک خاص پیغمبرانہ وقار پایا جاتا تھا جس سے آپ کی عظمت نبوت کا جاہ و جلال آفتاب عالم تاب کی طرح ہر خاص و عام کی نظروں میں نمودار رہتا تھا۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد اول، سیرت المصطفیٰ)

اوصاف کریمانہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف کریمانہ کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس

سرہ تحریر فرماتے ہیں :

علامہ ابن ظفر کتاب خیر البشر بخیر البشر پھر قسطلانی و شامی و حلبی و دہلوی وغیرہم علماء اپنی تصانیف جلیلہ میں ناقل، رب العزت تبارک و تعالیٰ کتاب شعیا علیہ الصلاۃ والسلام میں فرماتا ہے۔

عبدی الذی سرت بہ نسی انزل علیہ وحی فیظہر فی الامم عدلی و یوصیہم الوصایا و لا یضحک و لا یسمع صوتہ فی الاسواق یفتح العیون العور و الاذان الصم و یحیی القلوب الغلف و ما اعطیہ لا اعطی احدا مشفح بحمد اللہ حمدا جدیدا۔

میرا بندہ جس سے میرا نفس شاد ہے میں اس پر اپنی وحی اتاروں گا وہ تمام امتوں میں میرا عدل ظاہر کرے گا اور انھیں نیک باتوں پر تاکید فرمائے گا بے جا نہ بنے گا اور بازاروں میں اس کی آواز نہ سنی جائے گی اندھی آنکھیں اور بہرے کان کھول دے گا اور غافل دلوں کو زندہ کرے گا میں اسے جو عطا کروں گا وہ کسی کو نہ دوں گا مشفح اللہ کی نئی حمد کرے گا۔

مشفح ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اور محمد سے ہم وزن وہم معنی ہے، یعنی بکثرت و بار بار سراہا گیا۔
(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

عقل مبارک

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ اعظم و اتم اور کامل تر اخلاق ہیں، اور ان اخلاق کی اصل منبع اور جائے نشو و نما عقل ہے۔ کیوں کہ عقل ہی سے علم و معرفت کے سوتے پھوٹتے ہیں اور اسی سے رائے کی قوت، تدبیر میں جودت، فکر و نظر میں اصابت، انجام کار پر صحیح نتیجہ کی برآمد، مصالح نفس، مجاہدہ شہوت، حسن سیاست و تدبیر، خوبیوں کی اشاعت، اور رذائل سے اجتناب جیسی صفات متفرع ہوتی ہیں۔

عقل کی حقیقت میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ قاموس میں کہا گیا ہے کہ عقل، چیزوں کے حسن و قبح

اور اس کے کمال و نقصان کی صفات کے علم کا نام ہے۔ اور یہ علم عقل کے نتائج و ثمرات سے حاصل ہوتا ہے اور عقل ایسی قوت ہے جو اس علم کا مبداء اور سرچشمہ ہے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ انسان کی حرکات و سکنات میں ہیئت محمودہ کا نام عقل ہے۔ حالاں کہ یہ بھی عقل کے خواص و آثار کے قبیل سے ہے۔

قول حق جسے علماء نے بیان کیا ہے کہ عقل ایک روحانی نور ہے جس سے علوم ضرور یہ اور نظریہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور عقل کا آغاز وجود بچے کی پیدائش کے ساتھ ہے پھر وہ رفتہ رفتہ نشوونما پاتا جاتا ہے یہاں تک کہ بلوغ کے وقت کامل ہو جاتا ہے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کمال عقل و علم میں اس مرتبہ پر تھے کہ کوئی بشر آپ کے سوا اس درجہ تک نہیں پہنچا، اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ پر افاضہ فرمایا ان میں سے بعض پر عقل و افکار حیران ہیں اور جو بھی آپ کے احوال کی کیفیتوں اور آپ کی صفات حمیدہ اور محاسن افعال کی تلاش و جستجو کرتا ہے اور جوامع الکلم، حسن ثنائی، نادر و لطیف خصائل، لوگوں کی سیاسی تدبیر، شرعی احکام کا اظہار و بیان، آداب جلیلہ کی تفصیل، اخلاق حسنہ کی ترغیب و تحریص، آسمانی کتابوں اور ربانی صحیفوں پر آپ کا علم، گزشتہ امتوں کے تاریخی حالات، ایام ماضیہ کے احوال، کہاوتوں اور ان کے وقائع و احوال کا بیان، اہل عرب جو مانند درندوں اور چوپائے کے تھے جن کی طبائع جہل و جفا اور نادانی و شقاوت کی بناء پر متنفر اور دور رہنے والی تھیں، ان کی اصلاح و تدبیر، ان کے ظلم و جفا و تکلیفوں پر آپ کا صبر و تحمل، پھر ان کو علم و عمل، حسن اخلاق و اعمال میں غایت درجہ تک پہنچانا، انھیں دنیا و آخرت کی سعادتوں سے بہرہ ور کرنا، پھر کس طرح ان سعادتوں کو اپنے نفسوں پر ان کا اختیار کرنا، اور اپنے گھروں، دوستوں، عزیزوں کو آپ کی خوشنودی کی خاطر ان کا چھوڑنا، ان سب کا اگر کوئی مطالعہ کرے تو وہ جان لے گا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل کامل اور آپ کا علم کس مرتبہ و مقام پر تھا۔

نگار من کہ بملک زفت و خط نوشت

بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

جو بھی آپ کے احوال شریف کو ابتداء سے انتہاء تک مطالعہ کرے گا دیکھے گا کہ پروردگار عالم نے آپ کو کتنا علم عطا فرمایا اور آپ پر اس کا کتنا فیضان ہے اور ماکان وما یکون یعنی گزشتہ و آئندہ کے علوم و اسرار بدیہی طور پر کس طرح حاصل ہیں تو وہ بے شک و شبہ اور بغیر وہم و خیال علم نبوت کو جان لے گا۔

عوارف المعارف میں بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ پوری عقل کے سو حصے ہیں ان میں سے ننانوے حصے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہیں اور ایک حصہ تمام مسلمانوں میں۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اگر وہ یوں کہیں کہ عقل کے ہزار حصے ہیں جن میں سے نو سو ننانوے حصے حضور میں ہیں اور ایک حصہ تمام لوگوں میں تو اس کی بھی گنجائش ہے اس لیے کہ جب آپ میں بے نہایت کمال ثابت ہے تو جو بھی کہا جائے گا بجا ہوگا۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد اول)

حضور کی عقل سب سے زیادہ و کامل ہے

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل مبارک اور دیگر اوصاف حمیدہ کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

دہب بن مہبہ فرماتے ہیں میں نے اکہتر کتب سماویہ میں لکھا دیکھا کہ روز آفرینش دنیا سے قیام قیامت تک تمام جہان کے لوگوں کو جتنی عقل عطا کی گئی ہے وہ سب مل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل کے آگے ایسی ہے جیسے تمام ریگستان دنیا کے سامنے ریت کا ایک دانہ۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

خوف خداوندی

ایک حدیث میں ہے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک مہینے کے وعدے پر ایک کنیز سو

دینار کو خریدی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

الا تعجبون من اسامة المشتري الى شهر ان اسامة تطويل الا مل و الذي نفسي
بيده ما طرفت عيناي الا وظننت ان شفرى لا يلتقيان حتى يقبض الله روحى و لا رفعت
قدحا الى فى فظننت انى واضعه حتى اقبض و لا لقمتم لقمة الا ظننت انى لا اسيفها
حتى اغص بها من الموت و الذي نفسي بيده ان ما توعدون لات و ما انت بمعجزين .

کیا اسامہ سے تعجب نہیں کرتے جس نے ایک مہینے کے وعدے پر خریدی بیشک اسامہ کی امید لمبی
ہے قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تو جب آنکھ کھولتا ہوں یہ گمان ہوتا ہے کہ پلک جھپکنے سے
پہلے موت آجائے گی اور جب پیالہ منہ تک لے جاتا ہوں کبھی یہ گمان نہیں کرتا کہ اس کے رکھنے تک زندہ
رہوں گا اور جب کوئی لقمہ لیتا ہوں گمان ہوتا ہے کہ اسے حلق سے نیچے اتارنے نہ پاؤں گا کہ موت اسے
گلے میں روک دے گی۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ بے شک جس بات کا تمہیں وعدہ دیا
جاتا ہے ضرور آنے والی ہے اور تم تھکا نہ سکو گے۔

اسے ابن ابی الدنیا نے قصر الاطل میں، ابو نعیم نے حلیہ میں، اصہبانی نے ترغیب میں اور بیہقی نے
ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیوار پر کھمگل اور ٹٹی درست کرتے دیکھا فرمایا اے عبداللہ کیا
ہے؟ عرض کی اسے درست کرتا ہوں۔ فرمایا الامر اسرع من ذلک .
معاملہ اس سے قریب تر ہے۔

اسے ابو داؤد و ترمذی اور ابن ماجہ و ابن حبان نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ایک بار حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گردن مبارک پر دست اقدس رکھ کر فرمایا

ہذی ابن آدم و هذا اجله .

یہ ابن آدم ہے اور یہ اس کی موت ہے۔

پھر دست انور پھیلا کر فرمایا ثم امله و ثم امله .

اور وہ اتنی دور اس کی امید ہے اتنی دور اس کی امید ہے۔

اسے ترمذی وابن حبان و نسائی اور ابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

توکل علی اللہ

ایک حدیث میں ہے فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من کنز دنیا یریدہ حیاة باقیة فان الحیاة بید اللہ الا وانی لا اکنز دینارا و لا درهما و لا اخباء رزقا لغد.

جو دنیا جوڑ کر رکھے کہ بقائے زندگی چاہتا ہو تو زندگی تو اللہ کے ہاتھ ہے، سن لو میں نہ اشرفی جوڑ کر رکھتا ہوں نہ روپیہ نہ کل کے لیے کھانا اٹھا کر رکھوں۔ اسے ابوالشیخ نے کتاب الثواب میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حضور پر نور سید المتوکلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے نفس کریم کے لیے کل کا کھانا بچا رکھنا پسند نہ فرماتے۔

ایک بار خادمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پرند کا گوشت کہ آج تناول فرمایا تھا بچا ہوا دوسرے دن حاضر کیا، فرمایا :

الم انھک ان ترفعی شینا لغد فان اللہ تعالیٰ یأتی برزق غد.

کیا ہم نے منع نہ فرمایا کہ کل کے لیے کچھ اٹھا کر نہ رکھنا کل کی روزی اللہ کل دے گا۔

اسے ابو یعلیٰ نے سند صحیح کے ساتھ اور بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

توکل سے متعلق چند ارشادات

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل و عد نفسک فی اصحاب القبور
اذا أصبحت فلا تحدث نفسک بالمساء و اذا امسیت فلا تحدث نفسک بالصباح.
دنیا میں یوں رہ گویا تو مسافر بلکہ راہ چلتا ہے اور اپنے آپ کو قبر میں سمجھ صبح کرے تو دل میں یہ خیال
نہ لا کہ شام ہوگی اور شام ہو تو یہ نہ سمجھ کہ صبح ہوگی۔ اسے ترمذی و بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت
کیا۔

ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

یا ایہا الناس الا تستحيون.

اے لوگو کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟

حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ کس بات سے؟ فرمایا، تجمعون ما لا تاكلون و تبون ما
لا تعمرون و تاملون ما لا تدركون الا تستحيون من ذلك.

جمع کرتے ہو جو نہ کھاؤ گے اور عمارت بناتے ہو تو جس میں نہ رہو گے اور وہ آرزوئیں باندھتے ہو
جن تک نہ پہنچو گے اس سے شرماتے نہیں۔ اسے طبرانی نے ام الولید بنت عمر الفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
روایت کیا۔

ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من الدنیا دار من لا دار

لہ و لہا یجمع من لا عقل لہ .

دنیا بے گھروں کا گھر ہے اور اس کے لیے وہ جمع کرتا ہے جو بے عقل ہے۔ اسے احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۰۶، ۵۰۷)

پانی اور کھجور پر قناعت

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا :

و اللہ یا ابن اختی و انا کنا لنظر الی الهلال ثم الهلال ثم الهلال ثلثة اہلۃ فی شہرین و ما اوقد فی ابیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نار قلت یا خالۃ فما کان یعیشکم قالت الاسودان التمر و الماء .

اے میرے بھانجے خدا کی قسم ہم ایک ہلال دیکھتے پھر دوسرا پھر تیسرا دو مہینوں میں تین چاند اور کاشا نہائے نبوت میں آگ روشن نہ ہوتی عروہ نے عرض کی اے خالہ پھر اہل بیت کرام مہینوں کیا کھاتے تھے؟ فرمایا بس دو سیاہ چیزیں چھوہارے اور پانی۔

اسے امام بخاری و مسلم نے ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۵۵۰۔ النور والنورق)

عفو و درگزر

ایک مرتبہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے کاشانہ اقدس میں ایک کافر مسلمان ہوا اور اس خیال سے کہ اہل بیت اطہار بھوکے رہیں سب کھانا کھا گیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجرہ شریف میں

ٹھہرایا پچھلی رات کے وقت پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد اجابت کی ضرورت ہوئی شرمندگی کی وجہ سے کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے حجرہ شریف میں غلاظت پھیلائی اور تمام بستر وغیرہ خراب کر دیا اور صبح ہوتے ہی وہاں سے چل دیا جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجرہ شریف میں مہمان کی خیرت معلوم کرنے کی غرض سے تشریف لائے تو یہ کیفیت ملاحظہ فرمائی آپ نے خود نجاست کو صاف کیا۔ صحابہ کرام کو اس کی اس ناشائستہ حرکت پر سخت غصہ آیا۔ اتفاقاً عجلت میں وہ اپنی تلوار بھول گیا اور تلوار بہت اچھی تھی جس کے لیے مجبوراً پھر اسے لوٹنا پڑا۔ یہاں آ کر دیکھا کہ حضور اپنے دست اقدس سے بستر دھورہ ہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سزا دینے کا ارادہ کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ یہ میرا مہمان ہے اور اس سے فرمایا تم اپنی تلوار بھول گئے تھے جہاں رکھی تھی وہاں سے اٹھا لو وہ حضور کے اس خلق عظیم کو دیکھ کر فوراً مشرف باسلام ہو گیا۔

اس کے قریب روایت مثنوی شریف میں مذکور ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھیں سے خلق فرماتے جو رجوع لانے والے ہوتے۔ جیسا کہ اس روایت سے ظاہر ہے اور کفار و مرتدین کے ساتھ ہمیشہ سختی فرماتے۔ (المملوٰظ، حصہ اول)

مریض کی عیادت

روی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل علی سعد یعودہ فقال یا رسول اللہ ان لی مالا ولا یرثنی الا ابنتی .

حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سعد کی عیادت کو تشریف لائے سعد نے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس کچھ مال ہیں اور میری دختر کے سوا کوئی وارث نہیں ہے۔ یعنی حضرت سعد نے سارا مال اپنی دختر کو دے دیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا۔ یہ حدیث امام بخاری نے

روایت کی ہے۔

لما دخل صلى الله تعالى عليه وسلم على سعد بن ابى وقاص يعودہ قال سعد
اما انه لا يرثنى الا ابنة لى افوصى بجميع مالى قال لا قال فافوصى بنصفه قال لا،
الحديث الى ان قال صلى الله تعالى عليه وسلم الثلث خير و الثلث كثير.

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص کی عیادت کو تشریف لے گئے سعد نے
عرض کی میری بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں۔ کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کر دوں؟ حضور نے فرمایا
نہیں، سعد نے عرض کی تو نصف مال کی وصیت کرتا ہوں، فرمایا نہیں، یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ثلث بہتر ہے اور ثلث بہت زیادہ ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰، ۲۳۷، ۲۳۸)

مریض کے ساتھ شفقت

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجذوم کو اپنے ساتھ کھلایا اور فرمایا کل معی بسم الله ثقة بالله
و تو كلا على الله.

اللہ کا نام لے کر میرے ساتھ کھاؤ، اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسہ۔ (مولف)

اسے ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے سند حسن کے ساتھ و ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵)

دوسری جگہ یہی روایت اس طرح ہے

حدیث میں ہے ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اخذ بيد رجل مجذوم
فادخلها معه فى القصعة ثم قال ثقة بالله و تو كلا على الله.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک جذامی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں رکھا اور فرمایا اللہ پر تکیہ ہے اور اللہ پر بھروسہ۔ اسے ابوداؤد و ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۴۳۔ الحق الجتلی)

کافروں کے ہدایا کے بارے میں حضور کا موقف

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافروں کے ہدیے قبول بھی فرمائے ہیں اور رد بھی فرمائے۔ کسریٰ بادشاہ ایران نے ایک خچر نذر کیا قبول فرمایا۔

الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال ان کسری اهدی للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بغلة . فرکبها بحبل من شعر ثم اردفنی خلفه .

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بادشاہ ایران نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں ایک خچر نذر کیا حضور نے قبول فرمایا اور بالوں کی رسی سے اس پر سواری فرمائی پھر مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔ (مولف)

یوں ہی بادشاہ فدک نے چار اونٹنیاں پر بار نذر کیں قبول فرمائیں۔ اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخش دیں۔

ابوداؤد بلال موزن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لبلال فاقبضهن و اقض دينک .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ اونٹنیاں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کر دیں اور فرمایا کہ انھیں لو اور اپنا قرض ادا کر دو۔ (مولف)

یوں ہی قیصر روم وغیرہ سلاطین کفار کے ہدایا قبول فرمائے۔

احمد و ترمذی امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی

قال اهدی کسری لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقبل منه و اهدی

قیصر فقبل منه و اهدت له الملوك فقبل منها.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کسریٰ شاہ ایران نے ہدیہ بھیجا تو قبول فرمایا اور

قیصر روم اور دیگر سلاطین نے ہدیے بھیجے تو حضور نے قبول فرمائے۔ (مولف)

قتیلہ بنت عبد العزی بن سعد اپنی بیٹی حضرت سیدتنا اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

پاس آئی اور کچھ گوشت کے زندہ جانور، پنیر، گھی ہدیہ لائی۔ بنت الصدیق نے نہ ہدیہ لیا نہ ماں کو گھر میں آنے

دیا کہ تو کافرہ ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا آیت

اتری :

لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین.

اللہ تعالیٰ ان کافروں کے ساتھ نیک سلوک سے تمہیں منع نہیں فرماتا جو تم سے دین میں نہ لڑیں۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہدیہ لو اور گھر میں آنے دو۔ اسے امام احمد نے عامر بن

عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

یہ حدیثیں کافروں سے ہدیہ لینے کے جواز کی ہیں اور نیچے کچھ ایسی روایتیں آرہی ہیں جن میں

کافروں کا ہدیہ رد فرمادینے کا ذکر ہے۔ انہیں ملاحظہ فرمائیں۔ (مولف)

عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیش از اسلام کوئی ہدیہ یا ناقہ نذر کیا فرمایا تو مسلمان ہے عرض کی نہ،

فرمایا انی نہیت عن زبد المشرکین۔

میں کافروں کی دی ہوئی چیز لینے سے منع کیا گیا ہوں۔ اسے احمد و ابو داؤد و ترمذی نے عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

یوں ہی ملاعب الاسۃ نے کچھ ہدیہ نذر کیا فرمایا اسلام لا انکار کیا فرمایا انسی لا اقبل ہدیۃ مشرک۔

میں کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں فرماتا۔ اسے طبرانی نے کبیر میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا

انا لا نقبل شیئا من المشرکین۔

ہم مشرکوں سے کوئی چیز قبول نہیں فرماتے۔ اسے احمد اور حاکم نے حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

اسی طرح اور بھی حدیثیں رد و قبول دونوں میں وارد ہیں۔

اس بارہ میں تحقیق یہ ہے کہ یہ امر مصلحت وقت و حالت ہدیہ آرنده و ہدیہ گیرندہ پر ہے، اگر تالیف قلب کی نیت ہے اور امید رکھتا ہے کہ اس سے ہدایا و تحائف لینے دینے کا معاملہ رکھنے میں اسے اسلام کی طرف رغبت ہوگی تو ضرور لے۔ اور اگر حالت ایسی ہے کہ نہ لینے میں اسے کوفت پہنچے گی اور اپنے مذہب باطل سے بیزار ہوگا تو ہرگز نہ لے۔ اور اگر اندیشہ ہے کہ لینے کے باعث معاذ اللہ اپنے قلب میں کافر کی طرف کچھ میل یا اس کے ساتھ کسی امر دینی میں نرمی و مدہدہنت را دپائے گی تو اس ہدیہ کو آگ جانے۔

اور بیشک تحفوں کا محبت و رغبت پیدا کرنے میں بڑا اثر ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں تہادوا تحابوا۔

یعنی ہدیہ دو ہدیہ لو آپس میں محبت بڑھاؤ۔ اسے ابو یعلیٰ نے بسند جید ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

و عنده عن ام المؤمنين الصديقة رضى الله تعالى عنها رفعتہ تہادوا تزدادوا حبا . الحديث .

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ ہدیہ دو ہدیہ لو اور محبت زیادہ کرو۔
(مولف)

ایک حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں
الهدية تذهب بالسمع و القلب و البصر .

ہدیہ آدمی کو اندھا بہرا دیوانہ کر دیتا ہے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

نیز حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الهدية تعود عين الحكيم .
ہدیہ حکیم کی آنکھ اندھی کر دیتا ہے۔ اسے دیلمی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا۔

اور اگر نہ کچھ مصلحت ہو نہ کچھ اندیشہ تو مباح ہے چاہے لے چاہے نہ لے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۹۳-۹۴)

سلام کرنے میں حضور پہل کرتے

امام ترمذی حضرت اسماء بنت یزید سے روایت کرتے ہیں۔

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرفی فی المسجد یوما و عصبة من النساء قعود فالوی بیدہ . هذا حدیث حسن .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن مسجد سے تشریف لے گئے وہاں عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی، تو حضور نے ہاتھ کے اشارہ سے انھیں سلام کیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۹۸)

کسی سائل کو حضور نے منع نہیں فرمایا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی کسی سائل کو جس کا سوال ناحق نہ تھا زجر نہ فرمایا، ناشیوں کی ہمیشہ بات سنی اور اگر حق پر تھا تو دادرسی و فریادری فرمائی، جس نے توبہ کی اس کی توبہ قبول فرمائی، جس نے معافی مانگی اسے معافی دی اگرچہ بعض مصلحت دیدیہ سے بدیر، مگر حدود اللہ میں کہ بعد و جوب حد اس سے درگزر کا حکم نہیں۔

حضور کی غریب نوازی

امام احمد رضا بریلوی غریب و مسکین کے ساتھ برتاؤ کرنے سے متعلق ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غریب نوازی ہی کو تشریف لائے ہیں شانہ روز سرکار سے غریبوں، امیروں سب کی پرورش جاری ہے۔ مگر یہ بھی حکم فرمایا ہے انزلوا الناس منازلہم۔

لوگوں سے اس کے مقام و مرتبہ کے اعتبار سے برتاؤ کرو۔ (مولف)

اور حدیث میں ہے اذا اتاكم كريم قوم فاكرمواہ۔

جب کسی قوم کا معزز تمہارے یہاں آئے تو اس کی عزت کرو۔

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حضور ایک سائل حاضر ہوا اسے ٹکڑا عطا فرمایا۔ ایک ذی عزت مسافر گھوڑے پر سوار حاضر ہوا اس کی نسبت فرمایا کہ باعزاز اتار کر کھانا کھلایا جائے۔

لہذا فرق مراتب ضرور ہے اور اصل مدار نیت پر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۳۳)

حضور کو تیامن محبوب ہے

حدیث میں ہے

كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يحب التيامن في كل شى حتى في تنعله.
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر بات میں داہنی طرف سے ابتدا کو پسند فرماتے یہاں تک کہ جوتا پہننے میں۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۵۴۲)

حضور کی پسندیدہ چیزیں

خوشبو کی چیزیں پھول پتی، وغیرہ پسند بارگاہ رسالت ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

حبيب الى من دنيا كم النساء و الطيب و جعلت قرعة عيني في الصلاة .

تمہاری دنیا میں سے دو چیزوں کی محبت میرے دل میں ڈالی گئی نکاح اور خوشبو اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی۔

اسے امام احمد و نسائی اور حاکم و بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند جید روایت کیا۔

حضور خوشبو کور نہیں فرماتے

صحیح بخاری شریف میں ہے :

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یرد الطیب .

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خوشبو کی چیز رد نہ فرماتے تھے۔

اسے امام احمد و ترمذی اور نسائی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من عرض علیہ ریحان فلا یرده فانه خفیف

المحمل طیب الريح .

جس کے سامنے خوشبو، نبات، پھول، پتی وغیرہ پیش کی جائے تو اسے رد نہ کرے کہ اس کا بوجھ ہلکا

اور ہوا چھپی ہے۔

بوجھ ہلکا یہ کہ پیش کرنے والے پر مشقت نہیں کوئی بھاری احسان نہیں۔ اسے مسلم و ابوداؤد نے

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اربع من سنن المرسلین ، الختان و التعطر و

النکاح و السواک .

چار باتیں انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں سے ہیں، ختنہ کرنا خوشبو لگانا اور نکاح اور

مسواک۔ اسے امام ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

کیا۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۲۵، ۲۲۶)

حضور نے اونٹ اور قیمت واپس فرمادی

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی

قال غدوت مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و انا على ناضح قداعى فلا يكاد يسير فتلاحق بي النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال ما لبعيرك فقلت قداعى فتخلف رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فزجره فدعاه فما زال بين يدي الابل قدامها يسير فقال لي كيف ترى بعيرك فقلت بخير قد اصابته بركتك فقال افتبيعه باوقية فبعته على ان لي فقار ظهره الى المدينة فلما قدم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم المدينة غدوت عليه بالبعير فاعطاني ثمنه و رده على .

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں صبح سویرے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ چلا اور میں بار بردار اونٹ پر سوار تھا وہ اونٹ چلنے سے اس طرح عاجز آ گیا کہ گویا چلے گا ہی نہیں اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا تم اس کو ایک اوقیہ میں فروخت کرو گے؟ تو میں نے اسے اس شرط پر بیچ دیا کہ مدینہ شریف تک اس کی پشت پر جاؤں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے چکے تو میں صبح کو اونٹ لے کر حاضر ہوا تو حضور نے مجھے اس کی قیمت واپس دے دی اور اونٹ بھی مرحمت فرمادیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۶۴)

ادائیگی قرض میں احسان

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے

قال اتيت النبي صلى الله تعالى عليه وسلم و كان لي عليه دين فقضاني و

زادني .

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا کہ میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور حضور پر میرا دین تھا تو حضور نے مجھے میرا دین ادا فرما دیا اور زیادہ کر کے عطا فرمایا۔ کسی قرض خواہ کو اس کا قرض بطور احسان و اکرام اور مروت کے زیادہ دینا جائز ہے جب کہ اس کو زیادہ کی تمنا نہ ہو۔ (مولف)

بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال كان لرجل على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم سن من الابل فجاء يتقاضاه فقال اعطوه فطلبوا سنة فلم يجدوا الاسن فوقعها فقال اعطوه فقال او فیتني اوافاك الله فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ان خيركم احسنكم قضاء.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایک شخص کا دو سالہ قرض تھا وہ شخص بارگاہ رسالت میں تقاضا کرنے کے لیے آیا۔ تو حضور نے خدام سے فرمایا کہ اسے ایک دو سالہ اونٹ دے دو۔ صحابہ کرام نے دو سالہ اونٹ طلب کیا مگر تین سالہ کے سوا کوئی دوسرا دستیاب نہ ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ اسی کو دے دو، اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے وفا فرمایا تو اللہ عز و جل آپ سے وفا کرے۔ یعنی آپ نے میرا قرض پورا کیا تو اللہ تعالیٰ آپ کا کام پورا کرے اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں بہتر وہ شخص ہے جس کی ادائیگی خوب تر ہو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۹۰)

حضور کا انعام و اکرام

احمد و ترمذی و نسائی بسند صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان فلانا اهدى الى ناقة فعوضته

منہا ست بکرات . الحدیث .

کسی صاحب نے ایک اونٹنی نذر بارگاہ عالم پناہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے عوض چھ نائے جوان عطا فرمائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۲۰۱)

ایک صحابی کو کفن کے لیے ازار عطا فرمایا

صحیح بخاری میں ہے :

باب من استعد الکفن فی زمن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم ینکر علیہ، حدثنا عبد اللہ بن مسلمة فذکر باسنادہ عن سهل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان امرأة جاءت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ببردة منسوجة فیہا حاشیتها اتدرون ما البردة قالوا الشملة قال نعم قالت نسجتہا بیدی فجئت لا کسوکہا فاخذہا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محتاجا الیہا فخرج الینا و انہا ازارہ فحسنہا فلان فقال اکسینہا ما احسنہا قال القوم ما احسنت لبسہا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محتاجا الیہا ثم سألتہ و علمت انہ لا یرد قال انی واللہ ما سألتہ لا لبسہا انما سألتہ لتکون کفنی قال سهل فكانت کفنه .

حاصل یہ کہ بعض اجلہ صحابہ نے کہ غالباً سیدنا عبد الرحمن بن عوف یا سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تہبند اقدس (جو کہ ایک بی بی نے بہت محنت سے خوبصورت بن کر نذر کیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی ضرورت تھی) مانگا، حضور اجود الاجودین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انھیں ملامت کی کہ اس وقت اس ازار شریف کے سوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اور تہبند نہ تھا اور آپ جانتے ہیں کہ حضور

اکرم الاکرماء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی سائل کو رد نہیں فرماتے پھر آپ نے کیوں مانگ لیا، انھوں نے کہا واللہ میں نے استعمال کو نہ لیا بلکہ اس لیے کہ اس میں کفن دیا جاؤں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی اس نیت پر انکار نہ فرمایا آخر اسی میں کفن دیئے گئے۔

کفن کے لیے اپنی صاحبزادی کو تہبند عطا فرمایا

حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب یا ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کفن میں اپنا تہبند اقدس عطا کیا اور غسل دینے والی بی بیوں کو حکم دیا کہ اسے ان کے بدن کے متصل رکھیں۔

صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے :

قالت دخل علينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رائيتن ذلك بماء و سدر و اجعلن في الآخرة كافورا او شينا من كافور فاذا فرغتن فاذني فلما فرغنا اذناه فلقى الينا حقوه فقال اشعرنها اياه .

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے جب ہم ان کی صاحبزادی (زینب یا ام کلثوم) کو غسل دے رہے تھے فرمایا اگر بہتر سمجھو تو اس کو تین یا پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ پانی اور بیری کے پتے سے غسل دو اور آخر میں کچھ کافور ملاؤ جب تم لوگ فارغ ہو جاؤ تو ہمیں مطلع کرو (ام عطیہ نے کہا) جب ہم فارغ ہوئے تو حضور کو بتلایا حضور نے اپنا تہبند دیا اور فرمایا اس سے اس کا جسم لپیٹ دو۔ (مولف)

علماء فرماتے ہیں یہ حدیث مریدوں کو پیروں کے لباس میں کفن دینے کی اصل ہے۔

لمعات میں ہے :

هذ الحديث اصل في التبرك بآثار الصالحين و لباسهم كما يفعله بعض مرید المشائخ من لبس اقمصتهم في القبر.

یہ حدیث صالحین کے آثار اور ان کے لباس سے تبرک حاصل کرنے کی اصل ہے جیسا کہ مشائخ کے بعض مریدین نے اپنے شیوخ کی قمیص میں کفن دینے کی وصیت کی ہے۔ (مولف)

فاطمہ بنت اسد کو اپنی قمیص میں کفن دیا

یوں ہی حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ ماجدہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنی قمیص اطہر میں کفن دیا۔ اسے طبرانی نے کبیر و اوسط میں اور ابن حبان و حاکم اور ابو نعیم نے حلیہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور ارشاد فرمایا کہ میں نے انھیں اپنی قمیص مبارک اس لیے پہنائی کہ یہ جنت کا لباس پہنیں۔

ابو نعیم نے معرفۃ الصحابہ اور دیلمی نے مسند الفردوس میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

قال لما ماتت فاطمة ام علي رضي الله تعالى عنهما خلع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قميصه و البسها اياه و اضطجع في قبرها فلما سوي عليها التراب قال بعضهم يا رسول الله رأيناك صنعت شيئا لم تصنعه باحد قال اني البستها قميصي لتلبس من ثياب الجنة و اضطجعت معها في قبرها لا خفف عنها من ضغطة القبر انها كانت احسن خلق الله صنيعا الي بعد ابي طالب.

جب حضرت علی کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قمیص مبارک اتار کر ان کو پہنوا یا اور ان کی قبر میں تھوڑی دیر حضور لیٹے جب مٹی برابر کر دی گئی تو بعض صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے آپ کو وہ کرتے دیکھا جو آپ نے کسی کے ساتھ نہیں کیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ میں نے انھیں اپنی قمیص مبارک اس لیے پہنائی کہ یہ جنت کا لباس پہنیں اور ان کی قبر میں اس لیے لیٹا تا کہ فشار قبر خفیف ہو جائے کہ یہ ابوطالب کے بعد مجھ پر زیادہ حسن خلق کرنے والی خاتون تھیں۔ (مولف)

ابن ابی منافق کے لیے قمیص مبارک عطا فرمانا

صحاح ستہ سے ثابت کہ جب عبد اللہ بن ابی منافق کہ سخت دشمن حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا جس نے وہ کلمہ ملعونہ لسن رجعنا الی المدینة کہا واصل جہنم ہوا، حضور پر نور حلیم غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن عبد اللہ بن ابی کی درخواست سے کہ صحابی جلیل و مومن کامل تھے اس کے کفن کے واسطے اپنی قمیص مقدس عطا فرمائی۔ پھر اس کی قبر پر تشریف فرما ہوئے، لوگ اسے رکھ چکے تھے، حضور طیب و طاہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس خبیث کو نکلوا کر لعاب دہن اقدس اس کے بدن پر ڈالا اور قمیص مبارک میں کفن دیا اور یہ بدلہ اس کا تھا کہ روز بدر جب سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما گرفتار آئے برہنہ تھے بوجہ طول قامت کسی کا کرتا ٹھیک نہ آتا اس مردک نے انھیں اپنی قمیص دیا تھا حضور عزیز غیور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ منافق کا کوئی احسان حضور کے اہل بیت کرام پر بے معاوضہ رہ جائے لہذا اپنی دو قمیص مبارک اس کے کفن میں عطا فرمائے۔ و نیز مرتے وقت وہ ریاکار نفاق شعار خود عرض کر گیا تھا کہ حضور مجھے اپنی قمیص مبارک میں کفن دیں۔ پھر اس کے بیٹے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درخواست کی اور ہمارے کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا داب قدیم ہے کہ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ یا رسول اللہ یا کریم یا رؤف یا رحیم اسئلک الشفاعة عند المولی

العظیم و الوقایة من نار الجحیم.

پھر حکمت الہی اس عطائے بے مثال میں یہ ہوئی کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ شان رحمت دیکھ کر کہ اپنے کتنے بڑے دشمن کو کیسا نوازا ہے ہزار آدمی قوم ابن ابی سے مشرف بہ اسلام ہوئے کہ واقعی یہ حلم و رحمت و عفو و مغفرت نبی برحق کے سوا دوسرے سے متصور نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین و بارک وسلم۔

صحیحین وغیرہما صحاح و سنن میں ہے :

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان عبد اللہ بن ابی لما توفی جاء ابنہ الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اعطنی قمیصک اکفنه فیہ و صل علیہ و استغفر لہ فاعطاه النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قمیصہ . الحدیث .

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن ابی منافق جب مرا تو اس کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر عرض کی یا رسول اللہ آپ اپنا پیرہن مقدس دے دیجیے کہ اسی میں اس کو کفن دوں گا اور اس کے لیے مغفرت کی دعا فرمائیے، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قمیص عطا کر دی۔ (مولف)

نیز بخاری وغیرہ میں ہے :

عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی بعد ما دفن فاخرجہ فنفث من ريقہ و البسه قمیصہ .

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبد اللہ بن ابی کے دفن کے بعد تشریف لائے تو اس کو نکلوا یا پھر لعاب دہن ڈالا اور قمیص مبارک پہنائی۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۳۰، ۱۳۱۔ الحرف الحسن)

حضور میت کے گھر تشریف فرما ہوئے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ایک صحابی کو دفن کر کے پلٹے اور صحابہ کرام حاضر رکاب سعادت تھے میت مرحوم کی زوجہ مطہرہ کا بھیجا ہوا آدمی ملا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔

امام احمد بسند صحیح اور ابوداؤد ایک انصاری شخص سے راوی

قال خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في جنازة فلما رجع استقبله داعي امراته فجاء وجى بالطعام . الحديث ملخصا .

انصار کے ایک آدمی نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک جنازہ میں گئے جب واپس تشریف لے چلے تو میت کی زوجہ مطہرہ کا بھیجا ہوا آدمی حضور کو ملا اور انھوں نے حضور کو مدعو کیا تو حضور تشریف فرما ہوئے اور کھانا پیش کیا گیا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۹)

ایک لڑکے کی موت پر اظہار تعزیت

نسائی معاویہ بن قرہ سے راوی

كان نبي الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا جلس يجلس اليه نفر من اصحابه فيهم رجل له ابن صغير ففقده النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال مالي لا اري فلانا قالوا يا رسول الله بنيه الذي رايت هلك فلقية النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فسأله عن بنيه فاخبره انه هلك فعزاه عليه . الحديث اه ملخصا .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو صحابہ کرام کی جماعت بھی

ہوتی انھیں میں ایک صحابی کا چھوٹا بچہ بھی تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو ایک مرتبہ موجود نہیں پایا تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ فلاں نہیں ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ جس لڑکے کو آپ نے دیکھا تھا وہ فوت ہو گیا ہے پھر حضور تشریف لائے اور بچے کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر اظہار تعزیت فرمایا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۸)

فاروق اعظم سے طلب دعا

حضور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دعا چاہی۔ جب وہ مکہ جاتے تھے ارشاد فرمایا۔ لا تنسنا یا اخی من دعائک۔ اے بھائی اپنی دعا میں ہمیں نہ بھول جانا۔ اسے ابو داؤد نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

احمد و ابن ماجہ کی روایت میں ہے فرمایا اشرکنا یا اخی فی صالح دعائک و لا تنسنا۔ بھائی اپنی نیک دعاء میں ہمیں بھی شریک کر لینا اور بھول نہ جانا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۳۶۔ حیات الموات)

کفار کی دعوت

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بکمال رافت و رحمت اور تواضع و تالیف کفار کی دعوت قبول فرمائی

امام احمد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان یهودیا دعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی خبز شعیر و اھالة سنخة فاجابه۔

ایک یہودی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو کی روٹی اور چربی کی دعوت دی تو حضور نے قبول فرمائی۔ (مولف)

کفار کے برتن کا استعمال

صحابہ کرام حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے غنیمت کے برتن بے تکلف استعمال کرتے اور حضور منع نہ فرماتے۔

امام احمد مسند میں ابوداؤد سنن میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال كان نغزو مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فنصيب من آنية المشركين و اسقيتهم و نستمتع بها فلا يعيب ذلك علينا.

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ میں جاتے تو مشرکوں کے برتنوں اور مشک کی ضرورت پڑتی اور ان سے ہم کام نکالتے تو حضور اس کو ہمارے لیے معیوب نہیں سمجھتے۔ (مولف)

امام احمد و بخاری و مسلم اور ابوداؤد و ترمذی و غیر ہم ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال قلت يا رسول الله انا بارض قوم اهل الكتاب افناكل في آنيهم قال و ان وجدتم غيرها فلا تاكلوا فيها و ان لم تجدوا فاغسلوها و كلوا فيها.

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اہل کتاب کی سرزمین میں ہوتے ہیں کیا ان کے برتن میں کھائیں؟ فرمایا اگر دوسرے برتن ملیں تو ان میں کھاؤ ورنہ ان برتنوں کو دھونے کے بعد کھاؤ۔ (مواف)

امام احمد ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان ابا ثعلبة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سأل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
افتنافی آنية المجوس اذا اضطررنا اليها قال اذا اضطررت اليها فاغسلوها بالماء و
اطبخوا فيها.

حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مجوسیوں کے برتنوں
کے بارے میں فتویٰ پوچھا کہ جب ان برتنوں کی شدید ضرورت محسوس کریں تو کیا کریں؟ فرمایا جب زیادہ
ہی مضطرب ہو جاؤ تو ان برتنوں کو پانی سے دھو لینے کے بعد پکاؤ۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۱۳۔ الاطی من السکر)

لوگوں سے مدارات و محبت

مدارات خلق والفت وموانست اہم امور سے ہے۔

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعثت بمداراة الناس
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کی دل جوئی اور مدارات کے لیے
مبعوث ہوا ہوں۔ (مولف)

اسے طبرانی نے کبیر میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راس العقل بعد الايمان بالله التحب الى
الناس .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان باللہ کے بعد عقل مندی یہ ہے کہ لوگوں سے

محبت کی جائے۔

اسے طبرانی نے اوسط میں حضرت علی سے اور بزار نے مسند میں ابو ہریرہ سے اور شیرازی نے القاب میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۲۶۔ الاطالی من السکر)

بشارت و آسانی کی تاکید

امام احمد و بخاری و نسائی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں

یسروا و لا تعسروا و بشروا و لا تنفروا .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں آسانی کرو اور دقت میں نہ ڈالو اور خوش خبری دو اور نفرت نہ

(مولف)

دلاؤ۔

امام احمد وائمہ ستہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما بعثتم میسرین و لم تبعثوا معسرین .

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم آسانی کرنے والے بھیجے گئے ہو نہ کہ دشواری میں ڈالنے

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۳۲۔ الاطالی من السکر)

والے۔

اشعار

اخلاق نبوت کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی نے یہ نغمہ سرائی کی ہے :

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا، تیری خلق کو حق نے جمیل کیا

کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن و ادا کی قسم

خلق تمھاری جمیل ، خلق تمھارا جلیل
خلق تمھاری گدا تم پہ کروڑوں درود
(حدائق بخشش)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جود و کرم کے تعلق سے
جو اشعار نظم کیے وہ یہ ہیں۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
اغیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال

نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرہ تیرا
آپ پیاسوں کے تجس میں ہے دریا تیرا
اصفا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستا تیرا
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

سائلو دامن سخی کا تھام لو
مفلسو ان کی گلی میں جا پڑو

کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا
باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

انا فی عطش و سخاک اتم اے گیسوئے پاک اے ابر کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند
مر مٹے پیاسے ادھر سرکار ہم

اپنے کوچہ سے نکالا تو نہ دو
ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم
ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہی غریب کو
اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی
روئیں جواب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں
میرے کریم پہلے ہی لقمہ تر کھلائے کیوں

بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپ کے
سرکار ہم کینوں کے اطوار پر نہ جائیں
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رخ کدھر کریں
آقا حضور اپنے کرم پر نظر کریں

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کواٹھتے ہوں گے
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
اب تو غنی کے در پر بستر جمادیئے ہیں
دریا بہادیئے ہیں در بے بہادیئے ہیں

جود شاہ کوثر اپنے پیاسوں کا جو یا ہے آپ
کیا عجب اڑ کر جو آپ آئے پیالی ہاتھ میں

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمھاری واہ واہ

جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور نا کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں نا ہے نہ ملتا سے یہ کہنا کیا ہے

یہ لباسان دار دنیا و سبز پوشان عرش اعلیٰ
ہر اک ہے ان کے کرم کا پیاسا یہ فیض ان کی جناب میں ہے

ان کے در پر جیسے ہو مٹ جائیے
ان کے در پر بیٹھے بن کر فقیر
نا تو انو کچھ تو ہمت کیجیے
بے نواؤ فکر ثروت کیجیے

مومن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہو
سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں
سائل ہوں سائلوں کو خوشی لا نہر کی ہے
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے
مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی مرادیں پائیں گے

ہاں تو کریم ہے تیری خو در گزر کی ہے
 کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے
 کیا پرش اور جا بھی سگ بے ہنر کی ہے
 کیسی خرابی اس نگھرے در بدر کی ہے
 جو بارگاہ دیکھئے غیرت کھنڈر کی ہے
 کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے
 دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

اف بے حیا یاں کہ یہ منہ اور تیرے حضور
 تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے
 جاؤں کہاں پکاروں کس کا منہ تکوں
 باب عطا تو یہ ہے جو بہکا ادھر ادھر
 آباد ایک در ہے تیرا اور تیرے سوا
 لب واہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
 منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی

نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا
 نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا
 ماہ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
 جو گدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا
 بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا

تم سے ہے سب کی بقا تم پہ کروڑوں درود
 بھیک ہو داتا عطا تم پہ کروڑوں درود
 تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود

تم سے کھلا باب جو دتم سے ہے سب کا وجود
 تم ہو جواد و کریم تم ہو رؤف و رحیم
 خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم

ہیں تیرے سپرد سب امیدیں
 اے جود و نوال مصطفائی

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا، تجھے حمد ہے خدایا۔

(حدائق بخشش)



اسماءِ نبوی ﷺ

وہ نامی کہ نام خدا نام تیرا
رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اسماء نبوی ﷺ

اعظم کرامات اور جامع ترین فضائل و کمالات میں سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء گرامی ہیں جو محامد اخلاق، محاسن افعال اور جامع جمال و جلال پر مبنی ہیں۔ واضح رہنا چاہیے کہ حق تعالیٰ عز اسمہ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء گرامی قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتابوں میں اور انبیاء و رسل علیہم السلام کی زبانوں پر بکثرت بیان فرمائے ہیں، اسماء کی کثرت مسمیٰ کی عظمت و بزرگی پر دلالت کرتی ہے اس لیے کہ اسماء، صفات و افعال سے ماخوذ ہوتے ہیں اور ہر اسم کسی صفت و فعل سے ہی بنا ہے۔

سب سے زیادہ مشہور و اعظم اسماء میں اسم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہے جس طرح کہ اسم ”اللہ“ کہ وہ اسم ذات باری تعالیٰ ہے باقی اسماء صفات ہیں اور انھیں پر محمول ہیں۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب جن کو ”شعیبہ الحمد“ کہتے ہیں کی زبان پر رکھا، لوگوں نے عبدالمطلب سے دریافت کیا کہ کیوں آپ نے اپنے فرزند کا نام محمد رکھا؟ حالاں کہ یہ نام آپ کے اجداد اور آپ کے خاندان میں کسی کا نہ تھا، جواب میں فرمایا کہ اس بناء پر کہ میں امید رکھتا ہوں کہ سارا جہان اس کی تعریف و ستائش کرے۔

اور منقول ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا تھا کہ گویا ان کی پشت سے چاندی کی ایک زنجیر نکلی ہے جس کا ایک سرا آسمان میں ہے اور دوسرا سرا مشرق و مغرب میں، اس کے بعد دیکھا کہ وہ زنجیر ایک درخت بن گیا ہے جس کے ہر پتے پر نور ہے اور مشرق و مغرب کے لوگ اس سے معلق ہیں، اس زمانے کے تعبیر گوئیوں نے تعبیر دی کہ ان کے صلب سے ایک بچہ پیدا ہوگا جس کی مشرق و مغرب والے پیروی کریں گے۔ اور آسمان و زمین کے باشندے اس کی حمد و ستائش کریں گے، اس بنا پر ”محمد“ نام رکھا۔ یا

وہ گفتگو ہے جو حضرت عبدالمطلب نے حضور کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمائی۔ آپ نے فرمایا مجھے خواب میں بتایا گیا ہے کہ اے آمنہ تم اس مولود کی حاملہ ہوئی ہے جو اس امت کا سردار ہے جب تم سے وہ تولد ہو تو اس کا نام محمد رکھنا۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اہل علم بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیوں میں سے ہے کہ آپ سے پہلے کسی کا نام محمد نہ رکھا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ حق تبارک و تعالیٰ نے اس نام معظم کی حفاظت و صیانت اپنے ذمہ لے لی تھی تاکہ اس نام مبارک میں کسی کے ساتھ اشتراک و اشتباہ نہ رہے، لیکن جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور عالم تاب کا زمانہ قریب آیا تو آپ کے قریبی زمانہ کے اہل کتاب کو بشارتیں دیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم شریف انھیں بتایا۔ بعض قبیلہ کے لوگوں نے اپنے بچوں کا یہ نام اس امید پر رکھا کہ شاید یہی وہ ہو جائے۔ (واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ)

عظیم اور مشہور تر اسم نبوی

صاحب مواہب لدنیہ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء شریفہ چار سو سے زیادہ شمار کرائے ہیں اور ان کا ذکر حروف تہجی پر کیا ہے۔

اور سب سے زیادہ مشہور و اعظم اسم مبارک احمد و محمد ہیں جو کہ بمنزلہ اسم ذات ہیں اور دیگر اسماء صفاتی ہیں اور یہ دونوں نام بھی حقیقت میں ایک اسم ہیں جو حمد سے مشتق اور مبالغہ کے معنی میں مقید ہیں۔ پہلا نام باعتبار کیفیت ہے اور دوسرا نام باعتبار کیت، تو آپ حق تعالیٰ کی حمد، افضل محامد سے کرتے ہیں اور دنیا و آخرت میں کثرت محامد سے آپ کی حمد و ستائش کی گئی۔ اور آپ احمد الحامدین ہیں (حمد کرنے والوں میں سب سے زیادہ حمد کرنے والے) اور احمد المحمودین (تمام تعریف کیے ہوؤں میں سب سے زیادہ تعریف کردہ) و افضل من حمد (جو بھی حمد کرے ان سب سے برتر حمد کرنے والے) ہیں۔ اور روز قیامت

آپ کے ساتھ لواء الحمد ہوگا تاکہ آپ پر کمال حمد تمام ہو جائے اور حامدیت و محمودیت کی صفت سے عرصات محشر میں مشہور کیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا جیسا کہ اپنے ارشاد میں وعدہ فرمایا ہے کہ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا (عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا) اور باب شفاعت کھولتے وقت اگلے پچھلے سب ہی آپ کی حمد کریں گے اور حق تعالیٰ اس وقت آپ کو ایسی حمد کی تعلیم فرمائے گا جس کی کسی اور کو تعلیم نہ فرمائی گئی۔ اور حق تعالیٰ نے آپ کی امت کا نام حمادون (بہت زیادہ حمد بجالانے والے) رکھا۔ لہذا سزاوار ہے کہ آپ کا اسم گرامی احمد و محمد رکھا جائے۔

اس تقریر سے ظاہر ہے کہ احمد بمعنی حامد تر، اسم تفضیل برائے فاعل ہے جیسا کہ استعمال میں یہ معنی بہت زیادہ ہے۔ اور ممکن ہے کہ بمعنی محمود تر ہو، جو مفعول کے لیے مشتق ہے اس بناء پر یہاں بیان محمودیت مقصود ہوگا خواہ بلحاظ کمال ہو خواہ باعتبار کثرت ہو۔

بعض کہتے ہیں کہ پچھلوں میں نام احمد مشہور ہے کیوں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اسی نام سے یاد کرتے تھے اور کتب سابقہ میں یہی مذکور ہے اور قرآن کریم میں نام محمد بیان کیا گیا۔ اور حق یہ ہے کہ دونوں ہی نام پرانے ہیں۔ لیکن حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام نے کثرت تعظیم کے لحاظ سے نام احمد سے یاد کیا کیوں کہ یہ صیغہ تفضیل کا ہے۔

اور بعض روایتوں میں مذکور ہے کہ حق تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اسم شریف کے ساتھ تخلیق عالم سے ہزار سال پہلے موسوم فرمایا۔

اور ابن عساکر کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم نے حضرت شیث علیہما الصلاۃ والسلام سے فرمایا، اے فرزندِ ختم میرے بعد خلیفہ اور جانشین ہو، تم عماد تقویٰ اور عروہ دینی کو تھامے رہنا اور

جب بھی تم خدا کا ذکر کرو تو ساتھ ہی اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرنا اس لیے کہ میں نے اس نام مبارک کو ساق عرش پر لکھا دیکھا ہے۔ حالاں کہ میں روح اور مٹی میں تھا اس کے بعد میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی، وہاں میں نے کوئی جگہ ایسی نہ دیکھی جہاں اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ لکھا ہو۔

بلاشبہ میرے رب نے مجھے جنت میں ٹھہرایا اور میں نے جنت کا کوئی محل اور کوئی دریچہ ایسا نہ دیکھا جس پر اسم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ لکھا ہو۔ اور میں نے حور العین کی پیشانیوں پر اور طوبیٰ کے درختوں کے پتوں پر اور سدرة المنتہی کے ہر پتہ پر اور اطراف حجابات پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا دیکھا ہے۔ لہذا اے فرزند! ذکر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت زیادہ کرنا۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مصیبت کے وقت پڑھتے

اللہم بحق محمد اغفر لی خطیئتی۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تقبل توبتی۔

خداوند احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے میری حفاظت فرما، اور میری توبہ قبول فرما لے۔
حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا تم نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہاں سے پہچانا؟ عرض کیا میں نے جنت میں ہر جگہ لکھا دیکھا کہ :

”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

ایک روایت میں ہے کہ لکھا ہوا ہے کہ وہ میرا بندہ اور میرا رسول ہے تو میں نے جان لیا کہ وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے افضل و اکرم ہے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔
اور بعض کے نزدیک حق تعالیٰ کا ارشاد، فتلقى آدم من ربه کلمات کی تفسیر و تاویل ہے۔

شجر و حجر اور گل و برگ پر اسم محمد

کتاب الشفاء میں عجیب و غریب لکھا ہے کہ عالم سفلیات یعنی نخلی دنیا بھی ثبوت اسم شریف پر دلالت رکھتی ہے مثلاً ایک قدیم ویرانے پتھر پر محمد تقی مصلح امین لکھا ہوا پایا گیا۔

اور منقول ہے کہ ایک پتھر پر عبرانی خط میں لکھا ہوا پایا گیا۔

باسمک اللہم جاء الحق من ربک بلسان عربی مبین لا الہ الا اللہ محمد

رسول اللہ . کتبہ موسیٰ بن عمران .

اسے ابن ظفر نے ”السر“ میں معمر وزہری سے ذکر کیا۔

اور خراسان کے ایک شہر میں مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ایک بچہ پیدا ہوا جس کے ایک پہلو پر لا الہ

الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔

اور بلاد ہند میں ایک پھول کی پتی ہے جس پر بخط سفید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا

ہوا ہے۔

اور علامہ ابن مرزوق عبد اللہ بن صوحان سے نقل کرتے ہیں انھوں نے بیان کیا کہ ہم بحر ہند میں

سفر کر رہے تھے کہ ہم پر تیز ہوائیں چلنے لگیں اور سمندر میں موجیں اٹھنے لگیں تو ہم نے اپنی کشتی ایک جزیرے

میں لنگر انداز کر دی، وہاں ہم نے ایک گلاب کا پھول دیکھا جس کی تیز بھینی بھینی خوشبو تھی اس پر بخط سفید لکھا

ہوا تھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ .

لہذا ایک اور سفید پھول دیکھا جس پر بخط زرد دیکھا لکھا ہوا تھا۔

براءة من الرحمن الرحيم الى جنات النعيم لا اله الا الله محمد رسول الله .

اور تاریخ ابن العزیم میں علی بن عبداللہ ہاشمی شرقی سے منقول ہے کہ ہند کے ایک دیہات میں تیز خوشبو کا ایک بڑا پھول پایا گیا جس پر بخط سفید

لا اله الا الله محمد رسول الله ، ابو بکر الصديق ، عمر الفاروق لکھا ہوا تھا۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں شک گزرا اور خیال ہوا کہ یہ کسی کی کاری گری ہے اس کے بعد میں ایک اور پھول کی طرف متوجہ ہوا جو ابھی نہ کھلا تھا اور نہ پھیلا تھا تو اس میں بھی میں نے اسی خط میں لکھا دیکھا۔

میں نے اس شہر میں چیزیں بڑی ارزاں اور سستی دیکھیں۔ وہاں کے لوگ پتھروں کو پوجتے تھے اور اللہ عزوجل کو جانتے تک نہ تھے۔

ابو عبداللہ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ میں بلاد ہند گیا اور میں نے ایک شہر کی سیر کی جسے نمیلہ (نون کے ساتھ) یا تمیلہ (تا کے ساتھ) کہتے ہیں وہاں میں نے ایک بہت بڑا درخت دیکھا جس کے پھل بادام کی مانند ہیں اور اس کا چھلکا بے یعنی پھل پر پوست ہے، پھر جب پھل کو توڑا گیا اور اس میں سے گری نکالی گئی اور اسے چیرا گیا تو بیج میں ایک سبز پتہ نکلا جس پر سرخ لکھا ہوا تھا۔

لا اله الا الله محمد رسول الله .

اہل ہند اس سے برکت حاصل کرتے ہیں اور اس کے ذریعہ خشک سالی میں بارش مانگتے ہیں۔ اس کو ابو البقائ صافی نے اپنی کتاب ”نسک“ میں بیان کیا ہے۔

اور ”روضۃ الریاحین“ میں یافعی بعض علماء سے اس کی مانند نقل کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے یہ بات ابو یعقوب صیاد نے سنائی کہ میں نہر ابلہ میں شکار کر رہا تھا تو میں نے ایک مچھلی ایسی پکڑی

جس کے داہنے پہلو پر لا الہ الا اللہ اور بائیں پہلو پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا ہے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو تعظیم و احترام کی خاطر پانی میں ہی اسے دفن کر دیا۔

بعض لوگ قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں ابن مرزوق سے نقل کر کے بیان کرتے ہیں کہ مچھلی لائی گئی جس کے ایک کان کی جلد پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ انھوں نے زرد رنگ کا خر بوزہ پایا جس پر سفید لکیریں تھیں اور ہر لکیر پر عربی میں ایک جانب اللہ اور دوسری جانب احمد خوب واضح لکھا ہوا تھا جس میں کوئی عقل مند تحریر شناس شک نہیں کر سکتا تھا۔

اور کہتے ہیں کہ ۸۰۹ھ میں انگور کا ایک دانہ پایا گیا جس پر بخط ظاہر برنگ سیاہ محمد لکھا ہوا تھا۔ اور ابن ظفر بن سیاف کی کتاب ”بطن مفہوم“ میں کسی سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک بڑے درخت کو دیکھا جس کے پتے بڑے اور خوشبودار تھے اور ہر پتے پر پیدائشی طور پر سرخی و سفیدی سے خوب روشن اور واضح خط میں قدرت الہی سے تین سطریں لکھی ہوئی تھیں، پہلی سطر میں لا الہ الا اللہ دوسری سطر میں محمد رسول اللہ اور تیسری سطر میں ان الدین عند اللہ الاسلام لکھا تھا۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد اول)

راقم الحروف (محمد عیسیٰ رضوی قادری) نے بھی بریلی شریف کے ایک درخت کے بعض پتے پر ”محمد“ واضح انداز میں لکھا دیکھا۔ (مولف)

حضور کے اسماء گرامی

حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ کی معنویت و افادیت اور ان کی

عظمت و اہمیت کو امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حسین و جمیل انداز میں بیان فرمایا ہے ان کے اوصاف و خصائص کو الگ الگ عنوان کے تحت میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ ایک مقام پر فرماتے ہیں :

صحیحین میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر و انا الحاشر الذی یحشر علی قدمی .

بیشک میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں ماحی یعنی کفر و شرک کا مٹانے والا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر مٹاتا ہے میں حاشر یعنی مخلوق کو حشر دینے والا ہوں کہ میرے قدموں پر تمام لوگوں کا حشر ہوگا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مالک، احمد، ابوداؤد طیالسی، ابن سعد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔

صحیح مسلم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا محمد و احمد و المقی و الحاشر و نبی التوبہ و نبی الرحمة .

میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا اور خلاق کو حشر دینے والا اور توبہ کا نبی اور رحمت کا نبی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسے احمد و مسلم اور طبرانی نے کبیر میں ابو موسیٰ اشعری سے اور ابن سعد و ابن ابی شیبہ اور بخاری نے تاریخ میں اور ترمذی نے شاکل میں حذیفہ سے اور ابن مردویہ نے تفسیر میں اور ابو نعیم نے دلائل النبوة میں اور ابن عدی نے کامل میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اور ویلیبی نے مسند الفردوس میں ابوالطفیل سے اور ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اور ابن سعد نے مجاہد سے

مرسل روایت کیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کنیہ یہود میں تشریف لے جا کر دعوت اسلام فرمائی کسی نے جواب نہ دیا، دوبارہ فرمائی کوئی نہ بولا، حضور نے فرمایا

ابیتم فواللہ لانا الحاشر و انا العاقب و انا النبی المصطفیٰ آمنتہم او کذبتہم .

تم نے نہ مانا تو سن لو خدا کی قسم میں ہی حشر دینے والا ہوں میں ہی خاتم الانبیاء ہوں میں ہی نبی مصطفیٰ ہوں چاہے تم مانو یا نہ مانو۔ حاکم نے اسے عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا أحمد و انا محمد و انا الحاشر الذی احشر الناس علی قدمی و انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر .

میں احمد ہوں میں محمد ہوں میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر کی ماحو فرماتا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا نام قرآن میں محمد اور انجیل میں احمد اور تورات میں احید ہے و انما سمیت احیدا لانی احید عن امتی نار جہنم .

اور میرا نام احید اس لیے ہوا کہ میں اپنی امت سے آتش دوزخ کو دفع فرماتا ہوں۔ اسے ابن عدی و ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(الاسن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء)

اسماء کی تعداد

حضور کے اسم ذات دو ہیں کتب سابقہ میں احمد ہے اور قرآن کریم میں محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم اور حضور کے اسماء صفات بے گنتی ہیں۔ علامہ احمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پانچ سو جمع فرمائے۔ سیرت شامی میں تین سو اور اضافہ کیے اور میں (امام احمد رضا) نے چھ سو اور ملائے کل چودہ سو ہوئے۔ اور حضور کے اسماء ہر طبقہ میں مختلف ہیں اور ہر جنس میں جدا گانہ ہیں دریا میں اور نام ہیں پہاڑوں میں اور۔ اور یہ کثرت اسماء کثرت صفات پر دلالت کرتی ہے۔ ہر طبقہ اور ہر جنس میں جدا جدا نام ہونا اس لیے کہ ہر جگہ حضور کی ایک خاص تجلی ہے جس جگہ صفت کا ظہور ہے اسی کے مناسب نام بھی ہے۔

انجیل شریف کی بہت سی آیات ہیں جو حضور کے اوصاف بیان کر رہی ہیں اگرچہ نصاریٰ نے بہت تحریف کی ہے اور اپنی چلتی وہ کل آیتیں جو حضور کے اوصاف میں تھیں نکال ڈالیں۔ مگر جس امر کو اللہ تعالیٰ پورا کرنا چاہے اس کو کون ناقص کر سکتا ہے بہت سی آیتیں اب بھی رہ گئیں مگر انھیں سو جھتی نہیں علیٰ ہذا القیاس تورات و زبور میں۔ (المسلمو ظا اول)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کثرت اسماء سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ اور فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء پاک بکثرت ہیں کہ کثرت اسماء شرف مسکئی سے ناشی ہے۔ آٹھ سو سے زیادہ مواہب و شرح مواہب میں ہیں۔ اور فقیر نے تقریباً چودہ سو پائے اور حصر ناممکن۔ (احکام شریعت حصہ دوم)

حضور احمد واحد ہیں

حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اسمائے گرامی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

حضور بیشک احمد واحد ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، دونوں حضور کے اسماء طیبہ سے ہیں اور معنی یہ کہ حضور مظہر شان احدیت ہیں تجلی احدیت حضور کی عبدیت میں جلوہ گر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۲۰۶)

حضور عالم کی جان ہیں

مطالع المسرات شریف میں ہے :

اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محی حیوة جمیع الکون بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فہو روحہ و حیاتہ و سبب وجودہ و بقائہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے، زندہ فرمانے والے اس لیے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اس کے وجود و بقا کے سبب ہیں۔

اسی میں ہے :

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روح الاکوان و حیاتہا و سر وجودہا و لولاه لذهبت و تلاشت کما قال سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ لا شی الا و هو بہ منوط اذلولوا الواسطۃ لذهب کما قیل الموسوط .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان و حیات و سبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست و نابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لیے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطہ سے تھا آپ ہی فنا ہو جائے۔

ہمزہ شریف میں ارشاد فرمایا :

کل فضل فی العالمین فمن فضل

النبی استعارة البفضلاء

جہاں والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگے کوئی ہے۔
(صلات الصفاء فی نور المصطفیٰ)

زبور مقدس کی وحی

بیہقی وہب بن منبہ سے راوی :

اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی بخشی اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہے میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا اس کی امت امت مرحومہ ہے میں نے انھیں وہ نوافل عطا کیے جو پیغمبروں کو دیے اور ان پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیاء اور رسل پر فرض تھے یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال پر حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل نور انبیاء کے ہوگا۔ اے داؤد میں نے محمد کو سب سے افضل کیا اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آسمان میں احمد زمین میں محمد

امام قسطلانی مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ میں رسالہ میلاد و امام علامہ ابن طغریک سے ناقل :

مروی ہوا آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی الہی تو نے میری کنیت ابو محمد کس لیے رکھی حکم ہوا اے آدم اپنا سراٹھا، آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے سراٹھایا سراپردہ عرش میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نظر آیا عرض کی الہی یہ نور کیسا ہے؟ فرمایا :

هذا نور نبی من ذریک اسمہ فی السماء احمد و فی الارض محمد لولاه
ما خلقتک و لا خلقتک سماء و لا ارضا.

یہ نور ایک نبی کا نور ہے تیری ذریت یعنی اولاد آدم سے اس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں
محمد، اگر وہ نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا نہ آسمان و زمین کو پیدا کرتا۔

حضرت آمنہ کو نام رکھنے کی بشارت

ابو نعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث طویل میلاد جمیل میں راوی :
حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب حمل اقدس میں چھ مہینے گزرے ایک شخص نے
سوئے میں مجھے ٹھوکر ماری اور کہا :

یا آمنة انک قد حملت بخیر العالمین طرا فاذا ولدته فسمیه محمدا.
اے آمنہ تمہارے حمل میں وہ ہے جو تمام جہان سے بہتر ہے جب پیدا ہوں ان کا نام محمد رکھنا۔
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابو نعیم حضرت بریدہ و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی :
حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایام حمل مقدس میں خواب دیکھا کوئی کہنے والا کہتا ہے۔
انک قد حملت بخیر البریة و سید العالمین فاذا ولدته فسمیه احمد و
محمدا.

تمہارے حمل میں بہتر عالم و سردار عالمیاں ہیں پیدا ہوں تو ان کا نام احمد و محمد رکھنا۔ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم۔

ابن سعد و حسن بن جراح زید بن اسلم سے راوی :

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب حلیمہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہا سے فرمایا مجھ سے خواب میں کہا گیا۔

انک ستلدین غلاما فسمیہ احمد و هو سید العالمین۔

عنقریب تمہارے لڑکا ہوگا ان کا نام احمد رکھنا وہ تمام عالم کے سردار ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

حشر، حضور کے قدموں پر

بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و امام مالک و امام احمد و ابو داؤد و طیالسی و ابن سعد، طبرانی و حاکم و بیہقی و ابونعیم و غیر ہم حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان لی اسماء انا محمد و انا احمد و انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر و انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی و انا العاقب الذی لیس بعده نبی۔

پیشک میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سب سے کفر مٹاتا ہے میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام احمد مسند اور مسلم صحیح اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا محمد و احمد و المقفی و الحاشر و بی التوبة و نبی الرحمة .

میں محمد ہوں اور احمد اور سب انبیاء کے بعد آنے والا اور خلائق کو حشر دینے والا اور رحمت کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نام مبارک نبی التوبہ کے خصائص

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں ایک اسم مقدس نبی التوبہ بھی ہے اس کے خصائص و نکات سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

نام مبارک ”نبی التوبہ“ عجیب جامع و کثیر المنافع نام پاک ہے، اس کی تیرہ توجیہیں فقیر غفرلہ المولیٰ القدر نے متعدد کتب سیرت و احادیث سے القاط کیں اور چار بتوفیق اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے بڑھائیں سب سترہ ہوئیں۔

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت سے عالم نے توبہ و رجوع الی اللہ کی دو تئیں پائیں حضور کی آواز پر متفرق جماعتیں مختلف امتیں اللہ عزوجل کی طرف پلٹ آئیں۔ اسے مطالع المسرات و شرح شفا ملا علی قاری اور اشعة اللمعات شیخ محقق دہلوی میں ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) ان کی برکت سے خلائق کو توبہ نصیب ہوئی، اسے شیخ محقق عبدالحق دہلوی نے لمعات و اشعة اللمعات میں تحریر فرمایا ہے۔

(۳) ان کے ہاتھ پر جس قدر بندوں نے توبہ کی اور انبیاء کرام کے ہاتھوں پر نہ ہوئی۔ شیخ محقق نے لمعات میں صراحة اور اشعة اللمعات میں اشارۃ ذکر کر کے فرمایا

ایں صفت در جمیع انبیاء مشترک ست و در ذات شریف آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از ہمہ

بیشتر و دافرو کامل تر است۔

یہ صفت جملہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام میں مشترک ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں تمام انبیاء کرام سے زیادہ اور دافرو کامل ہے۔ (مولف)

صحیح حدیثوں سے ثابت کہ روز قیامت یہ امت سب امتوں سے شمار میں زائد ہوگی نہ فقط ہر ایک امت جداگانہ بلکہ مجموع جمیع امم سے۔ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں بحمد اللہ تعالیٰ اسی (۸۰) ہماری اور چالیس میں باقی سب امتیں۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(۴) وہ توبہ کا حکم لے کر آئے۔ اسے امام نووی نے شرح مسلم و ملا علی قاری نے جمع الوسائل اور زرقانی نے شرح المواہب میں ذکر فرمایا ہے۔

(۵) اللہ عز وجل کے حضور سے قبول توبہ کی بشارت لائے۔ یہ شرح مواہب اور تیسیر مناوی میں ہے۔

(۶) اقول، بلکہ وہ توبہ عام لائے ہر نبی صرف اپنی قوم کے لیے توبہ لاتے وہ تمام جہان سے توبہ لینے آئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۷) بلکہ توبہ کا حکم وہی لے کر آئے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سب ان کے نائب ہیں۔ تو روز اول سے آج تک اور آج سے قیامت تک جو توبہ خلق سے طلب کی گئی یا کی جائے گی واقع ہوئی یا وقوع پائے گی سب کے نبی ہمارے نبی توبہ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علامہ فاسی نے اسے مطالع المسرات میں تحریر فرمایا ہے۔

(۸) توبہ سے مراد اہل توبہ ہیں یعنی توابعین کے نبی، اقول: اب اوفق یہ ہے کہ توبہ سے مراد ایمان لیں، حاصل یہ کہ تمام اہل ایمان کے نبی۔ جیسا کہ علامہ فاسی و مناوی پھر عزیزی نے شرح جامع صغیر میں مراد لیا ہے۔

(۹) ان کی امت تو امین ہیں وصفِ توبہ میں سب امتوں سے ممتاز ہیں۔ قرآن ان کی صفت میں التائبون فرماتا ہے، جب گناہ کرتے ہیں توبہ لاتے ہیں یہ امت کا فضل ہے اور امت کا ہر فضل اس کے نبی کی طرف راجع، یہ جمع الوسائل اور مطالع المسرات میں ہے۔

(۱۰) ان کی امت کی توبہ سب امتوں سے زائد مقبول ہوئی کہ ان کی توبہ میں ندامت و ترک فی الحال و عزم امتناع پر کفایت کی گئی۔ نبی الرحمة صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بوجھ اتار لیے اگلی امتوں کے سخت و شدید باران پر نہ آنے دیئے اگلوں کی توبہ سخت سخت شرائط سے مشروط کی جاتی تھی۔ گو سالہ پرستی سے بنی اسرائیل کی توبہ اپنی جانوں کے قتل سے رکھی گئی۔ جب ستر ہزار آپس میں کٹ چکے ہیں اس وقت توبہ قبول ہوئی۔ یہ توضیح ملا علی قاری کی شرح شفاء و مرقاة و قاضی عیاض کی نسیم الریاض و علامہ فاسی کی مطالع المسرات اور امام نووی کی مجمع البحار میں موجود ہے۔

(۱۱) وہ خود کثیر التوبہ ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے میں روز اللہ سبحانہ سے سو بار استغفار کرتا ہوں ہر ایک کی توبہ اس کے لائق ہے حسنات الابرار سیئات المقربین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آن ترقی مقامات قرب و مشاہدہ میں ہیں و للآخرۃ خیر لک من الاولیٰ جب ایک مقام اجل و اعلیٰ پر ترقی فرماتے گزشتہ مقام کو بہ نسبت اس کے ایک نوع تقصیر تصور فرما کر اپنے رب کے حضور توبہ و استغفار لاتے تو وہ ہمیشہ ترقی اور ہمیشہ توبہ بے تقصیر میں ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ شرح شفاء، مرقاة، لمعات، زرقانی، اور مطالع المسرات میں ہے۔

(۱۲) باب توبہ: انھیں کی امت کے آخری عہد میں باب توبہ بند ہوگا، اگلی نبوتوں میں اگر کوئی ایک نبی کے ہاتھ پر تائب نہ ہوتا امکان رہتا کہ دوسرا نبی آئے اس کے ہاتھ پر توبہ لائے، یہاں باب نبوت مسدود اور ختم ملت پر توبہ مفقود تو جو ان کے دست اقدس پر توبہ نہ لائے اس کے لیے کہیں

توبہ نہیں۔

(۱۳) فاتح باب توبہ: وہ فاتح باب توبہ ہیں سب میں پہلے سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توبہ کی وہ انھیں کے تو سل سے تھی تو وہی اصل توبہ ہیں اور وہی وسیلہ توبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ مطالع المسرات میں ہے۔

(۱۴) کعب کا خون: وہ توبہ قبول کرنے والے ہیں ان کا دروازہ کرم توبہ و معذرت کرنے والوں کے لیے ہمیشہ مفتوح ہے۔ جب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون ان کے زمانہ نصرانیت میں مباح فرما دیا ہے، ان کے بھائی بحیر بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں لکھا:

طریا الیہ فانہ لا یرد من جاء تائباً.

ان کے حضور اڑ کر آؤ جو ان کے سامنے توبہ کرتا حاضر ہو یہ اسے کبھی رد نہیں فرماتے۔
اسی بناء پر کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حاضر ہوئے راہ میں قصیدہ نعتیہ بابت سعاد نظم کیا جس میں عرض رسا ہیں۔

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی

و العفو عند رسول اللہ مامول

انی اتيت رسول اللہ معتذرا

و العذر عند رسول اللہ مقبول

مجھے خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے لیے سزا کا حکم فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور معذرت کرتا حاضر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

عذر دولت قبول پاتا ہے۔

توراة مقدس میں ہے :

لا یجزی بالسیئة السیئة و لكن یعفو و یغفر .

احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بدی کا بدلہ بدی نہ دیں گے بلکہ بخش دیں گے اور مغفرت فرمائیں گے۔

ولہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے طیبہ ہیں عفو غفور۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۵) نبی توبہ : اقول، وہ نبی توبہ ہیں۔ بندوں کو حکم ہے کہ ان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر توبہ و استغفار

کریں اللہ تو ہر جگہ سنتا ہے اس کا علم اس کا سمع اس کا شہود سب جگہ ایک سا ہے مگر حکم یہی فرمایا کہ

میری طرف توبہ چاہو تو میرے محبوب کے حضور حاضر ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و لو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ و استغفر لہم الرسول
لوجدوا اللہ توابا رحیما .

اگر وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس حاضر ہو کر خدا سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی
مغفرت مانگے تو ضرور خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

حضور کے عالم حیات ظاہری میں حضور ظاہر تھا اور اب حضور مزار پر انوار ہے اور جہاں یہ بھی میسر
نہ ہو تو دل سے حضور پر نور کی طرف توجہ حضور سے فریاد استغاثہ لب شفاعت، کہ حضور اقدس صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اب بھی ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔ مولانا ۵، تاری علیہ رحمۃ الباری
شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرة فی بیوت اہل الإسلام .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر میں جلوہ فرما ہیں۔

(۱۶) اقول: وہ مفیض توبہ ہیں توبہ لیتے بھی یہی ہیں اور دیتے بھی یہی یہ توبہ نہ دیں تو کوئی توبہ نہ کر سکے توبہ ایک نعمت عظمیٰ، بلکہ اجل نعم ہے اور نصوص متواترہ اولیائے کرام وائمہ عظام و علمائے اعلام سے مبرہن ہو چکا کہ ہر نعمت قلیل یا کثیر، صغیر یا کبیر، جسمانی یا روحانی، دینی یا دنیوی، ظاہری و باطنی، روز اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت، آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، مطیع یا فاجر، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوا اللہ میں جسے جو کچھ ملی یا ملتی ہے یا ملے گی اس کی کلی انھیں کے صباۓ کرم سے کھلی اور کھلتی ہے اور کھلے گی انہیں کے ہاتھوں پر بیٹی اور بیٹی ہے، یہ سر الوجود و اصل الوجود و خلیفۃ اللہ الاعظم و ولی نعمت عالم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یہ خود فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انا ابو القاسم و اللہ يعطی و انا اقسام .

میں ابو القاسم ہوں اللہ دیتا ہے اور میں تقسیم فرماتا ہوں۔

ان کا رب عز و جل فرماتا ہے :

و ما ارسلک الا رحمة للعالمین .

ہم نے نہ بھیجا تمھیں مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

(۱۷) اقول: وہ نبی توبہ ہیں کہ گناہوں سے ان کی طرف توبہ کی جاتی ہے توبہ میں ان کا نام پاک نام جلالت حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ لیا جاتا ہے کہ میں اللہ و رسول کی طرف توبہ کرتا ہوں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف میں ہے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی :

یا رسول اللہ اتوب الی اللہ و الی رسولہ ماذا اذنبت .

یا رسول اللہ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا خطا ہوئی۔

معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ابو بکر صدیق و عمر فاروق وغیرہما چالیس اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کھڑے ہو کر ہاتھ پھیلائے لرزاتے کانپتے حضور سے عرض کی :

تبنا الی اللہ و الی رسولہ .

ہم اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

اقول، توبہ کے معنی ہیں نافرمانی سے باز آنا جس کی معصیت کی ہے، اس سے عہد اطاعت کی تجدید کر کے اسے راضی کرنا، اور نفی قطعی قرآن سے ثابت کہ اللہ عز و جل کا ہر گنہگار حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنہگار ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ .

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اس کا عکس نفیض یہ ہوگا کہ جس نے اللہ کی اطاعت نہیں کی اس نے رسول کی اطاعت نہ کی۔ لہذا ثابت ہوا کہ اللہ کا گنہگار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گنہگار ہے۔ اور قرآن عظیم حکم دیتا کہ اللہ و رسول کو راضی کرو۔

و اللہ و رسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مومنین

سب سے زیادہ راضی کرنے کے مستحق اللہ اور رسول ہیں۔ اگر یہ لوگ ایمان رکھتے ہیں۔

نبی رحمت و نبی توبہ

امام احمد و ابن سعد و ابن ابی شیبہ و امام بخاری تاریخ اور ترمذی شامل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، مدینہ طیبہ کے ایک راستے میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے ملے، ارشاد فرمایا :

انا محمد و انا احمد و انا نبی الرحمة و نبی التوبة و انا المقفی و انا الحاشرو
نبی الملاحم .

میں محمد میں احمد ہوں میں رحمت کا نبی ہوں میں توبہ کا نبی ہوں میں سب میں آخری نبی ہوں میں
حشر دینے والا ہوں میں جہادوں کا نبی ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حاشرو ماحی

طبرانی معجم کبیر اور سعید بن منصور سنن میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی،
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا احمد و انا محمد و انا الحاشر الذی احشر الناس علی قدمی و انا ماحی
الذی یمحو اللہ بی الکفر ، فاذا کان یوم القيمة کان لواء الحمد معی و کنت امام
المرسلین و صاحب شفاعتہم .

میں احمد و محمد ہوں میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو اپنے قدموں پر حشر دوں گا ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ
میرے سبب سے کفر کو محو فرماتا ہے، قیامت کے دن لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا میں سب پیغمبروں کا امام

اور ان کی شفاعتوں کا مالک ہوں گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دس اسمائے مبارکہ

ابن مردویہ تفسیر اور ابو نعیم دلائل میں اور ابن عدی و ابن عساکر و دیلمی حضرت ابو الطغیل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لی عشرة اسماء عندی ربی انا محمد و احمد و الفاتح و الخاتم و ابو القاسم و الحاشر و العاقب و الماحی و یسین و طہ۔

میرے رب کے یہاں میرے دس نام ہیں محمد و احمد و فاتح عالم ایجاد و خاتم نبوت و ابو القاسم و حاشر و آخر الانبیاء و ماحی کفر و یسین و طہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن عدی کامل میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان لی عند ربی عشرة اسماء۔

میرے رب کے پاس میرے لیے دس نام ہیں۔ ازاں جملہ محمد و احمد و ماحی و حاشر و عاقب یعنی ختم الانبیاء و رسول الرحمة و رسول التوبہ و رسول الملاحم ذکر کر کے فرمایا :

و انا المسقی قفیت النبین عامة و انا قثم۔

میں غمی ہوں کہ تمام پیغمبروں کے بعد، آیا اور میں کامل جامع ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عاقب و نبی مصطفیٰ

حاکم مستدرک میں بافادۃ تصحیح حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، سید المرسلین صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنیہ یہود میں تشریف لے گئے میں ہمرکاب اقدس تھا، فرمایا: اے گروہ یہود مجھے بارہ آدمی دکھاؤ جو گواہی دینے والے ہوں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل سب یہود سے اپنا غضب (جس میں وہ زمانہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے گرفتار ہیں کہ و باؤا بغضب من اللہ فباؤا بغضب .) اٹھالے گا یہود سن کر چپ رہے کسی نے جواب نہ دیا حضور نے فرمایا:

ابیتم فواللہ لانا الحاشر و انا العاقب و انا النبی المصطفیٰ آمنتہم او کذبتہم۔
تم نے نہ مانا خدا کی قسم بیشک میں حاشر ہوں اور میں خاتم الانبیاء اور میں نبی مصطفیٰ ہوں خواہ تم مانو یا نہ مانو۔

رسول جہاد

ابن سعد مجاہد مکی سے مرسل راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا محمد و احمد انا رسول الرحمة انا رسول الملحمة، انا المقفی و الحاشر۔

میں محمد و احمد ہوں، میں رسول رحمت ہوں میں رسول جہاد ہوں، میں خاتم الانبیاء ہوں میں لوگوں کو حشر دینے والا ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مقفی و خاتم

خطیب و ابن عسا کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا احمد و محمد و الحاشر و المقفی و الخاتم .

میں احمد ہوں اور محمد اور تمام جہان کو حشر دینے والا اور سب انبیاء کے پیچھے آنے والا اور نبوت ختم فرمانے والا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آسمانی کتابوں میں اسم اقدس

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یسمی فی الكتب القديمة احمد و محمد و الماحی و المقفی و نبی الملاحم و حمطایا و فار قلیطا و ماذ .

اگلی کتابوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ نام تھے احمد، محمد۔ ماحی (کفر و شرک کو مٹانے والے) مقفی (سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لانے والے) نبی الملاحم (جہادوں کے پیغمبر) حمطایا (حرم الہی کے حمایتی) فار قلیطا (حق کو باطل سے جدا کرنے والے)۔ ماذ ماذ (ستھرے پاکیزہ)۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوة)

اشعار

اسماء نبوی کے جلال و جمال کو واضح کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جان بے تاب، اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

وہ نامی کے نام خدا نام تیرا
رؤف و رحیم و علیم و علی ہے

ذات ہوئی انتخاب وصف ہوئے لا جواب
نام ہوا مصطفیٰ تم پہ کروڑوں درود

(حدائق بخشش)



اسم مبارک پر نام رکھنا

ان کے ہر نام و نسبت پر نامی درود
ان کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

سوربأسماء الأنبياء
انبيائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے ناموں پر نام رکھو۔

(الحديث)

اسم مبارک پر نام رکھنا

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک پر نام رکھنا مبارک و نافع اور دنیا و آخرت میں حفاظت میں لینے والا ہے۔ چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بارگاہ حق میں دو بندے کھڑے کیے جائیں گے اس پر حق تعالیٰ انھیں جنت میں داخل کرنے کا حکم فرمائے گا۔ یہ دونوں بندے عرض کریں گے کہ اے خدا کس چیز نے ہمیں جنت کا اہل اور مستحق بنایا حالاں کہ ہم نے کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ بجز اس کے کہ تیری رحمت سے ہم جنت میں جانے کے امیدوار تھے۔ اس پر اللہ رب العزت جل وعلاء فرمائے گا۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ اس لیے کہ ہم نے اپنی ذات کی قسم اپنے اوپر لازم کر لیا ہے میں اسے جہنم کی آگ میں ہرگز نہ بھیجوں گا جس کا نام محمد و احمد ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کسی ایک پر عذاب نہ کروں گا جس کا نام تمہارے نام پر ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے مروی ہے کہ فرمایا کوئی دسترخوان نہیں ہے کہ بچھایا گیا ہو اور اس پر لوگ کھانے کے لیے آئیں اور ان میں احمد یا محمد کے نام والے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ اس گھر کو جس میں یہ دسترخوان کھانے کا بچھایا گیا ہو اسے روزانہ دو مرتبہ پاک نہ فرمائے۔ اسے ابو منصور دیلمی نے روایت کیا۔

نیز یہ بھی مروی ہے کہ کوئی گھر نہیں ہے جس میں محمد نام والے ہوں مگر یہ کہ حق تعالیٰ انھیں برکت دے۔

ایک حدیث میں ہے جو قوم کسی مشورہ کے لیے جمع ہوئی اور ان میں کوئی شخص ایسا موجود ہے جس کا نام محمد ہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے نام میں برکت عطا فرمائے گا۔

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جس کا نام محمد ہوگا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی شفاعت کریں گے اور جنت میں داخل کرائیں گے۔

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے :

فان لی ذمة منه بتسمیتی

محمد و هو اوفی الخلق بالدم

جس کا نام میرے نام پاک پر محمد ہے اس کے لیے میرا ذمہ ہے اور وہ مخلوق میں سب سے زیادہ آراستہ و مزین کرنے کے لائق ہے۔

بعض علماء اسم مبارک اور آپ کی کنیت دونوں کو جمع کر کے نام رکھنے کو منع فرماتے ہیں اور ایک ایک کر کے رکھنے کو جائز کہتے ہیں (یعنی یا تو ابوالقاسم نام رکھو یا محمد نام رکھو) یہ قول زیادہ صحیح ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں کئی مذاہب ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مطلقاً ممنوع ہے۔

اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے۔

اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ ابوالقاسم نام رکھنا اس شخص کے لیے جائز ہے جس کا نام محمد نہیں ہے۔

اور جو حضرات مطلقاً جائز کہتے ہیں وہ ممانعت والی حدیثوں کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی حالت کے ساتھ مخصوص و مقید کرتے ہیں۔ یہ قول اقرب الی الصواب ہے۔ (مولف)
(مدارج النبوة جلد اول)

محمد و احمد نام کی فضیلت

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء مقدسہ اور محبوبان خدا کے نام پر نام رکھنے کی ترغیب

وفضیلت سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

محبوبان خدا انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اسماء طیبہ پر نام رکھنا مستحب ہے جب کہ ان کی خصوصیات سے نہ ہو، اور محمد و احمد ناموں کے فضائل میں احادیث کثیرہ عظیمہ جلیلہ وارد ہیں۔

صحیحین و مسند احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت انس، صحیحین و ابن ماجہ میں حضرت جابر، معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سمو باسمی و لا تکنوا بکنیتی .

میرے نام پاک پر نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو۔

ابن عساکر و حافظ حسین بن احمد عبد اللہ بن بکیر حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من ولد له مولود فسماه محمد احمالی و تبرک باسمی کان هو و مولودہ فی الجنة.

جس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت اور میرے نام پاک سے تبرک کے لیے اس کا نام محمد رکھے وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں جائیں۔ امام خاتم الحافظ جلال الملتہ والدین سیوطی فرماتے ہیں :

هذا امثل حدیث و رد فی هذا الباب و اسنادہ حسن .

جس قدر حدیثیں اس باب میں آئیں یہ سب میں بہتر ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

محمد و احمد نام کا شخص دوزخ میں نہ جائے گا

حافظ ابو طاہر سلفی و حافظ ابن بکیر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فرماتے ہیں روز قیامت دو شخص حضرت عزت کے حضور کھڑے کیے جائیں گے حکم ہوگا انھیں جنت میں لے جاؤ، عرض کریں گے الہی ہم کس عمل پر جنت کے قابل ہوئے ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہ کیا، رب عزوجل فرمائے گا ادخلا الجنة فانی آلیت علی نفسی ان لا یدخل النار من اسمہ احمد و لا محمد۔

جنت میں جاؤ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو دوزخ میں نہ جائے گا، یعنی جب کہ مومن ہو، اور مومن عرف قرآن و حدیث و صحابہ میں اسی کو کہتے ہو جو سنی صحیح العقیدہ ہو۔ کما نص علیہ الائمة فی التوضیح وغیرہ ورنہ بد مذہبوں کے لیے تو حدیثیں یہ ارشاد فرماتی ہیں کہ وہ جہنم کے کتے ہیں ان کا کوئی عمل قبول نہیں۔ بد مذہب اگرچہ حجر اسود و مقام ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر و طالب ثواب رہے جب بھی اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے اور اسے جہنم میں ڈالے۔ یہ حدیثیں دارقطنی و ابن ماجہ و بیہقی و ابن الجوزی وغیرہم نے حضرت ابوامامہ و حذیفہ و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیں۔

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں قال اللہ تعالیٰ عزوجل و عزتی و جلالی لا عذبت احدا تسمى باسمک فی النار۔

رب عزوجل نے مجھ سے فرمایا اپنی عزت و جلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا۔

دستر خوان بابرکت ہوگا

ماظ ابن بکیر امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

دیلی مسند الفردوس میں موقوفہ راوی کہ مولیٰ علی فرماتے ہیں۔

ابن عدی کامل اور ابوسعید نقاش بسند صحیح اپنے معجم شیوخ میں راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ما اطعم طعام علی مائدة و لا جلس علیها و فیہا اسمی الا وقد سوا کل یوم مرتین۔

جس دسترخوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور ان میں کوئی محمد یا احمد نام کا ہو وہ لوگ ہر روز دوبارہ مقدس کیے جائیں۔

حاصل یہ کہ جس گھر میں ان پاک ناموں کا کوئی شخص ہو، دن میں دوبار اس مکان میں رحمت الہی کا نزول ہو، لہذا حدیث امیر المومنین کے لفظ یہ ہیں

ما من مائدة وضعت فحضر علیها من اسمہ احمد و محمد الا قدس اللہ ذلک المنزل کل یوم مرتین۔

ابن سعد طبقات میں عثمان عمری سے مرسل راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ماضر احدکم لو کان فی بیتہ محمد و محمدان و ثلثہ۔

تم میں کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا دو محمد یا تین محمد ہوں۔

مشورے میں برکت نہ ہوگی

طرائفی و ابن الجوزی امیر المومنین مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما اجتماع قوم قط فی مشورۃ و فیہم رجل اسمہ محمد لم یدخلوہ فی مشورتہم الا لم یبارک لہم فیہ.

جب کوئی قوم کسی مشورے کے لیے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام کا ہو اور اسے اپنے مشورے میں شریک نہ کریں ان کے لیے اس مشورے میں برکت نہ رکھی جائے۔

محمد نام نہ رکھنا جہالت ہے

طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من ولدہ ثلثۃ اولاد فلم یسم احدا منهم محمدا فقد جہل.
جس کے تین بیٹے پیدا ہوں اور وہ ان میں کسی کا نام محمد نہ رکھے ضرور جاہل ہے۔

محمد نام والے کی تکریم کی جائے

حاکم و خطیب تاریخ اور دیلمی مسند میں امیر المومنین مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا سمیتم الولد محمدا فاکرموہ و اوسعوا لہ فی المجلس و لا تقبحوا لہ

و جہا.

جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لیے جگہ کشادہ اور اسے برائی کی طرف نسبت نہ کرو یا اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔

بزار مسند میں حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا سمیتم محمدا فلا تضربوه ولا تحرموه .

جب لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم کرو۔

لڑکا پیدا ہوگا

فتاویٰ امام شمس الدین سخاوی میں ہے ابو شعیب حرائی امام عطا (تابعی جلیل الشان استاذ امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت کی :

من اراد ان یکون حمل زوجته ذکرا فلیضع یدہ علی بطنہا و لیقل ان کان ذکرا فقد سمیتہ محمدا فانه یکون ذکرا .

جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہوا سے چاہیے اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے۔

ان کان ذکرا فسمیتہ محمدا اگر لڑکا ہے تو میں نے اس کا نام محمد رکھا، انشاء اللہ العزیز لڑکا ہی پیدا ہوگا۔

گھر میں برکت ہوگی

سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

ما کان فی اہل بیت اسم محمد الا کثرت برکتہ .

جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر کی برکت زیادہ ہوتی ہے۔

مناوی نے اسے شرح تیسیر میں اور زرقانی نے شرح مواہب میں بیان فرمایا ہے۔

بہتر یہ ہے کہ صرف محمد یا احمد نام رکھے اس کے ساتھ جان وغیرہ اور کوئی لفظ نہ ملائے کہ فضائل تنہا انھیں اسمائے مبارکہ کے وارد ہوئے ہیں۔
(النور والفضیاء فی احکام بعض الاسماء)

محمد نام رکھنے کی برکت

ایک حدیث میں ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری محبت کی وجہ سے اپنے لڑکے کا نام محمد یا احمد رکھے گا اللہ تعالیٰ باپ اور بیٹے دونوں کو بخشے گا۔

ایک روایت میں ہے قیامت کے دن ملائکہ کہیں گے جن کا نام محمد یا احمد ہے جنت میں چلے جاؤ۔

ایک روایت میں ہے ملائکہ اس گھر کی زیارت کو آتے ہیں جس میں کسی کا نام محمد یا احمد ہے۔

ایک روایت میں ہے جس مشورے میں اس نام کا آدمی شریک ہو اس میں برکت رکھی جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے تمہارا کیا نقصان ہے کہ تمہارے گھروں میں دو یا تین محمد ہوں۔

(المفوط اول)



نام پاک سن کرانگوٹھے چومنا

لب پہ آجاتا ہے جب نام جناب منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہم ہو کے اے جان بیتاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

من فعل مثل ما فعل خلبلی فدر حلیح علیہ شفا عنی

جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔

(الحديث)

نام پاک سن کرانگوٹھے چومنا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کرانگوٹھے چومنا جائز و مستحب ہے اور اس میں حضور کی تعظیم اور دلی محبت ہے، ہر وہ جائز بات کہ محبت و تعظیم میں جس کا دخل ہے اس کا بجالانا، اس پر عمل کرنا ایمان کا ایک عظیم حصہ ہے۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ

اذان میں کلمہ اشہد ان محمدا رسول اللہ سن کرانگوٹھے چومنا، آنکھوں سے لگانا کیسا ہے؟
آپ نے فرمایا :

انگوٹھے چومنا جائز ہے

حضور پر نور شفیع یوم النور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتان شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم، اور خود اگر کوئی دلیل خاص نہ بھی ہوتی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لیے دلیل کافی تھی۔ جو ناجائز بتائے ثبوت دینا اس کے ذمہ ہے کہ قائل جواز متمسک باصل ہے اور متمسک باصل محتاج دلیل نہیں۔ پھر یہاں تو حدیث وفقہ، ارشاد علماء و عمل قدیم سلف صلحاء سب کچھ موجود۔

علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر و حضرت ریحانہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن و حسین و حضرت نقیب اولیائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا ابوالعباس خضر علی الحبیب الکریم و علیہم الصلوٰۃ والتسلیم وغیرہم اکابر دین سے حدیثیں روایت فرمائیں جس کی قدرے تفصیل امام علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب مستطاب مقاصد حسنہ میں ذکر فرمائی۔ اور جامع الرموز شرح نقایہ مختصر الوقایہ و فتاویٰ صوفیہ و کنز العباد و رد المحتار حاشیہ در

مختار وغیرہ کتب فقہ میں اس فعل کے استحباب و استحسان کی صاف تصریح آئی۔ ان میں اکثر کتابیں خود مانعین اور ان کے اکابر و عمائد مثل متکلم قنوجی وغیرہ کے مستندات سے ہیں۔

اور ان حدیثوں کے بارے میں ان محدثین کرام و محققین اعلام نے جو تصحیح و تضعیف و تخریج و توثیق میں دائرہ اعتدال سے نہیں نکلتے اور راہ تساہل و تشدد نہیں چلتے حکم اخیر و خلاصہ بحث و تنقیر یہ قرار دیا کہ خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو حدیثیں یہاں روایت کی گئیں وہ باصطلاح محدثین درجہ صحت کو فائز نہ ہوں۔

مقاصد میں فرمایا لا یصح فی المرفوع من کل ہذا شیء۔ ان میں سے کوئی حدیث صحیح مرفوع نہیں۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں کل ما یروی فی ہذا فلا یصح رفعہ البتہ اس سلسلے میں جو مروی ہو اوہ مرفوع ہونے میں صحیح نہیں ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی رد المحتار میں علامہ اسماعیل جراح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل فرماتے ہیں لم یصح فی المرفوع من ہذا شیء ان میں سے کوئی حدیث صحیح مرفوع نہیں۔

پھر خادم حدیث پر روشن کہ اصطلاح محدثین میں نفی صحت، نفی حسن کو بھی مستلزم نہیں نہ کہ نفی صلاح و تماسک و صلوح تمسک نہ کہ دعوے وضع کذب تو عند تحقیق ان احادیث پر جیسے باصطلاح محدثین حکم صحت صحیح نہیں یوں ہی حکم وضع و کذب بھی ہرگز مقبول نہیں بلکہ بتصریح ائمہ فن کثرت طرق سے جبر نقصان متصور اور عمل علماء و قبول قداماء حدیث کے لیے قوی دیگر اور نہ سہی تو فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالا جماع مقبول اور اس سے بھی گزرے تو بلاشبہ یہ فعل اکابر دین سے مروی و منقول، اور سلف صالح میں حفظ صحت بصر و روشنی چشم کے لیے مجرب اور معمول، ایسے محل پر بالفرض اگر کچھ نہ ہو تو اسی قدر سند کافی، بلکہ اصلاً نقل

بھی نہ ہو صرف تجربہ دانی کہ آخر اس میں کسی حکم شرعی کا ازالہ نہیں، نہ کسی سنت ثابت کا خلاف، اور نفع حاصل تو منع باطل، بلکہ انصاف کیجیے تو محدثین کا نفی صحت کو احادیث مرفوعہ سے خاص کر نا صاف کہہ رہا ہے کہ وہ احادیث موقوفہ کو غیر صحیح نہیں کہتے پھر یہاں حدیث موقوف کیا کم ہے۔

ولہذا مولانا علی قاری نے عبارت مذکورہ کے بعد فرمایا قلت و اذا ثبت رفعہ الی الصلیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فیکفی للعمل بہ لقولہ علیہ الصلاۃ والسلام علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین .

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت عمل کو بس ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفائے راشدین کی سنت۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تو صدیق سے کسی شے کا ثبوت بعینہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے اگرچہ بالخصوص حدیث مرفوعہ درجہ صحت تک مرفوع نہ ہو۔

انگوٹھے چومنا سنت صدیقی ہے

امام سخاوی المقاصد الحسنہ فی الاحادیث الدائرۃ علی الالسنۃ میں فرماتے ہیں :

مسح العینین بباطن انملتی السبابتین بعد تقبیلہما عند قول المؤذن اشہد ان محمد رسول اللہ مع قولہ لشہد ان محمدا عبده ورسوله رضیت باللہ رباً وبالاسلام دیناً و بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبینا . ذکرہ الدیلمی فی مسند الفردوس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ لما سمع قول المؤذن اشہد ان محمد رسول اللہ فقال هذا و قبل باطن الانملتین السبابتین و مسح عینہ فقال صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی . و لا یصح .

یعنی مؤذن سے اشہد ان محمد رسول اللہ بن کر انگشتان شہادت کے پورے جانب باطن سے چوم کر آنکھوں پر ملنا اور یہ دعا پڑھنا اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ رضیت باللہ رباً و بالاسلام دیناً و بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبیاً اس حدیث کو دیلمی نے مسند الفردوس میں حدیث سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ جب اس جناب نے مؤذن کو اشہد ان محمد رسول اللہ کہتے سنا یہ دعا پڑھی اور دونوں کلمے کی انگلیوں کے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو ایسا کرے جیسا میرے پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔ اور یہ حدیث اس درجہ کو نہ پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت نام رکھتے ہیں۔

خضر علیہ السلام کی روایت

پھر فرمایا :

و کذا ما اورده ابو العباس احمد بن ابی بکر الرواد الیمانی المتصوف فی کتابہ موجبات الرحمة و عزائم المغفرة بسند فیہ مجاہیل مع انقطاعہ عن الخضر علیہ السلام انه قال من قال حین یسمع المؤذن یقول اشہد ان محمد رسول اللہ مرحباً بحیبی و قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم یقبل ابهامہ و یجعلہما علی عینیہ لم یرمد ابداً .

یعنی ایسے ہی وہ حدیث کہ حضرت ابو العباس احمد بن ابی بکر رواد یمینی صوفی نے اپنی کتاب موجبات الرحمة و عزائم المغفرة میں ایسی سند سے جس میں مجاہیل ہیں اور منقطع بھی ہیں، حضرت سیدنا خضر

علیہ الصلاۃ والسلام سے روایت کی کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص موزن سے اشہد ان محمد رسول اللہ بن کر مرحبا بحیبی و قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

آنکھ سے کنکری نکل گئی

پھر فرمایا :

ثم روى بسند فيه من لم اعرفه عن اخي الفقيه محمد بن البابا فيما حكى عن نفسه انه هبت ریح فوقعت منه حصاة فی عينه واعياه خروجها و المتة اشد الالم و انه لما سمع الموزن اشهد ان محمد رسول الله قال ذلك فخرجت الحصاة من فوره . قال الرواد رحمه الله تعالى و هذا يسير فی جنب فضائل الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

یعنی پھر ایسی سند کے ساتھ جس کے بعض رواۃ کو میں نہیں پہچانتا۔ فقیہ محمد بن البابا کے بھائی سے روایت کی کہ وہ اپنا حال بیان کرتے تھے ایک بار ہوا چلی ایک کنکری ان کی آنکھ میں پڑ گئی نکالتے نکالتے تھک گئے ہرگز نہ نکلی اور نہایت سخت درد پہنچایا انھوں نے موزن کو اشہد ان محمد رسول اللہ کہتے ہوئے یہی کہا فوراً نکل گئی۔ رواد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کے حضور اتنی بات کیا چیز ہے۔

آنکھوں میں تکلیف نہ ہوگی

پھر فرمایا :

و حکى الشمس محمد بن صالح بالمدنى امامها و خطيبها فى تاريخه عن

المجد احد القدماء من المصريين انه سمعه يقول من صلى على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اذا سمع ذكره في الاذان و جمع اصبعيه المسبحة و الابهام و قبلها و مسح بهما عينيه لم يرمد ابدا.

یعنی شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام و خطیب نے اپنی تاریخ میں مجد مصری سے کہ سلف صالح میں تھے نقل کیا کہ میں نے انھیں فرماتے سنا جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں سن کر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے ملائے اور انھیں بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

پھر فرمایا :

قال ابن صالح و سمعت ذلك ايضا من الفقيه محمد بن الزرندی عن بعض شیوخ العراق و العجم و انه يقول عند ما يمسح عينيه صلى الله عليك يا سیدی یا رسول الله یا حبيب قلبي و یا نور بصری و یا قرة عینی و قال لی کل منهما منذ فعلته لم ترمد عینی .

یعنی ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرندی سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق یا عجم سے راوی تھے اور ان کی روایت میں یوں ہے کہ آنکھوں پر مس کرتے وقت یہ درود عرض کرے صلی اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبيب قلبي و یا نور بصری و یا قرة عینی اور دونوں صاحبوں یعنی شیخ مجد و فقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرتے ہیں ہماری آنکھیں نہ دکھیں۔

کبھی اندھا نہ ہوگا

پھر فرمایا :

قال ابن صالح و انا و لله الحمد و الشکر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد

عینی و ارجو ان عافیتہما تدوم و انی اسلم من العمی انشاء اللہ تعالیٰ

یعنی امام ابن صالح ممدوح نے فرمایا اللہ کے لیے حمد و شکر ہے جب سے میں نے یہ عمل ان دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور امید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر فرمایا :

قال روی عن الفقیہ محمد بن سعید الخولانی قال اخبرنی الفقیہ العالم ابو الحسن علی بن محمد بن حذید الحسینی اخبرنی الفقیہ الزاهد البلالی عن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه قال من قال حین یسمع الموزن یقول اشهد ان محمد رسول اللہ مرحبا بحبی و قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یقبل ابهامیہ و یجعلہما علی عینیہ لم یعم و لم یرمد۔

یعنی امام مدنی فرماتے ہیں فقیہ محمد بن سعید خولانی سے مروی ہوا کہ انھوں نے فرمایا مجھے فقیہ عالم ابوالحسن علی بن محمد بن حذید حسینی نے خبر دی کہ مجھے فقیہ زاہد بلالی نے حضرت امام حسن علی جدہ الکریم و علیہ الصلاۃ والسلام سے خبر دی کہ حضرت امام نے فرمایا کہ جو شخص موزن کو اشہد ان محمد رسول اللہ کہتے سن کر یہ دعا پڑھے مرحبا بحبی و قرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے نہ کبھی اندھا ہونہ آنکھیں دکھیں۔

پھر فرمایا :

وقال الطائوسی انه سماع من الشمس محمد بن ابی نصر البخاری خواجه حدیث من قبل عند سماعہ من الموزن کلمۃ الشہادۃ ظفری ابهامیہ و مسہما علی

عینہ و قال عند المس اللهم احفظ حدقتی و نورهما ببركة حدقتی محمد رسول الله
صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم و نورهما لم یعم .

یعنی طاؤسی فرماتے ہیں انھوں نے خواجہ شمس الدین محمد بن نصر بخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص
موزن سے کلمہ شہادت سن کراٹگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے ملے اور یہ دعا پڑھے اللہ احفظ
حدقتی و نورهما ببركة حدقتی محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم و نورهما
اندھانہ ہو۔

حضور کی قیادت نصیب ہوگی

شرح نقایہ میں ہے :

و اعلم انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة صلی الله علیک
یا رسول الله و عند الثانية منها قرة عینی بک یا رسول الله ثم یقال اللهم متعنی
بالسمع و البصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه صلی الله تعالیٰ علیہ
وسلم یكون له قائدًا الی الجنة . کذا فی کنز العباد .

یعنی خبردار ہو پیشک مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اشہد ان محمد رسول الله نے
صلی الله علیک یا رسول الله کہے۔ اور دوسری بار قرة عینی بک یا رسول الله پھر آنکھوں
کے ناخن آنکھوں پر رکھ کر کہے اللہ متعنی بالسمع و البصر کہ نبی صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے
پیچھے اسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔

علامہ شامی اسے نقل کر کے فرماتے ہیں و نحوه فی الفتاوی الصوفیة یعنی اسی طرح امام
فقیہ عارف باللہ سیدی فضل اللہ بن محمد بن ایوب سہروردی تلمیذ امام علامہ یوسف بن عمر صاحب جامع

المضممرات شرح قدوری قدس سرہما نے فتاویٰ صوفیہ میں فرمایا۔

انگوٹھے چومنا مستحب ہے

شیخ مشائخنا، خاتم المحققین سید العلماء الحنفیہ بمکۃ الحمیہ مولانا جمال بن عبد اللہ عمر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

سئل عن تقبیل الابهامین و وضعهما علی العینین عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاذان هل هو جائز ام لا اجبت بما نصہ نعم تقبیل الابهامین و وضعهما علی العینین عند ذکر اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاذان جائز بل هو مستحب صرح بہ مشائخنا فی غیر ما کتاب۔

یعنی مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر شریف سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر انگوٹھے چومنا آنکھوں پر رکھنا جائز بلکہ مستحب ہے۔ ہمارے مشائخ مذہب نے متعدد کتابوں میں اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی۔

علامہ محدث محمد طاہر فتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تکرار بحار الانوار میں حدیث کو صرف لا یشح فرما کر لکھتے ہیں و روی تجربة ذلک عن کثیرین یعنی اس کے تجربہ کی روایات بکثرت آئیں۔

(منیر العین فی حکم تقبیل الابهامین۔ مشمولہ فتاویٰ رضویہ جلد دوم)

انگوٹھے چومنے ہی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

اذان میں نام اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر ناخن چوم کر آنکھوں سے لگانے کو

نام پاک چومنے سے مغفرت ہوگئی

ایک روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص دوسو برس تک فسق و فجور میں مبتلا رہا اور بعد انتقال اس کی مغفرت فرمادی گئی اس وجہ سے کہ اس نے توریت شریف میں نام پاک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھ کر چوم لیا تھا۔ ان کا نام مسطح تھا۔

اس کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے فرمایا اس کے کرم کی کوئی انتہا نہیں اس کی رحمت چاہے تو کروڑوں برس کے گناہ دھو دے۔ غلامی ہونا چاہیے سرکار کی، ایک نیکی سے معاف فرمادے بلکہ ان گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے اور اگر عدل فرمائے تو کروڑوں برس کی نیکیاں ایک صغیرہ کے عوض رد فرمادے۔ حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جاسکتا صحابہ نے عرض کی و لا انت یا رسول اللہ آپ بھی نہیں یا رسول اللہ، ارشاد فرمایا و لا انا الا ان یتغمدنی رحمته اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے۔

گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے دنیا ہی کا قاعدہ دیکھئے اگر اجیر ہے مزدوری کرے گا اجرت پائے گا اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا۔ ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں اس کی رحمت ہی رحمت ہے۔ آپ ہی بندوں کو توفیق دی، آپ ہی ان کو اسباب دیئے۔ آپ ہی آسان فرمایا، اور فرماتا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا۔

نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے عرصہ تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیا جمیل فرمایا جب اس سے نجات ملی عرض کیا الہی میں نے کیسا صبر کیا، ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا، ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اڑائی عرض کیا بیشک اگر تو توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں

(المفلو ظ حصہ سوم)

سے کرتا۔

انگوٹھے چوٹا تعظیم ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اذان میں نام اقدس سن کر بوسہ دینا بتقریح کتب فقہ مستحب ہے۔ رہی یہ صورت کہ اذان و اقامت کے سوا بھی جہاں نام اقدس سننے کے جواز میں بھی شبہ نہیں جب کہ مانع شرعی نہ ہو جیسے حالت نماز میں۔ جواز کو یہی کافی کہ شرعاً ممانعت نہیں جس چیز کو اللہ و رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منع نہ فرمائیں اسے منع کرنا خود شارع بنا اور نئی شریعت گڑھنا ہے۔ اور جب اسے بنظر تعظیم و محبت کیا جاتا ہے تو ضرور پسندیدہ و محبوب ہوگا کہ ہر مباح نیت حسن سے مستحب و مستحسن ہو جاتا ہے۔

امام محقق علی الاطلاق وغیرہ اکابر نے فرمایا کل ما کان ادخل فی الادب و الاجلال کان

حسناً۔

جو بات ادب و تعظیم میں جتنی زیادہ دخل رکھتی ہے خوب ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ انگوٹھے چوٹا حسب نیت و عرف ادب کی بات میں داخل ہے۔ (فتاویٰ افریقہ)

انگوٹھے چوٹا باعث شفاعت ہے

مسند الفردوس کی حدیث میں بروایت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ انھوں نے اذان میں

نام سن کر انگلیوں کے پوروں کو بوسہ دے کر آنکھوں پر پھیرا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

من فعل مثل ما فعل خلیلی فقد حلت علیہ شفاعتی .

جو ایسا کرے جیسا میرے اس پیارے نے کیا اس پر میری شفاعت حلال ہو جائے۔

جامع الرموز و کنز العباد و غیر ہا میں ہے :

فانه صلى الله تعالى عليه وسلم يكون له قائد الى الجنة .

جو ایسا کرے گا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے پیچھے اسے جنت میں لے جائیں گے۔

اور یہ تو روایات عدیدہ میں ہے جو ایسا کرے کبھی اندھانہ ہوگا نہ اس کی آنکھیں دکھیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۵۵۔ نہج السلامة)

اقامت کے وقت انگوٹھے چومنا

اقامت کے وقت نام پاک سن کر انگوٹھے چومنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر

فرماتے ہیں :

مسلمان اگر وقت اقامت بھی تقبیل کرے ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں اور اسے شرعاً ناجائز نہ کہے گا مگر وہ کہ شرع پر افتراء کرتا یا نام و اکرام سیدالانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے جلتا ہے۔ اسی طرح نماز و استماع قرآن مجید و استماع خطبہ جن میں حرکت منع ہے اور ان کے امثال مواضع لزوم محذور کے سوا جہاں کہیں بھی یہ فعل بنظر تعظیم و محبت حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والسلام ہو جیسا کہ بعض مجاہدان سرکار سے مشہور ہے بہر حال محبوب و محمود ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۶۵، نہج السلامة)



ازواجِ مطہرات

اہل اسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام

درود رحمہ لہما نہی

نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ازواج مطہرات مسلمانوں کی مائیں ہیں۔
(الاحزاب/۶)

ازواج مطہرات

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت مبارکہ کی وجہ سے ازواج مطہرات کا بھی بہت ہی بلند مرتبہ ہے ان کی شان میں قرآن کی بہت سی آیات بینات نازل ہوئیں جن میں ان کی عظمتوں کا تذکرہ اور ان کی رفعت شان کا بیان ہے چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ینساء النبی لستن کا حد من النساء ان اتقین۔

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو۔

پھر دوسری آیت میں ارشاد فرمایا : وازواجه امہاتہم۔

اور اس (نبی) کی بیویاں ان (مومنین) کی مائیں ہیں۔

یہ تمام امت کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بیویاں دو باتوں میں حقیقی ماں کی مثل ہیں۔

ایک یہ کہ ان کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کسی کا نکاح جائز نہیں۔

دوم یہ کہ ان کی تعظیم و تکریم ہر امتی پر اسی طرح لازم ہے جس طرح حقیقی ماں کی بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ لیکن نظر اور خلوت کے معاملہ میں ازواج مطہرات کا حکم حقیقی ماں کی طرح نہیں ہے کیوں کہ قرآن مجید میں حضرت حق جلا و علا کا ارشاد ہے و اذا سألتموهن متاعا فاسئلوهن من وراء حجاب۔

جب نبی کی بیویوں سے تم لوگ کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔

مسلمان اپنی حقیقی ماں کو تو دیکھ بھی سکتا ہے اور تنہائی میں بیٹھ کر اس سے بات چیت بھی کر سکتا ہے مگر حضور علیہ السلام کی مقدس بیویوں سے ہر مسلمان کے لیے پردہ فرض ہے اور تنہائی میں ان کے پاس اٹھنا

بیٹھنا حرام ہے۔

یہ حکم حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی ان تمام ازواج مطہرات کے لیے ہے جن سے حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے نکاح فرمایا چاہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے ان کا انتقال ہوا ہو یا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد انہوں نے وفات پائی ہو۔ یہ سب کی سب امت کی مائیں ہیں اور ہر امتی کے لیے اس کی حقیقی ماں سے بڑھ کر لائق تعظیم و واجب الاحترام ہیں۔

ازواج مطہرات کی تعداد اور ان کے نکاحوں کی ترتیب کے بارے میں مورخین کا قدرے اختلاف ہے مگر گیارہ امہات المؤمنین کے بارے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں، ان میں سے حضرت خدیجہ اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہی انتقال ہو گیا تھا مگر نبویاں حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی وفات اقدس کے وقت موجود تھیں۔ ان گیارہ امت کی ماؤں کے اسماء مبارکہ یہ ہیں۔

(۱) خدیجہ بنت خویلد (۲) عائشہ بنت ابوبکر صدیق

(۳) حفصہ بنت عمر فاروق (۴) ام حبیبہ بنت ابوسفیان

(۵) ام سلمہ بنت ابوامیہ (۶) سودہ بنت زمعہ

(۷) زینب بنت جحش (۸) میمونہ بنت حارث

(۹) ام المہاجرین زینب بنت خویلد (۱۰) جویریہ بنت حارث

اور ایک بیوی یعنی صفیہ بنت حبیبہ عربی انسل نہیں تھیں بلکہ قوم بنی اسرائیل کی ایک شریف النسب رئیس زادی تھیں۔

اس بات میں بھی کسی مورخ کا اختلاف نہیں ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا اور جب تک وہ زندہ رہیں آپ نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام صاحبان اولاد و ازواج ہوئے۔ بجز حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام کے، روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام روزانہ اپنے براق پر سوار ہو کر شوق صحبت میں شام سے مکہ مکرمہ سیدہ ہاجرہ والدہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور یہ ان کے ساتھ کمال شغف اور ان سے قلت صبر کی بناء پر واقع ہوتا تھا۔ اور حضرت داؤد نبی اللہ علیہ السلام کی ننانوے ازواج مطہرات تھیں اس کے باوجود وہ ایک اور سے نکاح کرنا چاہتے تھے تاکہ سو پوری ہو جائیں۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تین سو منکوحہ ازواج اور ہزار باندیاں تھیں۔ اور ایک رات میں سو پر دورہ فرماتے تھے۔

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک رات میں اپنی تمام ازواج پر دورہ فرماتے تھے اور وہ گیارہ تھیں، ایک روایت میں ہے کہ نو تھیں اور تحدیث نعمت میں فرماتے کہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت عطا کی گئی ہے۔

طاؤس اور مجاہد سے مروی ہے کہ چالیس مردوں کی قوت دی گئی، ایک روایت میں مجاہد سے مروی ہے کہ چالیس جنتی جوانوں کی قوت دی گئی۔ اور صحیح روایت میں آیا ہے کہ ہر جنتی جوان کو سو مردوں کی قوت کھانے پینے اور جماع میں ہوتی ہے۔ لہذا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مباح تھا کہ جتنی تعداد میں چاہیں عورتوں کو نکاح میں لائیں اس میں کمال فضل و شرف اور تمام مردوں سے آپ کا امتیاز ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ از حد بہترین تھی۔
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے تم میں وہ شخص بہترین ہے جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ سیرت و معاشرت میں بہتر ہے اور میں تم سب سے زیادہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ بہتر ہوں۔
جب سفر کا ارادہ فرماتے تو ان کے درمیان قرعہ ڈالتے، جن کا نام قرعہ میں نکل آتا ان کو اپنے ہمراہ لے جاتے۔

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو امہات المؤمنین فرمایا، یہ ارشاد حرمت نکاح اور وجوب احترام میں ہے نہ کہ دیکھنے اور تنہا رہنے میں۔ اس کے باوجود ان کی بیٹیاں مسلمانوں کی بہنوں کے حکم میں نہیں ہیں اور نہ ان کی مائیں، آباء، اجداد اور دادیاں اور نہ ان کی بہنیں اور بھائی، ماموں اور خالاؤں کے حکم میں ہیں۔

ازواج مطہرات کو امت کی تمام عورتوں پر افضلیت حاصل ہے اور ان کا ثواب و عقاب ان سے دوتا ہے۔

ازواج مطہرات میں سب سے افضل سیدہ خدیجہ الکبریٰ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ اور ان دونوں کے درمیان فضل میں اختلاف ہے۔

کثرت تزویج میں حکمت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ازواج کی زیادتی میں حکمت یہ تھی کہ اندرونی اور خلوت کے احکام مردوں تک ان کے ذریعہ سکھائے جاسکیں اور وہ امت میں نقل کریں اور قیام حقوق اور حسن معاشرت میں تکلیف کی زیادتی اور ان کی صحبت پر صبر فرمانا باوجود بار رسالت کو برداشت فرمانے اور عبادت شاقہ کے ساتھ اس پر قائم رہنے کے آپ کا یہ عالم تھا یہ بھی نکاح کے فوائد میں سے ہے۔

ازواج کے درمیان عدل و برابری

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب بامشب میں باری کا تمام ازواج مطہرات میں اور ادائے نفقہ و سکنی اور ان کے حقوق و معاملات میں برابری کا لحاظ فرماتے تھے جن پر کہ آپ کو قدرت تھی۔ لیکن محبت کے بارے میں فرماتے اے خدایہ تقسیم اور انصاف میرا ان چیزوں میں ہے جس میں مجھے قدرت و اختیار حاصل ہے اور جن چیزوں میں مجھے مالک نہیں فرمایا ہے ان میں تو مجھے ملامت نہ فرمانا یعنی محبت اور مجامعت میں۔

اور ازواج مطہرات کے درمیان مساوات کی رعایت کے وجوب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں اختلاف ہے۔ آیا یہ کہ آپ پر بھی واجب تھا یا یہ محض آپ کا ان پر کرم، تفضل، مروت اور ان کے دلوں کو خوش رکھنا تھا؟

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول یہ ہے کہ باوجود اس کے اتنی رعایت کا پاس و لحاظ فرماتے کہ گویا یہ آپ پر واجب ہے حالاں کہ یہ آپ کا محض فضل و کرم تھا۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

حضور ازواج کو سلام کرتے

ازواج مطہرات کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسن سلوک فرمانے اور گھر میں تشریف لانے کے بعد ازواج کو سلام کرنے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

علامہ مجدد الدین فیروز آبادی صراط مستقیم میں فرماتے ہیں کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا جاء الی البیت بلیل سلم سلاما یستمعه المستیقظون و لا ینتبه منه الراقدون۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب رات کو مکان میں تشریف فرما ہوتے ایسی آواز سے سلام فرماتے کہ جاگتے سن لیتے اور سوتے نہ جاگتے۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادة میں فرماتے ہیں :

سلام سنت است نزد در آمدن در خانہ بر اہل خانہ

گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں پر سلام کرنا سنت ہے۔ (مولف)

صحیح مسلم و سنن ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل بیتہ بداء بالسواک .

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کا شانہ اقدس میں تشریف فرما ہوتے پہلے مسواک فرماتے۔

علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں :

لاجل السلام علی اہلہ فان السلام اسم شریف فاستعمل السواک للاتیان بہ .

یہ مسواک اپنے اہل پاک پر سلام فرمانے کے لیے تھی کہ سلام معظم نام ہے تو اس کے ادا کو مسواک فرماتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عین العلم میں ہے :

یسلم عند الدخول فی بیتہ لنلا یدخل الشیطان معہ و هو مامور بہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شانہ اطہر میں داخل ہوتے وقت سلام کرتے تاکہ حضور کے

ساتھ شیطان داخل نہ ہو اور حضور کو اس کا حکم دیا گیا۔ (مولف)

صحیح مسلم شریف کتاب الزکات باب فضیلة اعتناقه امته ثم يتزوج ، حدیث طویل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وام المؤمنین زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے۔

فجعل يمر على نسائه فيسلم على كل واحدة منهن سلام عليكم كيف يا اهل البيت .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات پر گزرنا شروع کیا ان میں ہر ایک پر سلام فرماتے اور سلام علیکم کے بعد مزاج پرسی کرتے۔

دوسری روایت میں ہے

فخرج رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و اتبعته فجعل يتبع حجر نسائه يسلم عليهن .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور میں سایہ دار ہمراہ تھا ازواج مطہرات کے حجروں پر تشریف لے جاتے اور انھیں سلام فرماتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۹۰)

ازواج مطہرات پر حضور کا طواف

صحیح مسلم شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے

كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يطوف على النساء بغسل واحد .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی غسل سے اپنی ازواج مطہرات پر طواف فرماتے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۴۴)

حضور نے غیر عورت کو ہاتھ نہ لگایا

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی پیر نہیں وہ خود اپنے سامنے عورتوں کو بیباکانہ آنے سے منع فرماتے اور کبھی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نا محرم عورت کو ہاتھ نہ لگایا جو بیبیاں حاضر خدمت ہو کر بیعت چاہتیں آپ ان سے زبانی بیعت لیتے اور فرماتے تمہاری بیعت ہو گئی کبھی ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت نہ لی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۲۲۶)

ازواج مطہرات کا مہر

ازواج مطہرات کے مہر کی مقدار سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا ہے :

عامۃً ازواج مطہرات و بنات مکرمات حضور پر نور سید الکائنات علیہ علیہن افضل الصلاۃ و اکمل التحیات کا مہر اقدس پانچ سو درہم سے زائد نہ تھا۔

امام مسلم اپنی صحیح میں ابو سلمہ سے راوی

قال سألت عائشة رضي الله تعالى عنها كم كان صداق النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قالت كان صداقه لا زواجه ثنتي عشرة اوقية و نش قالت اتدري ما النش قلت لا قالت نصف اوقية فتلك خمسة مائة دراهم .

حضرت ابو سلمہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا حضرت عائشہ نے فرمایا کہ بارہ اوقیہ اور ایک نش تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا نصف اوقیہ، تو مہر کے کل

پانچ سو درہم ہوئے۔

(مولف)

احمد و دارمی اور ائمہ اربعہ امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں
 قال ما علمت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نكح شيئا من نساؤه و لا
 انكح شيئا من بناته على اكثر من اثنتى عشر اوقية .

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم نے ازواج مطہرات و بنات مکرّمات کا نکاح بارہ اوقیہ سے زیادہ پر کیا ہو۔
 (مولف)

امہات المومنین مردوں کی ماں ہیں

ازواج مطہرات امت کے مردوں کی ماں ہیں عورتوں کی نہیں، اسی لیے انھیں امہات المومنین کہا
 جاتا ہے، امہات المومنات نہیں۔ اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ایک مقام پر حدیث کے
 حوالے سے لکھا ہے کہ :

ازواج مطہرات امہات المومنین ہیں امہات المومنات نہیں، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا فرماتی ہیں :

انا ام رجالکم لا ام نساکم

میں تم مردوں کی ماں ہوں تمہاری عورتوں کی ماں نہیں ہوں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۱۱)

ازواج سے حسن معاشرت

جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے دل جوئی کرتے اور فرماتے :

ان من اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا و الطفہم باہلہ .

یعنی جو سب سے زائد خوش خلق ہوا اپنے اہل کے ساتھ سب سے اچھے برتاؤ والا ہو وہ سب سے زائد ایمان میں کامل ہوگا۔
(مولف)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

خیر کم خیر کم لاہلہ و انا خیر کم لاہلی۔

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۷۱)

ضباعہ بنت عامر کو پیام نکاح

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ضباعہ بنت عامر بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نکاح کا پیام دیا انھوں نے قبول کیا پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مصلحت پیش آئی ترک فرمایا۔
مواہب لدنیہ اور علامہ زرقانی کی شرح مواہب میں ہے۔

ان ضباعۃ اسلمت قد یسما بمکۃ و ہاجرۃ و کانت من اجمل نساء العرب
خطبھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی ابنھا سلمۃ بن ہشام فقال یا رسول اللہ ما عنک
مدفع افا ستامرھا قال نعم فاتاھا فقالت اللہ اکبر افی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم تستامرنی انی ابتغی ان احشر مع ازواجہ ارجع الیہ فقل لہ نعم قبل ان یدو لہ
فقیل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انھا کبرت فلما عاد ابنھا و قد اذنت لہ سکت
عنها صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم ینکحھا رضی اللہ تعالیٰ عنھا . اھ ملخصاً۔

یعنی ضباعہ بنت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکے میں اسلام قبول کیا اور ہجرت کی اور یہ عرب کی حسین و جمیل عورتوں میں سے تھیں ان کے لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے بیٹے سلمہ بن

ہشام کو پیغام نکاح دیا، سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے تو اعراض نہ کیا جائے گا تو کیا میں اپنی ماں سے اجازت لے لوں؟ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ماں کے پاس آکر واقعہ بتایا تو ان کی ماں نے (خوشی میں) اللہ اکبر کہا اور یہ کہا کہ کیا تم مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں اجازت مانگ رہے ہو میں تو یہ چاہتی ہوں کہ ان کی ازواج مطہرات کے ساتھ قیامت کے دن اٹھائی جاؤں، حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جا کر ہاں کہہ دو، حضور کے لیے کوئی بات پیدا ہونے سے پہلے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ضباء کی عمر زیادہ ہو گئی ہے، جب ان کے بیٹے سلمہ اجازت لے کر واپس ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اور ضباء سے نکاح نہیں فرمایا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۷۶)

ام ہانی بنت ابی طالب کو پیام نکاح

صحیح حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب خواہر امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو پیام نکاح دیا عرض کی۔

مالی عنک رغبة یا رسول اللہ و لکن لا احب ان اتزوج و بنی صغار.

یا رسول اللہ کچھ حضور سے مجھے بے رغبتی تو ہے نہیں مگر مجھے یہ نہیں بھاتا کہ میں نکاح کروں اور میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

خیر نساء رکن الابل نساء قریش احناہ علی طفل فی صغره و ارعاه علی بعل

فی ذات یدہ .

عرب کی تمام عورتوں میں بہتر زنان قریش ہیں اپنے بچے پر اس کے چھٹپن میں سب سے زیادہ

مہربان اور خاوند کے مال کی سب سے زیادہ نگاہ رکھنے والیاں۔

اسے طہرانی نے ثقہ راویوں سے ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

دوسری صحیح حدیث میں ہے جب حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے انھیں پیام دیا یوں

عرض کی :

یا رسول اللہ لانت احب الی من سمعی و بصری و حق الزوج عظیم فاخشی

ان اضیع حق الزوج .

یا رسول اللہ بیشک حضور مجھے اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں سے زیادہ پیارے ہیں اور شوہر کا حق بڑا

ہے میں ڈرتی ہوں کہ حق شوہر مجھ سے فوت نہ ہو۔ ابن سعد نے سند صحیح کے ساتھ اسے شعبی سے مرسل روایت

کیا۔

تیسری حدیث میں ہے :

خطبہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالت لولدین بین یدیہا کفی بهذا رضیعا و

بهذا ضجیعا .

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کے لیے فرمایا اپنے دو بچوں کی طرف کہ

سامنے موجود تھے اشارہ کر کے عرض کی یہ دودھ پینے اور یہ ساتھ سونے کو بہت ہے۔ اسے ابی نوفل بن عقرب

نے مرسل روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۸۷۔ اطائب التھانی)

امہات المومنین سے حضور کا ارشاد

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

حج کی فرضیت میں عورت کا مرد کا ایک حکم ہے جو راہ کی طاقت رکھتا ہو اس پر فرض ہے مرد ہو یا عورت جو ادا نہ کرے گا عذاب جہنم کا مستحق ہوگا، عورت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اسے بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لیے سفر کو جانا حرام ہے اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں کہیں ایک دن کے راستہ پر بے شوہر یا محرم کے جائے گی تو گنہ گار ہوگی ہاں جب فرض ادا ہو جائے تو بار بار سفر کرنا عورت کو مناسب نہیں کہ وہ جس قدر پردہ کے اندر ہے اس قدر بہتر ہے۔ حدیث میں اس قدر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امہات المؤمنین کو حج کرا کر فرمایا ہذہ ثم حصر البیوت۔

یہ ایک حج ہو گیا اس کے بعد گھر کی چٹائیاں۔

پھر یہ بھی اولویت کا ارشاد ہے نہ کہ عورت کو دوسرا حج ناجائز ہے ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کے بعد پھر حج کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۶۶۱)

ازواج مطہرات کا نفقہ

صحیحین میں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

كان صلى الله تعالى عليه وسلم ينفق منه (اى مما افاء الله على رسوله من اموال بنى النضير) على اهله رزق سنة ثم يجمع ما بقى منه مجمع مال الله عز وجل .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے (یعنی بنو نضیر کے اموال غنیمت سے) اپنی ازواج مطہرات پر ایک سال کا خرچ نکال لیا کرتے تھے پھر جو بچتا تھا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ فرمایا کرتے تھے۔ (مولف)

صحیحین میں امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان ینفق علی اہلہ نفقۃ سنتہم من
ہذا المال ثم یاخذ ما بقی فیجعلہ مجعل مال اللہ .

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مال (غنیمت) سے اپنی ازواج کے لیے ایک سال کا
نفقہ نکال لیا کرتے تھے اور جو باقی بچتا اس کو لے کر راہ خدا میں صرف فرمایا کرتے تھے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۰۸)

● ●

حضرت خدیجہ الکبریٰ

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے پہلی رفیقہ حیات ہیں، ان کے والد کا نام خویلد بن اسد اور ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ یہ خاندان قریش کی بہت ہی معزز اور نہایت ہی دولت مند خاتون تھیں۔ اہل مکہ ان کی پاک دامنی اور پارسائی کی بنا پر ان کو ”طاہرہ“ کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ انھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق و عادات اور جمال صورت و کمال سیرت کو دیکھ کر خود ہی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نکاح کی رغبت ظاہر کی اور پھر باقاعدہ نکاح ہو گیا۔

علامہ ابن اثیر اور ذہبی کا بیان ہے کہ اس بات پر تمام امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سب سے پہلے یہی ایمان لائیں اور ابتداء اسلام میں جب کہ ہر طرف سے آپ کی مخالفت کا طوفان اٹھ رہا تھا ایسے کٹھن وقت میں صرف انھیں کی ایک ذات تھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مونس حیات بن کر تسکین خاطر کی باعث تھی انھوں نے اتنے خوفناک اور خطرناک اوقات میں جس استقلال اور استقامت کے ساتھ خطرات و مصائب کا مقابلہ کیا اور جس طرح تن من دھن سے بارگاہ نبوت میں اپنی قربانی پیش کی، اس خصوصیت میں تمام ازواج مطہرات پر ان کو ایک خصوصی فضیلت حاصل ہے۔

امام احمد و ابوداؤد و نسائی حضرت عید عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ اہل جنت کی عورتوں میں سب سے افضل حضرت زینبہ، حضرت فاطمہ، حضرت مریم و حضرت آسیہ ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

اسی طرح روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت زیادہ تعریف سنی تو انھیں غیرت آگئی اور انھوں نے یہ کہہ دیا کہ اب تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر بیوی عطا فرمادی ہے یہ سن کر آپ نے

ارشاد فرمایا کہ نہیں خدا کی قسم خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی۔ جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں، اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انھوں نے میری تصدیق کی اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لیے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا مال دے دیا اور انھیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ مجھے حضرت خدیجہ کے بارے میں غیرت آیا کرتی تھی حالاں کہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ غیرت کی وجہ یہ تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت زیادہ ان کا ذکر خیر فرماتے رہتے تھے اور اکثر ایسا ہوا کرتا تھا کہ آپ جب کوئی بکری ذبح فرماتے تھے تو کچھ گوشت حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے گھر میں ضرور بھیج دیا کرتے تھے، اس سے میں چڑ جایا کرتی تھی اور کبھی کبھی یہ کہہ دیا کرتی تھی کہ دنیا میں بس ایک خدیجہ ہی تو آپ کی بیوی تھیں، میرا یہ جملہ سن کر آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہاں ہاں بیشک وہ تھیں وہ تھیں انھیں کے شکم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

امام طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا میں جنت کا انگور کھلایا۔ اس حدیث کو امام سہیلی نے بھی نقل فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ خدیجہ ہیں جو آپ کے پاس ایک برتن لے کر آرہی ہیں جس میں کھانا ہے جب یہ آپ کے پاس آجائیں تو آپ ان سے ان کے رب کا اور میرا سلام کہہ دیں اور ان کو یہ خوش خبری سنا دیں کہ جنت میں ان کے لیے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

پچیس سال تک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت گزاری سے سرفراز رہیں، ہجرت سے تین برس قبل پینسٹھ برس کی عمر پا کر ماہ رمضان میں مکہ معظمہ کے اندر انھوں نے وفات پائی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان جحون (جنت المعلیٰ) میں خود بہ نفس نفیس ان کی قبر میں اتر کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کو سپرد خاک فرمایا۔ چوں کہ اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اس لیے آپ نے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ (مولف)

(مدارج النبوة، سیرت مصطفیٰ)

خدیحہ الکبریٰ پہلی ام المومنین ہیں

نبی کے لیے اپنی امت کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اسی طرح پیر اپنی مریدہ سے نکاح کر سکتا ہے اس سلسلے میں سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

حضور والا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے اپنی امتی بی بیوں ہی سے نکاح فرمایا جن میں حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ و حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اعلیٰ درجہ کی مریدہ اور علیٰ درجہ کی بیبیاں ہیں۔ باتفاق علماء ثابت ہے کہ جب اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت عامہ کو ظاہر فرمایا سب سے پہلے ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شرف ارادت سے مشرف ہوئیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۲۲۶)

حضرت خدیجہ کی نماز جنازہ نہیں ہوئی

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نماز جنازہ اوردیفین سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

فی الواقع کتب سیر میں علماء نے یہی لکھا ہے کہ ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جنازہ مبارکہ کی نماز نہ ہوئی کہ اس وقت تک یہ نماز ہوئی ہی نہ تھی، اس کے بعد اس کا حکم ہوا۔

زرقانی علی المواہب میں ہے :

فی رمضان بعد البعث بعشر سنین ماتت الصديقة الطاهرة خديجة رضي الله تعالى عنها و دفنت بالجحون و نزل صلى الله تعالى عليه وسلم حفرتها و لم يكن يومئذ الصلاة على الجنازة .

ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال بعثت اقدس کے دس سال بعد رمضان میں ہوا اور جحون میں دفن ہوئیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی قبر میں اترے اور ان دنوں جنازہ پر نماز نہیں ہوتی تھی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۵۶)

● ●

حضرت عائشہ صدیقہ

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر اور دختر نیک اختر ہیں، ان کی والدہ ماجدہ کا نام ”ام رومان“ ہے۔ یہ چھ برس کی تھیں جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کے دسویں سال ماہ شوال میں ہجرت سے تین سال قبل نکاح فرمایا۔ اور شوال ۲ھ میں مدینہ منورہ کے اندر یہ کاشانہ نبوت میں داخل ہو گئیں اور نو برس تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت سے سرفراز رہیں۔

ازواج مطہرات میں یہی کنواری تھیں اور سب سے زیادہ بارگاہ نبوت میں محبوب ترین بیوی تھیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی نازل نہیں ہوئی مگر حضرت عائشہ جب میرے ساتھ بستر نبوت پر سوتی رہتی ہیں تو اس حالت میں بھی مجھ پر وحی الہی اترتی رہتی ہے۔

بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ تین راتیں میں خواب میں دیکھتا رہا کہ ایک فرشتہ تم کو ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر میرے پاس لاتا رہا اور مجھ سے یہ کہتا رہا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ جب میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹا کر دیکھا تو ناگہاں وہ تم ہی تھیں۔ اس کے بعد میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس خواب کو پورا کر دکھائے گا۔

فقہ و حدیث کے علوم میں ازواج مطہرات کے درمیان ان کا درجہ بہت ہی بلند ہے۔ دو ہزار دو سو دس حدیثیں انھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں۔ ان کی روایت کی ہوئی حدیثوں میں سے ایک سو چوہتر حدیثیں ایسی ہیں جو بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں ہیں۔ اور چون حدیثیں ایسی ہیں جو صرف بخاری شریف میں ہیں اور اڑسٹھ حدیثیں وہ ہیں جن کو صرف امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں تحریر کیا۔

کیا ہے ان کے علاوہ باقی حدیثیں احادیث کی دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔

ابن سعد نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ خود حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے تمام ازواج مطہرات پر ایسی دس فضیلتیں حاصل ہیں جو دوسری ازواج مطہرات کو حاصل نہیں ہوئیں۔

(۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے سوا کسی دوسری کنواری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

(۲) میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی ایسی نہیں جس کے ماں باپ دونوں مہاجر ہوں۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے میری برأت اور پاک دامنی کا بیان آسمان سے قرآن میں نازل فرمایا۔

(۴) نکاح سے قبل حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ریشمی کپڑے میں میری صورت لاکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دکھلا دی تھی اور آپ تین رات خواب میں مجھے دیکھتے رہے۔

(۵) میں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں سے پانی لے لے کر غسل کیا کرتے تھے یہ شرف میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

(۶) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز تہجد پڑھتے تھے اور میں آپ کے آگے سوئی رہتی تھی۔ امہات المؤمنین میں سے کوئی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس کریمانہ محبت سے سرفراز نہیں ہوئیں۔

(۷) میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لحاف میں سوتی رہتی تھی اور آپ پر خدا کی وحی نازل ہوا کرتی تھی یہ وہ اعزاز خداوندی ہے جو میرے سوا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کو حاصل نہیں ہوا۔

(۸) وفات اقدس کے وقت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی گود میں لیے ہوئی بیٹھی تھی اور آپ کا سر انور میرے سینے اور حلق کے درمیان تھا اور اسی حالت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

(۹) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری باری کے دن وفات پائی

(۱۰) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور خاص میرے گھر میں بنی۔

عبادت میں بھی آپ کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے آپ کے بھتیجے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزانہ بلا ناغہ نماز تہجد پڑھنے کی پابند تھیں اور اکثر روزہ دار بھی رہا کرتی تھیں۔

سخاوت اور صدقات و خیرات کے معاملہ میں بھی تمام امہات المؤمنین میں خاص طور پر بہت ممتاز تھیں۔ ام درودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی۔ اس وقت ایک لاکھ درہم کہیں سے آپ کے پاس آیا آپ نے اسی وقت ان سب درہموں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ایک درہم بھی گھر میں باقی نہیں چھوڑا۔ اس دن وہ روزہ دار تھیں میں نے عرض کیا کہ آپ نے سب درہموں کو بانٹ دیا اور ایک درہم بھی باقی نہیں رکھا تا کہ آپ گوشت خرید کر روزہ افطار کرتیں تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اگر مجھ سے پہلے کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگا لیتی۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو آپ کے بھانجے تھے ان کا بیان ہے کہ فقہ و حدیث کے علاوہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو اشعار عرب کا جاننے والا نہیں پایا۔ وہ دوران گفتگو میں ہر موقع پر کوئی نہ کوئی شعر پڑھ دیا کرتی تھیں جو بہت ہی بر محل ہوا کرتا تھا۔

علم طب اور مریضوں کے علاج معالجہ میں بھی انھیں کافی مہارت تھی۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حیران ہو کر حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ

اے اماں جان! مجھے آپ کے علم حدیث و فقہ پر کوئی تعجب نہیں کیوں کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجیت اور صحبت کا شرف پایا ہے اور آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبوب ترین زوجہ مقدسہ ہیں۔ اسی طرح مجھے اس پر بھی کوئی تعجب اور حیرانی نہیں ہے کہ آپ کو اس قدر زیادہ عرب کے اشعار کیوں اور کس طرح یاد ہو گئے؟

اس لیے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر ہیں اور وہ اشعار عرب کے بہت بڑے حافظ و ماہر تھے مگر میں اس بات پر بہت ہی حیران ہوں کہ آخر یہ طبی معلومات اور علاج و معالجہ کی مہارت آپ کو کہاں سے اور کیسے حاصل ہو گئی؟

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی آخری عمر شریف میں اکثر علیل ہو جایا کرتے تھے اور عرب و عجم کے اطباء آپ کے لیے دوائیں تجویز کرتے تھے اور میں ان دواؤں سے آپ کا علاج کیا کرتی تھی اس لیے مجھے طبی معلومات بھی حاصل ہو گئیں۔

آپ کے شاگردوں میں صحابہ و تابعین کی ایک بہت بڑی جماعت ہے اور آپ کے فضائل و مناقب میں بہت سی حدیثیں بھی وارد ہوئی ہیں۔

۱۷/رمضان شب سہ شنبہ ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں مدینہ منورہ کے اندر آپ کا وصال ہوا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی وصیت کے مطابق رات میں لوگوں نے آپ کو جنت البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواج مطہرات کی قبروں کے پہلو میں دفن کیا۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

عائشہ کا وصال کب ہوا؟

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تاریخ وصال اور مقام تدفین سے متعلق

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

جس وقت آپ کی عمر شریف چھیاٹھ سال تھی ۵۸ھ ۱۷ تاریخ رمضان المبارک شبہ شنبہ کو وصال فرمایا بقیع میں دفن کرنے کی اپنے بھانجے کو وصیت کی اور موافق وصیت رات کے وقت بقیع میں دفن فرمائی گئیں، آپ کے جنازہ میں اکثر اہل مدینہ حاضر تھے اور آپ کو قبر میں آپ کے بھتیجوں حضرت قاسم بن محمد اور عبد اللہ بن عبد الرحمن اور عبد اللہ بن ابی عتیق اور آپ کے بھانجوں عروہ بن زبیر اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اتارا اور آپ کی نماز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

زرقانی شریف میں ہے :

ماتت بالمدينة سنة سبع و خمسين و قال الواقدي ليلة الثلاثاء سبع عشر خلت من رمضان سنة ثمان و خمسين و عليه اقتصر المصنف في الشرح و صدره به في الفتح كالاصابة و عزاها فيها للاكثرين و تبعه الشامي و زاد انه الصحيح . و هي ابنة ست و ستين سنة و اوصت ابن اختها عروة ان تدفن بالبقيع فدفنت به ليلا و نزل في قبرها القاسم بن محمد و ابن عمه عبد الله بن عبد الرحمن و عبد الله بن ابی عتیق و عروة و عبد الله بن الزبير كما في العيون . و حضر جنازتها اكثر اهل المدينة و صلى عليها ابو هريرة رضي الله تعالى عنه . (عرفان شریعت حصہ دوم)

حضرت عائشہ کی سخاوت

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت اس درجہ تھی کہ ان کے بھانجے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے زمانہ خلافت میں ان کے تصرفات مجبور کر دیئے تھے ہزار ہاروپے ایک جلسے میں محتاجوں کو تقسیم فرمادیتیں۔

ایک مرتبہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاکھ روپے نذر بھیجے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کنیز کو حکم دیا، ہزار فلاں کو دے آؤ، سو فلاں کو، یہاں تک کہ ایک پیسہ نہ رکھا۔ اور خود حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا روزہ تھا۔ کنیز نے عرض کی حضور کا روزہ ہے اور گھر میں افطار کو بھی کچھ نہیں فرمایا پہلے سے کہتی تو کچھ رکھ لیا جاتا۔

ام المومنین نے ایک بار سائل کو ایک دانہ انگور کا دیا، دیکھنے والے نے تعجب کیا فرمایا :
کم تری فیہا من مثاقیل ذرۃ .

اس میں کتنے ذرے نکل سکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فمن يعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ .
جو ایک ذرہ برابر بھلائی کرے گا اس کا اجر دیکھے گا۔ (ذیل المدعلا حسن الوعاء)

حضرت عائشہ کا برتاؤ

ام المومنین صدیقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہا وعلیہا وسلم کی خدمت اقدس میں ایک سائل کا گزر ہوا ایک ٹکڑا عطا فرما دیا، ایک شخص خوش لباس شاندار گزرا اسے بٹھا کر کھانا کھلایا اس بارہ میں ام المومنین سے استفسار ہوا، فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے لائق برتاؤ کرو۔

ابو داؤد فی سننہ عن میمون بن ابی شیبہ ان عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
مربھا رجل علیہ ثیاب و ہیأۃ فاقعدتہ فاکل فقیل لہا فی ذلک فقالت قال رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انزلوا الناس منازلہم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۷۳)

وقت نکاح حضرت عائشہ کی عمر

وقد تزوج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ

عنہا و ہی بنت ست سنین و بنی بہا و ہی بنت تسع سنین .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس وقت نکاح فرمایا جب کہ وہ چھ سال کی تھیں اور جب حضور نے ان سے زفاف فرمایا تو دو نو سال کی تھیں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۶۳۴)

اس لیے امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا کہ :

ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا تمام ازواج مطہرات حضور سید الکائنات علیہ علیہم الصلوٰات والتحیات ثببات تھیں۔ جیسا کہ بخاری کی حدیث عائشہ اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۹۱۔ اطائب التھانی)

حضرت عائشہ قبر انور کی زیارت کرتیں

کشف بزودی میں ہے :

روی ان عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کانت تزور قبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل وقت و انہا لما خرجت حاجۃ زارت قبر اخيها عبد الرحمن .

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر وقت زیارت کیا کرتیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کسی ضرورت سے ایک جگہ گئیں تو اپنے بھائی حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کی زیارت کی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۵۔ جمل النور)

ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد جو مشکوٰۃ شریف میں بروایت امام احمد منقول اور اسے حاکم نے بھی صحیح مستدرک میں روایت کیا اور بشرط بخاری و مسلم صحیح کہا کہ فرماتیں۔

كنت ادخل بيت الذي فيه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و انى واضع
ثوبى و اقول انما هو زوجى و ابى فلما دفن عمر فوالله ما دخلته الا و انا مشدودة على
ثيابى حياء من عمر.

میں اس مکانِ جنتِ آستان میں جہاں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزار پاک ہے
یوں ہی بے لحاظ سترو حجاب چلی جاتی اور جی میں کہتی وہاں کون ہے یہی میرے شوہر یا میرے باپ صلی اللہ
تعالیٰ علیٰ زوجہا ثم ابیہا ثم علیہا و بارک وسلم۔ جب سے عمر دفن ہوئے خدا کی قسم میں بغیر سراپا بدن چھپائے نہ
گئی، عمر سے شرم کے باعث۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۲۵۸۔ حیات الموات)

حضرت عائشہ عبد الرحمن کی قبر پر

حدیث جلیل ام المومنین منقول بہ نقل ائمہ اجلہ ثقات وعدول رجال بخاری و مسلم مروی جامع
ترمذی شریف میں یہ ہے :

حدثنا الحسين بن حريث (ثقة من رجال الشيخين) ناعيسى بن يونس (ثقة
مامون من رجال الستة كسائر السند) عن ابن جريج عن عبد الله بن ابي مليكة . قال
توفي عبد الرحمن بن ابي بكر رضى الله تعالى عنهما بالحبيشى قال فحمل الى مكة
فدفن فيها فلما قدمت عائشة رضى الله تعالى عنها اتت قبر عبد الرحمن بن ابي بكر
فقالت

و كنا كندمانى جذيمة حقة

من الدهر حتى قيل لن يتصدعا

فلما تفرقنا كمانی و مالكا

لطول اجتماع لم لت ليلة معا

ثم قالت و الله لو حضرتك ما دفنت الا حيث مت و لو شهدتك ما
ذرتك.

یعنی حضرت سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما برادر حقیقی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مکہ معظمہ کے قریب موضع حبشی میں انتقال فرمایا ان کی نعش مبارکہ مکہ معظمہ لائی گئی۔ جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے جب ام المومنین مکہ معظمہ آئیں تو ان کے مزار پاک پر گئیں دو شعر (کہ تمیم بن نوریہ نے اپنے بھائی مالک بن نوریہ کے مرثیہ میں کہے تھے) پڑھے کہ ایک مدت دراز تک جذیمہ (بادشاہ عرب و عراق و جزیرہ مقتول ملک جزیرہ زبا) کے دونوں مصاحبوں کی طرح (کہ چالیس سال تک صحبت بادشاہ میں یکجا رہے تھے) ساتھ رہے یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ یہ ہرگز جدا نہ ہوں گے اب کہ جدا ہوئے گویا اس قدر طول یکجائی پر کسی شب ایک جگہ نہ رہے تھے۔ پھر اپنے برادر مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر یہ باتیں کیں، خدا کی قسم اگر میں آپ کے انتقال کے وقت موجود ہوتی تو آپ وہیں دفن ہوتے جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا اور اگر میں اس وقت آپ کے پاس ہوتی تو اب آپ کی زیارت کونہ آتی۔

وہیں دفن ہونا اسی لیے کہ یہی سنت ہے نعش کو دور لے جانا نہ چاہیے، اور زیارت کونہ آنا یوں کہ زیارت قبور میں عورات کا حصہ کم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۵۸۔ الوفاق التین)

بعد عصر دو رکعت کی خصوصیت

حدیث مشہور میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے ممانعت

فرمائی، خود ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں، بایں ہمہ ام المومنین عصر کے بعد دو رکعت پڑھا کرتیں۔

رواہ الشیخان عن کریب عن ابن عباس و عبد الرحمن بن ازهر و المسور بن مخرمة رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہم ارسلوہ الی عائشۃ زوج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا اقراء علیہا السلام منا جمیعاً و سلہا عن الرکعتین بعد العصر و قل لہا بلغنا انک قد تصلینہما و ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہی عنہما۔

یعنی حضرت عباس و عبد الرحمن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ نے حضرت کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان سے ہمارا سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعت کے بارے میں پوچھنا اور کہنا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ وہ دو رکعت نماز پابندی سے پڑھتی ہیں حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے۔ (مولف)

علماء فرماتے ہیں یہ ام المومنین کی خصوصیت تھی، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے جائز کر دیا تھا۔

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی نے اسے نمودج اللیب میں، پھر زرقانی نے شرح مواہب (الامن والعلی) میں بیان فرمایا ہے۔

● ●

حضرت ام سلمہ

ان کا نام ہند ہے اور کنیت ”ام سلمہ“ ہے مگر یہ اپنی کنیت کے ساتھ ہی زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے باپ کا نام ”حذیفہ“ اور بعض مورخین کے نزدیک ”سہیل“ ہے۔ مگر اس پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ ان کی والدہ ”عاتکہ بنت عامر“ ہیں۔ ان کا نکاح پہلے عبداللہ بن اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا۔ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ یہ دونوں میاں بیوی اعلان نبوت کے بعد جلد ہی دامن اسلام میں آگئے تھے اور سب سے پہلے ان دونوں نے حبشہ کی جانب ہجرت کی، پھر یہ دونوں حبشہ سے مکہ مکرمہ آگئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا۔

چنانچہ ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور حضرت بی بی ام سلمہ اور اپنے فرزند سلمہ کو کجاوہ میں سوار کر دیا۔ مگر جب اونٹ کی ٹکیل پکڑ کر حضرت ابوسلمہ روانہ ہوئے تو حضرت ام سلمہ کے میکے والے بنو مغیرہ دوڑ پڑے اور ان لوگوں نے یہ کہا کہ ہم اپنے خاندان کی اس لڑکی کو ہرگز ہرگز مدینہ نہیں جانے دیں گے اور زبردستی ان کو اونٹ سے اتار لیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندانی لوگوں کو بھی طیش آگیا اور ان لوگوں نے غضب ناک ہو کر کہا کہ تم لوگ ام سلمہ کو محض ماس بنا پر روکتے ہو کہ یہ تمہارے خاندان کی لڑکی ہے تو ہم اس کے بچہ ”سلمہ“ کو ہرگز ہرگز تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے اس لیے کہ یہ بچہ ہمارے خاندان کا ایک فرد ہے یہ کہہ کہلن لوگوں نے بچہ کو اس کی ماں کی گود سے چھین لیا۔ مگر حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا ارادہ ترک نہیں کیا بلکہ بیوی اور بچہ دونوں کو چھوڑ کر تنہا مدینہ منورہ چلے گئے۔

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر اور بچے کی جدائی پر صبح سے شام تک مکہ کی پتھر ملی زمین میں کسی چٹان پر بیٹھی ہوئی تقریباً سات دنوں تک روتی رہیں۔ ان کا یہ حال دیکھ کر ان کے ایک چچا زاد بھائی کو ان پر رحم آگیا اور اس نے بنو مغیرہ کو سمجھا بھجا کر یہ کہا کہ آخر اس مسکینہ کو تم لوگوں نے اس کے

شوہر اور بچے سے کیوں جدا کر رکھا ہے؟ تم لوگ کیوں نہیں اس کو اجازت دے دیتے ہو کہ وہ اپنے بچے کو ساتھ لے کر اپنے شوہر کے پاس چلی جائے۔ بالآخر بنو مغیرہ اس پر رضامند ہو گئے کہ یہ مدینہ چلی جائے۔ پھر حضرت ابو سلمہ کے خاندان والے بنو عبدالاسد نے بھی بچے کو حضرت ام سلمہ کے سپرد کر دیا۔

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو گئیں اور اکیلی مدینہ کو چل پڑیں مگر جب مقام ”تنعیم“ میں پہنچیں تو عثمان بن طلحہ سے ملاقات ہو گئی جو مکہ کا مانا ہوا ایک نہایت ہی شریف انسان تھا اس نے پوچھا کہ اے ام سلمہ کہاں کا ارادہ ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں، اس نے کہا کہ کیا تمھارے ساتھ کوئی دوسرا نہیں حضرت ام سلمہ نے درد بھری آواز میں جواب دیا کہ نہیں میرے ساتھ اللہ اور میرے اس بچے کے سوا کوئی نہیں ہے۔

یہ سن کر عثمان بن طلحہ کی رگ شرافت پھڑک اٹھی اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم میرے لیے یہ زیب نہیں دیتا کہ تمھاری جیسی ایک شریف زادی اور ایک شریف انسان کی بیوی کو تنہا چھوڑ دوں، یہ کہہ کر اس نے اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لے لی اور پیدل چلنے لگا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ شریف کسی عرب کو نہیں پایا جب ہم کسی منزل پر اترتے تو وہ الگ کسی درخت کے نیچے لیٹ جاتا اور میں اپنے اونٹ کے پاس سو رہتی، پھر روانگی کے وقت جب میں اپنے بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر سوار ہو جاتی تو وہ اونٹ کی مہار پکڑ کر چلنے لگتا اسی طرح اس نے مجھے قبا تک پہنچا دیا اور وہاں سے وہ یہ کہہ کر مکہ چلا گیا کہ اب تم چلی جاؤ تمھارا شوہر اسی گاؤں میں ہے۔ چنانچہ ام سلمہ اس طرح بخیریت مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔

یہ دونوں میاں بیوی عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ میں رہنے لگے مگر ۴۷ھ میں جب ان کے شوہر حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا، تو باوجودیکہ ان کے چند بچے تھے مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا اور یہ اپنے بچوں کے ساتھ کا شانہ نبوت میں رہنے لگیں اور ام المومنین کے معزز لقب سے سرفراز ہو گئیں۔

حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسن و جمال کے ساتھ ساتھ عقل و فہم کے کمال کا بھی ایک بے مثال نمونہ تھیں، امام الحرمین کا بیان ہے کہ میں حضرت ام سلمہ کے سوا کسی عورت کو نہیں جانتا کہ اس کی رائے ہمیشہ درست ثابت ہوئی ہو۔

صلح حدیبیہ کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنی اپنی قربانیاں کر کے سب لوگ احرام کھول دیں اور بغیر عمرہ ادا کیے سب لوگ مدینہ واپس چلے جائیں کیوں کہ اسی شرط پر صلح حدیبیہ ہوئی ہے تو لوگ اس قدر رنج و غم میں تھے کہ ایک شخص بھی قربانی کے لیے تیار نہیں تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صحابہ کرام کے اس طرز عمل سے روحانی کوفت ہوئی اور آپ نے معاملہ کا حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تذکرہ کیا تو انھوں نے یہ رائے دی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ کسی سے بھی کچھ نہ فرمائیں اور خود اپنی قربانی ذبح کر کے اپنا احرام اتار دیں، چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ یہ دیکھ کر کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احرام کھول دیا ہے سب صحابہ کرام مایوس ہو گئے کہ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو ہرگز ہرگز نہ بدلیں گے اس لیے سب صحابہ نے بھی اپنی اپنی قربانیاں کر کے احرام اتار دیا اور سب لوگ مدینہ منورہ واپس چلے گئے۔

حسن و جمال اور عقل و رائے کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث میں بھی ان کی مہارت خصوصی طور پر ممتاز تھی، تین سو اٹھہتر حدیثیں انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں اور بہت سے صحابہ و تابعین حدیث میں ان کے شاگرد ہیں۔ اور ان کے شاگردوں میں حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل ہیں۔

مدینہ منورہ میں چوراسی برس کی عمر پا کر وفات پائیں اور ان کی وفات کا سال ۵۳ھ ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے
قبرستان میں مدفون ہوئیں۔

بعض مورخین کا قول ہے کہ ان کے وصال کا سال ۵۹ھ ہے اور ابراہیم حربی نے فرمایا کہ
۶۲ھ میں ان کا انتقال ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ ۶۳ھ کے بعد ان کی وفات ہوئی ہے۔ (مولف)
(مدارج النبوة جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

ام سلمہ کو پیغام نکاح

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیام نکاح دینے اور
ان کے رشتہ زوجیت میں شامل ہونے سے متعلق امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :
ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ پہلے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں
جب ان کی وفات ہوئی اور عدت گزری سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں پیام نکاح دیا انھوں نے
عرض کی یا رسول اللہ مجھ میں تین باتیں ہیں انا امراء کبیرہ میری عمر زائد ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا انا اکبر منك میں تم سے بڑا ہوں، عرض کی وانا امراء غیور میں رشک ناک
عورت ہوں (یعنی ازواج مطہرات کے ساتھ شکر رنجی کا اندیشہ ہے) فرمایا ادعو اللہ عزوجل فیذهب
عنک غیرتک میں اللہ عزوجل سے دعا کروں گا وہ تمہارا رشک دور فرمائے گا۔ عرض کی یا رسول
اللہ وانا امراء مصیبة۔ یا رسول اللہ اور میرے بچے ہیں (یعنی ان کی پرورش کا خیال ہے) فرمایا ہم
الی اللہ والی رسولہ۔ بچے اللہ و رسول کے سپرد ہیں۔

اسے امام احمد نے مسند میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا اور یہ حدیث صحیح نسائی

(الامن والعلی)

وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

یہی مضمون ایک مقام پر اس طرح ہے :

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شوہر اول حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیوہ ہوئیں۔ امیر المؤمنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں پیام نکاح دیا انکار کر دیا، پھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیام دیا انکار کر دیا۔

پھر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیام دیا عرض کی انسی امراء غیری و انسی امراء مصیبة و لیس احد من اولیائی شاہدا۔

میں رشک ناک عورت ہوں (یعنی ازواج مطہرات سے شکر رنجی کا خیال ہے) اور عیال دار ہوں اور میرا کوئی ولی حاضر نہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے عذروں پر کچھ عتاب نہ فرمایا، بلکہ عذر سن کر ان کے علاج و جواب ارشاد فرمادیئے کہ تمہارے رشک کے لیے ہم دعا فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا، ام المؤمنین ام سلمہ باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ساتھ اس طرح رہتی تھیں گویا یہ ازواج مطہرات ہی میں نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہن و علیہن و بارک و سلم) اور تمہارے بچے اللہ و رسول کے سپرد ہیں اور تمہارا کوئی حاضر و غائب میرے ساتھ نکاح کو ناپسند نہ کرے گا۔

اسے احمد و نسائی وغیرہا نے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا۔

ابن ابی عاصم کی روایت میں ہے منجملہ عذروں کے یہ بھی عرض کی کہ اما انا فکبیرۃ السن

میری عمر زیادہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انا اکبر منك

میں تم سے بڑا ہوں۔ ابن ابی عاصم نے اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آخر شوال ۴۷ھ میں ان سے نکاح فرمایا۔ یہی صحیح ہے جیسا کہ زرقانی میں ہے۔

تو جس وقت انھوں نے ترک نکاح کے لیے عمر زیادہ ہونے کا عذر عرض کیا تیس سال کی نہ تھیں، یہی کوئی چھبیس ستائس برس کی عمر تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ ابن سعد انھیں ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ انھوں نے فرمایا :

بلغنی انه ليس المراءاة يموت زوجها و هو من اهل الجنة و هي من اهل الجنة
ثم لم تتزوج بعده الا جمع الله بينهما في الجنة .
جس عورت کا شوہر مر جائے اور وہ دونوں جنتی ہوں پھر عورت اس کے بعد نکاح نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں جمع فرمائے۔

اسی بناء پر انھوں نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا تھا آؤ ہم تم عہد کریں کہ جو پہلے مر جائے دوسرا اس کے بعد نکاح نہ کرے، مگر یہ علم الہی میں امہات المومنین میں داخل ہونے والی تھیں حضرت ابوسلمہ نے قبول نہ فرمایا۔

ابن ابی عاصم نے اسے ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

امام احمد اپنی مسند میں سلمیٰ بنت جابر سے روایت کرتے ہیں۔

ان زوجها استشهد فأتت عبد الله بن مسعود فقالت اني امرأة استشهد
زوجي وقد خطبني الرجال فابيت ان اتزوج حتى القاه فترجولي ان اجتمع انا و هو
ان اكون من ازواجه قال نعم .

فقال له رجل ما رأيناك نقلت هذا مذ قاعدناك قال اني سمعت رسول الله

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول ان اسرع امتی لی لحوقاً فی الجنة امرأۃ من احمس۔

حضرت سلمہ بنت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر شہید ہوئے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں اور کہا میرے شوہر نے شہادت پائی اور لوگ مجھے پیام دے رہے ہیں میں نکاح سے انکار رکھتی ہوں کیا آپ امید کرتے ہیں کہ اگر میں اور وہ جمع ہوئے تو میں آخرت میں ان کی زوجہ ہوں فرمایا ہاں۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ ہم جب سے آپ کے پاس بیٹھتے ہیں اس حدیث کو روایت کرتے ہوئے آپ کو نہیں دیکھا، انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بیشک جنت میں مجھ سے جلدی ملنے والوں میں میری امت میں سے قبیلۂ احمس کی ایک عورت ہے۔ (مولف)

حضرت سید سعید شہید سیدنا امام حسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ رباب بنت امرأ القیس کہ حضرت اصغر و حضرت سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ ماجدہ ہیں بعد شہادت امام مظلوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت شرفائے قریش نے انھیں پیام نکاح دیا فرمایا ما کنت لا اتخذ صہراً بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میں وہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اپنا خسر بناؤں۔ جب تک زندہ رہیں نکاح نہ کیا۔ ذکرہ ابن الاثیر فی الکامل۔

اے ابن الاثیر نے کامل میں بیان کیا ہے۔

مرثیہ حضرت امام انا م رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتی ہیں :

واللہ لا ابتغی صہراً بصہر کم

حتی اغیب بین الرمل و الطین

خدا کی قسم میں تمہارے رشتہ کے بعد کسی سے رشتہ نہ چاہوں گی یہاں تک کہ ریت اور مٹی میں دفن کر دی جاؤں۔ ذکرہ ہشام بن الکلبی۔

اسے ہشام بن کلبی نے بیان کیا ہے۔

بلکہ علامہ ابوالقاسم عماد الدین محمود بن احمد فارابی کتاب ”خالصة الحقائق لمافیہ من اسالیب الدقائق“ میں صحابیات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک بی بی رباب نامی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر کرتے ہیں۔

انہا بکانت زوجا لرجل یقال له عمر و فتعاهدا ایہما مات قبل الآخر لا یتزوج الذی یبقی حتی یموت فمات فاقامت مدة فزوجها ابوہا فراءت فی تلک اللیلة عمرو انشدھا ابیاتا فاصبحت مذعورة و قصت علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم القصة فامرھا ان تستأنس بالوحدة حتی تموت و امر زوجها بفراقھا ففعل ذلک

یعنی وہ ایک شخص عمر و نامی کی زوجہ تھیں ان کے آپس میں عہد ہو لیا تھا کہ جو پہلے مرے دوسرا تادم مرگ نکاح نہ کرے، عمر و کا انتقال ہوا رباب ایک مدت تک بیوہ رہیں پھر ان کے باپ نے ان کا نکاح کر دیا اسی رات اپنے پہلے شوہر کو خواب میں دیکھا انھوں نے کچھ شعر اس معاملے کی شکایت میں پڑھے یہ صبح کو خائف و ترساں انھیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حال عرض کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مرتے دم تک تنہائی سے جی بہلائیں اور ان کے شوہر کو حکم دیا کہ انھیں چھوڑ دیں انھوں نے چھوڑ دیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسے اصابہ میں تحریر فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہ مشہور واقعہ ہے۔

بلکہ احادیث میں ہے خود حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بیوہ کی نہایت تعریف فرمائی جو اپنے یتیم بچوں کو لیے بیٹھی رہے اور ان کے خیال سے نکاح ثانی نہ کرے۔

حدیث : سنن ابی داؤد میں حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انا و امراء سفعاء الخدین کھاتین یوم القيامة و اومی بیدہ یزید بن زریع السبابة و الوسطی امراء ة ایمت من زوجها ذات منصب و جمال حبست نفسها علی یتاما ہا حتی بانوا او ماتوا۔

میں اور چہرہ کا رنگ بدلی ہوئی عورت روز قیامت ان دو انگلیوں کے مثل ہوں گے (راوی نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا یعنی جیسے یہ دو انگلیاں پاس پاس ہیں یوں ہی اسے روز قیامت میرا قرب نصیب ہوگا۔) وہ عورت کہ اپنے شوہر سے بیوہ ہوئی عزت والی صورت والی بایں ہمہ اس نے اپنے یتیم بچوں پر اپنی جان کو روک رکھا یہاں تک کہ وہ اس سے جدا ہوئے یا مر گئے۔

چہرہ کی رنگت بدلی ہوئی سیاہی مائل ہونا یہ کہ بے شوہری کے سبب بناؤ سنگار کی حاجت نہیں۔

حدیث : ابن بشران انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ایما امراء ة قعدت علی بیت اولادھا فہی معی فی الجنة .

جو عورت اپنی اولاد پر بیٹھی رہے گی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگی۔

حدیث : ابو یعلیٰ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اول من یفتح باب الجنة الا انی اری امراء ة تبادر فی فاقول لہا مالک و من

انت فتقول انا امراء ة فقدت علی یتام لی .

سب سے پہلے جو دروازہ جنت کھولے گا وہ میں ہوں مگر میں ایک عورت کو دیکھوں گا کہ مجھ سے

آگے جلدی کرے گی میں فرماؤں گا تجھے کیا ہے اور تو کون ہے وہ عرض کرے گی میں وہ عورت ہوں کہ اپنے

قیسوں پر بیٹھی رہی۔ امام عبدالعظیم منذری فرماتے ہیں اسنادہ حسن انشاء اللہ تعالیٰ۔

تنبیہ

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہشت میں تشریف لے جانا بارہا ہوگا اولیت مطلقہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے۔ دروازہ کھلنا حضور والا ہی کے لیے ہوگا، رضوان واروغہ جنت عرض کرے گا مجھے یہی حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں، حضور پر کوئی نبی مرسل بھی تقدیم نہیں پاسکتا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین، یہ سب مضامین احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں جن کی بعض فقیر نے اپنے رسالہ مبارکہ ”تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین“ میں ذکر کیں۔ حضور کے بعد اور بندگان خدا جائیں گے دروازہ کھلا جائیں گے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے سے فتح باب فرما چکے ہوں گے۔ قال تعالیٰ جنت عدن مفتحة لهم الابواب۔

یہاں جو اس غورت کا آگے ہونا وارد ہوا یہ اور بار کے تشریف لے جانے میں ہے جب اہتمام کارامت میں آمد و رفت فرماتے ہوں گے نہ کہ خاص بار اول میں۔

حضرت ام سلمہ کی وفات

ام المؤمنین ام سلمہ نے ۶۰ھ یا ۶۱ھ یا ۶۲ھ میں وفات پائی عمر شریف چوراسی برس کی ہوئی۔

یہ واقعہ اور کثیر علماء کا قول ہے، حافظ ابن حجر نے اسے اصابہ میں تحریر فرمایا ہے اور یہی درست و صواب ہے۔ جیسا کہ زرقانی میں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰۔ اطاب الہبانی)



حضرت ام حبیبہ

ان کا اصلی نام ”رملہ“ ہے یہ سردار مکہ ابوسفیان بن حرب کی صاحبزادی ہیں اور ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت العاص ہے جو امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پھوپھی ہیں۔

یہ پہلے عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں اور میاں بیوی دونوں نے اسلام قبول کیا اور دونوں ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے لیکن حبشہ پہنچ کر ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش پر ایسی بد نصیبی سوار ہو گئی کہ وہ اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی ہو گیا اور شراب پیتے پیتے نصرانیت ہی پر وہ مر گیا۔

ابن سعد نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ انھوں نے حبشہ میں ایک رات یہ خواب دیکھا کہ ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش کی صورت اچانک بہت ہی بدنما اور بد شکل ہو گئی وہ اس خواب سے بہت زیادہ گھبرا گئیں۔ جب صبح ہوئی تو انھوں نے اچانک یہ دیکھا کہ ان کے شوہر عبید اللہ بن جحش نے اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی دین قبول کر لیا۔ لیکن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے شوہر کو اپنا خواب سنا کر ڈرایا اور اسلام کی طرف بلایا، مگر اس بد نصیب نے اس پر کان نہیں دھرا اور مرتد ہونے ہی کی حالت میں مر گیا مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے اسلام پر استقامت کے ساتھ ثابت قدم رہیں۔

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی حالت معلوم ہوئی تو قلب نازک پر بے حد صدمہ گزرا، اور آپ نے ان کی دل جوئی کے لیے حضرت عمرو بن امیہ ضمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا اور خط لکھا کہ تم میرے وکیل بن کر حضرت ام حبیبہ کے ساتھ میرا نکاح کر دو۔ نجاشی کو جب یہ فرمان نبوت پہنچا تو اس نے اپنی ایک خاص لونڈی کو جس کا نام ”ابرہہ“ تھا، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام کی خبر دی۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس خبر کو

سن کر اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنے کچھ زیورات اس بشارت کے انعام میں ابرہہ لونڈی کو انعام کے طور پر دے دیے اور حضرت خالد بن سعید بن ابی العاص کو جو ان کے ماموں کے لڑکے تھے اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی کے پاس بھیج دیا۔

نجاشی نے اپنے شاہی محل میں نکاح کی مجلس منعقد کی اور حضرت جعفر بن ابی طالب اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو اس وقت حبشہ میں موجود تھے اس مجلس میں بلایا اور خود ہی خطبہ پڑھ کر سب کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت بی بی ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا اور چار ہزار دینار اپنے پاس سے مہر ادا کیا جو اسی وقت حضرت خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا گیا۔

جب صحابہ کرام اس نکاح کی مجلس سے اٹھنے لگے تو نجاشی بادشاہ نے کہا کہ آپ لوگ بیٹھے رہیے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریقہ ہے کہ نکاح کے وقت کھانا کھلایا جاتا ہے یہ کہہ کر نجاشی نے کھانا منگایا اور تمام صحابہ کرام شکم سیر کھانا کھا کر اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

پھر نجاشی نے حضرت شرییل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مدینہ منورہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حرم نبوی میں داخل ہو کر ام المومنین کا معزز لقب پالیا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت پاکیزہ ذات و حمیدہ صفات کی جامع اور نہایت ہی بلند ہمت اور سخی طبیعت کی مالک تھیں اور بہت ہی قوی الایمان تھیں، ان کے والد ابوسفیان جب کفر کی حالت میں تھے اور صلح حدیبیہ کی تجدید کے لیے مدینہ آئے تو بے تکلف ان کے مکان میں جا کر بستر نبوت پر بیٹھ گئے، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے باپ کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اور یہ کہہ کر اپنے باپ کو بستر سے اٹھا دیا کہ یہ بستر نبوت ہے میں کبھی یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ ایک ناپاک مشرک اس پاک بستر پر بیٹھے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۶۵ حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں جن میں سے دو حدیثیں بخاری و مسلم دونوں کتابوں میں موجود ہیں اور ایک حدیث وہ ہے جس کو تنہا مسلم نے روایت کی ہے۔ باقی حدیثیں حدیث کی دوسری کتابوں میں موجود ہیں۔

ان کے شاگردوں میں ان کے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی صاحبزادی حضرت حبیبہ اور ان کے بھانجے ابوسفیان بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم بہت مشہور ہیں۔

۴۴ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں ازواج مطہرات کے حظیرہ میں مدفون ہوئیں۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد دوم، سیرت مصطفیٰ)

ام المومنین ام حبیبہ کا مہر

ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر کے تعلق سے ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی نے تحریر فرمایا ہے۔

ام المومنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان خواہر جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مہر ایک روایت پر چار ہزار درہم۔ جیسا کہ سنن ابی داؤد میں ہے۔

دوسری میں چار ہزار دینار تھا۔ جیسا کہ حاکم نے مستدرک میں اسے صحت کے ساتھ روایت کیا ہے۔

ام حبیبہ کا مہر نجاشی نے طے کیا تھا

فان هذا الامهار لم يكن من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بل من ملك الحبشة سيدنا النجاشي رضي الله تعالى عنه .

ام المومنین ام حبیبہ کا مہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں تھا بلکہ اسے شاہ حبشہ

نجاشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعین کیا تھا۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۴۸۶)

ازواج مطہرات و بنات مکرمات کا مہر پانچ سو درہم سے زائد نہ تھا مگر ام المومنین ام حبیبہ کا مہر کہ چار ہزار درہم یا چار ہزار دینار تھا چوں کہ ام حبیبہ کا مہر نجاشی نے مقرر کیا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں تھا اس لیے یہ بات ان حدیثوں کے خلاف نہیں جن میں چار سو یا پانچ سو درہم مہر کا ذکر ہے یہی وجہ ہے کہ محدثین نے اس روایت کو برقرار رکھا ہے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

واقره الذہبی و لا یخالف هذا ما مر من حدیثی ام المومنین و امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما .

امام ذہبی نے اسے برقرار رکھا ہے اور یہ ام المومنین صدیقہ و امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیثوں کے خلاف نہیں ہے۔ (مولف)

● ● ●

حضرت سودہ

ان کے والد کا نام ”زمرہ“ اور ان کی والدہ کا نام شمس بنت عمرو ہے۔ یہ پہلے اپنے چچا زاد بھائی سکران بن عمرو سے بیاہی گئی تھیں۔ یہ میاں بیوی دونوں ابتدائے اسلام میں ہی مسلمان ہو گئے تھے اور ان دونوں نے حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں حبشہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی لیکن جب حبشہ سے واپس آ کر یہ دونوں میاں بیوی مکہ مکرمہ آئے تو ان کے شوہر سکران بن عمرو وفات پا گئے اور یہ بیوہ ہو گئیں ان کے ایک لڑکا بھی تھا جن کا نام ”عبدالرحمن“ تھا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات سے ہر وقت بہت زیادہ مغموم اور اداس رہا کرتے تھے یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمائیں تاکہ آپ کا خانہ معیشت آباد ہو جائے اور ایک وفادار اور خدمت گزار بیوی کی صحبت و رفاقت سے آپ کا غم مٹ جائے۔ آپ نے ان کے اس مخلصانہ مشورہ کو قبول فرمالیا۔ چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ سے بابت چیت کر کے نسبت طے کرادی اور نکاح ہو گیا۔ اور یہ امہات المومنین کے زمرے میں داخل ہو گئیں اور اپنی زندگی بھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے سرفراز رہیں اور انتہائی والہانہ عقیدت و محبت کے ساتھ آپ کی وفادار اور خدمت گزار رہیں۔

یہ بہت ہی سخی اور فیاض تھیں، ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے درہموں سے بھرا ہوا ایک تھیلا ان کی خدمت میں بھیجا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لانے والے نے بتایا کہ درہم ہیں آپ نے فرمایا کہ بھلا درہم کھجوروں کے تھیلے میں بھیجے جاتے ہیں یہ کہا اور اٹھ کر اسی وقت ان تمام درہموں کو

مدینہ کے فقراء و مساکین پر تقسیم کر دیا۔

ان کی وفات کے سال میں مختلف اور متضاد اقوال ہیں۔

امام ذہبی اور امام بخاری نے اس روایت کو صحیح بتایا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آخری دور خلافت ۲۳ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی۔

لیکن واقدی نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ ان کی وفات کا سال ۵۴ھ ہے۔

اور صاحب اکمال نے بھی ان کا سن وفات شوال ۵۴ھ ہی تحریر کیا ہے۔

مگر حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ”تقریب التہذیب“ میں یہ لکھا ہے کہ ان کی وفات شوال ۵۵ھ میں ہوئی۔

● ●

حضرت حفصہ

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد ماجد حضرت امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت زینب بنت مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو ایک مشہور صحابیہ ہیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پہلی شادی حضرت حمیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی اور انھوں نے اپنے شوہر کے ساتھ مدینہ طیبہ کو ہجرت بھی کی تھی لیکن ان کے شوہر جنگ بدر یا جنگ احد میں زخمی ہو کر وفات پا گئے اور یہ بیوہ ہو گئیں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۳۰ھ میں ان سے نکاح فرمایا اور یہ ام المومنین کی حیثیت سے کاشانہ نبوی کی سکونت سے مشرف ہو گئیں۔

یہ بہت ہی شاندار بلند ہمت اور سخاوت شعار خاتون ہیں۔ حق گوئی، حاضر جوابی اور فہم و فراست میں اپنے والد بزرگوار کا مزاج پایا تھا، اکثر روزہ دار رہا کرتی تھیں اور تلاوت قرآن مجید اور دوسری قسم قسم کی عبادتوں میں مصروف رہا کرتی تھیں۔

ان کے مزاج میں کچھ سختی تھی اسی لیے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے کہ کہیں ان کی کسی سخت کلامی سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دل آزاری نہ ہو جائے۔ چنانچہ آپ بار بار ان سے فرمایا کرتے تھے کہ اے حفصہ! تم کو جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے طلب کر لیا کرو، خبردار کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کسی چیز کا تقاضا نہ کرنا نہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کبھی ہرگز ہرگز دل آزاری کرنا ورنہ یاد رکھو کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے ناراض ہو گئے تو تم خدا کے غضب میں گرفتار ہو جاؤ گی۔

یہ بہت بڑی عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث میں بھی ایک ممتاز درجہ رکھتی ہیں

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ساٹھ حدیثیں روایت کی ہیں۔

علم حدیث میں بہت سے صحابہ اور تابعین ان کے شاگردوں کی فہرست میں نظر آتے ہیں خود ان کے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہت مشہور ہیں۔

شعبان ۳۵ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں دوسری ازواج مطہرات کے پہلو میں مدفون ہوئیں، بوقت وفات ان کی عمر ساٹھ یا تریسٹھ برس کی تھی۔

● ●

حضرت زینب بنت جحش

یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح کرادیا تھا مگر چوں کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاندان قریش کی ایک بہت ہی شاندار خاتون تھیں اور حسن و جمال میں بھی یہ خاندان قریش کی بے مثال عورت تھیں اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آزاد کر کے اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنالیا تھا مگر پھر بھی چوں کہ وہ پہلے غلام تھے اس لیے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے خوش نہیں تھیں اور اکثر میاں بیوی میں ان بن رہا کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو طلاق دے دی۔

اس واقعہ سے فطری طور پر حضور کے قلب نازک پر صدمہ گزرا۔ چنانچہ جب ان کی عدت گزر گئی تو محض حضرت زینب کی دل جوئی کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب کے پاس اپنے نکاح کا پیغام بھیجا۔

روایت ہے کہ یہ پیغام بشارت سن کر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دو رکعت نماز ادا کی اور سجدہ میں سر رکھ کر یہ دعا مانگی کہ خداوند! تیرے رسول نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے اگر میں تیرے نزدیک ان کی زوجیت میں داخل ہونے کے لائق عورت ہوں تو یا اللہ! تو ان کے ساتھ میرا نکاح فرما دے ان کی یہ دعا فوراً ہی قبول ہو گئی اور یہ آیت نازل ہو گئی کہ

فلما قضی زید منها و طرا زوجنکھا .

جب زید نے اس سے حاجت پوری کر لی (زینب کو طلاق دے دی اور عدت گزر گئی) تو ہم نے اس (زینب) کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔

اس آیت کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کون ہے؟ جو زینب کے پاس جائے اور اس کو یہ خوش خبری سنائے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح اس کے ساتھ فرمادیا ہے۔ یہ سن کر آپ کی ایک خادمہ دوڑتی ہوئی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچیں اور یہ آیت سنا کر خوش خبری دی۔ حضرت زینب اس بشارت سے اس قدر خوش ہوئیں کہ اپنا زیور اتار کر اس خادمہ کو انعام میں دے دیا اور خود سجدہ میں گر پڑیں اور اس نعمت کے شکریہ میں دو ماہ لگا تار روزہ دار رہیں۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بعد ناگہاں حضرت زینب کے مکان میں تشریف لے گئے انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بغیر خطبہ اور بغیر گواہ کے آپ نے میرے ساتھ نکاح فرمالیا؟ ارشاد فرمایا کہ تیرے ساتھ میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کر دیا ہے اور حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دو فرشتے اس نکاح کے گواہ ہیں۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے نکاح پر جتنی بڑی دعوت ولیمہ فرمائی اتنی بڑی دعوت ولیمہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے نکاح کے موقع پر نہیں فرمائی، آپ نے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کی دعوت ولیمہ میں تمام صحابہ کرام کو نان و گوشت کھلایا۔

منقول ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کا حال امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے حکم دے دیا کہ مدینہ کے ہر کوچہ و بازار میں یہ اعلان کر دیا جائے کہ تمام اہل مدینہ اپنی مقدس ماں کی نماز جنازہ کے لیے حاضر ہو جائیں۔ امیر المومنین نے خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں دفن کی گئیں ۲۰ھ یا ۲۱ھ میں ۵۳ برس کی عمر پا کر مدینہ منورہ میں دنیا سے رخصت ہوئیں۔



حضرت زینب بنت خزیمہ

زمانہ جاہلیت میں یہ چوں کہ غرباء اور مساکین کو بکثرت کھانا کھلایا کرتی تھیں اس لیے ان کا لقب ”ام المساکین“ (مسکینوں کی ماں) ہے پہلے ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا تھا مگر جب وہ جنگ احد میں شہید ہو گئے تو ۳۷ھ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمالیا اور یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد صرف دو مہینے یا تین مہینے زندہ رہیں۔ اور ربیع الآخر ۴۷ھ میں تیس برس کی عمر پا کر وفات پا گئیں اور جنت البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواج مطہرات کے ساتھ دفن ہوئیں۔ یہ ماں کی جانب سے حضرت ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن ہیں



حضرت میمونہ

ان کے والد کا نام حارث بن حزن ہے اور ان کی والدہ ہند بنت عوف ہے۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام پہلے ”برہ“ تھا لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدل کر میمونہ (برکت دہندہ) رکھ دیا۔

یہ پہلے ابو رہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں مگر جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۷ھ میں عمرۃ القضاء کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو یہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور آپ نے ان سے نکاح فرمایا اور عمرۃ القضاء سے واپسی پر مقام ”سرف“ میں ان کو اپنی صحبت سے سرفراز فرمایا۔

یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آخری زوجہ مبارکہ ہیں ان کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔

ان کے انتقال کے سال میں مورخین کا اختلاف ہے مگر قول مشہور یہ ہے کہ انھوں نے ۱۵ھ میں بمقام ”سرف“ وفات پائی جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے زفاف فرمایا تھا۔ ابن سعد نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے ۶۱ھ میں وفات پائی۔

اور ابن اسحاق کا قول ہے کہ ۶۳ھ ان کے انتقال کا سال ہے۔

● ●

حضرت جویریہ

یہ قبیلہ بنو مصطلق کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہیں۔ ”غزوہ مریسج“ میں جو کفار مسلمانوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو کر قیدی بنائے گئے تھے ان ہی قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ جب قیدیوں کو لونڈی غلام بنا کر مجاہدین پر تقسیم کر دیا گیا تو حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئیں، انھوں نے ان سے مکاتبت کر لی یعنی یہ لکھ کر دے دیا کہ تم اتنی اتنی رقم مجھے دے دو تو میں تم کو آزاد کر دوں گا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنے قبیلے کے سردار اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہوں اور مسلمان ہو چکی ہوں، ثابت بن قیس نے مجھے مکاتبتہ بنا دیا ہے مگر میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جاؤں اس لیے آپ اس وقت میں میری امداد فرمائیں کیوں کہ میرا تمام خاندان اس جنگ میں گرفتار ہو چکا ہے اور ہمارے تمام مال و سامان مسلمانوں کے ہاتھوں میں مال غنیمت بن چکے ہیں اور میں اس وقت بالکل ہی مفلسی اور بے کسی کے عالم میں ہوں۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی فریاد سن کر ان پر رحم آ گیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں اس سے بہتر سلوک تمھارے ساتھ کروں تو کیا تم اس کو منظور کر لو گی؟ انھوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ میرے ساتھ اس سے بہتر سلوک کیا فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تمھارے بدل کتابت کی تمام رقم میں خود تمھاری طرف سے ادا کر دوں اور پھر تم کو آزاد کر کے میں خود تم سے نکاح کر لوں تاکہ تمھارا خاندانی اعزاز و وقار برقرار رہ جائے، یہ سن کر حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادمانی و مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی، انھوں نے اس اعزاز کو خوشی خوشی منظور فرمالیا، چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدل کتابت کی ساری رقم ادا فرما کر اور ان کو آزاد کر کے اپنی ازواج

مطہرات میں شامل فرمالیا اور یہ ام المومنین کے اعزاز سے سرفراز ہو گئیں۔

جب اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیلی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمالیا ہے تو تمام مجاہدین ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نکاح فرمالیا اس خاندان کا کوئی فرد لونڈی غلام نہیں رہ سکتا، چنانچہ اس خاندان کے جتنے لونڈی غلام مجاہدین اسلام کے قبضے میں تھے فوراً سب کے سب آزاد کر دیئے گئے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی عورت کا نکاح حضرت جویریہ کے نکاح سے بڑھ مبارک نہیں ثابت ہوا کیوں کہ اس نکاح کی وجہ سے تمام خاندان بنی المصطلق کو غلامی سے نجات حاصل ہو گئی۔

ان کا اصلی نام ”برہ“ (نیکو کار) تھا لیکن چوں کہ اس نام سے بزرگی اور بڑائی کا اظہار ہوتا تھا اس لیے آپ نے ان کا نام بدل کر ”جویریہ“ (چھوٹی لڑکی) رکھ دیا۔

یہ بہت ہی عبادت گزار عورت تھیں، نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ اپنے اوراد و وظائف میں مشغول رہا کرتی تھیں۔

۵۰ھ میں ۶۵ برس کی عمر پا کر انھوں نے مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور حاکم مدینہ مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع کے قبرستان میں مدفون ہوئیں۔



حضرت صفیہ

ان کا اصلی نام زینب تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا نام ”صفیہ“ رکھ دیا۔ یہ یہودیوں کے قبیلہ بنو نضیر کے سردار اعظم حی بن اخطب کی بیٹی ہیں اور ان کی ماں کا نام ”ضرہ بنت سمویل“ ہے۔ یہ خاندان بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہیں اور ان کا شوہر کنانہ بن ابی الحقیق بھی بنو نضیر کا رئیس اعظم تھا جو جنگ خیبر میں قتل ہو گیا۔

محرم کے ھ میں جب خیبر کو مسلمانوں نے فتح کر لیا اور تمام اسیران جنگ گرفتار کر کے اکٹھا جمع کیے گئے تو اس وقت حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ایک لونڈی طلب کی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی پسند سے ان قیدیوں میں سے کوئی لونڈی لے لو انھوں نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لے لیا، مگر ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضرت صفیہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کی شہزادی ہیں ان کے خاندانی اعزاز کا تقاضا ہے کہ آپ ان کو اپنی ازواج مطہرات میں شامل فرمائیں۔

چنانچہ آپ نے ان کو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے لیا اور ان کے بدلے میں انھیں ایک دوسری لونڈی عطا فرمادی، پھر حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمالیا، اور جنگ خیبر سے واپسی میں منزل صہبا میں ان کو اپنی قربت سے سرفراز فرمایا۔ اور دعوت ولیمہ میں کھجور، گھی، پنیر کا مالیدہ صحابہ کرام کو کھلایا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہت ہی خصوصی توجہ اور انتہائی کریمانہ عنایت فرماتے تھے اور اس قدر ان کا خیال رکھتے تھے کہ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

پر غیرت سولد ہو جایا کرتی تھی۔

ان کی وفات کے سال میں اختلاف ہے۔

واقدی کا قول ہے کہ ۵۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

اور ابن سعد نے لکھا ہے کہ ۵۲ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

بوقت رحلت ان کی عمر ساٹھ برس کی تھی، یہ بھی مدینہ کے مشہور قبرستان جنت البقیع میں سپرد خاک کی گئیں۔

● ●

مقدس باندیاں

ازواج مطہرات کے علاوہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار باندیاں بھی تھیں جو آپ کے زیر تصرف تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں :

- (۱) حضرت ماریہ قبطیہ
 - (۲) حضرت ریحانہ
 - (۳) حضرت نفیسہ
 - (۴) حضرت جمیلہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
- (مؤلف)
- (مدارج النبوة جلد دوم وسیرت مصطفیٰ ملتقطاً)



اشعار

ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توصیف میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اہل اسلام کی مادران شفیق	بانوان طہارت پہ لاکھوں سلام
جلو گیان بیت الشرف پر درود	پرو گیان عفت پہ لاکھوں سلام
سیما پہلی ماں کہف امن و امان	حق گزار رفاقت پہ لاکھوں سلام
عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی	اس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام
منزل من قصب لا نصب لا صخب	ایسے کو شک کی زینت پہ لاکھوں سلام

اس . حریم برأت پہ لاکھوں سلام
ان کی پر نور صورت پہ لاکھوں سلام
ان سرا دق کی عصمت پہ لاکھوں سلام
مفتی چار ملت پہ لاکھوں سلام

بنت صدیق آرام جان نبی
یعنی ہے سورۃ نور جن کی گواہ
جن میں روح القدس ہے اجازت نہ جائیں
شمع تابان کاشانہ اجتہاد

سورۃ نور ہو سر پر گہر آمان معجز
کلمینی کے در آویزۃ گوش اطہر
آیہ نور کا ماتھے پہ منور جھومر
باپ صدیق سا اور ختم رسل سا شوہر
عہد صدیق سے تا دور جناب حیدر
(حدائق بخشش)

تن اقدس میں لباس آیہ تطہیر کا ہو
یا حمیرا کا تن پاک پہ گل گوں جوڑا
باغ تطہیر کی کلیوں سے بنائیں کنگن
کوئی خاتون تیری طرح کہاں سے لائے
تیرے جلوے سے رہی مسند افتاد روشن



اولاد کرام

ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے
ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام

کل سبب و نسب منقطع ہو (القبائہ اللہ سبحی و نبی)
ہر علاقہ اور رشتہ قیامت کے دن قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ

(الحديث)

اولاد کرام

اس بات پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کرام کی تعداد چھ ہے، دو فرزند حضرت قاسم و حضرت ابراہیم، اور چار صاحبزادیاں، حضرت زینب و حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم و حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

لیکن بعض مورخین نے یہ بیان فرمایا ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے عبد اللہ بھی ہیں جن کا لقب طیب و طاہر ہے، اس قول کی بناء پر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی مقدس اولاد کی تعداد سات ہے تین صاحبزادگان اور چار صاحبزادیاں، اس کے علاوہ حضور کی مقدس اولاد کے بارے میں دوسرے اقوال بھی ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان ساتوں مقدس اولاد میں سے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ کے شکم سے تولد ہوئے تھے۔ باقی تمام اولاد کرام حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ سب سے پہلے فرزند ہیں جو حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آغوش مبارک میں اعلان نبوت سے قبل پیدا ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم انھیں کے نام پر ہے، جمہور علماء کا یہی قول ہے کہ یہ پاؤں پر چلنا سیکھ گئے تھے کہ ان کی وفات ہو گئی اور ابن سعد کا بیان ہے کہ ان کی عمر شریف دو برس کی ہوئی۔ مگر علامہ غلابی کہتے ہیں کہ یہ فقط سترہ ماہ زندہ رہے۔

حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انھیں کا لقب طیب و طاہر ہے۔ اعلان نبوت سے قبل مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں

وفات پاگئے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کرام میں سب سے آخری فرزند ہیں یہ ذی الحجہ ۸ھ میں مدینہ منورہ کے قریب مقام عالیہ کے اندر حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک سے پیدا ہوئے۔ اس لیے مقام عالیہ کا دوسرا نام ”مشریۃ ابراہیم“ بھی ہے۔

ان کی ولادت کی خبر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام عالیہ سے مدینہ آکر بارگاہ اقدس میں سنائی، یہ خوش خبری سن کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انعام کے طور پر حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک غلام عطا فرمایا۔ اس کے بعد فوراً ہی حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ کو یا ابراہیم کہہ کر پکارا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے حد خوش ہوئے اور ان کے عقیقہ میں دو مینڈھے آپ نے ذبح فرمائے اور ان کے سر کے بال کے وزن کے برابر چاندی خیرات فرمائی اور ان کے بالوں کو دفن کرادیا اور ابراہیم نام رکھا۔

حضرت ابراہیم کا انتقال بچپن ہی میں ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنت البقیع میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے پاس دفن فرمایا اور اپنے دست مبارک سے ان کی قبر پر پانی کا چھڑکاؤ کیا۔ بوقت وفات حضرت ابراہیم کی عمر شریف سترہ یا اٹھارہ ماہ کی تھی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں، اعلان نبوت سے دس سال قبل جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف تیس سال کی تھی مکہ مکرمہ میں ان کی ولادت

ہوئی۔ یہ ابتداء اسلام ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں اور جنگ بدر کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ بلا لیا تھا اور یہ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئیں۔

اعلان نبوت سے قبل ہی ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابو العاص بن ربیع سے ہو گئی تھی، ابو العاص حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے تھے، حضرت زینب تو مسلمان ہو گئی تھیں مگر ابو العاص شرک و کفر میں پڑا رہا، ۸ھ میں حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہو گئی اور حضرت ام ایمن و حضرت سودہ بنت زمعہ و حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے ان کو غسل دیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے کفن کے لیے اپنا تہبند شریف عطا فرمایا اور اپنے دست مبارک سے ان کو قبر میں اتارا۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ اعلان نبوت سے سات برس پہلے جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف کا تینتیسواں سال تھا پیدا ہوئیں اور ابتداء اسلام ہی میں مشرف بہ اسلام ہو گئیں۔ پہلے ان کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا لیکن ابھی ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ ”سورہ تبت یدا“ نازل ہو گئی۔ ابولہب قرآن میں اپنی اس دائمی رسوائی کا بیان سن کر غصہ میں آگ بگولہ ہو گیا اور اپنے بیٹے عتبہ کو مجبور کر دیا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو طلاق دے دے چنانچہ عتبہ نے طلاق دے دی۔

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔ نکاح کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر مکہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر حبشہ سے مکہ واپس آ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور یہ میاں بیوی دونوں صاحب البحر تین کے معزز لقب سے سرفراز ہو گئے۔

جنگ بدر کے دنوں میں حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت سخت بیمار تھیں چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگ بدر میں شریک ہونے سے روک دیا اور یہ حکم دیا کہ وہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری کریں۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس دن جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح مبین کی خوش خبری لے کر مدینہ پہنچے اسی دن حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیس سال کی عمر پر وفات پائی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ بدر کے سبب سے ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ پہلے ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے نکاح میں تھیں لیکن ابولہب کے مجبور کر دینے سے بد نصیب عتبہ نے ان کو رخصتی کے قبل ہی طلاق دے دی اور اس ظالم نے بارگاہ نبوت میں انتہائی گستاخی بھی کی یہاں تک کہ بد زبانی کرتے ہوئے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھپٹ پڑا اور آپ کے مقدس پیراہن کو پھاڑ ڈالا اس گستاخی و بے ادبی سے آپ کے قلب نازک پر انتہائی رنج و صدمہ گزرا اور جوش غم میں آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکل پڑے کہ :

یا اللہ اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط فرما دے۔

اس دعاء نبوی کا یہ اثر ہوا کہ ابولہب اور عتیبہ دونوں تجارت کے لیے ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام گئے اور مقام زرقا میں ایک راہب کے پاس رات میں ٹھہرے، راہب نے قافلہ والوں کو بتایا کہ یہاں درندے بہت ہیں آپ لوگ ذرا ہوشیار ہو کر سوئیں، یہ سن کر ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ اے لوگو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے میرے بیٹے عتیبہ کے لیے ہلاکت کی دعا کر دی ہے لہذا تم لوگ تمام تجارتی سامانوں کو اکٹھا کر کے اس کے اوپر عتیبہ کا بستر لگا دو اور سب لوگ اس کے ارد گرد چاروں طرف سو رہو تاکہ

میرا بیٹا درندوں کے حملہ سے محفوظ رہے۔ چنانچہ قافلہ والوں نے عتیبہ کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کیا لیکن رات میں بالکل ناگہاں ایک شیر آیا اور سب کو سونگھتے ہوئے کود کر عتیبہ کے بستر پر پہنچا اور اس کے سر کو چبا ڈالا۔ لوگوں نے ہر چند شیر کو تلاش کیا مگر کچھ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ یہ شیر کہاں سے آیا تھا اور کدھر چلا گیا۔

حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد ربیع الاول ۳۷ھ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بی بی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔

شعبان ۹۷ھ میں حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

یہ شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں۔ ان کا نام فاطمہ اور لقب زہرا اور بتول ہے۔ ان کی پیدائش کے سال میں علماء مورخین کا اختلاف ہے۔

ابو عمر کا قول ہے کہ اعلان نبوت کے پہلے سال جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر شریف اکتالیس برس کی تھی یہ پیدا ہوئیں۔

اور بعض نے لکھا ہے کہ اعلان نبوت سے ایک سال قبل ان کی ولادت ہوئی۔

اور علامہ ابن الجوزی نے یہ تحریر فرمایا کہ اعلان نبوت سے پانچ سال قبل ان کی پیدائش ہوئی۔

۲۷ھ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح ہوا اور ان کے شکم مبارک سے تین

صاحبزادگان حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تین صاحبزادیوں زینب اور ام کلثوم ورقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی ولادت ہوئی۔ حضرت محسن ورقیہ تو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا جن کے شکم مبارک سے آپ کے ایک فرزند حضرت زید اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کا حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قلب مبارک پر بہت ہی جانکاہ صدمہ گزرا۔ چنانچہ وصال اقدس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کبھی ہنستی ہوئی نہیں دیکھی گئیں۔ یہاں تک کہ وصال نبوی کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت علی یا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی اور سب سے زیادہ اور مختار قول یہی ہے کہ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مولف)

(مدارج النبوة وسیرت المصطفیٰ)

فاطمہ کی وجہ تسمیہ

حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اوصاف و محامد سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں

حدیث میں ہے:

انما سمیت فاطمة لان الله تعالى حرمها و ذريتها على النار.

ان کا فاطمہ اس لیے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت کو نار پر حرام فرمادیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا

ان الله غير معذبك ولا احدا من ولدك او كما قال صلى الله تعالى عليه وسلم .

اے فاطمہ اللہ نہ تجھے عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو۔

نسب میں خصوصیت

حدیث : کل بنی اب یتمون الی عصبتهم و ابیہم الا بنی فاطمة فانا ابوہم .
سب اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ کے کہ میں ان کا باپ ہوں۔
فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : فاطمة بضعة منی .
فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۲، ص ۲۰۷)

فاطمہ کی خصوصیت

حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
اسے بزار و ابویعلیٰ اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ اور تمام نے فوائد میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ان فاطمة احصنت فرجها فحرمها الله و ذریتها علی النار .
بیشک فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاک دامن رہیں تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اور ان کی ذریت کو آگ پر

حدیث میں آیا ہے۔ ان ابنتی فاطمة حوراء آدمیة لم تحض و لم تطمٹ .

بیشک میری صاحبزادی بتول زہرا انسانی شکل میں حوروں کی طرح حیض و نفاس سے پاک ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۱۶)

فاطمہ کی رضا خدا کی رضا

و اخرج ابو سعید فی شرف النبوة انه صلى الله تعالى عليه وسلم قال يا فاطمة ان الله يغضب بغضبك و يرضى لرضاك فمن اذى احدا من ولدها فقد تعرض لهذا الخطر العظيم لانه اغضبها و من احبهم فقد تعرض لرضاها.

امام ابوسعید نے کتاب شرف النبوة میں یہ روایت نقل کی، اے فاطمہ تیری ناراضی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور تیری رضا سے خدا راضی ہوتا ہے تو جو ان کی اولاد میں سے کسی کو اذیت دے تو اس نے بڑی خطرناک بات مول لی کیوں کہ ان کی اذیت حضرت فاطمہ کو ضرور دکھ پہنچائے گی اور جس نے ان سے محبت کی تو جناب زہراء کی رضا مندی کا حقدار ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۲۷)

مولیٰ علی کو فاطمہ کی وصیت

مصنف عبدالرزاق اور ان کے طریق سے معجم طبرانی اور ان کے طریق سے حلیہ ابو نعیم میں ہے۔

اخبرنا معمر عن عبد الله بن محمد بن عقيل ان فاطمة رضى الله تعالى عنها لما حضرته الوفاة امرت عليا فوضع لها غسلا فاغتسلت و تطهرت و دعت بتياب اكفانها فلبستها و مست من الحنوط ثم امرت عليا ان لا تكشف اذا هي قبضت و ان

تدرج کماہی فی اکفانہا فقلت لہ هل علمت احدا فعل نحو ذلک قال نعم کثیر بن عباس و کتب فی اطراف اکفانہ یشہد کثیر بن عباس ان لا الہ الا اللہ .

حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انتقال کے قریب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اپنے غسل کے لیے پانی رکھوایا، پھر نہائیں اور کفن منگا کر پہنا اور حنوط کی خوشبو لگائی، پھر مولیٰ علی کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد کوئی مجھے نہ کھولے۔ اور اسی کفن میں دفن فرمادی جاؤں۔ میں نے پوچھا کسی اور نے بھی ایسا کیا کہا ہاں کثیر بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ اور انھوں نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا تھا کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ لا الہ الا اللہ . (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۲۸۔ الحرف الحسن)

غسل کی بحث

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے غسل جنازہ کے متعلق وہ جو منقول ہوا کہ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غسل دیا، اس پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

اولاً : اس کی ایسی صحت و لیاقت جمیت محل نظر ہے۔

ثانیاً : دوسری روایت یوں ہے کہ اس جناب کو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دائی نے غسل دیا۔

ثالثاً : فعل بمعنى امر شائع، يقال قتل الامير فلانا و قاتل الملك القوم الفلانی و فی الحدیث اذن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای امر بالتأذین .

یعنی کہا جاتا ہے کہ امیر نے فلاں کو قتل کیا (بلکہ امیر کے حکم سے قتل کیا گیا ہے) اور بادشاہ نے فلاں قوم سے لڑائی کی (بلکہ بادشاہ کی فوج نے لڑائی کی) اور حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اذان دی، یعنی حضور نے اذان دینے کا حکم فرمایا۔ (مولف)

رابعاً: اضافت بسوئے مسبب غیر مستنکر اور حدیث علی ان وجہ پر محمول کرنے سے تعارض مرتفع یعنی حضرت ام ایمن نے اپنے ہاتھوں سے نہلایا اور سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے حکم دیا یا اسباب غسل کو مہیا فرمایا۔

خامساً: مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لیے خصوصیت تھی اوروں کا قیاس ان پر روا نہیں۔

ہمارے علماء جو شوہر کو غسل زوجہ سے منع فرماتے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ بعد موت بہ سبب انعدام محل ملک نکاح ختم ہو جاتی ہے تو شوہر اجنبی ہو گیا۔ مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رشتہ ابد الآباد تک باقی ہے کہ کبھی منقطع نہ ہوگا۔

حدیث میں ہے، عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه قال کل سبب و نسب منقطع يوم القيامة الا سببی و نسبی .

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر علاقہ اور رشتہ قیامت کے دن قطع ہو جائے گا مگر میرا علاقہ اور رشتہ۔ (مولف)

و عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يقول کل صهر او سبب او نسب ينقطع يوم القيامة الا صهری و نسبی .

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہر علاقہ اور رشتہ قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا بجز میرے رشتے اور علاقے کے۔ (مولف)

اسی لیے منقول ہوا کہ جب سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس امر پر اعتراض کیا حضرت مرتضیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا :

اما علمت ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال ان فاطمة زوجتك
في الدنيا والآخرة .

کیا تمہیں خبر نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ تیری بی بی ہے دنیا و آخرت
میں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴)

بتول زہراء نے تعزیت کی

ابوداؤد و نسائی کی حدیث میں ہے :

قال صلى الله تعالى عليه وسلم لسيدتنا البتول الزهراء رضى الله تعالى عنها ما
اخرجك من بيتك يا فاطمة قالت اتيت هذا الميت (البيت) فترحمت اليهم و
عزيتهم بميتهم .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ
تمہارے گھر سے نکلنے کا سبب کیا ہے حضرت فاطمہ نے عرض کی اس میت کے گھر والوں کے لیے دعائے
رحمت اور ان کی تعزیت کے لیے آئی تھی۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۷۸)

بتول زہراء کی وصیت

شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں :

در بعض روایت آمدہ کہ روز دیگر ابو بکر صدیق و عمر فاروق و دیگر اصحاب کہ بخانہ علی مرتضیٰ بجہت
تعزیت آمدند شکایت کردند کہ چرا ما را خبر نہ کردی تا شرف نماز و حضوری دریاقتیم۔ علی مرتضیٰ گفت فاطمہ رضی
اللہ تعالیٰ عنہا وصیت کردہ بود کہ چوں از دنیا بروم مرا بہ شب دفن کنی تا چشم نامحرم بر جنازہ من نیفتد پس

بموجب وصیت دے عمل کر دم، ایں ست روایت مشہور۔

بعض روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تجہیز و تکفین ہو چکی اس کے دوسرے دن حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق اعظم اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے گھر میں تعزیت کے لیے آئے اور شکایت کی کہ آپ نے ہمیں خبر کیوں نہ دی کہ ہم لوگ بھی نماز جنازہ اور حاضری کا شرف حاصل کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت کر دی تھی کہ جب میں دنیا سے جاؤں تو مجھے رات کو دفن کرنا ناممکن نہ محرم کی نظر میرے جنازہ پر بھی نہ پڑے تو میں نے ان کی وصیت پر عمل کیا اور میں نے کسی کو اطلاع نہ دی۔ یہ مشہور روایت ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۹۔ انہی الحاجز)

فاطمہ انسانی حور ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

ابنتی فاطمة حوراء آدمية لم تحض و لم تطمٹ و انما سماها فاطمة لان الله تعالى فطمها و محبها من النار .

میری صاحبزادی فاطمہ آدمیوں میں حور ہے کہ نجاستوں کے عارضے جو عورت کو ہوتے ہیں ان سے پاک و منزہ ہے۔ اللہ عز و جل نے اس کا فاطمہ اس لیے نام رکھا کہ اسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو آتش دوزخ سے آزاد فرما دیا۔ اسے خطیب نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

فاطمہ کا صراط پر گزر

جب (حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) صراط پر گزر فرمائیں گی زیر عرش سے منادی ندا کرے گا

اے اہل محشر اپنے سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہ بیٹی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صراط پر گزر فرماتی ہیں۔ پھر وہ نور الہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلو میں لیے ہوئے گزر فرمائے گا۔

(احکام شریعت دوم)

بتول زہراء کی مقبولیت رسول

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہراء سے فرمایا کہ عورت کے حق میں سب سے بہتر کیا ہے؟ عرض کی نا محرم شخص اسے نہ دیکھے حضور نے گلے لگایا اور فرمایا ذریعہ بعضہا من بعض او کما ورد عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

(وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ الغید)

حضرت فاطمہ کی محبوبیت

حدیث حضرت بتول زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ سنن ابی داؤد میں بروایت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مروی :

كانت اذا دخلت عليه صلى الله تعالى عليه وسلم قام اليها فاخذ بيدها فقبلها و اجلسها في مجلسه و كان اذا دخل عليها قامت اليه فاخذته بيده فقبلته و اجلسه في مجلسها.

جب حضرت زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا خدمت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوتیں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیام فرماتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔ اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف لے جاتے وہ

حضور کے لیے قیام کرتیں اور دست اقدس لے کر بوسہ دیتیں اور حضور والا کو اپنی جگہ بٹھاتیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا وبارک وسلم۔
(صَفَاحُ الْحَجِّينِ فِي كَوْنِ التَّصَاخُجِ بِكَفِّ الْيَدَيْنِ)

اہل بیت کون کون ہیں

امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

حضرت بتول زہرا کی اولاد امجاد اہل بیت ہیں پھر علی و عقیل و جعفر و عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد اہل بیت ہیں، ازواج مطہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اہل بیت ہیں۔ (عرفان شریعت حصہ اول)

زینب یا ام کلثوم کا کفن

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب یا حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کفن میں اپنا تہبند اقدس عطا کیا اور غسل دینے والی بی بیوں کو حکم دیا کہ اسے ان کے بدن کے متصل رکھیں۔

صحیحین میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے :

قالت دخل علينا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ونحن نغسل ابنته فقال اغسلنها ثلثا او خمسا او اكثر من ذلك ان رأيتن ذلك بماء و سدر و اجعلن في الآخرة كافورا او شيئا من كافور فاذا فرغتن فاذهبنى فلما فرغنا اذناه فالقى الينا حقوه فقال اشعرنها اياه .

ام عطیہ روایت کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جب ہم

آپ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے آپ نے فرمایا اسے تین یا پانچ بار یا اس سے بھی زیادہ پانی اور پیری کے پتوں سے غسل دو اور آخر میں کافور لگا دو، جب تم لوگ فارغ ہو جاؤ تو ہمیں مطلع کرو جب ہم فارغ ہوئے تو آپ کو بتلایا آپ نے اپنا تہبند دیا اور فرمایا اسے ازار بنا دو۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۳۰۔ الحرف الحسن)

ایک صاحبزادی کے دفن میں حضور کا فرمان

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ایک صاحبزادی کے دفن میں فرمایا ان کی قبر میں وہی اترے جو آج کی رات اپنی عورت کے پاس نہ گیا ہو۔

اس سنے اپنی عورت کے پاس جانے کی مذمت ثابت نہیں ہوئی۔ یہ مصالح خاصہ ہیں جن کے اسرار اہل باطن جانتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۸۴)

حضرت ابراہیم کی دایہ

حضرت ابراہیم ابن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

احمد و مسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان ابراہیم ابنی و انه مات فی الثدی و ان له ظنرین یکملان رضاعه فی الجنة

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابراہیم کا انتقال ایام رضاعت میں ہوا اور جنت میں دو دایہ ان کی مدت رضاعت پوری کرتی ہیں۔ (مولف) (عرفان شریعت، حصہ سوم)

ابراہیم اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے

صحیح بخاری شریف میں اسماعیل بن خالد سے ہے

قلت لعبد الله بن أبي أوفى رضي الله تعالى عنهما رأيت ابراهيم ابن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم قال مات صغيرا و لو قضى ان يكون بعد محمد صلى الله تعالى عليه وسلم نبى عاش ابنه ابراهيم .

میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا آپ نے حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تھا فرمایا ان کا بچپن میں انتقال ہوا اور اگر مقتدر ہوتا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔ امام احمد کی روایت انھیں سے یوں ہے میں نے حضرت ابن ابی اوفی کو فرماتے سنا۔

لو كان بعد النبي صلى الله تعالى عليه وسلم نبى ما مات ابنه ابراهيم .

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا حضور کے صاحبزادے ابراہیم انتقال نہ فرماتے۔

امام ابو عمر بن عبد البر بطریق اسماعیل بن عبد الرحمن سدی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انھوں نے فرمایا :

كان ابراهيم قد ملأ المهد و لو عاش لكان نبيا لكن لم يكن ليقى فان نبكم آخر الانبياء .

حضرت ابراہیم اتنے ہو گئے تھے کہ ان کا جسم مبارک گہوارے کو بھر دیتا اگر زندہ رہتے نبی ہوتے مگر زندہ نہ رہ سکتے تھے کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔

ماوردی حضرت انس اور ابن عسا کر حضرات جابر بن عبد اللہ و ابن عباس و عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو عاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیاً.

اگر ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق و پیغمبر ہوتا۔
(جزاء اللہ عذوہ باباء و ختم النبوة)

ابراہیم کی بشارت دی گئی

طبرانی کبیر اور ابن عسا کر نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی :

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دخل علی ام ابراہیم الماریۃ القبطیۃ و ہی حامل منہ بابراہیم (ف ذکر الحدیث و فیہ) ان جبرئیل اتانی فبشرنی ان فی بطنہا منی غلاما و هو اشبه الخلق بی و امرنی ان اسمیہ ابراہیم و کنالی بابی ابراہیم .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ام ابراہیم ماریہ قبطیہ کے پاس تشریف لائے جب کہ ابراہیم ان کے شکم مبارک میں تھے کہ جبریل میرے پاس آئے اور مجھے مژدہ سنایا کہ ماریہ کے پیٹ میں مجھ سے لڑکا ہے وہ تمام مخلوق سے زائد مجھ سے مشابہ تر ہے۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ میں ان کا نام ابراہیم رکھوں اور جبریل نے میری کنیت ابو ابراہیم رکھی۔ امام جلال الدین سیوطی نے جامع کبیر میں کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔
(الدولۃ المکیۃ)

اشعار

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں:

مولیٰ گلبن رحمت زہرا سبطین اس کی کلیاں پھول

صدیق و فاروق و عثمان و حیدر ہر اک اس کی شاخ

بیرت مصطفیٰ جان رحمت ﷺ

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام
جملہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
ان سب اہل مکانت پہ لاکھوں سلام

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ
جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے

نور مطلق کی کنیر اللہ دے لہنا نور کا
گو کھرو چٹکی بنت لچکا مسالہ نور کا
ہے علی بند اس کف انور میں سجہ نور کا
شاہزادی در پہ حاضر ہے یہ منگتا نور کا
(حدائق بخشش)

نور و بنت نور و زوج نور و ام نور و نور
باد لے کی اوڑھنی ہے تار باران درود
تابش عقدا نائل سے ہیں چھلے پور پور
مجھ کو کیا منہ عرض کا لیکن ملائک یوں کہیں



اہل بیت کے فضائل

پارہائے صحف غنیمائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

انما بربر اللہ لبزعب عنکم الرحمن (البيت و بظہر کم بظہر)
 اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر نا پاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا
 کر دے۔ (الاحزاب/۳۳)

اہل بیت کے فضائل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کے ضمن میں آپ کے اہل بیت جو کہ جگر گوشہ ہیں اور ازواج مطہرات جو ام المومنین ہیں کی تعظیم و توقیر اور ان کا ادب و احترام بھی کرنا ہے، جیسا کہ خاص طور پر ان حضرات قدس کے لیے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ترغیب دی ہے اور جس پر سلف صالحین عمل پیرا رہے ہیں چوں کہ حق تعالیٰ عز اسمہ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ماسوا پر ہر چیز سے برگزیدہ فرمایا ہے اور عمومی فضیلت سے آپ کو مخصوص فرمایا ہے تو آپ کی برکت سے یہ فضیلت ہر اس شخص کو شامل ہے جو نسب، نسبت، صحبت، قربت قریب یا بعید سے آپ کے ساتھ منتسب ہے۔

حقیقت میں ہر اس شخص سے محبت لازمی ہے جو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے چنانچہ اہل بیت اطہار سے محبت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت رکھنے کی بنا پر ہے، جس طرح کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت، اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ہے یہی حال ان سے بغض و عداوت رکھنے میں ہے (والعیاذ باللہ) قاعدہ ہے کہ جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے وہ ہر اس چیز سے محبت رکھتا ہے جو محبوب سے نسبت و علاقہ رکھے، اور ہر اس شے سے دشمنی و بیزاری ہوتی ہے جو محبوب سے بے گانہ یا اس کا مخالف ہو۔

اہل بیت کی تفسیر میں چند اقوال و اطلاق ہیں۔

کبھی ان لوگوں پر اہل بیت کا اطلاق ہوتا ہے جن پر صدقہ حرام ہے وہ آل علی، آل جعفر، آل عقیل اور آل عباس ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور کبھی اس میں اولاد رسول اور ازواج مطہرات بھی شامل ہوتی ہیں۔

اور کبھی مخصوص سیدہ فاطمہ، امام حسن و حسین اور علی مراد ہوتے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس بناء پر کہ ان میں فضیلت بکثرت ہیں اہل بیت کے اطلاق میں ان تفسیری اقوال کے درمیان تطبیق اس طرح ہے کہ بیت کی تین صورتیں ہیں۔

ایک، بیت نسب۔

دوم، بیت سکنی۔

سوم، بیت ولادت۔

لہذا حضرت عبدالمطلب کی اولاد، اہل بیت نسب ہیں۔ اور ازواج مطہرات اہل بیت سکنی ہیں اور اولاد کرام اہل بیت ولادت ہیں۔ اور سیدنا علی مرتضیٰ اگرچہ اولاد سے ہیں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وساطت سے اہل بیت ولادت سے ملحق ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ میں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے لازم رکھا اور اسے مضبوط تھا مے رکھا تو گمراہ نہ ہو گے۔

ایک خدا کی کتاب۔

دوسری میری عترت۔

تو اب غور کرو کہ ان دونوں سے تم کس طرح خلاف ورزی کر سکتے ہو۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آل محمد کو پہچاننا آتش دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے، اور آل محمد سے محبت رکھنا صراط سے گزرتا ہے، اور آل محمد سے عقیدت، عذاب الہی سے امان ہے۔

اور پہچاننے سے مراد ان کی منزلت اور مرتبہ کو پہچاننا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انھیں کیا قرب حاصل ہے؟ اور جب ان کی اس نسبت کو جسے حق تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے پہچان لیا تو معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح ان کی خلاف ورزی سے گمراہی لازم آتی ہے اور ان کے احترام و پیروی سے گمراہی و عذاب سے نجات ملتی ہے۔

عمر بن ابی سلمہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت . الآية .

تو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہاں تشریف فرما تھے اس وقت حضور نے سیدہ فاطمہ، حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور انھیں ایک چادر شریف میں ڈھانک کر بارگاہ الہی میں عرض کیا اے خدا! یہ ہیں میرے اہل بیت! اور حضرت علی مرتضیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پس پشت مبارک کھڑے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ حسن و حسین کو گود میں لیا اور ایک ہاتھ سے علی مرتضیٰ کو اور دوسرے ہاتھ سے سیدہ فاطمہ زہرا کو پکڑ کر اپنے سے ملا لیا اور کہا اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں اور ان کو جس یعنی ناپاکی سے دور کر کے انھیں خوب پاک و ستھرا بنا۔

مفسرین کا اس میں اختلاف ہے کہ آیہ کریمہ میں اہل بیت سے کون مراد ہیں اکثر اس پر ہیں کہ اس سے مراد سیدہ فاطمہ، حسن و حسین اور علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ جیسا کہ اکثر روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں لیکن تقاضائے انصاف یہ ہے کہ اس میں ازواج مطہرات بھی داخل ہیں اس بناء پر کہ آیہ کریمہ کا سیاق و سباق اور اس کا نزول انھیں ازواج مطہرات کے ضمن میں ہے۔ جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ شامل ہیں۔ ارشاد باری ہے۔ رحمة الله عليكم و

برکاتہ اہل البیت۔

اور جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اہل بیت میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی دشمنی نہیں رکھے گا مگر وہی جسے حق تعالیٰ جہنم میں داخل کرے۔

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان چاروں تن پاک کو بلانا اور آغوش میں لے کر چادر شریف اڑھانا پھر یہ دعا مانگنی کہ اللھم ان ھولاء اھل بیتی۔ اے خدایہ ہیں میرے اہل بیت۔

اس میں ازواج مطہرات کے دخول، ناپاکی سے دور کرنے کی فضیلت اور پاکی و صفائی میں ان کی شمولیت میں کوئی منافات یا تعارض نہیں ہے۔

نیز جریر کی روایت جو سیدہ ام سلمہ سے مروی ہے اس میں وہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی آپ کی اہل میں سے ہوں؟ فرمایا تم بھی میری اہل میں سے ہو اور ایک روایت میں ہے کہ تم بھلائی پر ہو۔

اسی طرح آیہ کریمہ قل لا اسئلكم علیہ اجرا الا المؤدۃ فی القربی۔

فرمادو میں تم سے اس پر اجر نہیں مانگتا مگر قرابت داروں میں محبت۔

اس آیت کی تفسیر میں بھی اختلاف ہے چنانچہ مروی ہے کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے دریافت کیا من اھل قرابتک آپ کی قرابت والے کون ہیں؟ فرمایا علی، فاطمہ اور ان کے دونوں فرزند ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ لیکن درست یہی ہے کہ اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام قرابت دار حضرات شامل ہیں اور ان میں یہ چاروں تن عمدہ ہیں اور باقی سب ان کے تحت ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں صحابہ کرام کا مکمل حصہ ہے کیوں کہ انھیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معنوی قرابت بدرجہ اتم حاصل ہے۔ رضوان اللہ تعالیٰ

اہل بیت آگ سے محفوظ ہیں

اہل بیت اطہار کی طہارت اور عذاب دوزخ سے ان کی حفاظت کے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت و يطهركم تطهيرا.
اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور رکھے اے نبی کے گھر والو، اور تمہیں ستھرا کر دے خوب پاک فرما کر۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان فاطمة احصنت فحرمها الله و ذريتها على النار.

بیشک فاطمہ نے اپنی حرمت نگاہ رکھی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی تمام نسل کو آگ پر حرام فرمادیا۔

اسے تمام نے فوائد میں اور بزار و ابویعلیٰ و طبرانی اور حاکم نے سند صحیح سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سألت ربي ان لا يدخل احدا من اهل بيتي النار فاعطانيها.

میں نے اپنے رب عزوجل سے مانگا کہ میرے اہل بیت سے کسی کو دوزخ میں نہ لے جائے اس

نے میری یہ مراد عطا فرمائی۔

اسے ابوالقاسم بن بشران نے اپنی امالی میں عمران بن حصین اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

حدیث : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہراء سے فرمایا ان اللہ غیر معذبک ولا ولدک .

بیشک اللہ تعالیٰ نہ تجھے عذاب فرمائے گا نہ تیری اولاد کو۔

اسے طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما سمیت فاطمة لان اللہ تعالیٰ فطمها و ذریعتها عن النار يوم القيامة .

فاطمہ زہرا کا فاطمہ زہرا نام اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی نسل کو قیامت میں آگ سے محفوظ فرما دیا۔ اسے ابن عساکر نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اہل بیت جنتی ہیں

حدیث : عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما آیہ کریمہ و لسوف یعطیک ربک فترضی کی تفسیر میں فرماتے ہیں :

من رضا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لا یدخل احد من اهل بیتہ النار .

یعنی اللہ عزوجل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے وعدہ فرماتا ہے کہ بیشک عنقریب تمہیں تمہارا رب اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضایہ ہے کہ حضور کے

اہل بیت سے کوئی شخص دوزخ میں نہ جائے۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: وعدنی ربی فی اہل بیتی من اقرمنہم بالتوحید و لی بالبلاغ ان لا یعذبہم .

میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے اہل بیت سے جو شخص اللہ کی وحدانیت اور میری رسالت پر ایمان لائے گا اسے عذاب نہ فرمائے گا۔

اسے حاکم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باقائدہ تصحیح اور علامہ ابن حجر نے صواعق میں روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: یا علی ان اول اربعة یدخلون الجنة انا و انت الحسن و الحسین و ذرارینا خلف ظہورنا .

اے علی سب میں پہلے وہ چار کہ جنت میں داخل ہوں گے میں ہوں اور تم حسن اور حسین اور ہماری ذریتیں ہمارے پس پشت ہوں گی۔

اسے ابن عساکر نے حضرت علی سے اور طبرانی نے کبیر میں ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اول من یرد علی حوضی اہل بیتی و من احبنی من امتی .

سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آنے والے میرے اہل بیت ہیں اور میری امت سے میرے چاہنے والے۔

اسے دیلی نے علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

اہل بیت کے لیے دعا

حدیث : حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا کی اللھم انھم عترۃ رسولک فھب مسینھم لمحسنھم وھبھم لی .

الہی وہ تیرے رسول کی آل ہیں تو ان کے بدکار، ان کے نکوکاروں کو دے ڈال اور ان سب کو مجھے بہہ فرما دے۔

پھر فرمایا، ففعل مولیٰ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا، امیر المومنین نے عرض کی ما فعل کیا کیا؟ فرمایا: فعلہ ربکم بکم و بنعلہ بمن بعدکم .

یہ تمھارے ساتھ کیا جو تمھارے بعد آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔
اسے حافظ الحب الطبری نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

حضور اہل بیت کے بھی شفیع ہیں

امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بالیاں ایک بار ظاہر ہو گئیں اس پر ان سے کہا گیا

ان محمدا لا یغنی عنک من اللہ شیئا

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمھیں نہ بچائیں گے، وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ واقعہ عرض کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

ما بال اقوام يزعمون ان شفاعتي لا تنال اهل بيتي ان شفاعتي ليتناول حواء و حكم.
کیا حال ہے ان لوگوں کا جو زعم کرتے ہیں کہ میری شفاعت میرے اہل بیت کو نہ پہنچے گی، بیشک
میری شفاعت ضرور قبیلہ حواء و حکم کو بھی شامل ہے۔

اسے طبرانی نے کبیر میں ام بانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

اسی طرح حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے مروی ہے کہ وہ اپنے ایک
پسر کی وفات پر باوازر روئیں، ان سے وہی کہا گیا

ان قرابتک من محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تغنی عنک من اللہ شیئا.
محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قرابت اللہ کے یہاں کچھ کام نہ دے گی۔

ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جمع فرما کر برسر منبر ان
کا وہ رد جلیل ارشاد فرمایا کہ :

کیا ہوا انھیں جو میری قرابت نافع نہیں بتاتے؟ ہر رشتہ و علاقہ قیامت سے قطع ہو جائے گا مگر میرا
رشتہ و علاقہ کہ دنیا و آخرت میں پیوستہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے بزار نے روایت کیا۔

امام ابن حجر مکی صواعق میں فرماتے ہیں:

قال المحب الطبري وغيره من العلماء انه صلى الله تعالى عليه وسلم لا
يملك لاحد شيئا لا نفعا ولا ضررا لكن الله عز وجل يملكه نفع اقاربه بل و جميع
امته بالشفاعة العامة و الخاصة فهو لا يملك لكن يملك له مولاہ كما اشار اليه بقوله
صلى الله تعالى عليه وسلم غير ان لكم رحما و كذا معنى قوله صلى الله تعالى عليه

وسلم لا اغنى عنكم من الله شيئا اى بمجرد نفسى من غير ما يكرمنى به الله تعالى من نحو شفاعته و مغفرة و مخاطبهم بذلك رعاية لمقام التخويف و الحث على العمل و الحرص على ان يكونوا اولى الناس حظا فى تقوى الله تعالى و خشيته ثم اوما الى حق رحمته اشارة الى ان قال طمانية عليهم .

و قيل هذا قبل علمه صلى الله تعالى عليه وسلم بان الانتساب اليه تنفع و بانه يشفع فى ادخال قوم الجنة بغير حساب و رفع درجات آخرين و اخراج قوم من النار .

محبت طبرى وغيره علماء نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بالذات) کسی چیز کے مالک نہیں، نہ نفع کے نہ نقصان کے، ہاں اللہ عزوجل نے ان کو مالک بنایا ہے اپنے اقارب بلکہ اپنی تمام امت کے نفع کا، شفاعت عامہ و خاصہ کے ذریعہ، تو وہ بذات خود مالک نہیں ہیں ہاں ان کے مولیٰ نے ان کو مالک بنایا ہے جیسا کہ اس طرف اپنے ارشاد گرامی سے اشارہ فرمایا، مگر یہ کہ تمہارے لیے ایک تعلق ہے۔ اور یہی معنی ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کا کہ میں اللہ کے نزدیک تمہیں کوئی کام نہ آؤں گا یعنی بطور خود اس کے علاوہ جس کی اللہ تعالیٰ مجھے کرامت بخشے گا جیسے شفاعت یا مغفرت، اور ان سے خطاب فرمایا اس کے ساتھ (تمہیں نفع نہ دوں گا) مقام تخويف کی رعایت کرتے ہوئے اور عمل پر ابھارنے اور اس بات پر حرص دلانے کے لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی خشیت میں لوگوں میں بہتر نصیبے والے ہوں۔ پھر اشارہ فرمایا اپنے حق تعلق کی جانب اس قول تک کہ فرمایا، انھیں اطمینان دلا دیا۔

اور کہا گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس بات کے جاننے سے پہلے کی بات ہے کہ آپ کی طرف انتساب نفع دیتا ہے، اور اس بات کے جاننے سے پہلے کہ وہ امت کو جنت میں بغیر حساب کے داخل کریں گے اور درجوں پر درجہ بلند کرنے اور امت کو دوزخ سے نکلانے میں شفع ہوں گے۔

(مولف)

اسی میں بعض احادیث نفع نسب کریم ذکر کر کے فرماتے ہیں:

و لا ینافی هذه الاحادیث ما فی الصحیحین و غیرهما انه لما نزل قوله تعالی و انذر عشیرتک الاقربین فجمع قومہ ثم عم و خص بقوله لا اغنی عنکم من اللہ شینا حتی قال یا فاطمة بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہا و سلم . اما لان هذه الروایة محمولة علی من مات کافرا او انها اخرجت ، فخرج التغلیظ و التنفیر او انها قبل علمہ بانہ یشفع عموماً و خصوصاً.

اور یہ احادیث منافی نہیں ہیں، ان احادیث کے جو صحیحین و غیرہ میں ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا فرمان و انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو آپ نے اپنی قوم کو جمع فرمایا پھر اپنے قول لا اغنی عنکم من اللہ شینا کو عام و خاص دونوں طریقے سے بیان فرمایا یہاں تک کہ فرمایا اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہا و سلم، یا تو اس لیے کہ یہ روایت محمول ہے اس شخص پر جو کافر مرا، یا یہ کہ روایت اس سے خارج ہے پس تغلیظ و تنفیر خارج ہوگئی، یا یہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کے اس بات کے علم سے پہلے کی بات ہے کہ وہ شفاعت عامہ و خاصہ فرمائیں گے۔ (مولف)

علامہ مناوی تیسیر میں زیر حدیث کل سبب و نسب فرماتے ہیں

لا یعارضہ قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم لاہل بیتہ و لا اغنی عنکم من اللہ شینا لان معناه ان لا یملک لہم نفعا لکن اللہ یملک نفعمہم بالشفاعة فہو لا یملک الا ما ملکہ ربہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم کا اپنے اہل بیت سے لا اغنی عنکم فرمانا اس حدیث کے معارض نہیں، اس لیے کہ معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلم ان کے نفع کے مالک نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ

شفاعت کے ذریعہ ان کے نفع کا مالک بنائے گا پس وہ مالک نہیں بنائے گا پس وہ مالک نہیں ہیں مگر اس کے جس کا ان کو ان کے رب نے مالک بنایا۔ (مولف)

حضرت شیخ محقق قدس سرہ اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں :

غایت و انداز و مبالغہ در آنست و لا فضل، بعضی ازیں مذکورین و در آمدن ایشان بہشت را و شفاعت آن سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرصۃ امت مارا چہ جائے اقربائے خویشاں، و لے با حدیث صحیحہ ثابت شدہ است و باوجود آن خوف لا ابالی باقی ست و ایں مقام تقاضائے ایں حال کرد، و تواند کہ احادیث فضل و شفاعت بعد از اں و درود یافتہ باشند، و بالجملہ مامور شد از جانب پروردگار تعالیٰ بانذار پس امثال کرد ایں امر را۔ اس میں غایت و انداز اور مبالغہ ہے نہ کہ فضل، بعض نے یہ ذکر کیا کہ ان کا بہشت میں آنا اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہم گنہگار ان امت کی شفاعت کرنا چہ جائیکہ اپنے اقرباء کی، لیکن احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا ہے اس کے باوجود وہ خوف لا ابالی باقی ہے اور یہ مقام اس حال کا متقاضی ہے، اور ممکن ہے کہ فضل و شفاعت کی حدیثیں اس کے بعد وارد ہوئی ہیں، حاصل یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے انداز کے لیے مامور ہیں تو حضور نے اس قسم کی تمثیل بیان فرمائی۔ (مولف)

اہل بیت کی تعظیم نہ کرنے والا مستحق وعید ہے

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لم يعرف حق عترتی و الانصار و العرب فہو لاحدی ثلث اما منافق و اما الزنیۃ و اما امرء حملتہ امہ بغير طہر۔

جو میری عترت، انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین حال سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی یا حیضی بچہ۔ اسے باوردی و ابن عدی اور بیہقی نے شعب الایمان میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : ستۃ لعنتہم لعنہم اللہ و کل نبی مجاب الزائد فی کتاب اللہ و المكذب بقدر اللہ و المتسلط بالجبروت فیعز بذلک من اذل اللہ یذل من اعز اللہ و المستحل لحرام اللہ و المستحل من عترتی ما حرم اللہ و التارک لسنتی .

چھ شخص ہیں جن پر میں نے لعنت کی، اللہ انھیں لعنت کرے اور ہر نبی کی دعا قبول ہے، کتاب اللہ میں بڑھانے والا (جیسے رافضی کچھ آیتیں سورتیں جدا بتاتے ہیں) اور تقدیر الہی کا جھٹلانے والا، اور وہ جو ظلم کے ساتھ تسلط کرے کہ جسے خدا نے ذلیل بنایا اسے عزت دے اور جسے خدا نے معزز کیا اسے ذلیل کرے اور حرم مکہ کی بے حرمتی کرنے والا اور جو میری سنت کو برا ٹھہرا کر چھوڑے۔ اسے ترمذی و حاکم نے ام المومنین صدیقہ اور حاکم نے ام الدرداء اور طبرانی نے عمرو بن شغوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا اور کہا کہ اس کی سند حسن ہے۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : من احب ان یسارک لہ فی اجلہ و ان یمتعه اللہ بما خولہ فلیخلفنی فی اہلی خلافة حسنة و من لم یخلفنی فیہم بتک عمرہ و ورد علی یوم القیامة مسودا وجہہ .

جسے پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور خدا اسے اپنی دی ہوئی نعمت سے بہرہ مند کرے تو اسے لازم ہے کہ میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھا سلوک کرے، جو ایسا نہ کرے اس کی عمر کی برکت اڑ جائے اور قیامت میں میرے سامنے کالا منہ کر کے آئے۔ اسے ابوالشیخ نے تفسیر ابو نعیم نے عبد اللہ بن بدرا لخطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث : فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : ان للہ عزوجل ثلث حرمت فممن حفظہن حفظہ

اللہ دینہ و دنیاہ و من لم یحفظھن لم یحفظ اللہ دینہ و لا دنیاہ ، حرمة الاسلام
و حرمتی و حرمة رحمی .

بیشک اللہ عزوجل کی تین حرمتیں ہیں جو ان کی حفاظت کرے اللہ تعالیٰ اس کے دین و دنیا محفوظ
رکھے اور جو ان کی حفاظت نہ کرے اللہ اس کے دین کی حفاظت فرمائے نہ دنیا کی، ایک اسلام کی
حرمت، دوسری میری حرمت، تیسری میری قرابت کی حرمت۔ اسے ابو الشیخ ابن حبان اور طبرانی
نے روایت کیا۔ (اراءة الادب لفاضل النسب)

اہل بیت امت کے لیے امان ہیں

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم النجوم امان لاهل السماء و اهل بیتی امان لامتی .
ستارے آسمان والوں کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری امت کے لیے پناہ۔

اقول: اگر اہل بیت کرام میں تعظیم ہو جیسا کہ ظاہر حدیث ہے تو غالباً یہاں ہلاک مطلق و ارتقاع
قرآن عظیم و ہدم کعبہ معظمہ و ویرانی مدینہ طیبہ سے پناہ مراد ہو کہ جب تک اہل بیت اطہار رہیں گے یہ جائزاً
بلائیں پیش نہ آئیں گی۔ اور بر تقدیر خصوص ظہور طوائف ضالہ مراد ہو، جیسا کہ مسند ابو یعلیٰ میں سلمہ بن اکوع
سند حسن کے ساتھ اور حاکم کی مستدرک میں صحت کے ساتھ مروی ہے اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہم سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

النجوم امان لاهل الارض من الغرق و اهل بیتی امان لامتی من الاختلاف ،

الحديث

ستارے زمین والوں کے لیے غرق سے امان ہیں اور میری امت کے لیے میرے اہل بیت

(مؤلف)

اختلاف سے پناہ ہیں۔

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: اہل بیٹی امان لامتی فاذا ذهب اہل بیٹی اتاہم ما

یوعدون۔

میرے اہل بیت میری امت کے لیے امان ہیں جب اہل بیت نہ رہیں گے امت پر وہ آئے گا جو ان سے عدہ ہے۔ حاکم نے اسے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

حضرت جعفر کا جنت میں اڑنا

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: رأیت جعفرا یطیر ملکاً فی الجنة تدمی تادمتاہ و رأیت زیداً دون ذلک فقلت ما کنت اظن ان زیداً دون جعفر فقال جبریل ان زیداً لیس بدون جعفر و لکننا فضلنا جعفر بقرباہ منک۔

میں نے جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاحظہ فرمایا کہ فرشتہ بن کر جنت میں اڑ رہے ہیں اور ان کے بازوؤں کے اگلے دونوں شہیروں سے خون رواں ہے، اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے ان سے کم مرتبہ پایا میں نے فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ زید کا مرتبہ جعفر سے کم ہوگا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی، زید جعفر سے کم نہیں مگر ہم نے جعفر کا مرتبہ زید سے بڑھا دیا ہے اس لیے کہ وہ حضور سے قرابت رکھتے ہیں۔ ابن سعد نے محمد بن عمرو بن علی سے مرسل روایت کیا۔ (الامین والعلی)

امام باقر کو حضور نے سلام کہا

امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بشارت بتقریح نام گرامی صحیح حدیث میں ہے، حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا ذکر فرمایا کہ ان سے ہمارا سلام کہنا۔

سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلب علم کے لیے سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے انھوں نے ان کی غایت تکریم کی اور کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یسلم علیک۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو سلام فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۱۸)

اہل بیت سے حسن سلوک کا صلہ

ابن عساکر امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من صنع الی اهل بیتی یدا کافاته علیہا یوم القیامة .

جو میری اہل بیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔

خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من صنع صنیعة الی احد من خلف عبد المطلب فی الدنیا فعلی مکافاته اذا لقینی .

جو شخص اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روز قیامت مجھ سے ملے گا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۹۴۔ تجلی مشکوٰۃ)

بنی ہاشم کو صدقہ دینا جائز نہیں

امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

بنی ہاشم کو زکوٰۃ و صدقات واجبات دینا زہار جائز نہیں نہ انھیں لینا حلال، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متواتر حدیثیں اس کی تحریم میں آئیں اور علت تحریم ان کی عزت و کرامت ہے کہ زکوٰۃ مال کا میل ہے اور مثل سائر صدقات واجبہ غاسل ذنوب، تو ان کا مثل ماء مستعمل کے ہے جو گناہوں کی نجاست اور حدیثات کے قاذورات دھو کر لایا ان پاک لطیف ستھرے نقیف اہل بیت طیب و طہارت کی شان اس سے بس ارفع و اعلیٰ ہے کہ ایسی چیزوں سے آلودگی کریں خود احادیث صحیحہ میں اس علت کی تصریح فرمائی۔

احمد و مسلم مطلب بن ربیعہ بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان الصدقة لا تنبغي لمحمد و لا لآل محمد انما هي اوساخ الناس :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محمد اور آل محمد کے لیے صدقہ جائز نہیں ہے کہ یہ لوگوں کا میل ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مولف)

طبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

انه لا يحل لكم اهل البيت من الصدقات شي انما هي غسالة الايدي . هذا مختصر الطحاوی .

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ اہل بیت اطہار کے لیے صدقہ کی کوئی چیز حلال نہیں کہ یہ ہاتھوں کا دھون ہے۔ (مولف)

عن علي كرم الله تعالى وجهه الكريم قال قلت لعباس سل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يستعملك على الصدقات فساله فقال ما كنت لاستعملك على غسالة ذنوب الناس .

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کیجیے کہ حضور آپ کو تحصیل صدقات پر عامل بناویں تو انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کر دی تو حضور نے فرمایا کہ میں اس لیے نہیں کہ آپ کو لوگوں کے گناہوں کے دھون پر عامل بناؤں۔ یعنی یہ خدمت آپ کے شایان شان نہیں ہے۔ (مولف)

ابن ابی شیبہ اور طبرانی خفیف و مجاہد سے راوی :

قال کان آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تحل لہم الصدقة فجعل لہم خمس الخمس.

آل محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے البتہ ان کے لیے غنیمت کا پانچواں حصہ ہے۔ (مولف)
حدیث میں ہے، حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی :

ان آل محمد لا یحل لہم الصدقة و ان مولی القوم من انفسہم .
بیشک آل محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے اور قوم کا آزاد کردہ غلام قوم کا فرد ہوتا ہے۔ (مولف)
(رضویہ ج ۳، ص ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۲۔ الزہر الباسم)

بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لا تحل لنا الصدقة .
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ (مولف)
احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و حاکم بر شرط شیخین و ابن خزیمہ و ابن حبان اور طحاوی ابورافع مولی
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی :

عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ان الصدقة لا تحل لنا .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ (۱۰۰ ف)

احمد و ابن حبان بسند صحیح الحسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انا آل محمد لا تحل لنا الصدقة .

یعنی حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ہمیں بتایا کہ ہم آل محمد ہیں ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ (موا ۱)

الطبرانی عن ابن عباس يرفعه الى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه لا يحل

لكم اهل البيت من الصدقات شي .

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ اہل بیت کے لیے صدقات کی کوئی

چیز جائز نہیں۔ (مولف)

احمد و ابوداؤد و نسائی و حاکم بر شرط صحت اور طحاوی نہر بن حکیم کے دادا سے راوی :

عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لا يحل لآل محمد منها شي .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آل محمد کے لیے صدقہ کی کوئی چیز حلال نہیں

ہے۔ (مولف) (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۴۸۵، ص ۴۸۶)

جفر کی ایک کتاب

ابن قتیبہ پھر ابن خلکان پھر امام دمیری پھر علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

الجفر جلد کتبہ جعفر الصادق کتب فیہ لاهل البیت کل ما یحتاجون الی علمہ و کل ما یکون الی یوم القیامۃ .

جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لیے جس چیز کے علم کی انھیں حاجت پڑے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرما دیا۔

(خالص الاعتقاد)

اہل بیت کا ادب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب میں بغرض تحصیل علم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در دولت پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھتے ہوتے تو براہ ادب ان کو آواز نہ دیتا ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ رہتا، ہوا خاک اور ریتا اڑا کر مجھ پر ڈالتی پھر جب حضرت زید کا شانہ اقدس سے تشریف لاتے فرماتے اے ابن عم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرا دی میں عرض کرتا مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا یہ وہ ادب ہے جس کی تعلیم قرآن عظیم نے فرمائی۔

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرهم لا یعقلون و لو انهم صبروا حتی تخرج الیهم لکان خیرا لہم واللہ غفور رحیم۔

وہ جو حجروں کے باہر سے تمہیں آواز دیتے ہیں ان میں بہت کو عقل نہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم باہر تشریف لاؤ تو ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ایک مرتبہ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رکاب تھامی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے اے ابن عم رسول اللہ انھوں نے کہا ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ علماء کے ساتھ ادب کریں اس پر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے

سے اترے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور فرمایا ہمیں یہی حکم ہے کہ اہل بیت اطہار کے ساتھ ایسا ہی کریں۔
(المملوٰظ حصہ اول)

اشعار

اہل بیت کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

یہ اہل بیت کی چکی سے چال سیکھی ہے
رواں ہے بے درد دست آسائے فلک

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

پارہائے صحف غنچہائے قدس اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آبِ تطہیر جس میں پودے جھے اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
(حدائقِ بخشش)



وَالسَّلَامُ
عَلَيْهِ
صَلَّى اللہ

حضرات حسنین کریمین

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گہر تھی ذات حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

فما ربحا فی من الدنیا
وہ دونوں دنیا کے پھول ہیں

(الحديث)

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت حسن کی ولادت

آپ کی کنیت ابو محمد اور القاب تقی و سید ہیں۔ آپ ہجرت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے تیسرے سال نصف رمضان المبارک مدینہ منورہ میں متولد ہوئے۔ حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے نام کو بہشت سے ایک نہایت عمدہ کپڑے پر لکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ لائے۔ آپ شکل و صورت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشابہ تھے۔

ایک دن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنے کندھوں پر اٹھایا اور قسم کھا کر کہا کہ یہ ہم شکل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ہم شکل علی ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے انھوں نے دیکھا تو تبسم فرمایا، آپ نے پچیس حج پیدل کیے۔

حضرت حسن اور امیر معاویہ

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے حضرت حسن بھی آپ کے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف اور کبھی حضرت حسن کی طرف دیکھتے اور فرماتے کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جس کی وساطت سے خداوند کریم مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ تھا۔

چنانچہ جناب امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مصالحت کر لی اور عہد کیا کہ اگر انھیں کوئی حادثہ پیش آجائے تو ان کے بعد حضرت حسن خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ دیا اور کہا کہ

اے لوگو! میری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ میں فتنہ کو برا جانوں اس لیے میں نے آج مصالحت کی طرف ہاتھ بڑھایا ہے اور اس کا رعظیمہ (خلافت) کو امیر معاویہ پر چھوڑ دیا ہے اور اگر ان کا حق تھا تو انھیں مل گیا اور اگر میرا تھا تو میں نے اپنا حق صرف اصلاح امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر انھیں بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر حضرت معاویہ کو حاکم بنایا اس بھلائی کی خاطر جو اسے معلوم ہے اور اس بدی کی خاطر جو اس نے تم میں دیکھی ہے۔ میں جانتا ہوں یہ ایک مدت کے لیے ہے فتنہ ثابت ہو یا منفعت بعد ازاں وہ منبر سے نیچے اتر آئے۔

امام حسن کی کرامات

جج کے کسی موسم میں جب آپ پیدل مکہ معظمہ تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے پاؤں میں ورم آگیا آپ کے کسی غلام نے عرض کی کاش! کہ آپ کسی سواری پر سوار ہو جائیں تاکہ ورم کم ہو جائے، آپ نے اس کی درخواست قبول نہ کی اور فرمایا جب تم گھر پہنچو گے تو تمہیں ایک حبشی ملے گا جس کے پاس کچھ تیل ہوگا اس سے خرید لینا اور جھگڑا مت کرنا۔

آپ کے غلام نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان! ہم نے کسی جگہ بھی کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس کے پاس ایسی دوا ہو، اس جگہ کہاں دستیاب ہوگی، جب وہ منزل پر پہنچے تو وہ حبشی دکھائی دیا، انھوں نے کہا یہ ہے وہ حبشی جس کے متعلق میں نے بتایا تھا جاؤ اور اس سے تیل خرید لاؤ اور قیمت ادا کر آؤ۔ جوں ہی وہ غلام اس حبشی کے پاس گیا اور تیل طلب کیا اس نے کہا اے غلام یہ تیل کس لیے خرید رہے ہو؟ غلام بولا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے، اس نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو میں ان کا غلام ہوں۔ جب وہ حبشی آپ کے پاس پہنچا تو کہا کہ میں آپ کا غلام ہوں تیل کی قیمت نہیں لوں گا۔ آپ بس میری بیوی کے لیے جو دروزہ میں مبتلا ہے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحیح الاعضا بچہ عطا کرے۔ آپ نے فرمایا اپنے

گھر لوٹ جاؤ اللہ تمہیں ایسا ہی بیٹا عطا کرے گا جیسا تم چاہتے ہو وہ ہمارا پیرو کار ہوگا۔ جیسی گھر گیا تو گھر کی حالت ویسی ہی پائی جیسی سنی تھی۔

ایک دن آپ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی بچے کے ساتھ کہیں سفر پر تھے کہ ایک خشک باغ میں ڈیرا ڈال دیا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے، باغ کے ایک دامن میں اور ابن زبیر کے لیے، باغ کے دوسرے دامن میں فرش بچھایا گیا۔ ابن زبیر بولے کاش! کہ اس نخلستان میں تازہ کھجوریں ہوتیں جنہیں ہم کھاتے حضرت حسن نے فرمایا کیا تازہ کھجوریں چاہتے ہو؟ ابن زبیر بولے ہاں آپ نے دست دعا اٹھایا اور زیر لب کچھ پڑھا جو کسی کو معلوم نہ ہوا فوراً کھجور کا ایک درخت تروتازہ اور بار آور ہو گیا، اس میں تازہ کھجوریں لگ گئیں۔ ان کا ساتھی شتر بان بولا بخدا یہ تو جادو ہے۔ حضرت حسن نے کہا یہ جادو نہیں یہ اس دعائے مستجاب کا اثر ہے جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے نے مانگی تھی۔ اس کے بعد لوگوں نے اس درخت خرما پر چڑھ کر تمام کھجوریں توڑ لیں جن سے سب لوگ سیر ہو گئے۔

آپ کے علم، سخاوت، فیاضی وغیرہ جتنے بھی اعلیٰ اخلاق احاطہ تحریر میں آئے ہیں سب درست ہیں اور اتنے زیادہ ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔

امام حسن پر زہر کا اثر

آپ کی وفات کے وقت حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سر ہانے بیٹھے ہوئے تھے چوں کہ امام حسن کو زہر دیا گیا تھا اس لیے حضرت حسین نے پوچھا اے میرے بھائی تمہیں زہر خورانی کا کس پر شبہ ہے؟ آپ نے فرمایا بھائی اس لیے پوچھتے ہو کہ تم اسے جان سے مار ڈالو۔ حسین نے کہا ہاں، آپ نے کہا اگر وہی شخص ہے جس پر مجھے شک و شبہ ہے تو بدلہ لینے کے لیے خداوند تعالیٰ کافی ہے اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ کسی بے گناہ کا خون ہو۔

عام لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ آپ کو حضرت امیر معاویہ کے کہنے پر آپ کی بیوی جعدہ نے زہر دیا تھا۔

آپ کی وفات ربیع الاول کے اوائل ۵۰ھ میں ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

● ● ●

امام حسین کی ولادت

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور لقب شہید و سید تھا۔ آپ کی ولادت بروز سہ شنبہ چار شعبان المبارک ۴؎ ھ مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کی مدت حمل چھ مہینے تھی۔ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما الصلاۃ والسلام اور آپ کے سوا کوئی بچہ زندہ نہ رہا جس کی مدت حمل چھ ماہ ہوئی۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے علوق فاطمہ تک صرف پچاس دن کا فاصلہ تھا یعنی حضرت حسن کی پیدائش کے صرف پچاس دن بعد آپ شکم مادر میں تشریف فرما ہوئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام حسین رکھا۔ آپ کا حسن و جمال کچھ اس طرح تھا کہ آپ اندھیرے میں بیٹھتے تو آپ کی پیشانی اور رخساروں سے روشنی نکل کر قرب و جوار کو منور کر دیتی۔ آپ حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے سینہ سے پاؤں تک اور امام حسن سینہ سے سر تک مشابہ تھے۔

حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جو حسین کو دوست رکھتا ہے تو بھی اسے دوست رکھ کیوں کہ حسین میرے بیٹوں میں سے ایک بیٹا ہے۔

حسین کی کشتی

ایک دن حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کشتی لڑنے لگے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن سے فرمایا اے حسن حسین کو پکڑ لو، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بولیں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ بڑے کو کہتے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ لے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل بھی تو حسین سے کہہ رہے ہیں کہ حسن کو پکڑ لو۔

ام الحارث کا خواب

حضرت ام الحارث سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی حضور! میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس سے میں ڈر گئی ہوں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا دیکھا ہے تو نے؟ میں نے کہا میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم سے ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی فاطمہ ایک بچہ لائیں گی جو تمہاری گود میں ہوگا، اس واقعہ کے بعد حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

حسین کو ابراہیم پر ترجیح

ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسین کو اپنے دائیں بازو اور اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کو بائیں بازو پر بٹھائے ہوئے تھے کہ جبریل علیہ الصلاۃ والسلام حاضر ہوئے اور کہا خداوند تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے ہاں یکجانہ رہنے دے گا، ان میں سے ایک کو واپس بلا لے گا، اب دونوں میں سے آپ جسے چاہیں پسند کر لیں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا اگر حسین رخصت ہو جائیں تو ان کے فراق میں حضرت فاطمہ، حضرت علی اور میری جاں سوزی ہوگی اور اگر ابراہیم وفات پا جائیں تو زیادہ الم میری جان پر ہی ٹوٹے گا اس لیے مجھے اپنا غم ہی پسند ہے۔ اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفات پا گئے۔

جب بھی حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی خدمت میں آتے تو حضور ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور خوش آمدید کہتے ہوئے فرماتے، اس پر میں نے اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کر دیا۔

حضرت ام سلمہ اور خاک کربلا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ایک رات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے اور کافی عرصہ کے بعد واپس گھر آئے، میں نے آپ کے بال پریشان اور غبار آلود دیکھے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں آج آپ کو کس حال میں دیکھ رہی ہوں؟ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا مجھے آج (کارکنان قدرت) ایک ایسے مقام پر لے گئے جو عراق میں ہے اور جسے کربلا کہتے ہیں اور یہی حسین کی شہادت گاہ ہے۔ وہاں میں نے اپنی اولاد کا مشاہدہ کیا اور ان کے خون کوزمین سے اٹھالیا جو میرے ہاتھ میں ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مٹھی کھولی اور فرمایا اسے پکڑ لو اور حفاظت سے رکھو، میں نے اسے لے کر دیکھا تو یہ سرخ مٹی تھی۔ پھر میں نے اسے بوتل میں رکھ لیا اور اس بوتل کا سر اچھی طرح سے باندھ دیا۔

جب حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عراق کا سفر اختیار کیا تو میں ہر روز اس شیشی کو باہر لا کر دیکھتی رہی اس میں مٹی اسی طرح تھی۔ جب میں نے اسے عاشورا کے روز دیکھا تو اس میں خون تازہ ہو چکا تھا میں سمجھ گئی کہ لوگوں نے حضرت حسین کو شہید کر دیا ہے۔ میں بہت روئی لیکن دشمنوں کی فوری شامت سے میں گریہ و زاری سے رک گئی۔ جب آپ کی شہادت کی خبر آئی تو وہی دن تھا (جس دن مٹی خون بن گئی تھی)

آپ کی شہادت عاشورا کے روز ۱۰ھ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ستاون برس کی تھی۔

شہادت حسین کی خبر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وسلم جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس تھے اچانک حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس آگئے، حضرت جبریل علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہیں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرا بیٹا ہے یہ کہہ کر آپ نے حضرت حسین کو اپنی گود میں بٹھالیا۔

حضرت جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا انھیں بہت جلد شہید کر دیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا انھیں کون شہید کرے گا؟

جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے کہا، آپ کی امت۔ اگر آپ فرمادیں تو آپ کو وہ مقام بھی بتا دوں جہاں انھیں شہید کیا جائے گا۔ بعد ازاں حضرت جبریل نے کربلا کی طرف اشارہ کیا اور کچھ سرخ مٹی لے کر حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو دکھائی اور کہا یہ شہادت گاہ حسین کی مٹی ہے۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم کوفہ کی طرف روانہ ہوئے تو ہمارے کوچ اور قیام کی کوئی ہی جگہ ہوگی کہ جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما الصلاۃ والسلام کا ذکر نہ کیا ہو۔ ایک روز فرمایا کہ دنیا کی ذلت و پستی کی یہ واضح دلیل ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے سر مبارک کو ایک عورت کی وساطت سے بنی اسرائیل کے نابکاروں کو ہدیہ پیش کیا گیا۔

سعید بن جبیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی آئی کہ ہم نے حضرت یحییٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے قتل کے بدلہ میں ستر ہزار افراد کو ہلاک کیا اور آپ کے فرزند کے بدلہ دو گنا افراد کو ہلاک کریں گے۔

یہ بات بصحت ثابت ہو چکی ہے کہ قاتلان حسین اور ان کے ساتھیوں میں سے کوئی ایسا شخص نہ رہا

جو موت سے پہلے ذلیل نہ ہوا ہو، وہ سب کے سب قتل ہوئے یا اکثر مصائب میں گرفتار ہوئے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو آسمان سے خون برسنے لگا اور ہماری ہر چیز خون آلود ہو گئی نیز آسمان کئی روز تک خون آلود نظر آتا تھا۔ اس دن بیت المقدس کے جس پتھر کو بھی اٹھاتے تھے اس کے نیچے تازہ خون پاتے تھے۔ (مولف) (شواہد النبوة)

حضرات حسنین کے لیے فاروقی اقوال

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مقام و مرتبہ اور ان کے اوصاف حمیدہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

ایک بار امیر المومنین حسن مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ وسلم نے کاشانہ خلافت فاروقی پر اذن طلب کیا ابھی اجازت نہ آئی تھی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دروازے پر حاضر ہو کر اذن مانگا، امیر المومنین نے انھیں اجازت نہ دی۔ یہ حال دیکھ کر سیدنا امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی واپس ہو گئے امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلا بھیجا انھوں نے آکر کہا یا امیر المومنین میں نے خیال کیا کہ اپنے صاحبزادے کو تو اذن دیا نہیں مجھے کیوں دیں گے فرمایا :

انت احق بالاذن منه و هل انت الشعر فی الراس بعد الله الا انتم .

آپ ان سے زیادہ مستحق اذن ہیں اور یہ بال سر پر اللہ عزوجل کے بعد کسی نے اگائے ہیں سوا آپ کے۔ اسے دارقطنی نے روایت کیا۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

مجھ سے کہا لو جعلت تغشانا اے میرے بیٹے میری تمنا ہے کہ آپ ہمارے پاس آیا کریں، ایک دن میں گیا تو معلوم ہوا کہ تنہائی میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کر رہے ہیں اور عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازے پر کے ہیں عبد اللہ پلٹے ان کے ساتھ میں بھی واپس آیا۔ اس کے بعد امیر المومنین مجھے بت فرمایا کہ جب سے پھر میں نے آپ کو نہ دیکھا یعنی تشریف نہ لائے میں نے کہا یا امیر المومنین میں آیا تھا آپ معاویہ کے ساتھ خلوت میں تھے آپ کے صاحبزادے کے ساتھ واپس گیا امیر المومنین نے فرمایا :

انت احق من ابن عمر فانما انبت ما تری فی روسنا اللہ ثم انتم .

آپ ابن عمر سے مستحق تر ہیں یہ جو آپ ہمارے سروں پر دیکھتے ہیں یہ اللہ ہی نے تو اگائے ہیں پھر آپ نے۔

ایک اور روایت میں ہے :

هل انبت الشعر غیر کم .

کیا سر پر بال کسی اور نے اگائے ہیں سوا آپ کے۔

خطیب نے بطریق یحییٰ بن سعید حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور ابن سعد و ابن راہویہ اور حافظ محبت الدین طبری نے ریاض النضرۃ میں بطریق عبید بن حنین حضرت حسن یا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا۔

حافظ الشان امام عسقلانی اصابہ فی تمییز الصحابہ میں اسے بروایت خطیب ذکر کر کے فرماتے ہیں سجدہ صحیح اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

علم و کرم

حضرت بتول زہراء صلی اللہ تعالیٰ علیٰ اہلبا و علیہا و علیٰ بعاہا و انبیہا و بارک وسلم اپنے شہزادوں کو لے کر خدمت انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ انحلہما یا رسول اللہ ان دونوں کو کچھ عطا فرمائیے قال نعم قاسم خزائن الہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں منظور اما الحسن فقد نحلته حلمی و ہیبتی و اما الحسین فقد نحلته نجدتی و جودی۔

حسن کو تو میں نے اپنا حلم اور ہیبت عطا کی اور حسین کو اپنی شجاعت اور اپنا کرم بخشا۔ اسے ابن عسا کرنے محمد بن عبید اللہ بن ابی رافع عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ہیبت و محبت

جب حضرت خاتون فردوس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا نبی اللہ انحلہما یا نبی اللہ کچھ عطا ہو، فرمایا نحلث هذا الکبیر المہابة و الحلم و نحلث هذا الصغیر المحبة و الرضا۔ میں نے اس بڑے کو ہیبت و بردباری عطا کی اور اس چھوٹے کو محبت و رضا کی نعمت۔ اسے عسکری نے کتاب الامثال میں جابر بن سمرہ عن ام ایمن برکتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا۔

کرم و سرداری

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جس مرض میں وصال مبارک ہوا ہے اس میں دو جہاں کی شہزادی اپنے دونوں شاہزادوں کو لیے اپنے پدر کریم علیہ و علیہم الصلوٰۃ و التسلیم کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ ہذان ابنای فورثہما شینا۔

یا رسول اللہ یہ میرے دونوں بیٹے ہیں انھیں اپنی میراث کریم سے کچھ عطا فرمائیے ارشاد ہوا۔ اما

حسن فله ہیبتی و سروری و اما حسین فله جراتی و جودی .

حسن کے لیے تو میری ہیبت اور میری سرداری ہے اور حسین کے لیے میری جرأت اور میرا کرم۔
اسے طبرانی نے کبیر میں اور ابن مندہ و ابن عساکر نے بتول الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔
(الامین والعلی)

واقعہ کربلا

امام احمد رضا بریلوی ایک جگہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفیوں کے بلانے اور واقعہ کربلا کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں۔

اس لڑائی میں ہرگز حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پہل نہ تھی امام نے خبیث کوفیوں کے وعدوں پر قصد فرمایا تھا جب ان غداروں نے بد عہدی کی قصد رجوع فرمایا اور جب سے شروع جنگ تک اسے بار بار احباب و اعداء سب پر اظہار فرمایا۔

(الف) جب حرب بن یزید ریاحی تمیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اول بار ہزار سواروں کے ساتھ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاحم ہوئے امام نے خطبہ فرمایا۔ اے لوگو میں تمہارا بلا یا آیا ہوں، تمہارے ایلچی اور خطوط آئے کہ تشریف لائیے ہم بے امام ہیں، میں آیا اب تم اگر عہد پر قائم ہو تو میں تمہارے شہر میں جلوہ فرما ہوں۔ و ان لم تفعلوا او کنتم بمقدمی کارہین انصرفت عنکم الی المكان الذی اقبلت منه :

اور اگر تم عہد پر نہ رہو یا میرا تشریف لانا تمہیں ناپسند ہو تو میں جہاں سے آیا وہیں واپس جاؤں، وہ خاموش رہے۔

(ب) پھر بعد نماز عصر خطبہ فرمایا اور اس کے آخر میں وہی ارشاد کیا کہ ان انتم کرہتمونا انصرفت عنکم۔ اگر تم ہمیں ناپسند رکھتے ہو میں واپس جاؤں۔ حرنے کہا ہمیں تو یہ حکم ہے کہ آپ سے جدا نہ ہوں جب تک ابن زیاد کے پاس کوئی نہ پہنچا دیں۔

(ج) امام نے اس پر بھی ہمراہیوں کو معاودت کا حکم دیا وہ بقصد واپسی سوار ہوئے حرنے واپس نہ ہونے دیا۔

(د) جب نینوا پہنچے حرنے کے نام ابن زیاد خبیث کا خط آیا کہ حسین کو پٹیر میدان میں اتارو جہاں پانی نہ ہو اور یہ میرا ایلچی تمہارے ساتھ رہے گا کہ تم میرا حکم بجالاتے ہو یا نہیں۔ حرنے حضرت امام کو ناپاک خط کا مضمون سنایا اور ایسی جگہ ہی اترنے پر مجبور کیا۔ فدائیان امام سے زبیر بن العقیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی اے ابن رسول اللہ! آگے جو لشکر آنے والے ہیں وہ ان سے بہت زائد ہیں ہمیں اذن دیجیے کہ ان سے لڑیں فرمایا ما کنت لابداہم بالقتال۔ میں ان سے قتال کی پہل کرنے کو نہیں۔

(ه) جب خبیث ابن طیب یعنی ابن سعد اپنا لشکر لے کر پہنچا حضرت امام سے دریافت کیا کیسے آئے؟ فرمایا تمہارے شہر والوں نے بلایا تھا۔ فاما اذکر ہونی فانی انصرف عنہم۔

اب کہ میں انھیں ناگوار ہوں واپس جاتا ہوں۔ ابن سعد نے یہ ارشاد ابن زیاد کو لکھا اس خبیث نے نہ مانا قاتلہ اللہ۔

(و) شب کو ابن سعد سے خلوت میں گفتگو ہوئی اس میں بھی حضرت امام نے فرمایا دعونی ارجع الی المكان الذی اقبلت منه۔

مجھے چھوڑو کہ میں مدینہ طیبہ واپس جاؤں ابن سعد نے ابن زیاد کو لکھا اس بار وہ راضی ہوا تھا کہ شمر مردود خبیث نے باز رکھا۔

(ز) عین معرکہ قتال سے پہلے فرمایا ایہا الناس اذکر ہتمونی فدعونی انصرف الی مامنی من الارض اے لوگو! جب کہ تم مجھے پسند نہیں کرتے تو چھوڑو کہ اپنی امن کی جگہ چلا جاؤں۔

اشقیاء نے نہ مانا، غرض جب سے برابر قصد عود رہا مگر ممکن نہ ہوا کہ منظور رب یوں ہی تھا، جنت آراستہ ہو چکی تھی اپنے دولہا کا انتظار کر رہی تھی، وصال محبوب حقیقی کی گھڑی آگئی تھی، تو ہرگز لڑائی میں امام کی طرف سے پہل نہ تھی ان خبیثوں ہی نے مجبور کیا۔

اب دو صورتیں تھیں یا بخوف جان اس پلید کی وہ ملعون بیعت قبول کی جاتی کہ یزید کا حکم ماننا ہوگا اگرچہ خلاف قرآن و سنت ہو، یہ رخصت تھی ثواب کچھ نہ تھا قال تعالیٰ الا من اکره و قلبه مطمئن بالايمان۔

مگر جو مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہو۔

یا جان دے دی جاتی اور وہ ناپاک بیعت نہ کی جاتی، یہ عزیمت تھی اور اس پر ثواب عظیم، اور یہی ان کی شان رفیع کی شایان تھی، اسی کو اختیار فرمایا۔
(الحجۃ المومنین فی آیۃ الممتحنہ)

حضور نے حسن کو گلے لگایا

بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ بطرق عدیدہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال خرج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجلس بفناء بیت فاطمة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقال ادعی الحسن بن علی فحبسته شیئا فظننت انہا تلبسه سخابا او تغسله

فجاء يشند و في عنقه السخاب فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بیده هکذا فقال الحسن بیده هکذا حتی اعتنق کل منهما صاحبه فقال صلى الله تعالى عليه وسلم اللهم انی احبه فاحبه و احب من یحبه .

یعنی ایک بار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا، حضرت زہرا نے بھیجنے میں کچھ دیر کی، میں سمجھا انھیں ہار پہناتی ہوں گی یا نہ ہلا رہی ہوں۔ اتنے میں دوڑتے ہوئے حاضر آئے، گلے میں بار پڑا تھا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مبارک بڑھائے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر امام حسن نے بھی ہاتھ پھیلائے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو لپٹ گئے حضور نے گلے لگا کر دعا کی۔ الہی میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسے دوست رکھ اور جو اسے دوست رکھے اسے دوست رکھ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ حبہ و بارک وسلم۔

حسین کو حضور نے گلے لگایا

صحیح بخاری میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی :

کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاخذ بیدی فیقعدنی علی فخذہ و یقعد الحسن علی فخذہ الاخری و یضمنا ثم یقول رب انی ارحمہما فارحمہما .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بیٹھا لیتے اور دوسری ران پر امام حسین کو اور ہمیں لپٹا لیتے پھر دعا فرماتے الہی میں ان پر رحم کرتا ہوں تو ان پر رحم فرما۔

امام احمد اپنی مسند میں یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان حسنا و حسينا رضی اللہ تعالیٰ عنہما استقبلا الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فضمہما الیہ .

ایک بار دونوں صاحبزادے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آپس میں دوڑ کرتے ہوئے آئے حضور نے دونوں کو لپٹا لیا۔

جامع ترمذی میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے:

سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ای اہل بیتک احب الیک قال الحسن و الحسین و کان یقول لفاطمة ادعی لی ابنی فیضمہما و یضمہما .

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا حضور کو اپنے اہل بیت میں زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا حسن اور حسین۔ اور دونوں صاحبزادوں کو حضرت زہراء سے بلوا کر سینے سے لگاتے اور ان کی خوشبو سونگھتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک وسلم۔ (وشرح الجید فی تحلیل معانقۃ العید)

حسین کی محبوبیت

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

کیا کہنا ہے ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جنہیں تمام اوصاف حمیدہ میں اعلیٰ کمال اور جن کا ہر کمال ابدی و لازوال اور جو ہر عیب و نقص سے منزہ و بے مثال، ان کا ہر علاقہ و الاسنی کے سر کا تاج ہے صحابہ ہوں خواہ ازواج خواہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، پھر کیا کہنا ان کا جو حضور کے جگر پارے اور عرش کی آنکھ کے تارے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

حسین منی و انا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من
الاسباط.

حسین میرا اور میں حسین کا اللہ دوست رکھے اسے جو حسین کو دوست رکھے حسین ایک نسلی ثبوت کی
اصل ہے۔

یہ حدیث کس قدر محبت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی ہے ایک بار نام لے کر تین بار ضمیر کافی تھی مگر
نہیں ہر بار لذت محبت کے لیے نام ہی کا اعادہ فرمایا۔ کما قالوا فی قول القائل .

تال اللہ یا ظیبات القاع قلن لنا

الیلا منکن ام لیلی من البشر

خدا کی قسم اے جنگل کے ہرنو! ہم سے کہو کہ کیا میری لیلی تم میں سے ہے یا لیلی انسانوں میں سے
ہے۔ یعنی یہاں پر ایک بار لیلی کا نام لے کر بعد میں ضمیر کا استعمال کافی تھا مگر لذت محبت کے لیے ہر بار نام
کا اعادہ کیا گیا۔ (اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ)

حسین کی جزئی فضیلت

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بوجہ جزئیت کریمہ ایک فضل جزئی حضرات عالیہ
خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر رکھتے ہیں اور مرتبہ حضرات خلفاء کا اعظم و اعلیٰ ہے۔

(عرفان شریعت، حصہ سوم)

حسین کا نام

حدیث میں ہے سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا ارونی ابنی ماذا سمیتموہ .

مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔

مولیٰ علی نے عرض کی حرب، فرمایا نہیں بلکہ وہ حسن ہے۔

پھر سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ مجھے میرا بیٹا دکھاؤ تم نے اس کا کیا نام رکھا؟ مولیٰ علی نے عرض کی حرب، فرمایا نہیں بلکہ وہ حسین ہے۔

پھر امام محسن کی ولادت پر وہی فرمایا، مولیٰ علی نے وہی عرض کی فرمایا نہیں بلکہ وہ محسن ہے۔

پھر فرمایا میں نے اپنے بیٹوں کے نام داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹوں پر رکھے شبر شبیر مشبر . حسن حسین محسن ان میں سے ہم وزن وہم معنی ہیں۔

اس سے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو تنبیہ ہوئی کہ اولاد کے نام اختیار کے ناموں پر رکھنا چاہیے۔ لہذا ان کے بعد اپنے صاحبزادوں کے نام ابوبکر، عمر، عثمان عباس، وغیرہ رکھے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۷۱)

حسین کی شہادت اور اہل مدینہ کا یزید پر خروج

ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کے دست ناپاک پر بیعت نہ کرنے ہی کے باعث شہید ہوئے۔ اہل مدینہ نے یزید پر خروج کیا۔ عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا :

و الله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا ان نرمي بالحجارة من السماء ان رجلا
ينكح امهات الاولاد والبنات و الاخوات و يشرب الخمر و يدع الصلوة
خدا کی قسم ہم نے یزید پر خروج نہ کیا جب تک یہ خوف نہ ہوا کہ آسمان سے پتھر آئیں۔ ایسا شخص
کہ بہن بیٹی کی آبروریزی کرے اور شراب پیئے اور تارک الصلوة ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۵۹)

جوانان اہل جنت کے سردار

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سرداری حضرات سبطین کریمین کو حفظ تعلیم کے لیے جوانان
اہل جنت سے خاص فرمایا الحسن و الحسین سید اشباب اہل الجنة کہ خلفائے اربعہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہم کو شامل نہ ہو۔ اور متعدد صحیح حدیثوں میں اسی کے ترمے میں فرمایا و ابوہما خیر منہما۔
حسن و حسین جوانان اہل جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے افضل ہے۔

اسے ابن ماجہ و حاکم نے ابن عمر سے اور طبرانی نے کبیر میں قرہ بن ایاس سے سند حسن کے ساتھ اور
حاکم نے باقائدہ تصحیح ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے

اور ارشاد ہوا ابو بکر و عمر خیر الاولین و آخرین و خیر اہل السموات و خیر
اہل الارضین الا النبین و المرسلین۔

ابو بکر و عمر سب اگلوں پچھلوں سے افضل ہیں اور سب آسمان والوں اور سب زمین والوں سے
افضل ہیں سوا انبیاء و مرسلین کے۔ علیہم الصلاۃ والسلام۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۹۴)

حضرت حسن نے امیر معاویہ کو خلافت تفویض کی

بیشک امام مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سپرد فرمائی اور اس سے

صلح و بندش جنگ مقصود تھی اور یہ صلح و تفویض خلافت، اللہ و رسول کی پسند سے ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسن کو گود میں لے کر فرمایا تھا۔

ان ابنی هذا سيد لعل الله ان يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين.

بیشک میرا یہ بیٹا سید ہے، میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کے سبب سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے گا۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر خلافت کے اہل نہ ہوتے امام مجتبیٰ ہرگز انھیں تفویض نہ فرماتے نہ اللہ و رسول اسے جائز رکھتے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۰۵)

حسین کا عقیقہ

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن الحسن و الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کبشا کبشا.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے فرمایا۔ (مولف)

یزید کا ظلم اور حسین کی مظلومیت

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومیت اور یزید کے ظلم و زیادتی کا نقشہ درد انگیز انداز میں اس طرح کھینچا ہے :

شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا حرمین طہین و خود کعبہ معظمہ و روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں مسجد کریم میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے تین دن مسجد

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے اذان و نماز رہی مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کیے کعبہ معظمہ پر پتھر پھینکے غلاف شریف بھاڑا اور جلایا مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر پارے کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیسا ذبح کیا، مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چور ہو گئے، سر انور کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور منزلوں پھر ایا حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت قید کیے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۰۷)

جنت کو وجد آ گیا

خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دونوں اور ازدی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن و امام حسین علیٰ جدہما الکریم و علیہما الصلاہ و التسلیم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہوا ماست الجنة میسا کما تمیس العروس۔

جنت خوشی سے جھومنے لگی جیسے نئی دولہن فرحت سے جھومے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۹۹)

حسین کی سیادت

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

شرع مطہر میں نسب باپ سے لیا جاتا ہے، ہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت خاص امام حسن و امام حسین

اور ان کے حقیقی بھائی بہنوں کو عطا فرمائی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ کہ وہ رسول اللہ کے بیٹے ٹھہرے پھر ان کی جو خاص اولاد ہے ان میں وہی قاعدہ عام جاری ہوا کہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوں اس لیے سبطین کریمین کی اولاد سید ہیں نہ بنات فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کہ وہ اپنے والدوں ہی کی طرف نسبت کی جائیں گی۔ یعنی حسنین کریمین کی اولاد کو سادات ہونے کا شرف حاصل ہے، فاطمہ زہرا کی لڑکیوں کی اولاد کو یہ سعادت حاصل نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۸۶۵)

امام حسین کے ایک پوتے کا واقعہ

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ہشام ایک مروانی ظالم بادشاہ ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیٹے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے امام زین العابدین کے صاحبزادے امام باقر کے بھائی سیدنا امام زید بن علی بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شہید کرایا، سولی دلوائی اور اس پر یہ شدید ظلم کہ نعش مبارک کو دفن نہ ہونے دیا برسوں سولی ہی پر رہی۔ جب ہشام مر گیا تو نعش مبارک دفن ہوئی، ان برسوں میں بدن مبارک کے کپڑے گل گئے تھے قریب تھا کہ بے ستری ہو اللہ عزوجل نے مکڑی کو حکم فرمایا کہ اس نے جسم مبارک پر ایسا جالاتان دیا کہ بجائے تہبند ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعض صالحین نے دیکھا کہ امام مظلوم زید شہید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سولی سے پشت اقدس لگائے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں یہ کچھ کیا جاتا ہے میرے بیٹوں کیساتھ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۵۰۱)

دینی بھائی سے امام حسن کی محبت

سیدنا امام حسن مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جده الکریم وعلیہ وبارک وسلم کی حدیث میں ہے :

لان اطعم اخیالی فی اللہ لقمة احب الی من ان اتصدق علی مسکین بدرهم و
لان اعطی اخیالی فی اللہ درهما احب الی من ان اتصدق علی مسکین بمائة درهم .

بیشک میرا اپنے کسی دینی بھائی کو ایک نوالہ کھانا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ مسکین کو ایک روپیہ
دوں اور اپنے بھائی کو ایک روپیہ دینا مجھے اس سے زیادہ پیارا ہے کہ مسکین پر سو روپیہ خیرات کروں۔

ابوالشیخ نے اسے کتاب الثواب میں یہنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(رادالطحط والوباء)

نکتہ

امام احمد رضا بریلوی ایک نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ بعض جہال ضعیف الایمان اس پر شک کرنے لگتے ہیں کہ اولیاء اگر اللہ
کی طرف سے کچھ قدرت رکھتے تو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں ایسی مظلومی کے ساتھ شہید ہو جاتے،
ایک اشارے میں یزید پلید کے لشکر کو کیوں نہ غارت فرما دیا، مگر یہ سفہاء نہیں جانتے کہ ان کی قدرت جو
انھیں ان کے رب نے عطا فرمائی رضا و تسلیم و عبدیت کے ساتھ ہے نہ کہ معاذ اللہ جباری و سرکشی و خود سری
کے ساتھ۔

مقوقس بادشاہ مصر نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جب یہ حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی لے کر وہاں گئے تھے) امتحاناً پوچھا کہ جب تم انھیں نبی کہتے ہو تو انھوں نے دعا
کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک فرما دیا جب انھوں نے ان سے ان کا شہر مکہ چھڑایا تھا۔ حاطب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے فرمایا کیا تو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو رسول اللہ نہیں مانتا؟ انھوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ
ہلاک کر دیا جب انھوں نے انھیں پکڑا اور سولی دینے کا ارادہ کیا تھا مقوقس بولا۔

انت الحکیم الذی جاء من عند الحکیم .

تم حکیم ہو کہ حکیم کامل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے آئے۔

(جزاء اللہ عدوہ باباء و ختم النبوة)

اشعار

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ذکر جمیل میں امام احمد رضا بریلوی یوں گویا ہوئے :

اب تو ہے گریہ خوں گوہر دامن عرب
جس میں دو لعل تھے زہراء کے وہ تھی کان عرب

ان دو کا صدقہ جن کو کہا میرے پھول ہیں
کیجیے رضا کو حشر میں خنداں مثال گل

دستگیر ہر دو عالم کر دیا سبطین کو
اے میں قرباں جان جاں انگشت کیالی ہاتھ میں

ہم تمھارے ہو کے کس کے پاس جائیں
صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجیے

حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیما نور کا

ایک سینہ تک مشابہ اک وہاں سے پاؤں تک

صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں خط توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

یا شہید کر بلا یا دافع کرب و بلا
گل رخا شہزادہ گل گوں قبا امداد کن

اے حسین اے مصطفیٰ را راحت جاں نورعین
راحت جاں نور عینم دو بیا امداد کن

اے زحسن خلق و حسن خلق احمد نسیج
سینہ تاپا شکل محبوب خدا امداد کن

جان زہرا و شہید زہر را زور و ظہیر
زہرت از ہار تسلیم و رضا امداد کن

اے گلوت گہہ لبان مصطفیٰ را بوسہ گاہ
گہہ لب تیغ لعین را حسرتا امداد کن

اس نور کی جلوہ گہہ تھی ذات حسین
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے

چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام
بیکس دشت غربت پہ لاکھوں سلام

شہد خوار لعاب زبان نبی
اس شہید بلا شاہ گل گوں قبا

راکب دوش نبی زیب کنار زہرا
 بوئے گل زار علی باغ و بہار زہرا

(عدائق بخشش)



معجزات نبوی ﷺ

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وَلَا كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا عَلٰی عِبْرٰتٍ فَاُولٰٓئِكَ سُوْرَةٌ مِّنْ مِّنْدَادٍ عِزٌّ لَّكَ وَرَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَلَا تَكُنْ صَرِفِيْنَ
اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (ان خاص) بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورت تو لے
آؤ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمایتیوں کو بلا لو اگر تم چتے ہو۔
(البقرة/۲۳)

معجزات نبوی ﷺ

معجزہ کیا ہے؟

معجزہ خرق عادت کو کہتے ہیں جو مدعی نبوت و رسالت کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے جس سے مقصود تحدی ہے۔ تحدی کے معنی کسی کام میں برابری کرنا اور دشمن کو عاجز کر کے غلبہ حاصل کرنا ہے۔ تحقیق یہی ہے کہ معجزہ میں تحدی شرط نہیں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایسے بہت سے معجزے ظاہر ہوئے جن میں تحدی نہیں تھی مگر کہتے یہ ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اس کی شان سے تحدی ہو۔ اس تصدیق پر مدعی رسالت سے واقع ہونے کی قید کافی ہے۔

اور یہ بات مشہور ہے کہ جو کچھ مدعی رسالت سے واقع ہوتا ہے اسے معجزہ کہتے ہیں۔

اور جو کسی غیر نبی سے واقع ہوتا ہے اگر اس کے ساتھ کمال ایمان و تقویٰ اور معرفت و استقامت شامل ہے جسے ولایت کہتے ہیں تو اس کا نام کرامت ہے۔

اور اگر کسی عام مومن و صالح سے صادر ہو تو اسے معونت کہتے ہیں۔

اور جو فاسقوں اور کافروں سے صادر ہوتا ہے اسے استدراج کہتے ہیں مگر یہ کہ توبہ و اسلام پر مبنی

ہو۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ان کی نبوت کی صداقت ظاہر کرنے کے لیے کسی ایسی تعجب خیز چیز کا ظاہر ہونا جو عادت نہیں ہوا کرتی اسی خلاف ظاہر ہونے والی چیز کا نام معجزہ ہے۔

معجزہ چوں کہ نبی کی صداقت ظاہر کرنے کے لیے ایک خداوندی نشان ہوا کرتا ہے اس لیے معجزہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ خارق عادت ہو یعنی ظاہری علل و اسباب اور عادات جاریہ کے بالکل ہی خلاف

ہو ورنہ ظاہر ہے کہ کفار اس کو دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو فلاں سبب سے ہوا ہے اور ایسا تو ہمیشہ عادت ہو ہی کرتا ہے۔ اس بناء پر یہ معجزہ کے لیے لازمی شرط ہے بلکہ یہ معجزہ کے مفہوم میں داخل ہے کہ وہ کسی نہ کسی اعتبار سے اسباب عادیہ اور عادات جاریہ کے خلاف ہو اور ظاہری اسباب و علل کے عمل دخل سے بالکل ہی بالاتر ہوتا کہ اس کو دیکھ کر کفار یہ ماننے پر مجبور ہو جائیں کہ چوں کہ اس چیز کا کوئی ظاہری سبب بھی نہیں ہے اور عادت کبھی ایسا ہوا بھی نہیں کرتا۔ اس لیے بلاشبہ اس چیز کا کسی شخص سے ظاہر ہونا انسانی طاقتوں سے بالاتر کا نامہ ہے۔ لہذا یقیناً یہ شخص اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا اور اس کا نبی ہے۔

معجزات کی چار قسمیں

جب معجزہ کے لیے یہ ضروری اور لازمی شرط ہے کہ وہ کسی نہ کسی لحاظ سے انسانی طاقتوں سے بالاتر اور عادات جاریہ کے خلاف ہو، اس بناء پر اگر بغور دیکھا جائے تو خارق عادت ہونے کے اعتبار سے معجزات کی چار قسمیں ملیں گی جو حسب ذیل ہیں۔

اول : بذات خود وہ چیز ہی ایسی ہو جو ظاہری اسباب و عادات کے بالکل ہی خلاف ہو، جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھادینا، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصا کا سانپ بن کر جادو گروں کے سانپوں کو نگل جانا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مردوں کو زندہ کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

دوم : بذات خود وہ چیز تو خلاف عادت نہیں ہوتی مگر کسی خاص وقت پر بالکل ہی ناگہاں اس کا ظہور ہو جانا اس اعتبار سے یہ چیز خارق عادت ہو جایا کرتی ہے لہذا یہ بھی معجزہ ہی کہلائے گا۔ مثلاً جنگ خندق میں اچانک ایک خوفناک آندھی کا آ جانا جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے اور بھاری بھاری دیکیں چوٹھوں پر سے الٹ پلٹ کر دور جا کر گر پڑیں، یا جنگ بدر میں تین سو تیرہ مسلمانوں کے

مقابلہ میں کفار کے ایک ہزار لشکر جزار کا جو مکمل طور پر مسلح تھے شکست کھا کر مقتول و گرفتار ہو جانا ظاہر ہے کہ آندھی کا آنا یا کسی لشکر کا شکست کھا جانا یہ بذات خود کوئی خلاف عادت بات نہیں ہے بلکہ یہ تو ہمیشہ ہوا ہی کرتا ہے لیکن اس ایک خاص موقع پر جب کہ رسول اللہ کو تائید ربانی کی خاص ضرورت محسوس ہوئی بغیر کسی ظاہری سبب کے بالکل ہی اچانک آندھی کا آ جانا اور کفار کا باوجود کثرت تعداد کے قلیل مسلمانوں سے شکست کھا جانا اس کو تائید خداوندی اور غیبی امداد و نصرت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا، اس لحاظ سے یقیناً یہ عادات جاریہ کے خلاف اور ظاہری اسباب و علل سے بالاتر ہے لہذا یہ بھی یقیناً معجزہ ہے۔

سوم : ایک صورت یہ بھی ہے کہ نہ تو بذات خود وہ واقعہ خلاف عادت ہوتا ہے نہ اس کے ظاہر ہونے کے وقت خاص میں خلاف عادت کوئی بات ہوتی ہے مگر اس واقعہ کے ظاہر ہونے کا طریقہ بالکل ہی نادر الوجود اور خلاف عادت ہوا کرتا ہے۔ مثلاً انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں سے بالکل ہی ناگہاں پانی کا برسنہ، بیماروں کا شفا یاب ہو جانا، آفتوں کا ٹل جانا۔

ظاہر ہے کہ یہ باتیں نہ تو خلاف عادت ہیں نہ ان کے ظاہر ہونے کا کوئی خاص وقت ہے بلکہ یہ باتیں تو ہمیشہ ہوا ہی کرتی ہیں لیکن جن طریقوں اور جن اسباب سے یہ چیزیں وقوع پذیر ہوئیں کہ ایک دم نبی نے دعا مانگی اور بالکل ہی اچانک یہ چیزیں ظہور میں آ گئیں۔ اس اعتبار سے یقیناً بلاشبہ یہ ساری چیزیں خارق عادات اور ظاہر اسباب سے الگ اور بالاتر ہیں لہذا یہ سب بھی معجزات ہی کہلائیں گے۔

چہارم : کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نہ تو خود واقعہ عادت جاریہ کے خلاف ہوتا ہے نہ اس کا طریقہ ظہور خارق عادت ہوتا ہے لیکن بلا کسی ظاہری سبب کے نبی کو اس واقعہ کا قبل از وقت علم غیب حاصل ہو جانا اور

واقعہ کے وقوع سے پہلے ہی نبی کا اس واقعہ کی خبر دے دینا یہ خلاف عادت ہوتا ہے۔ مثلاً حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے واقعات کے ظہور سے بہت پہلے جو غیب کی خبریں دی ہیں یہ سب واقعات اس اعتبار سے خارق عادات اور معجزات ہیں۔

چنانچہ مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک روز بہت ہی زوردار آندھی چلی، اس وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ سے باہر تشریف فرماتے تھے، آپ نے اسی جگہ فرمایا کہ یہ آندھی مدینہ کے ایک منافق کی موت کے لیے چلی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب لوگ مدینہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ مدینہ کا ایک منافق اس آندھی سے ہلاک ہو گیا۔

غور کیجیے کہ اس واقعہ میں نہ تو آندھی کا چلنا خلاف عادت ہے نہ کسی آدمی کا آندھی سے ہلاک ہونا اسباب و عادات کے خلاف ہے کیوں کہ آندھی ہمیشہ آتی ہی رہتی ہے اور آندھی میں آدمی ہمیشہ مرتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن اس واقعہ کا قبل از وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم ہو جانا اور آپ کا لوگوں کو اس غیب کی خبر پر قبل از وقت مطلع کر دینا یقیناً بلاشبہ یہ خرق عادات اور معجزات میں سے ہے۔

حضور اور نبیاء سابقین کے معجزات

ہر نبی کا معجزہ چوں کہ اس کی نبوت کے ثبوت کی دلیل ہوا کرتا ہے اس لیے خداوند عالم نے ہر نبی کو اس دور کے ماحول اور اس کی امت کے مزاج و عقل و فہم کے مطابق معجزات سے نوازا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دور میں چوں کہ جادو اور ساحرانہ کارنامے اپنی ترقی کی اعلیٰ ترین منزل پر پہنچے ہوئے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ید بیضا اور عصا کے معجزات عطا فرمائے جن سے آپ نے جادو گروں کے ساحرانہ کارناموں پر اس طرح غلبہ حاصل فرمایا کہ تمام جادوگر سجدہ میں گر پڑے اور آپ کی نبوت پر ایمان لائے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں علم طب انتہائی معراج ترقی پر پہنچا ہوا تھا اور اس دور کے طبیبوں اور ڈاکٹروں نے بڑے بڑے امراض کا علاج کر کے اپنی فنی مہارت سے تمام انسانوں کو مسحور کر رکھا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینے اور مردوں کو زندہ کر دینے کا معجزہ عطا فرمایا جس کو دیکھ کر دوز مسیحی کے اطباء اور ڈاکٹروں کے ہوش اڑ گئے اور وہ حیران و ششدر رہ گئے اور بالآخر انھوں نے ان معجزات کو انسانی کمالات سے بالاتر مان کر آپ کی نبوت کا اقرار کر لیا۔

اسی طرح حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام کے دور بعثت میں سنگ تراشی اور مجسمہ سازی کے کمالات کا بہت ہی جہ چا تھا اس لیے خداوند قدوس نے آپ کو یہ معجزہ عطا فرما کر بھیجا کہ آپ نے ایک پہاڑی کی طرف اشارہ فرمادیا تو اس کی ایک چٹان شق ہو گئی اور اس میں سے ایک بہت ہی خوبصورت اور تندرست اونٹنی اور اس کا بچہ نکل پڑا اور آپ نے فرمایا کہ :

هذه ناقة الله لكم آية .

یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو تمھارے لیے معجزہ بن کر آئی ہے۔

حضرت صالح علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لائی۔

الغرض اسی طرح ہر نبی کو اس دور کے ماحول کے مطابق اور اس کی قوم کے مزاج اور ان کی افتاد طبع کے مناسب کسی کو ایک کسی کو دو کسی کو اس سے زیادہ معجزات ملے۔ مگر ہمارے حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چوں کہ تمام نبیوں کے بھی نبی ہیں اور آپ کی سیرت مقدسہ تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی مقدس زندگیوں کا خلاصہ، اور آپ کی تعلیم تمام انبیاء کرام کی تعلیمات کا عطر ہے۔ اور آپ دنیا میں ایک عالمگیر اور ابدی دین لے کر تشریف لائے تھے اور عالم کائنات میں اولین و آخرین کے تمام اقوام و ملل آپ کی مقدس

دعوت کے مخاطب تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات مقدسہ کو انبیاء سابقین کے تمام معجزات کا مجموعہ بنادیا۔ اور آپ کو قسم قسم کے ایسے بے شمار معجزات سے سرفراز فرمایا جو ہر طبقہ، ہر گروہ، ہر قوم اور تمام اہل مذاہب کے مزاج اور عقل و فہم کے لیے ضروری تھے۔ اسی لیے آپ کی صورت و سیرت، آپ کی سنت و شریعت، آپ کے اخلاق و عادات، آپ کے دن رات کے معمولات، غرض آپ کی ذات و صفات کی ہر ہر ادا اور ایک ایک بات اپنے دامن میں معجزات کی ایک دنیا لیے ہوئے ہے۔

آپ پر جو کتاب نازل ہوئی وہ آپ کا سب سے بڑا اور قیامت تک باقی رہنے والا ایسا ابدی معجزہ ہے جس کی ہر ہر آیت، آیات بینات کی کتاب اور اس کی سطر سطر معجزات کا دفتر ہے۔ آپ کے معجزات عالم اعلیٰ اور عالم اسفل کی کائنات میں اس طرح جلوہ فگن ہوئے کہ فرش سے عرش تک آپ کے معجزات کی عظمت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ روئے زمین پر جمادات، نباتات، حیوانات کے تمام عالموں میں آپ کے طرح طرح کے معجزات کی ایسی ہمہ گیر حکمرانی و سلطنت کا پرچم لہرایا کہ بڑے بڑے منکروں کو بھی آپ کی صداقت و نبوت کے آگے سرنگوں ہونا پڑا۔ اور معاندین کے سوا ہر انسان خواہ وہ کسی قوم و مذہب سے تعلق رکھتا ہو اور اپنی افتاد طبع اور مزاج عقل کے لحاظ سے کتنی ہی بلند منزل پر فائز کیوں نہ ہو مگر آپ کے معجزات کی کثرت اور ان کی نوعیت و عظمت کو دیکھ کر اس کو اس بات پر ایمان لانا ہی پڑا کہ بلاشبہ آپ نبی برحق اور خدا کے سچے رسول ہیں۔

خود آپ کے جسمانی و روحانی خداداد طاقتوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی حیات مقدسہ کے مختلف دور کے محیر العقول کارنامے بجائے خود عظیم سے عظیم تر معجزات ہی معجزات ہیں۔ کبھی عرب کے ناقابل تسخیر پہلوانوں سے کشتی لڑ کر ان کو پچھاڑ دینا، کبھی دم زدن میں فرش زمین سے سدرۃ المنتہیٰ پر گزرتے ہوئے عرش معلیٰ کی سیر، کبھی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، کبھی ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دینا، کبھی خندق کی چٹان پر پھاوڑا مار کر روم و فارس کی سلطنتوں میں اپنی امت کو پرچم لہراتا

ہوا دکھا دینا، کبھی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری کر دینا، کبھی مٹی بھر کھجور سے بھوکے لشکر کو اس طرح راش دینا کہ ہر سپاہی نے شکم سیر ہو کر کھالیا، وغیرہ وغیرہ معجزات کا ظاہر کر دینا یقیناً بلاشبہ یہ وہ معجزانہ واقعات ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی سلیم العقل انسان ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

مختلف معجزات کا اجمالی تذکرہ

حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سب سے عظیم و اعلیٰ معجزہ قرآن مجید ہے لیکن چاند کا ٹکڑے کرنا، پانی کا چشمہ بہانا، کھانے کو زیادہ کرنا اور جمادات کا بولنا وغیرہ بھی عظیم معجزے ہیں۔ ان میں سے بعض معجزے تو حد تو اتر و شہرت تک پہنچ گئے ہیں اور بعض معجزے اگرچہ خبر واحد سے ہیں لیکن تعدد طرق و اسناد سے منجر بحد تو اتر ہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ معجزے تو قبل از زبان بعثت ظاہر ہوئے جنہیں، ارباصات کہا جاتا ہے ارباص کے معنی بنیاد رکھنے کے ہیں گویا وہ نبوت و رسالت کی تائیس کے حکم میں ہیں۔

اور کچھ معجزے زمانہ اظہار نبوت میں ظاہر ہوئے۔

معجزے کی ایک قسم اور بھی ہے، یہ بعد از رحلت ظاہر ہوتے رہتے ہیں جیسے اولیائے کرام کی کرامات وغیرہ۔ کیوں کہ یہ سب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے معجزے ہیں اور وہ آپ کی نبوت کی صحت اور آپ کی رسالت کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں۔

لیکن شق قمر یعنی چاند کا ٹکڑے کرنا معجزات میں روشن و تابندہ تر ہے کیوں کہ اس سے عالم علوی میں تصرف فرمایا گیا ہے جو کسی نبی سے واقع نہیں ہوا یہ معجزہ قرآن کریم میں بھی بیان کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا:

اقتربت الساعة و انشق القمر.

قیامت قریب آگئی اور چاند ٹکڑے ہو گیا۔

رد شمس یعنی غروب ہونے کے بعد سورج کا اوناٹا بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مشہور معجزوں میں سے ایک پانی کا معجزہ بھی ہے جو بار بار متعدد مقامات پر اجتماع عظیم کے سامنے رونما ہوا ہے۔ اور یہ اس قدر کثیر سندوں سے مروی ہے جو علم قطعی بتواتر معنوی کا افادہ کرتا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتہائے مبارک کے درمیان سے پانی کا چشمہ جاری ہوا ہے، ایسا معجزہ کسی نبی کے بارے میں نہیں سنا گیا اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک کے ذریعہ پتھر پر عصا مارنے سے پانی کے چشمے جاری ہوئے تھے، مگر اس میں شک نہیں کہ انگلیوں سے پانی نکالنا پتھر سے پانی نکالنے کے اعجاز کے مقابلے میں زیادہ بلیغ ہے۔ کیوں کہ پتھر سے پانی عادتاً نکلا ہی کرتا ہے بخلاف گوشت و پوست اور ہڈیوں سے پانی نکالنا۔ بلاشبہ اس حدیث کو صحابہ کرام کی جماعت کثیرہ نے روایت کیا ہے۔

اسی کے مشابہ اور اسی زمرہ میں کم پانی کو زیادہ کرنے اور اس کے جاری کرنے کا معجزہ ہے یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا و برکت سے ہوتا تھا۔

جس طرح کم پانی کے زیادہ کرنے میں احادیث مروی ہیں اسی طرح کم کھانے کو زیادہ فرمانے میں بھی مروی ہیں۔ یہ دونوں معجزے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تربیت اور مالک نعمت ہونے کے اثرات کو ظاہر کرتے ہیں۔ جس طرح کہ روحانیت کے اعتبار سے آپ عالم جسمانیت میں قلوب و ارواح کی تربیت فرماتے اور انھیں کامل بناتے ہیں۔ نیز آپ ہی پرورش فرمانے والے اور جسموں کو کھانا پینا وغیرہ عطا فرمانے والے ہیں

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار
کہ اگر خار و مگر گل ہمہ پروردہ تست

جس طرح انسان پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکام اور آپ کے دین و شریعت کی اطاعت و فرماں برداری اور امتثال امر واجب و فرض ہے اسی طرح جانوروں کو بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطیع و فرماں بردار کیا ہے، کیوں کہ سعادت مندی کا طغریٰ انسانوں میں سے اہل ایمان کو حاصل ہوا اسی طرح حق سبحانہ و تعالیٰ نے بطریق اعجاز و خرق عادات، تمام حیوانات کو آپ کا مطیع و منقاد بنایا۔

اسی بناء پر ارباب تحقیق و اہل باطن فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت تمام حیوانات، نباتات، جمادات اور ساری مخلوق کی طرف ہے لیکن چوں کہ وہ دائرہ عقل اور امر و نہی کی تکلیف سے خارج ہیں اس لیے ان سے بجز طاعت و ایمان اور صدق رسالت کی شہادت کے کچھ اور متصور نہیں اور وہ معصیت سے موسوم نہیں ہوتے جس طرح کہ آدمی ہوتے ہیں۔

حیوانات میں معجزات کے ظہور میں سے اونٹوں کا سجدہ کرنا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی شکایتیں پیش کرنا ہے وغیرہ۔ اسی ضمن میں بھیڑیے کا کلام کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت پر شہادت دینے کا واقعہ بھی ہے۔ اسی باب سے حدیث غزالہ ہے، ان ہی میں سے گدھے کا کلام کرنا ہے، اور اسی باب سے شیر کا مسخر ہونا اور حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس کی چا پلوسی کرنا ہے، جب کہ حضرت سفینہ لشکر سے دور ہو کر راہ بھٹک گئے تھے اور انھوں نے شیر سے کہا تھا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا غلام ہوں مجھے راہ بتاؤ تو شیر نے ان کو لشکر تک پہنچا دیا تھا۔

ابن وہب روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جن کبوتروں نے مکہ معظمہ پر سایہ کیا تھا پھر حضور نے ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی، اسی طرح غار ثور میں ہجرت کے وقت مکزی کا جالا بننے اور ان پر کبوتروں کا انڈے دینے کا واقعہ مشہور ہے۔

کہتے ہیں کہ غار ثور میں جن کبوتروں نے انڈے دیئے تھے ان ہی کی نسل سے حرم کے کبوتر ہیں۔

جس طرح تمام حیوانات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطیع و منقاد تھے اسی طرح آپ کی فرماں برداری و طاعت میں نباتات بھی ہیں۔ اس باب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درختوں کا کلام کرنا، آپ پر سلام عرض کرنا آپ کی رسالت کی گواہی دینا اور آپ کے حکم کی اطاعت کرنا ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب سے میری طرف وحی بھیجی گئی اس وقت سے ہر شجر و حجر مجھ پر السلام علیک یا رسول اللہ کرتا ہے۔

جس طرح نباتات کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کا مطیع و فرماں بردار بنایا گیا ہے اسی طرح جمادات بھی حکم کے مطیع و منقاد ہیں۔ وہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرتے ہیں اور آپ سے باتیں کرتے ہیں۔

اسی طرح راہب والی وہ حدیث جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابوطالب کے ہمراہ قبل بعثت اوائل عمر شریف میں سفر کے لیے نکلے تھے تو کوئی شجر و حجر ایسا نہ تھا جس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ نہ کیا ہو۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حنین جذع (استن حنانہ) کا قصہ امور ظاہر سے ہے جسے خلف نے سلف سے ان اکبر آیات اور ابہر معجزات پر محمول کیا ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جتنا کچھ عطا فرمایا گیا ہے اتنا کسی نبی کو حق تعالیٰ نے نہیں عطا فرمایا۔ اس کے بعد امام شافعی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مردے زندہ کرنے کا معجزہ عطا فرمایا۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حنین جذع کا معجزہ مرحمت فرمایا۔ یہاں تک کہ اس کھجور کے تنہ کے آہ و نالہ کی آواز کو سب نے سنا۔ یہ احیاء موتی

کے معجزے سے اعظم و اکبر ہے۔

اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیاز سے کلام فرمانا اور اس کا حضور سے باتیں کرنا بھی مشہور ہے۔ اور اسی باب میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک پر کنکریوں کا تسبیح کرنا اور طعام کا بھی تسبیح کرنا ہے۔ اور اسی حکم میں شیر خوار بچوں کا بولنا اور ان سے اپنی رسالت کی شہادت لینا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات کے انواع و اقسام میں اجابت دعا بھی ہے۔ کتاب الشفاء میں کہا گیا ہے کہ یہ باب بہت وسیع ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت کسی جماعت کے بارے میں خواہ نفع میں ہو یا ضرر میں بدایہ متواتر المعنی ہے۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد اول ملقطا، سیرت مصطفیٰ)

اونٹ کی فریاد

معجزات نبوی کے چند واقعات امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کی تحریر میں ملاحظہ فرمائیں، آپ نے تحریر فرمایا ہے :

ابن ماجہ حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال كنا جلوسا عند رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا اقبل بعير تعدوا حتى وقف على هامة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ايها البعير امكن فان تك صادقا فلك صدقك وان تك كاذبا فعليك كذبك مع ان الله تعالى قد امن عائدنا و ليس بخائب لاتذنا فقلنا يا رسول الله ما يقول هذا البعير فقال هذا بعيرهم امله بنحره و اكل لحمه فهرب منهم و استغاث

بنبيكم فيينا نحن كذلك اذا اقبل صاحبه او قال اصحابه يتعادون فلما نظر اليهم البعير عاد الى هامة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فلاذ بها.

فقالوا يا رسول الله هذا بعيرنا هرب منذ ثلاثة ايام فلم نلقه الا بين يديك فقال صلى الله تعالى عليه وسلم اما انه يشكو الى فبنست الشكاية فقالوا يا رسول الله ما يقول قال يقول انه ربي في امنكم اخوالا و كنتم تحملون عليه في الصيف الى مواضع الكلاء فاذا كان الشتاء رحلتم الى موضع الدفاء فلما كبر استفحلتم فرزقكم الله تعالى ابلا سائما فلما ادركته هذه السنة الخفيفة همتم بذبحه و اكل لحمه فقالوا والله كان ذلك يا رسول الله فقال صلى الله تعالى عليه وسلم ما هذا جزاء المملوك الصالح من مواليه قالوا يا رسول الله فانا لا نبيعه و لا ننحره فقال صلى الله تعالى عليه وسلم كذبتكم قد استغاث بكم فلم تغيثوه و انا اولى بالرحمة منكم فان الله نزع الرحمة من قلوب المنافقين و اسكنها في قلوب المؤمنين فاشتراه صلى الله تعالى عليه وسلم منهم بمائة درهم و قال يا ايها البعير انطلق فانت حر لوجه الله تعالى فرغى على هامة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال صلى الله تعالى عليه وسلم آمين ثم رغى فقال آمين ثم رغى فقال آمين.

ثم رغى الرابعة فبكى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقلنا يا رسول الله ما يقول هذا البعير قال قال جزاك الله ايها النبي عن الاسلام و القرآن خيرا فقلت آمين ثم قال سكن الله رعب امتك يوم القيامة كما سكنت رعبى فقلت آمين ثم قال حقن الله دماء امتك من اعدائها كما حقنت دمي فقلت آمين ثم قال لا جعل الله بأس امتك بينها فبكيت فان هذه الخصال سألت ربي فاعطانيها و منعني هذه و اخبرني

جبریل علیہ السلام عن اللہ عزوجل ان فناء امتی بالسيف جرى القلم بما هو كائن كذا
اور وہ عازیا لہ الامام الحافظ زکی الدین عبد العظیم المنذری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
فی کتاب الترغیب و الترہیب۔

یعنی ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دوڑتا
آیا یہاں تک کہ حضور کے سر مبارک کے قریب آ کر کھڑا ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے
اونٹ ٹھہرا اگر تو سچا ہے تو تیرے سچ کا پھل تیرے لیے ہے اور جھوٹا ہے تو تیرے جھوٹ کا وبال تجھ پر ہے اس
کے ساتھ یہ بات بیشک کہ جو ہماری پناہ میں آئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے امان رکھی ہے اور جو ہمارے
حضور التجاء لائے وہ نامرادی سے بری ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ اونٹ کیا عرض کرتا ہے فرمایا اس
کے مالکوں نے اسے حلال کر کے کھالینا چاہا تھا یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا اور تمہارے نبی کے حضور فریاد
لایا ہم یوں بیٹھے تھے کہ اتنے میں اس کا مالک یا کہا اس کے مالک لوگ دوڑتے آئے اونٹ نے جب انھیں
دیکھا پھر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر انور کے پاس آ گیا اور حضور کی پناہ پکڑی۔

اس کے مالکوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارا اونٹ تین دن سے بھاگا ہوا ہے آج حضور کے
پاس ملا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سنتے ہو اس نے میرے حضور نالش کی ہے اور بہت
عی بری نالش ہے، وہ بولے یا رسول اللہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا یہ کہتا ہے کہ وہ برسوں تمہاری امان میں پلا گرمی
میں اس پر اسباب لا کر سبزہ ملنے کی جگہ تک جاتے اور جاڑے میں گرم مقام تک کوچ کرتے جب وہ بڑا ہوا
تو تم نے اسے سائڈ بنا لیا اللہ تعالیٰ نے اس کے نطفے سے تمہارے بہت اونٹ کر دیئے جو چرتے پھرتے ہیں
اب جو اسے یہ شاداب برس آیا تم نے اسے ذبح کر کے کھالینا چاہا۔ وہ بولے یا رسول اللہ خدا کی قسم یوں ہی
ہوا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نیک مملوک کا بدلہ اس کے مالکوں کی طرف سے یہ نہیں ہے
وہ بولے یا رسول اللہ تو ہم اسے نہ بیچیں گے نہ ذبح کریں گے فرمایا غلط کہتے ہو اس نے تم سے فریاد کی تو تم اس

کی فریاد کو نہ پہنچے، اور میں تم سے زیادہ اس کا مستحق و لائق ہوں کہ فریادی پر رحم فرماؤں اللہ عزوجل نے منافقوں کے دلوں سے رحمت نکال لی اور ایمان والوں کے دلوں میں رکھی ہے۔ پس حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ اونٹ ان سے سو روپے کو خرید لیا اور اس سے ارشاد فرمایا اے اونٹ چلا جا کہ تو اللہ عزوجل کے لیے آزاد ہے یہ سن کر اس نے سر اقدس پر اپنی بولی میں کچھ آواز کی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آمین کہی، اس نے دوبارہ آواز کی حضور نے پھر آمین کہی، اس نے سہ بارہ عرض کی حضور نے پھر آمین کہی۔

اس نے چوتھی بار کچھ آواز کی اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گریہ فرمایا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا اس نے کہا اے نبی اللہ عزوجل حضور کو اسلام و قرآن کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضور کی امت سے خوف دور کرے جس طرح حضور نے میرا خوف دور کیا میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ جل و علا حضور کی امت کے خون ان کے دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ رکھے (کہ کفار کبھی استیصال نہ کر سکیں) جیسا حضور نے میرا خون بچایا میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اللہ سبحانہ امت والا کی سختی ان کے آپس میں نہ رکھے (باہمی خوریزی سے دور رہیں) اس پر میں نے گریہ فرمایا کہ یہ سب مرادیں میں نے اپنے رب عزوجل سے مانگ چکا اور اس نے مجھے عطا فرمادیں مگر یہ پچھلی منع فرمائی اور مجھے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ عزوجل کی طرف سے خبر دی کہ میری امت کی فائتکوار سے ہے قلم چل کا شدن پر۔

اونٹ نے حضور کو سجدہ کیا

دواونٹ مست ہو کر بگڑ گئے تھے کسی کو پاس نہ آنے دیتے مالکوں نے باغ میں بند کر دیئے تھے باغ جاڑتے تھے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور شکایت آئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف

فرما ہوئے دروازہ کھولنے کا حکم دیا مامور نے اندیشہ کیا مبادا حضور کو ایذا دیں فرمایا خوف نہ کر کھول دے کھول دیا ایک دروازے ہی کے پاس کھڑا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی سجدے میں گر پڑا حضور نے مہار ڈال کر حوالہ کیا دوسرا منتہائے باغ پر تھا جب وہاں تشریف لے گئے اس نے حضور کو دیکھتے ہی سجدہ کیا حضور نے اسے بھی باندھ کر سپرد فرمایا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ حال دیکھ کر عرض کی یا نبی اللہ تسجد لک البھائم فما للہ عندنا بک احسن من هذا اجرتنا من الضلالة و استغفرتنا من الهلکة افلا تاذن لنا بالسجود۔

یا رسول اللہ چوپائے تک حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو اللہ کے لیے حضور کے ذریعہ سے ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ تو اس سے بہت بہتر ہے حضور نے ہمیں گمراہی سے پناہ دی، حضور نے ہمیں ہلاکت سے نجات بخشی تو کیا حضور ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔ اسے ابن قانع و ابو نعیم نے غیلان بن سامۃ الثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

سورج ٹھہر گیا

طبرانی معجم کبیر میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امر الشمس فتاخرت ساعة من نهار۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ فوراً ٹھہر گیا۔

اقول: اس حدیث حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر کی خدمت گزاری محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی، ادا فرمائی، امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی۔

الحمد للہ اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملک السموات والارض میں ان کا حکم جاری ہے
تمام مخلوق الہی کو ان کے لیے حکم اطاعت و فرماں برداری ہے وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا
ہے۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

وہ محبوب اجل و اکرم و خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے گہواہ میں چاند
ان کی غلامی بجالاتا جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔ حدیث میں ہے سیدنا عباس بن عبدالمطلب
رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی مجھے اسلام پر باعث حضور کے
ایک معجزے کا دیکھنا ہوا رایتک فی المہد تناغی القمر و الیہ باصبعک فحیث اشرت الیہ
مال .

میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرف انگشت مبارک
سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا انی کنت احدثہ و
یحدثنی و یلہینی عن البکاء و اسمع و جبته حین یسجد تحت العرش .

ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا میں اس کے گرتے
کا دھماکہ سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔ بیہتی نے دلائل النبوة میں اور امام شیخ الاسلام ابواسماعیل
بن عبد الرحمن صابونی نے مائتین میں اور خطیب نے تاریخ بغداد میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں
اسے روایت کیا۔ امام شیخ الاسلام صابونی فرماتے ہیں فی المعجزات حسن یہ حدیث معجزات میں
حسن ہے۔

جب دودھ پیتوں کی یہ حکومت قاہرہ ہے تو اب کہ خلافت الکبریٰ کا ظہور عین شباب پر ہے آفتاب

کی کیا جان کہ ان کے حکم سے سرتابی کرے۔ آفتاب و مابتاب درکنار، واللہ العظیم ملائکہ مدبرات الامر کہ تمام نظم و نسق عالم جن کے ہاتھوں میں ہے محمد رسول اللہ خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دائرہ حکم سے باہر نہیں نکل سکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ارسلت الی الخلق کافہ .

میں تمام مخلوق الہی کی طرف رسول بھیجا گیا۔ اسے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

قرآن فرماتا ہے :

تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا .

برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ تمام اہل عالم کو ڈرسانے والا ہو۔ اہل عالم میں جمع ملائکہ بھی داخل ہیں۔ علیہم الصلاۃ والسلام۔ (الامن والعلی)

استن حنانہ

استن حنانہ شریف میں علماء کا اختلاف ہے ایک روایت آئی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہے تو تجھے باغ کے اندر پھر لگا دیا جائے تجھ میں پتے پھول آئیں یا جنت کا ایک پیڑ ہو جنت کے لوگ تجھ سے فائدہ اٹھائیں اس نے عرض کیا دنیا دار الفناء ہے میں نے دار الفناء پر دار البقاء کو اختیار کیا۔ حضور نے اس کو منبر کے نیچے دفن فرما دیا۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

آں ستوں را دفن کرد اندر زمین
تا چو مردم حشر یابد روز دیں

تابدانی ہر کرا یزداں بخواند
از ہمہ کار جہاں بیکار ماند

(المملفوظ حصہ سوم)

معجزہ شق القمر

شق قمر یعنی چاند کا ٹکڑے کرنا معجزات میں روشن و تابندہ تر ہے کیوں کہ اس سے عالم علوی میں تصرف فرمایا گیا ہے جو کسی نبی سے واقع نہیں ہوا۔ یہ معجزہ قرآن کریم میں بھی بیان کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا اقتربت الساعة و انشق القمر . (قیامت قریب آگئی اور چاند ٹکڑے ہو گیا) اس آیت کریمہ کا اشارہ دنیا میں اسی واقعہ کی طرف ہے اور مفسرین اس کی یہی تفسیر کرتے ہیں۔

رہا اس کا روز قیامت انشقاق پر محمول کرنا تو اس کا رد اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کر دیتے ہیں و ان یروا آیۃ یعرضوا و یقولوا سحر مستمر (اگر وہ کوئی نشانی کو دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو پرانا جادو ہے) اس لیے کہ کفار سحر مستمر روز قیامت کے لیے نہیں کہتے۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں ”شق القمر“ کا معجزہ بہت ہی عظیم الشان اور فیصلہ کن معجزہ ہے۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ کفار مکہ نے آپ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ اپنی نبوت کی صداقت پر بطور دلیل کے کوئی معجزہ اور نشانی دکھائیے، اس وقت آپ نے ان لوگوں کو شق القمر کا معجزہ دکھایا کہ چاند دو ٹکڑے ہو کر نظر آیا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود و حضرت عبداللہ بن عباس و حضرت انس بن

مالک و حضرت جبیر بن مطعم و حضرت علی بن ابی طالب و حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت حذیفہ بن یمان وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس واقعہ کی روایت کی ہے۔ (مولف) (مدارج النبوة اول، سیرت المصطفیٰ)

امام حمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

شق القمر آدھی رات میں واقع ہوا تھا صحابہ بھی حضور کے ساتھ کم تھے، اس کی حدیث متواتر نہیں، قرآن عظیم سے استناد کیا جائے گا (اسی سلسلے میں فرمایا) فلسفہ میں تو غل کی وجہ سے قاضی بیضاوی نے ایک اور تاویل نکالی انھوں نے لکھا ای سینشق یعنی قیامت کے دن شق ہو جائے گا چوں کہ یقنی الوقوع ہے اس لیے بصیغہ ماضی فرمایا گیا لیکن اس تاویل کو خود آگے کی آیت رد فرماتی ہے و ان یروا آیۃ یعرضوا و یقولوا سحر مستمر۔

اور اگر وہ دیکھیں معجزہ کو تو اعتراض کریں گے اور کہیں گے یہ بڑا زبردست جادو ہے۔ قیامت کے دن کوئی اعتراض کرنے والا نہ ہوگا اس دن کیوں کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ جادو ہے۔ شاہ ولی اللہ نے تفسیرات الہیہ میں لکھا ہے کہ شق القمر کوئی معجزہ نہیں محض اس وجہ سے کہہ دیا جائے کہ حضور نے خبر دی تھی چاند شق ہو جائے گا اور یہ محض غلط ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثیں اس کو مردود کر رہی ہیں۔

حدیث میں مصرح ہے کہ حضور نے انگشت شہادت سے اشارہ فرمایا اور وہ شق ہوا اور ارشاد فرمایا اللہم اشہد اے اللہ گواہ ہو جا، اس کی احادیث مشہورہ ہیں اور ان سے اجماع مسلمین لاحق ہو گیا۔

(الملفوظ حصہ چہارم)

درخت آپس میں مل گئے

جس طرح تمام حیوانات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطیع و منقاد تھے اسی طرح آپ کی فرماں برداری و طاعت میں نباتات بھی ہیں۔ (مولف) (مدارج النبوة)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا حضور کو قضائے حاجت کی ضرورت ہوئی۔ دو متفرق پیڑ الگ الگ کھڑے تھے اور کچھ ادھر ادھر پڑے تھے حضور نے ارشاد فرمایا اے جابر ان پیڑوں اور پتھروں سے جا کر کہہ دو کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا حکم ہے کہ تم آپس میں مل جاؤ، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جا کر فرمایا دونوں پیڑوں نے جنبش کی اور اپنے تمام رگ و ریشہ زمین سے نکالے ایک ادھر سے چلا اور دوسرا ادھر سے اور دونوں مل گئے۔ اور پتھروں نے ایک دیوار کی مثل ہو کر اڑنا شروع کیا۔ اور درختوں کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے پھر حضور وہاں تشریف لے گئے اور قضائے حاجت فرمائی۔ جب فارغ ہو کر تشریف لائے میں گیا اس قصد سے کہ جو کچھ خارج ہوا ہو اس کو کھاؤں وہاں کچھ نہ تھا البتہ اس جگہ مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ فرمایا ان پیڑوں اور پتھروں سے کہو اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ وہ اپنی اپنی جگہ چلے گئے میں نے عرض کیا کہ حضور میں اس نیت سے گیا تھا کہ جو کچھ ملے اس کو تبر کا کھاؤں وہاں سوائے مشک کی خوشبو کے اور کچھ نہ پایا فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ زمین نکل لیتی ہے جو انبیاء سے خارج ہوتا ہے۔ (امام احمد رضا نے پھر مسکرا کر فرمایا) جو اچھی چیز ہوتی ہے اس کو زمین ہی نہیں چھوڑتی۔

(پھر فرمایا) سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام طاہر محض ہیں اور جوشی ان سے علاقہ رکھنے والی ہے سب طاہر، ہاں ان کے فضلات خود ان کے حق میں ایسے ہی نجس ہیں جیسے ہمارے نزدیک ہمارے فضلات نجس ہیں۔ اور اگر ان سے کوئی فضلہ خارج ہو جو ہمارے لیے ناقض وضو ہے تو بیشک ان کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔

(پھر فرمایا) میری نظر میں امام ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کی وقعت ابتداء امام بدر الدین محمود عینی شارح صحیح بخاری سے زیادہ تھی، فضلات شریفہ کی طہارت کی بحث ان دونوں صاحبوں نے کی ہے۔ امام ابن حجر نے ابحاث محدثانہ لکھی ہیں کہ یوں کہا جاتا ہے اور اس پر یہ اعتراض ہے یوں کہا جاتا ہے

اور اس پر یہ اعتراض ہے۔ اخیر میں لکھا ہے کہ فضلات شریفہ کی طہارت ان کے نزدیک ثابت نہیں۔

امام عینی نے بھی شرح بخاری میں اس بحث کو بہت بسط سے لکھا ہے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ابحاث ہیں جو شخص طہارت کا قائل ہو اس کو میں مانتا ہوں اور جو اس کے خلاف کہے اس کے لیے میرے کان بہرے ہیں میں سنتا نہیں۔ یہ لفظ ان کی کمال محبت کو ثابت کرتا ہے اور میرے دل میں ایسا اثر کر گیا کہ ان کی وقعت بہت ہو گئی۔

پہاڑ نے حضور کو آواز دی

ابتدائے اسلام میں کفار سخت دشمن تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لیے جا رہے تھے راہ میں ایک پہاڑ پر تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا پہاڑ سے آواز آئی حضور مجھ پر تشریف نہ لائیں کہ مجھ پر کوئی جگہ امن کی نہیں مجھے خوف ہے کہ اگر کفار نے حضور کو مجھ پر پالیا اور ایذا دی تو اللہ مجھ پر وہ سخت عذاب نازل کرے گا کہ کبھی نہ نازل کیا ہوگا۔ سامنے دوسرا پہاڑ تھا اس نے آواز دی اے یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ حضور میری طرف تشریف لائیں، سرکار اس پر تشریف لے گئے۔ (المفلووظ حصہ چہارم)

زوجین میں الفت ہو گئی

بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان امراء شکت زوجها النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اتبغضنیہ قالت نعم قال ادنیا روسکما فوضع جبهتها علی جبهة زوجها ثم قال اللهم الف بینہما وحب احدهما الی صاحبه ثم لقیته المراءۃ بعد ذلک فقلت رجلیہ فقال کیف انت و زوجک قالت ما طارف ولا تالد ولا ولد باحب الی منه فقال اشهد انی رسول اللہ قال عمر و انا اشهد انک رسول اللہ .

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک عورت نے اپنے شوہر کی شکایت کی حضور نے فرمایا کیا تم اس کو مغضوب رکھتی ہو یعنی برا جانتی ہو عرض کی ہاں، حضور نے فرمایا دونوں اپنے اپنے سر میرے قریب لاؤ پھر حضور نے عورت کی پیشانی کو اس کے شوہر کی پیشانی پر رکھا اور فرمایا اے اللہ ان دونوں کے درمیان محبت والفت استوار فرما دے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد عورت نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور قدمان مبارک کو بوسہ دیا۔ حضور نے فرمایا کہ تم اور تمہارے شوہر کیسے ہو عرض کی کوئی نیا اور کہنہ اور کوئی لڑکا مجھے ان سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں بیشک میں اللہ کا رسول ہوں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ (مولف)

درخت نے حضور کو سلام کیا

حاکم مستدرک میں سند صحیح سے راوی :

ان رجلا اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی شیئا ازداد به یقینا فقال اذهب الی تلک الشجرة فادعها فذهب الیها فقال ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یدعوک فجاءت حتی سلمت علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال لها ارجعی فرجعت قال ثم اذن فقبل راسه ورجلیه وقال لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المراءۃ ان تسجد لزوجها.

ایک آدمی نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ ایسی چیز دکھائیے کہ میرا یقین بڑھے، حضور نے فرمایا کہ جاؤ اس درخت کو بلا لاؤ اس شخص نے اس درخت کے پاس جا کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تجھے بلارہے ہیں وہ درخت آیا اور حضور کو سلام کیا حضور

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا جاؤ واپس جاؤ اس شخص نے حضور سے ہاتھ پاؤں چومنے کی اجازت مانگی پھر اس نے حضور کے سر مبارک اور قدم مبارک کا بوسہ دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کے لیے سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو حکم فرماتا کہ وہ شوہروں کو سجدہ کریں۔ (مولف)

(ماونزہ - ص ۶۶)

ہرنی کی رہائی

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگل میں تشریف رکھتے تھے کہ کسی کے پکارنے کی آواز آئی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کسی کو نہ پایا پھر نظر فرمائی تو ایک ہرنی بندھی ہوئی پائی اور اس نے عرض کی ادن منی یا رسول اللہ یا رسول اللہ حضور میرے پاس تشریف لائیں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرنی کے قریب تشریف لے گئے فرمایا تیری کیا حاجت ہے عرض کی

ان لی ولدین فی هذا الجبل فتحلنی حتی ارضعہما ثم ارجع الیک .

اسی پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں حضور مجھے کھول دیں کہ میں جا کر انھیں دودھ پلاؤں پھر حضور کے پاس حاضر ہو جاؤں گی، حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنا وعدہ سچا کرے گی ہرنی عرض کی غدبنی اللہ عذاب العشار ان لم افعل .

میں ایسا نہ کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ پر ان لوگوں کا عذاب کرے جو ظالم لوگوں سے مال تھیلے تھے۔

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے کھول دیا وہ گئی بچوں کو دودھ پلا کر واپس آئی۔ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے پھر باندھ دیا۔ وہ بادیہ نشیں جس نے یہ ہرنی باندھی تھی ہوشیار ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ حضور کا کوئی کام ہے کہ میں بجالاؤں فرمایا ہاں کہ تو اس ہرنی کو چھوڑ دے اس نے چھوڑ دی وہ ہرنی دوڑتی ہوئی یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ میں گواہی دیتی

ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور یہ کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۸۹)

قرض کی ادائیگی

صحیح بخاری شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میرے والد عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت قرض اور تھوڑے خرے چھوڑ کر شہید ہوئے میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور کو معلوم ہے کہ میرے باپ احد میں شہید ہوئے اور بہت قرض چھوڑ گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ حضور قدم رنجہ فرمائیں کہ قرض خواہ حضور کو دیکھیں یعنی شاید حضور کے خیال سے اپنے مطالبہ میں کمی کر دیں ارشاد فرمایا جاؤ ہر قسم کے چھوہاروں کے الگ الگ ڈھیر لگاؤ پھر تشریف فرما ہوئے قرض خواہوں نے حضور کو دیکھا مجھ سے نہایت سخت تقاضے کرنے لگے کہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہ کیا تھا یعنی ان کے خیال کے برعکس ہوا حضور کے تشریف لے جانے سے قرض خواہ اپنا پلہ بھاری سمجھے کہ حضور ضرور ہمارا پورا حق دلا دیں گے۔ جب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ حال ملاحظہ فرمایا فطاف حول اعظمها بیدرا ثلث مرات ثم جلس علیہ۔

حضور نے ان سب میں بڑے ڈھیر کے گرد تین بار طواف فرمایا اور اس پر تشریف رکھی پھر ناپ ناپ کر انھیں دینا شروع فرمایا حتیٰ ادی اللہ عن والدی امانۃ و سلم اللہ السیار کلھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کا سب قرض ادا کر دیا اور سب ڈھیر سلامت بچ گئے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۳۴۳)

حضرت جابر کی دعوت

جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے غزوہ خندق میں حضور اقدس اور سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت کی اور دو صاحبوں کے قابل کھانا پکایا جب یہ دعوت کو عرض کرنے گئے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باواز بلند ارشاد فرمایا کہ اہل خندق، جابر تمھاری ضیافت کرتا ہے وہ ایک ہزار صحابہ کرام تھے، رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب تک ہم تشریف نہ لائیں کھانا نہ اتارا جائے۔ او کما قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرائے ہوئے اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ مقدسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حال بیان کیا کہ یہاں دو ہی آدمی کے قابل کھانا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع ایک ہزار صحابہ کے تشریف لاتے ہیں ان بی بی نے کہا آپ کو اس کی فکر کیا ہے جو لاتے ہیں وہی سامان فرمانے والے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے آٹے اور ہانڈی میں لعاب دہن اقدس ڈالا اور ارشاد فرمایا کہ روٹی پکانے والی بلا اور ہانڈی چولھے پر رہنے دو۔ اس قلیل آٹے اور گوشت سے ایک ہزار صحابہ کو پیٹ بھر کر کھلا دیا اور ہانڈی ویسا ہی جوش مارتی رہی اور آٹا ذرا کم نہ ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج ۹، ص ۳۸۰)

جانور نے حضور کو سجدہ کیا

بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی :

قال دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حائطا فجاء بعیر فسجد له فقالوا هذه بهیمة لا تعقل سجدت لك ونحن نعقل فنحن احق ان نسجد لك فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر لو صلح لامرت المراءاة ان تسجد لزوجها لماله من الحق علیها.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک اونٹ نے حاضر ہو کر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چوپایہ ہے اس نے حضور کو سجدہ کیا ہم تو عقل رکھتے ہیں۔ یہاں زیادہ

لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اس حق کے سبب جو اس کا اس پر ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے مناہل الصفاء میں فرمایا اس حدیث کی سند حسن ہے۔

احمد و نسائی و بزار و ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال كان اهل بيت من الانصار لهم جمل يسنون عليه وانه استصعب عليهم
(فذكر القصة الى قوله) فلما نظر الجمل الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم خر
ساجدا بين يديه فقال له اصحابه يا رسول الله هذه بهيمة لا تاكل تسجد لك ونحن
نعقل فنحن احق ان نسجد لك قال لا يصلح لبشر ان يسجد لبشر ولو صلح ان
يسجد لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها و عند النسائي
مختصر.

یعنی انصار میں ایک گھر کا آب کشی کا اونٹ بگڑ گیا کسی کو پاس نہ آنے دیتا کھیتی اور کھجوریں پیاسی
ہوئیں سرکار میں شکایت عرض کی صحابہ سے ارشاد ہوا چلو باغ میں تشریف فرما ہوں اونٹ اس کنارے تھا
حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی طرف چلے انصار نے عرض کی یا رسول اللہ وہ بورا نے کتے کی طرح
ہو گیا ہے مبادا حملہ کرے فرمایا ہمیں اس کا اندیشہ نہیں اونٹ حضور کو دیکھ کر چلا اور قریب آ کر حضور کے لیے
سجدہ میں گر حضور نے اس کے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دے دیا بکری کی طرح ہو گیا۔ آگے وہی ہے کہ
صحابہ نے عرض کی ہم تو ذی عقل ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا آدمی کو لائق نہیں کہ کسی
بشر کو سجدہ کرے ورنہ میں عورت کو مرد کے سجدے کا حکم فرماتا۔

امام منذری نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی مشاہیر ثقہ امام احمد و بزار و ابو نعیم

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال دخل النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حائطا للانصار و معه ابو بكر و عمر في رجال من الانصار و في الحائط غنم فسجدن له فقال ابو بكر يا رسول الله كنا نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم قال انه لا ينبغي في امتي ان يسجد احد لاحد و لو كان ينبغي ان يسجد احد لاحد لامرت المراءاة ان تسجد لزوجها.

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے صدیق و فاروق اور کچھ انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہمراہ رکاب تھے باغ میں بکریاں تھیں انھوں نے حضور کو سجدہ کیا صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ ان بکریوں سے ہم زیادہ حقدار ہیں اس کے کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا بیشک میری امت میں نہ چاہیے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے اور ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کے سجدے کا حکم فرماتا۔

ملا علی قاری نے شرح شفا امام قاضی عیاض میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ علامہ خفاجی نے ”نیم الریاض“ میں کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

بیہقی و ابونعیم دلائل النبوة میں عبد اللہ بن ابی اونی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

بينما نحن قعود مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اذا اتاه آت فقال يا رسول الله ناضح آل فلان قد ابق عليهم فنهض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم (فذكر القصة و فيه سجود البعير له صلى الله تعالى عليه وسلم) قال فقال اصحابه يا رسول الله بهيمة من البهائم تسجد لك لتعظيم حقك فنحن احق ان نسجد لك قال لا لو كنت امرا احدا من امتي ان يسجد بعضهم لبعض لامرت النساء ان يسجدن لازواجهن.

ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے کسی نے آکر عرض کی فلاں گھر کا شتر آب کش بے قابو ہو گیا حضور اٹھے اور ہم ہمراہ رکاب اٹھے ہم نے عرض کی حضور اس کے پاس نہ جائیں حضور تشریف لے گئے اونٹ کی نظر جمال انور پر پڑنا اور اس کا سجدے میں گرنا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ایک چوپایہ تو حضور کی تعظیم حق کے لیے حضور کو سجدہ کرے ہم زیادہ اس کے لائق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا نہیں۔ اگر میں اپنی امت میں ایک دوسرے کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو فرماتا کہ شوہروں کو سجدہ کریں۔

احمد مسند اور حاکم مستدرک اور طبرانی جامع کبیر اور بیہقی وابو نعیم دلائل النبوة اور بغوی شرح سنہ میں یعلیٰ بن مرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال خرج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يوما فجاء بعير يرغو حتى سجد له فقال المسلمون نحن احق ان نسجد للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال لو كنت امرا احدا ان يسجد بغير الله تعالى لامرت المراءة ان تسجد لزوجها. الحديث.

ایک روز حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لیے جاتے تھے ایک اونٹ بولتا ہوا آیا قریب آکر حضور کو سجدہ کیا مسلمانوں نے کہا ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سجدہ کریں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں کسی کو غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

جانتے ہو یہ اونٹ کیا کہتا ہے یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چالیس برس اپنے آقاؤں کی خدمت کی جب بوڑھا ہوا انھوں نے اس کا چارہ کم اور کام زیادہ کر دیا اب کہ ان کے یہاں شادی ہے چھری لی کہ حلال کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے مالکوں سے فرمایا بھیجا کہ اونٹ یہ شکایت کرتا ہے

انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ سچ کہتا ہے فرمایا تو میں چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑ دو انہوں نے چھوڑ دیا۔

مطالع المسرات میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

مسند میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان فی نفر من المهاجرین و الانصار فجاء بعیر فسجد له فقال له اصحابه یا رسول اللہ تسجد لک البھائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم و اکرموا اخاکم ولو کنت آمرا احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک جماعت مہاجرین و انصار میں تشریف فرما تھے کہ ایک اونٹ نے آ کر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ چوپائے اور درخت حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں فرمایا اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم، اگر میں کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

اس حدیث کا صرف اخیر ٹکڑا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا، سنن ابن ماجہ میں بھی ہے اور اسی قدر ترغیب میں، ابن حبان اور درمنثور ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرف نسبت کیا۔

ابو نعیم دلائل میں ثعلبہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال اشتری انسان من بنی سلمة جملا ینضح علیہ فادخلہ فی مربد فجرد کيما یجمل فلم یقدر احد ان یدخل علیہ الا تخبطه فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فذکر له ذلک فقال افتحوا عنه فقالوا انا نخشی علیک یا رسول اللہ قال

افتحوا عنه ففتحوا فلما راه الجمل خر ساجدا فسبح القوم و قالوا يا رسول الله كنا احق بالسجود من هذه البهيمة قال لو ينبغي لشي من الخلق ان يسجد لشي دون الله لينبغي للمرأة ان تسجد لزوجها.

بنی سلمہ میں کسی نے ایک اونٹ آب کشی کو خرید کر سارمین کر دیا جب اسے لادنا چاہا جو پاس جاتا اس پر حملہ کرتا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے سرکار میں یہ حال معروض ہوا ارشاد ہوا دروازہ کھولو، عرض کی حضور اندیشہ ہے فرمایا کھولو، کھول دیا اونٹ کی نگاہ جمال انور پر پڑنی تھی کہ حضور کے لیے سجدہ میں گرا حاضرین میں سبحان اللہ سبحان اللہ کا شور پڑ گیا پھر عرض کی یا رسول اللہ ہم تو اس چوپائے سے زیادہ سجدہ کرنے کے سزاوار ہیں۔ فرمایا اگر مخلوق میں کسی کو کسی غیر خدا کے لیے سجدہ مناسب ہوتا تو عورت کو چاہیے تھا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

ابو نعیم غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال خرجنا مع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في بعض اسفاره فرأينا منه عجا من ذلك انا مضينا فنزلنا منزلا فجاء رجل فقال يا نبى الله انه كان لى حائط فيه عيشى و عيش عيالى و لى فيه ناضحان فاغتلما على فمنعانى انفسهما و حائطى و ما فيه لا يقدر احد ان يدنو منهما فنهض نبى الله صلى الله تعالى عليه وسلم باصحابه حتى اتى الحائط فقال لصاحبه افتح فقال يا نبى الله امرهما اعظم من ذلك قال افتح فلما حرک الباب اقبلا لهما جلبه كخفيف الريح فلما انفرج الباب ونظرا الى نبى الله صلى الله تعالى عليه وسلم برکائهم سجدا فاخذ نبى الله صلى الله تعالى عليه وسلم براسهما ثم دفعهما الى صاحبهما فقال استعملهما و احسن علفهما فقال القوم يا نبى الله تسجد لك البهائم فالاء الله عندنا بك احسن حين هدانا الله من الضلالة و استنقذنا بك

من المہالک افلا تاذن لنا فی السجود لک فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان السجود لیس لی الا للہی الذی لا یموت و لو انی آمر احدا من هذه الامة بالسجود لامرت المراءۃ ان تسجد لزوجها.

ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رکاب انور میں تھے ہم نے ایک عجب دیکھا ایک منزل میں اترے وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی یا نبی اللہ میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہ معاش ہے اس میں میرے دو شر آب کش تھے دونوں مست ہو گئے ہیں نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مع صحابہ کرام اٹھ کر اس کے باغ کو گئے فرمایا کھول دے عرض کی یا نبی اللہ ان کا معاملہ اس سے سخت تر ہے، فرمایا کھول، دروازے کو جنبش ہونی تھی کہ دونوں شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے دروازہ کھلا اور انہوں نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا فوراً سجدے میں گر پڑے حضور نے ان کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کر دیئے اور فرمایا ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے، حاضرین نے عرض کی یا نبی اللہ چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے، اللہ نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا و آخرت کے مہلکوں سے نجات دی کیا حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں؟ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میرے لیے نہیں وہ تو اسی زندہ کے لیے ہے جو کبھی نہ مرے گا میں امت میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔

طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان رجلا من الانصار کان لہ فحلان فاغتلما فادخلهما حائطاً فسد علیہما الباب ثم جاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فاراد ان یدعو لہ و النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قاعد معہ نفر من الانصار (فساق الحدیث و فیہ) فقال افتح ففتح

فاذا احد الفحلين قريبا من الباب فلما رأى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم سجد له فشد رأسه و امكنه منه ثم مشى الى اقصى الحائط الى الفحل الآخر فلما راه وقع له ساجدا فشد رأسه و امكنه منه و قال اذهب فانهما لا يعصيانك و فيه قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لا آمر احدا ان يسجد لاحد و لو امرت احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها.

اس میں بھی حدیث ہشتم کی طرح دو اونٹوں کا مست ہونا ہے وہ سفر کا قصہ تھا اس میں یہ ہے کہ ان کے مالک انصاری دعا کرانے آئے کہ اللہ تعالیٰ ان اونٹوں کو مسخر فرمادے اور حضور تشریف لے گئے دروازہ کھلوا یا، ایک دروازہ کے قریب تھا دیکھتے ہی سجدے میں گرا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باندھ کر حوالہ مالک کیا، پھر منجھائے باغ پر تشریف لے گئے دوسرا وہاں ملا اس نے بھی سجدہ کیا اسے بھی باندھ کر حوالہ کیا اور درخواست سجدہ پر ارشاد ہوا میں کسی کو کسی کے سجدہ کے لیے نہیں فرماتا ایسا فرماتا ہوتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا حکم کرتا۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ تغایر سیاق دلیل ہے کہ یہ جدا واقعہ ہے۔

عبداللہ بن حمید و ابو بکر بن ابی شیبہ و دارمی و احمد و بزار و بیہقی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

راوی :

و هذا لفظ الدارمی فی حدیث طویل مشتمل علی معجزات قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی سفر (فذكر معجزتين الى ان قال) ثم سرنا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیننا کانما غلینا الطیر تظلنا فاذا جمل فار حتی اذا کان بین سماطین خر ساجدا (ثم ساق الحدیث الى ان قال) قال المسلمون عند

ذَٰلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَحْنُ أَحَقُّ بِالسُّجُودِ لَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ قَالَ لَا يَنْبَغِي لَشَيْءٍ أَنْ يَسْجُدَ لَشَيْءٍ وَلَوْ كَانَ ذَٰلِكَ كَانِ النَّسَاءُ لَا زَوْاجَهُنَّ.

میں ایک سفر میں ہمراہ رکاب والا تھا قضاے حاجت کے لیے پردے کی ضرورت تھی دو پیڑ چار رُز کے فاصلے سے تھے مجھ سے فرمایا اے جابر اس پیڑ سے کہہ دے کہ دوسرے سے مل جا فوراً مل گئے بعد فراغ اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔ پھر سوار ہوا راہ میں ایک عورت اپنا بچہ لیے ملی عرض کی یا رسول اللہ اسے ہر روز تین دفعہ شیطان دباتا ہے۔ بچہ اس سے لے کر تین بار فرمایا دور ہواے خدا کے دشمن میں اللہ کا رسول ہوں پھر بچہ اس کی ماں کو دے دیا جب ہم پلٹتے ہوئے اسی منزل میں پہنچے وہی بی بی اپنا بچہ اور دود بنے لیے حاضر ہوئی عرض کی یا رسول اللہ میرا بچہ یہ قبول فرمائیں قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جب سے بچے کو خلل نہ ہوا حضور نے فرمایا ایک دنبہ لے لو ایک پھیر دو پھر ہم چلے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے بیچ میں تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے سایہ کیے ہیں۔ ناگاہ ایک اونٹ چھوٹا ہوا آیا جب دونوں قطاروں کے بیچ میں ہوا سجدہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مالک حاضر ہو کچھ انصاری جو ان حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ یہ ہمارا ہے فرمایا اس کا کیا قصہ ہے عرض کی بیس برس سے ہم نے اس پر آب کشی نہ کی یہ فریبہ چربی دار ہے۔ اب چاہا کہ اسے حلال کر کے بانٹ لیں یہ ہم سے چھوٹ آیا۔ فرمایا یہ ہمارے ہاتھ فروخت کر دو عرض کی بلکہ یا رسول اللہ وہ حضور کی نذر ہے فرمایا میرا ہے تو اس کے مرتے دم تک اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو یہ دیکھ کر مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ جو پایوں سے زیادہ ہمیں لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا کسی کو کسی کا سجدہ مناسب نہیں ورنہ عورتیں شوہروں کو کرتیں۔

امام جلیل سیوطی نے مناہل میں فرمایا اس حدیث کی سند صحیح ہے، امام قسطلانی نے مواہب شریف اور علامہ فاسی نے مطالع میں فرمایا جید ہے زرقانی نے کہا اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔

درخت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا

بزار مسند اور حاکم مستدرک اور ابو نعیم دلائل اور امام فقیہ ابو الیث تنبیہ الغافلین میں باسانید خود ہا
بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

و اللفظ لابی نعیم قال جاء اعرابی الى النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا
رسول اللہ قد اسلمت فارنی شیئا ازداد به یقینا فقال ما الذی ترید قال ادع تلک
الشجرة ان تاتیک قال اذهب فادعها فاتاها الاعرابی فقال اجیبی رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فمالت علی جانب من جوانبها فقطعت عروقها ثم مالت علی الجانب
الآخر فقطعت عروقها حتی اتت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالت السلام
علیک یا رسول اللہ فقال الاعرابی حسبی حسبی فقال لها النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم ارجعی فرجعت فجلست علی عروقها وفروعها فقال الاعرابی ائذن لی یا رسول
اللہ ان اقبل راسک ورجلیک ففعل ثم قال ائذن لی ان اسجد لک قال لا یسجد
احد لاحد و لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المراءاة ان تسجد لزوجها لعظم
حقہ علیہا .

ولفظ الفقیہ قال اتاذن لی ان اسجد لک قال لا تسجد لی و لا یسجد احد
لاحد من الخلق و لو کنت آمرا احدا بذلك لامرت المراءاة ان تسجد لزوجها تعظیما
لحقہ .

ایک اعرابی نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں اسلام
لایا ہوں مجھے کچھ ایسی چیز دکھائیے کہ میرا یقین بڑھے فرمایا کیا چاہتا ہے۔ عرض کی حضور اس درخت کو بلائیں

کہ حضور میں حاضر ہو، فرمایا جا بلا، وہ اعرابی درخت کے پاس گئے اور کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں وہ فوراً ایک طرف کو اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر ادھر اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر چلا اور حضور انور میں حاضر ہو کر صاف زبان سے کہا سلام حضور پر اے اللہ کے رسول، اعرابی نے کہا مجھے کافی مجھے کافی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا پلٹ جا، فوراً واپس ہوا اور انھیں ریشوں پر مع شاخوں کے بدستور جم گیا۔ اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت عطا ہو کہ سر اقدس اور دونوں پائے مبارک کو بوسہ دوں حضور نے اجازت دی، پھر عرض کی اجازت عطا ہو کہ حضور کو سجدہ کروں فرمایا مجھے سجدہ نہ کرنا مخلوق میں کوئی کسی کو سجدہ نہ کرے میں کسی کے لیے اس کا حکم کرتا تو عورت کو حکم فرماتا کہ حق شوہر کی تعظیم کے لیے اسے سجدہ کرے۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۸۰ تا ۲۸۴۔ زبدۃ الزکیۃ)

دل کے اشعار

حدیث میں ہے ایک شخص حاضر خدمت ہو کر عرض رساں ہوئے ان ابیہ یرید ان یاخذ مالہ .
یا رسول اللہ میرے باپ میرا مال لے لینا چاہتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ادعہ لی . انھیں ہمارے حضور میں حاضر لاؤ، جب حاضر ہوئے ان سے ارشاد ہوا تمھارا بیٹا کہتا ہے تم اس کا مال لے لینا چاہتے ہو عرض کی حضور اس سے پوچھ دیکھیں کہ میں وہ مال لے کر کیا کرتا ہوں، یہی اس کی مہمانی اور اس کی قرابتی میں یا میرا اور میرے بال بچوں کا خرچ، اتنے میں جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مرد پیر نے اپنے دل میں کچھ اشعار تصنیف کیے ہیں جو ابھی خود اس کے کان نے نہیں سنے ہیں یعنی ہنوز زبان تک نہ لایا، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اپنے دل میں کچھ اشعار تصنیف کیے ہیں جو ابھی تمھارے کان نے بھی نہ سنے، وہ سناؤ

ان صاحب نے عرض کی واللہ ہمیشہ حضور کے معجزات سے ہمارے دل کی نگاہ ہمارا یقین بڑھاتی ہے۔ پھر یہ اشعار عرض کرنے لگے۔

غذوتک مولودا و منتک یافعا
اذا لیلۃ ضاقتک بالسقم لم ابت
تخاف الردی نفسی علیک و انہا
کانی انا المطروق دونک بالذی
فلما بلغت السن و الغایۃ التی
جعلت جزائی غلظۃ و فظاظۃ
فلبتک اذا لم ترع حق ابوتی
و اولیتنی حق الجوار و لم تکن
میں نے تجھے غذا پہنچائی جب سے تو پیدا ہوا اور تیرا بار اٹھایا مجھ سے تو ننھا ہوا میری کمائی سے تو
بار بار مکرر سیراب کیا جاتا، جب کوئی رات بیماری کا غم لے کر تجھ پر اترتی میں تیری ناسازی کے باعث جاگ
کر، لوٹ کر صبح کرتا، میرا جی تیرے مرنے سے ڈرتا حالاں کہ اسے خوب معلوم تھا کہ موت یقینی ہے اور سب
پر مسلط کی گئی ہے، میری آنکھیں یوں بہتیں کہ گویا وہ مرض جو شب کو تجھے ہوا تھا نہ مجھے، مجھے ہوا تھا نہ تجھے،
میں نے تجھے یوں پالا اور جب تو پروان چڑھا اور اس حد کو پہنچا جس میں مجھے امید لگی ہوئی تھی کہ اس عمر کا
ہو کر تو میرے کام آئے گا تو تو نے میرا بدلہ سختی و درشت خوئی کیا گویا تیرا ہی مجھ پر فضل و احسان ہے، اے
کاش! جب تو نے حق پداری کا لحاظ نہ کیا تھا تو ایسا ہی کرتا جیسا پاس کا ہمسایہ کرتا ہے۔ ہمسایہ میں کا حق تو مجھے
دیا ہوتا اور مجھ پر اس مال سے کہ اصل میں تیرا نہیں میرا ہی تھا بخل نہ کرتا۔

ان اشعار کو استماع فرما کر حضور پر نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گریہ کیا اور بیٹے کا

گریبان پکڑ کر ارشاد فرمایا اذهب انت و مالک لابیك .

جاتو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔ اسے طبرانی نے معجم صغیر میں اور بیہقی نے دلائل النبوة میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۳۹۵)

معجزات انبیاء کا منکر کافر ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی تحریر کرتے ہیں
جو شخص معجزات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو غلط بتائے کافر مرتد ہے، مستحق لعنت ابد ہے، حضور سیدنا عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے معجزہ احیائے موتی کا غلط کہنے والا بھی یقیناً کافر مرتد ہے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۵۲)

انگشتان مبارک سے پانی کا چشمہ

حضرت انس کی حدیث میں ہے :

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم هل مع احد منكم ماء فوضع يده فى الاناء وقال توضعوا بسم الله قال فرأيت الماء يخرج من بين اصابعه صلى الله تعالى عليه وسلم حتى توضعوا من عند آخرهم وكانوا نحو من سبعين . اخرجه النسائي و ابن خزيمة و البيهقى .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کے ساتھ پانی ہے پھر دست اقدس برتن میں ڈالا اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر وضو کرو۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انگشتان مبارک سے پانی نکل رہا تھا، یہاں تک کہ صحابہ کرام میں

کے سب سے پیچھے والے صاحب نے بھی وضو کر لیا اور وہ لوگ تقریباً ستر تھے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۲۱، الجود الحلو)

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

واقعہ حدیبیہ میں انگشتان اقدس سے پانی کا دریا کی طرح جوش مارنا اور چودہ پندرہ سو آدمی کا علیٰ اختلاف الروایات اسے پینا اور وضو کرنا اور بقیہ توشہ کو جمع کر کے دعا فرمانا اور اس سے لشکر کے سب برتن بھر دینا اور اسی قدر باقی بچ رہنا، ایسے معجزات ہیں جن کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

سب سے افضل پانی

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ فرماتے ہیں :

دونوں جہاں کے سب پانیوں سے افضل، زم زم سے افضل، کوثر سے افضل وہ مبارک پانی ہے کہ بارہا براہ اعجاز حضور انور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک سے دریا کی طرح بہا اور ہزاروں نے پیا اور وضو کیا۔

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ وہ پانی زم زم و کوثر سب سے افضل ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۴۰۸، الجود الحلو)

اعجاز قرآن سے عمر کے دل میں اسلام کی عظمت

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں قرآن عظیم سب سے بڑا اور دائمی معجزہ

ہے۔ جتنے معجزانہ واقعات ہیں وہ سب تھوڑی دیر کے لیے اور حضور کی ظاہری زندگی میں واقع ہوئے، مگر قرآن کریم ایسا معجزہ ہے جو اپنی شان اعجاز کے ساتھ قیامت تک باقی رہے گا۔ یہ آپ کی ظاہری حیات میں بھی معجزہ تھا اور اب بھی معجزہ ہے۔

عرب میں جتنے فصحاء وبلغاء اور زبان داں تھے اور انھیں اپنی زبان دانی پر ناز و غرور تھا جب انھوں نے قرآن سنا تو اس کی فصاحت و بلاغت سے حیران و ششدر رہ گئے یہی وجہ ہے کہ جس نے بھی قرآن مقدس کو بغور سنا وہ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہو گیا۔

اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں قرآن سن کر عظمت اسلام پیدا ہونے کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں :

ابن اسحاق اپنی سیرت میں اسلام عمر کی حدیث متعدد راویوں سے روایت کرتے ہیں

فساق حدیث اسلام عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فیہ فجعلت امشی رویدا و رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قائم یصلی یقرأ القرآن حتی قمت فی قبلتہ مستقبلہ ما بینی و بینہ الا ثیاب الکعبۃ قال فلما سمعت القرآن رق لہ قلبی . الحدیث .

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں آہستہ آہستہ چلنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ میں جانب قبلہ ان کی طرف منھ کر کے اس طرح کھڑا ہوا کہ میرے اور ان کے درمیان صرف غلاف کعبہ حائل تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ جب میں نے قرآن سنا تو میرے دل میں رقت پیدا ہو گئی۔ (مولف)

ابن سبیر اپنی مسند میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

خرجت اتعرض رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل ان اسلم فوجدتہ

قد سبقني الى المسجد فقامت خلفه فاستفتح سورة الحاقة فجعلت اتعجب من تاليف القرآن فقلت هو شاعر كما قالت قریش فقراء انه لقول رسول كريم و ما هو بقول شاعر فقليل ما تو منون فقلت كاهن علم ما في نفسي فقراء و لا بقول كاهن فقليل ما تذكرون الى آخر السورة فوقع الاسلام في قلبي كل موقع.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسلام لانے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھیڑنے کے لیے نکلا تو دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد جا چکے ہیں میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا انھوں نے سورۃ الحاقہ شروع کیا تو میں تالیف قرآن کے حسن و خوبی سے متعجب ہو گیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش نے کہا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تلاوت کی کہ بیشک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں، اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو میں نے کہا یہ کاهن ہیں، میرے دل کی بات جان لی تو پھر تلاوت کی کہ اور نہ کسی کاهن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو، آخر سورہ تک پڑھا تو میرے دل میں اسلام پورا پورا اتر گیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۱۵، ۲۱۷۔ جمان التاج)

درخت اور ابر کا سایہ

احادیث سے ثابت کہ سفر میں صحابہ کرام حضور کے لیے سایہ دار پیڑ چھوڑ دیتے اور جو کہیں سایہ نہ ملتا تو کپڑے وغیرہ کا سایہ کر لیا جیسا کہ روز دوم مدینہ طیبہ سیدنا ابو بکر صدیق، اور حمزہ الوداع میں واقع ہوا، اور قبل از بعثت تو ابر کا سایہ کے لیے متعین تھا ہی، جب چلتے ساتھ چلتا اور جب ٹھہرتے ٹھہر جاتا، اور ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے غلام میسرہ نے فرشتوں کو سراقہ پر سایہ کرتے دیکھا، اور سفر شام میں آپ کسی حاجت کے لیے تشریف لے گئے تھے، لوگوں نے پیڑ کا سایہ گھیر لیا تھا، حضور دھوپ میں بیٹھ گئے، سایہ حضور پر جھک گیا۔ بحیرا عالم نصاریٰ نے کہا دیکھو سایہ ان کی طرف جھکتا ہے۔ اور بعض

اسفار میں ایک درخت خشک و بے برگ کے نیچے جلوس فرمایا، فوراً زمین حضور کے گرد کی سبزہ زار ہو گئی اور پیڑ ہرا ہو گیا، شاخیں اسی ساعت بڑھ گئیں اور اپنی کمال بلندی کو پہنچ کر سائے کے لیے حضور پر لٹک آئیں، یہ سب حدیثیں کتب سیر میں تفصیلاً مذکور ہیں۔

والدین کا زندہ ہونا

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہوا، حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں جب عقبہ جحون پر گزر رہا تھا اور اشک بار ورنجیدہ و مغموم ہوئے، پھر تشریف لے گئے جب لوٹ کر آئے چہرہ بشاش تھا اور لب تبسم ریز، میں نے سبب پوچھا، فرمایا میں اپنی ماں کی قبر پر گیا اور خدا سے عرض کیا کہ انھیں زندہ کر دے، وہ قبول ہوئی اور زندہ ہو کر ایمان لائیں اور پھر قبر میں آرام کیا۔

خطیب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی :

قالت حج بنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فمر بي عقبه الجحون و هو باك حزين مغتم ثم ذهب و عاد و هو فرح متبسم قالت سألته فقال ذهب الى قبر امي فسالت الله ان يحييها فامنت بي وردها الله .

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ حج کیا جب عقبہ جحون پر پہنچے تو رو رہے تھے اور غمگین تھے، پھر آپ کہیں تشریف لے گئے جب واپس آئے تو مسرور تھے اور فرما رہے تھے، عائشہ فرماتی ہیں، میں نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا میں اپنی ماں کی قبر پر گیا تھا میں نے اپنے اللہ سے سوال کیا اس نے ان کو زندہ کیا وہ ایمان لائیں اور پھر انتقال فرما گئیں۔

امام جلال الدین سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں اس کی سند میں مجاہل ہیں اور سہیل نے ام

المومنین سے احیائے والدین ذکر کر کے کہا اس کے اسناد میں مجہولین ہیں اور حدیث سخت منکر اور صحیح کے معارض۔

بایں ہمہ اسی مجمع البیاری میں لکھتے ہیں:

و فی المقاصد الحسنۃ و ما احسن ما قال

جاء اللہ النبی مزید فضل

علی فضل و کان بہ رؤفا

●

فاحیی امہ و کذا اباہ

لایمان بہ فضلا لطیفا

●

نسلم فالقدیم بذاقدیر

و ان کان الحدیث بہ ضعیفا

حاصل یہ کہ مقاصد حسنہ میں ہے اور کیا خوب کہا، خدا نے نبی کو فضل پر فضل زیادہ عطا فرمائے اور ان پر نہایت مہربان تھا پس ان کے والدین کو ان پر ایمان لانے کے لیے زندہ کیا اپنے فضل لطیف سے، ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قدیم تو اس پر قدرت رکھتا ہے اگرچہ جو حدیث اس معنی میں وارد ہوئی ضعیف ہے۔

(قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

شجر و حجر نے سجدہ کیا

ابن ابی شیبہ و ترمذی اور حاکم و ابو نعیم و خرائطی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ابوطالب چند سرداران قریش کے ساتھ ملک شام کو گئے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمراہ تشریف فرما تھے جب صومعہ راہب یعنی بحیرا کے پاس اترے راہب صومعہ سے نکل کر ان کے پاس آیا اور اس سے پہلے جو یہ قافلہ جاتا تھا راہب نہ آتا نہ اصلاً ملتفت ہوتا اب کی بار خود آیا اور لوگوں کے بیچ گزرتا ہوا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک تھام کر بولا۔

هذا سيد العالمين هذا رسول رب العالمين يبعه الله رحمة للعالمين.

یہ تمام جہاں کے سردار ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں تمام عالم کے لیے رحمت بھیجے گا۔

سرداران قریش نے کہا تجھے کیا معلوم ہے کہا جب تم اس گھاٹی سے بڑھے کوئی درخت و سنگ نہ تھا جو سجدے میں نہ گرے اور وہ نبی کے سوا دوسرے کو سجدہ نہیں کرتے اور میں انھیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں ان کے استخوان شانہ کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ پھر راہب واپس گیا اور قافلہ کے لیے کھانا لایا حضور تشریف نہ رکھتے۔ آدمی طلب کو گیا تشریف لائے ابرسر پر سایہ گستر تھا راہب بولا :

انظروا اليه غمامة تظله . وہ دیکھو ابران پر سایہ کیسے ہے۔

قوم نے پہلے سے درخت کا سایہ گھیر لیا تھا حضور نے جگہ نہ پائی دھوپ میں تشریف رکھی فوراً پیڑ کا سایہ حضور پر جمک آیا، راہب نے کہا :

انظروا الى في الشجرة مال اليه .

وہ دیکھو پیڑ کا سایہ ان کی طرف جھکتا ہے۔

ہاتف کی پکار

ابونعیم حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، یہ ایک شب صحرائے شام میں تھے ہاتف جن نے انھیں بعثت حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر دی، صبح راہب کے پاس جا کر قصہ بیان کیا کہا

قد صدقواک بخرج من الحرم و مهاجرہ الحرم و هو خیر الانبیاء .

جنوں نے تجھ سے سچ کہا حرم سے ظاہر ہوں گے اور حرم کو ہجرت فرمائیں گے اور وہ تمام انبیاء سے

بہتر ہیں۔

ابن عساکر، ابونعیم، خرائطی، بعض صحابہ ثعمین سے راوی :

ہم ایک شب اپنے بت کے پاس تھے اور اسے ایک مقدمہ میں بیچ کیا تھا ناگاہ ہاتف نے پکارا۔

یا ایہا الناس ذوی الاصلنام	ما اتم و طائش الاحلام
وسند الحکم الی الاصلنام	ہذا نبی سید الانام
اعدل ذی حکم من الحکام	یصدع بالنور وبالاسلام

مستعلن فی البلد الحرام

اے بت پرستو! کیا حال ہے تمہارا اور یہ کم عقلیاں اور پتھروں کو بیچ بنانا یہ ہے نبی تمام جہاں کا سردار ہر حاکم سے زیادہ عادل نور و اسلام کا آشکارا کرنے والا، حرم محترم میں ظہور فرمانے والا۔

ہم سب ڈر کر بت کو چھوڑ گئے اور اس شعر کے چرے چرے یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں ظہور فرما کر مدینہ تشریف لائے ہیں میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔ (تجلی الیقین)

چار پائے کلام کرتے ہیں

ابن حبان و ابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابو نعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا وہ جانور بھی تکلم میں آیا ارشاد ہوا تیرا کیا نام ہے عرض کی یزید بیٹا شہاب کا، اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کیے۔

کلہم لا یرکبہ الا نبی .

ان پر سب انبیاء سوار ہوا کیے۔

وقد كنت اتوقعك ان ترکبني لم یبق من نسل جدی غیری و لا من الانبیاء غیرک .

مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوا میرے اور انبیاء میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں۔

میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرا دیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام یعفور رکھا جسے بلانا چاہتے اسے بھیج دیتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں، جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا، ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنویں میں گر کر مر گیا۔ (جزاء اللہ عدوہ باباء ختم النبوة)

ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا

حضور پر نور سید الانوار ماہ عرب مہر عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا

مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا، یہاں تک کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر ادا کی۔

اسے طحاوی و امام قاضی عیاض و امام مغلطائی و امام قطب حیضری و امام حافظ الشان عسقلانی و امام خاتم الانظار سیوطی وغیرہم اجلہ کرام نے حسن و صحیح کہا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۶۳۴، منیر العین)

ایک موقع پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

اہم فرائض ارکان ہیں اور اہم ارکان اربعہ نماز اور تعظیم و محبت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً نماز سے اہم و اعظم۔

غزوہ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منزل صہبا میں بعد نماز عصر سیدنا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی، جب وقت تنگ ہونے پر آیا مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب راحت میں خلل آتا ہے۔ معہذا کیا معلوم کہ حضور کو خواب میں کیا وحی ہو رہی ہے اور اگر بیٹھا رہتا ہوں نماز جاتی ہے۔ آخر وہی تعظیم و محبت کا پلہ غالب آیا اور اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگادینے پر نماز جانے کو گوارا کیا۔

حتی توارت بالحجاب۔

یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔

اب کہ وقت مغرب ہوا سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشم حق بین کھلی مولیٰ علی کو مضطرب پایا سبب دریافت کیا عرض کیا یا رسول اللہ، میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دست مشکل کشائی بلند فرمائے اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی:

الہی! علی تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے حکم باندھا ہوا کھنچا چلا آیا وقت عصر ہو گیا، امیر المومنین نے نماز ادا فرمائی پھر ڈوب گیا۔
امام اجل ابو جعفر طحاوی وغیرہ ائمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔

(ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ معجزات نبوی سے متعلق اس طرح نغمہ سراہیں :

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا لٹے قدم	تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا
میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ	جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا
کیوں جناب بو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر	جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

ان کے جلال کا اثر دل سے لگائے ہے قمر
جو کہ ہو لوٹ زخم پر داغ جگر مٹائے کیوں

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگ ریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

پنجہ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمہ خورشید میں تو نام کو بھی غم نہیں

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حق یہ کہ ہیں عبد الہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ ہیں وہ سر خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ماہ شق گشتہ کی صورت دیکھو کانپ کر مہر کی رجعت دیکھو
مصطفیٰ پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں
اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں
انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہے جب غمخواری تشنہ سیراب ہوا کرتے ہیں
ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیا فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شتران ناشاد گلہ رنج و عنا کرتے ہیں

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

برق انگشت نبی چمکی تھی اس پر ایک بار
آج تک ہے سینہ مہ میں نشان سوختہ

جس نے ٹکڑے کیے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سورج لٹے پاؤں پٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

چاند اشارے کا ہلا حکم کا باندھا سورج
واہ کیا بات شہا تیری توانائی کی

کف دریائے کرم میں ہیں رضا
پانچ فوارے چھلکنے والے

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور نجدے کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے بہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر بکھلوتا نور کا

چو انگشت توشد جولان ده برق
قمر را بہر قرباں آفریدند

اشارے سے چاند چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر لیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب و تواں تمہارے لیے

صاحب رجعت شمس شق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)



معراج النبی ﷺ

وہ سرور کشور رسالت ، جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نئے لے طرب کے ساماں عرب کے مہماں کے لیے تھے

صبح (النبي اسرى بعبدہ لبلا من المسجد الحرام الى المسجد الأقصى (النبي باركنا حولہ لنزبه من آتنا
 انہ جو المسبح البصير۔

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگردہم نے
 برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ ستاد بکھتا ہے۔
 (بنی اسرائیل، ۱)

معراج النبی ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آسمانی معجزات میں سے معراج کا واقعہ بہت زیادہ اہمیت کا حامل اور ہماری مادی دنیا سے بالکل ماوراء اور عقل انسانی کے قیاس و گمان کی سرحدوں سے بہت زیادہ بالاتر ہے۔

معراج کا دوسرا نام ”اسری“ بھی ہے۔ اسری کے معنی رات کو چلانا یا رات کو لے جانا، چوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واقعہ معراج کو خداوند عالم نے قرآن مجید میں سبحن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا کے الفاظ سے بیان فرمایا ہے اس لیے معراج کا نام اسری پڑ گیا۔ اور چوں کہ حدیثوں میں معراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عروج ہی، (مجھ کو اوپر چڑھایا گیا) کا لفظ ارشاد فرمایا اس لیے اس واقعہ کا نام ”معراج“ پڑا۔

احادیث و سیر کی کتابوں میں اس واقعہ کو بہت کثیر التعداد صحابہ نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ علامہ زرقانی نے ۴۵ صحابیوں کا نام گنایا ہے جنہوں نے حدیث معراج کو روایت کیا ہے۔

معراج کب ہوئی؟

معراج کی تاریخ، دن اور مہینہ میں بہت زیادہ اختلافات ہیں لیکن اتنی بات پر بلا اختلاف سب کا اتفاق ہے کہ معراج نزول وحی کے بعد اور ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے جو مکہ معظمہ میں پیش آیا اور ابن قتیبہ دنیوری (م ۲۶۷ھ) اور ابن عبد البر (م ۴۶۳ھ) اور امام رافعی و امام نووی نے تحریر فرمایا کہ واقعہ معراج رجب کے مہینے میں ہوا، اور محدث عبد الغنی مقدسی نے رجب کی ستائیسویں بھی متعین کر دی ہے اور علامہ زرقانی نے تحریر فرمایا ہے کہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے اور بعض مورخین کی رائے ہے کہ یہی سب سے زیادہ

قوی روایت ہے۔

معراج کتنی بار اور کیسے ہوئی؟

جمہور علماء ملت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ صرف ایک بار ہوئی، جمہور صحابہ و تابعین اور فقہاء محدثین نیز صوفیائے کرام کا یہی مذہب ہے، چنانچہ علامہ ملا احمد جیون علیہ الرحمۃ (استاذ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ) نے تفسیرات احمدیہ میں لکھا ہے۔

والا صح انہ کان فی الیقظة بجسده مع روحه و عنیہ اهل السنة و الجماعة
فمن قال انہ بروح فقط او فی النوم فقط فمبتدع ضال مضل فاسق.

اور سب سے زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ معراج بحالت بیداری جسم و روح کے ساتھ ہوئی یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ لہذا جو شخص یہ کہے کہ معراج فقط روحانی ہوئی یا معراج فقط خواب میں ہوئی وہ شخص بدعتی و گمراہ اور گمراہ کن و فاسق ہے۔

بعض عارفین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اسرات اور معارج بہت تھیں، اور بعض نے ۳۴ رکھا ہے، جن میں سے ایک تو پچشم سر بیداری سے تھی باقی خواب میں روحانی تھیں، ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اسری مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جسمانی بیداری میں تھی اور وہاں سے معراج آسمان تک خواب میں روحانی تھی۔

مختصر تذکرہ معراج

معراج کی رات آپ کے گھر کی چھت کھلی اور ناگہاں حضرت جبریل علیہ السلام چند فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور آپ کو حرم کعبہ میں لے جا کر آپ کے سینہ مبارک کو چاک کیا اور قلب انور کو نکال کر

آب زم زم سے دھویا پھر ایمان و حکمت سے بھرے ہوئے ایک طشت کو آپ کے سینے میں انڈیل کر شکم کا چاک برابر کر دیا، پھر آپ براق پر سوار ہو کر بیت المقدس تشریف لائے، براق کی تیز رفتاری کا یہ عالم تھا کہ اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں اس کی نگاہ کی آخری حد ہوتی تھی، بیت المقدس پہنچ کر براق کو آپ نے اس حلقہ میں باندھ دیا جس میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی اپنی سواریوں کو باندھا کرتے تھے، پھر آپ نے تمام انبیاء اور رسولوں کو جو وہاں حاضر تھے دو رکعت نماز نفل جماعت سے پڑھائی۔

جب یہاں سے نکلے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے شراب اور دودھ کے دو پیالے آپ کے سامنے پیش کیے، آپ نے دودھ کا پیالہ اٹھالیا، یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے فطرت کو پسند فرمایا، اگر آپ شراب کا پیالہ اٹھا لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی، پھر حضرت جبریل علیہ السلام آپ کو ساتھ لے کر آسمان پر چڑھے، پہلے آسمان میں حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے آسمان میں حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے، جو دونوں خالہ زاد بھائی تھے ملاقاتیں ہوئیں اور کچھ گفتگو بھی ہوئی، تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، اور پانچویں آسمان میں حضرت ہارون علیہ السلام اور چھٹے آسمان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ملے اور ساتویں آسمان پر پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی وہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے بیٹھے تھے، جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں، بوقت ملاقات ہر پیغمبر نے خوش آمدید، اے پیغمبر صالح کہہ کر آپ کا استقبال کیا، پھر آپ کو جنت کی سیر کرائی گئی، اس کے بعد آپ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے اس درخت پر جب انوار الہی کا پرتو پڑا تو ایک دم اس کی صورت بدل گئی اور اس میں رنگ برنگ کے انوار کی ایسی تجلی نظر آئی جن کی کیفیتوں کو الفاظ ادا نہیں کر سکتے، یہاں پہنچ کر حضرت جبریل علیہ السلام یہ کہہ کر ٹھہر گئے کہ اب اس سے آگے میں نہیں بڑھ سکتا۔

پھر حضرت حق جل جلالہ نے آپ کو عرش بلکہ عرش کے اوپر جہاں تک اس نے چاہا بلا کر آپ کو

باریاب فرمایا اور خلوت گاہ راز میں راز و نیاز کے وہ پیغام ادا ہوئے جن کی لطافت و نزاکت الفاظ کے بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی، چنانچہ قرآن مجید میں فاحشی الی عبدہ ما وحی کے رمز و اشارہ میں خداوند قدوس نے اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

بارگاہ الہی میں بے شمار عطیات کے علاوہ تین خاص انعامات مرحمت ہوئے جن کی عظمتوں کو اللہ و رسول کے سوا اور کون جان سکتا ہے۔

(۱) سورہ بقرہ کی آخری آیتیں۔

(۲) یہ خوش خبری کہ آپ کی امت کا ہر وہ شخص جس نے شرک نہ کیا ہو بخش دیا جائے گا۔

(۳) امت پر پچاس وقت کی نماز۔

جب آپ ان خداوندی عطیات کو لے کر واپس آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کی امت سے ان پچاس نمازوں کا بار نہ اٹھ سکے گا، لہذا آپ واپس جائیے اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کیجیے، چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے چند بار آپ بارگاہ الہی میں آتے جاتے اور عرض پرداز ہوتے رہے یہاں تک کہ صرف پانچ وقت کی نمازیں رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میرا قول بدل نہیں سکتا، اے محبوب آپ کی امت کے لیے یہ پانچ نمازیں بھی پچاس ہوں گی، نمازیں تو پانچ ہوں گی مگر میں آپ کی امت کو ان پانچ نمازوں پر پچاس نمازوں کا اجر و ثواب عطا کروں گا۔

پھر آپ عالم ملکوت کی اچھی طرح سیر فرما کر اور آیات الہیہ کا معائنہ و مشاہدہ فرما کر آسمان سے زمین پر تشریف لائے، اور بیت المقدس میں داخل ہوئے اور براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے، راستہ میں آپ نے بیت المقدس سے مکہ تک کی تمام منزلوں اور قریش کے قافلہ کو بھی دیکھا، ان تمام

مراحل کے طے ہونے کے بعد آپ مسجد حرام میں پہنچ کر چوں کہ ابھی رات کا کافی حصہ باقی تھا سو گئے اور صبح کو بیدار ہوئے اور جب رات کے واقعات کا آپ نے قریش کے سامنے تذکرہ فرمایا تو رؤسائے قریش و سخت تعجب ہوا، یہاں تک کہ بعض کور باطنوں نے آپ کو جھوٹا کہا، اور بعض نے مختلف سوالات کیے چوں کہ اکثر رؤسائے قریش نے بار بار بیت المقدس کو دیکھا تھا اور یہ بھی جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی بھی بیت المقدس نہیں گئے ہیں اس لیے امتحان کے طور پر ان لوگوں نے آپ سے بیت المقدس کے بار و دیوار اور اس کی محرابوں وغیرہ کے بارے میں سوالوں کی پوچھا شروع کر دی، اس وقت اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی آپ کی نگاہ نبوت کے سامنے بیت المقدس کی پوری عمارت کا نقشہ پیش فرمایا چنانچہ قریش آپ سے سوال کرتے جاتے تھے اور آپ عمارت کو دیکھ دیکھ کر ان کے سوالوں کا ٹھیک جواب دیتے جاتے تھے۔

دیدار الہی

کیا معراج میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کو دیکھا؟ اس مسئلہ میں سلف و تلامذہ اختلاف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بعض صحابہ نے فرمایا کہ معراج میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا بلکہ ان حضرات نے ماکذب اللغو ادا کر دی کئی تفسیر میں یہ فرمایا کہ آپ نے خدا کو نہیں دیکھا بلکہ معراج میں حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل و صورت میں دیکھا کہ ان کے چہرے پر تھے۔

پھر بعض سلف و تلامذہ حضرت سعید بن جبیر تابعی نے اس مسئلہ میں کہہ دیا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا مگر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا مگر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی انگلیوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

چنانچہ عبد اللہ بن الحارث نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد بن عباس نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا مگر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا مگر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی انگلیوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

کے لوگ یہی کہتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یقیناً اپنے رب کو معراج میں دو مرتبہ دیکھا، یہ سن کر حضرت کعب نے اس زور کے ساتھ نعرہ مارا کہ پہاڑیاں گونج اٹھیں اور فرمایا کہ بیشک حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے کلام کیا اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا۔

اسی طرح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ما کذب الفواد ما رای کی تفسیر میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، اسی طرح حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رايت ربی یعنی میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

محدث عبد الرزاق ناقل ہیں کہ حضرت امام حسن بصری اس بات پر حلف اٹھاتے تھے کہ یقیناً حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا، اور بعض متکلمین نے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مذہب تھا۔

اور ابن اسحاق ناقل ہیں کہ حاکم مدینہ مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ کیا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جی ہاں۔

اسی طرح نقاش نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب کا قائل ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خدا کو دیکھا، دیکھا، اتنی دیر تک وہ دیکھا دیکھا کرتے رہے کہ ان کی سانس ٹوٹ گئی۔

بہر حال علماء اہل سنت کا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کا دیدار کیا۔

شق صدر مبارک

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۃ الم نشرح کی تفسیر میں فرمایا

ہے کہ چار مرتبہ آپ کا مقدس سینہ چاک کیا گیا اور اس میں نور و حکمت کا خزانہ بھرا گیا۔

پہلی مرتبہ: جب آپ حضرت حلیمہ کے گھر تھے اس کی حکمت یہ تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

دوسری بار: دس برس کی عمر میں ہوا تاکہ جوانی کی پر آشوب شہوتوں کے خطرات سے آپ بے خوف ہو جائیں۔

تیسری بار: غار حرا میں شق صدر ہوا اور آپ کے قلب میں نور سیکھنے بھر دیا گیا تاکہ آپ وحی الہی کے عظیم اور گراں بار بوجھ کو برداشت کر سکیں۔

چوتھی بار: شب معراج میں آپ کا مبارک سینہ چاک کر کے نور و حکمت کے خزانوں سے معمور کیا گیا تاکہ آپ کے قلب مبارک میں اتنی وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدار الہی کی تجلیوں اور کلام ربانی کی ہیبتوں اور عظمتوں کے متحمل ہو سکیں۔ (مولف)

(مدارج النبوة وسیرت مصطفیٰ)

حضور نے رب کو دکھا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ شب معراج نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے رب کو دیکھنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

آپ نے احادیث و آثار سے جو جواب تحریر فرمایا ہے وہ بعینہ یہ ہے۔

حدیث: امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم رایت ربی عزوجل .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

امام علامہ جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ اور علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں یہ حدیث سند صحیح ہے۔

حدیث : ابن عساکر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لان الله اعطى موسى الكلام و اعطانى الروية لوجهه و فضلنى بالمقام المحمود و الحوض المورد .

بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا مجھ کو شفاعت کبریٰ و حوض کوثر ہے فضیلت بخشی۔

حدیث : وہی محدث حضرت عبد اللہ بن مسعود سے راوی :

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال لی ربی نحللت ابراهيم خلتي و كلمت موسى تكليما و اعطيتك يا محمد كفاحا .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے میرے رب عزوجل نے فرمایا میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا اور تمہیں اے محمد موابہ، بخشا کہ بے پردہ و حجاب تم نے میرا جمال پاک دیکھا۔

فی مجمع البحار کفاحا ای مواجهة لیس بینہما حجاب و لا رسول .

مجمع البحار میں ہے کہ ایسا آئینہ سامنا کہ درمیان میں کوئی پردہ اور قاصد نہ تھا۔ (مولف)

حدیث : ابن مردویہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهو يصف سدره المنتهى (و ذكر الحديث الى ان قال) فقلت يا رسول الله ما رأيت عندها قال رأيت عندها يعني ربه .

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہی کا وصف بیان فرماتے تھے میں نے عرض کی یا رسول اللہ حضور نے اس کے پاس کیا دیکھا فرمایا مجھے اس کے پاس دیدار ہوا۔

حدیث : ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی :

اما نحن بنو هاشم فنقول ان محمد ارأى ربه مرتين .

ہم بنی ہاشم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں کہ بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو بار دیکھا۔

حدیث : ابن اسحاق عبداللہ بن ابی سلمہ سے راوی :

ان ابن عمر ارسل الى ابن عباس يسأله هل رأى محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ربه فقال نعم .

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کرا بھیجا کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ انھوں نے جواب دیا ہاں۔

جامع ترمذی و معجم طبرانی میں عکرمہ سے مروی :

و اللفظ للطبرانی عن ابن عباس قال نظر محمد الى ربه قال عكرمة فقلت له
نظر محمد الى ربه قال نعم جعل الكلام لموسى و النخلة لابراهيم و النظر
لمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم (زاد الترمذی) فقد رأى ربه مرتين .

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب
کو دیکھا عکرمہ ان کے شاگرد کہتے ہیں میں نے عرض کی کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے
رب کو دیکھا فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے لیے کلام رکھا اور ابراہیم کے لیے دوستی اور محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دیدار اور بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث : امام نسائی اور امام ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی کی روایت میں ہے :

واللفظ للبيهقي ان تعجبون ان تكون النخلة لابراهيم و الكلام لموسى و
الروية لمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم .

کیا ابراہیم کے لیے دوستی اور موسیٰ کے لیے کلام اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دیدار ہونے
میں تمہیں کچھ اچنبھا ہے۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے امام قسطلانی و زرقانی نے فرمایا اس کی سند جید ہے۔

حدیث : طبرانی معجم اوسط میں راوی :

عن عبد الله بن عباس انه كان يقول ان محمد صلى الله تعالى عليه وسلم رأى
ربه مرتين مرة ببصرة و مرة بفؤاده .

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے، بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو بار اپنے رب کو دیکھا ایک بار اس آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

امام سیوطی و امام قسطلانی و علامہ شامی و علامہ زرقانی فرماتے ہیں اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حدیث : امام الائمہ ابن خزیمہ و امام بزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأى ربّه عزوجل .

بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

امام احمد قسطلانی و عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں اس کی سند قوی ہے۔

حدیث : محمد بن اسحاق کی حدیث میں ہے :

ان مروان سأل ابا هريرة رضي الله تعالى عنه هل رأى محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ربّه فقال نعم .

یعنی مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا فرمایا ہاں۔

حدیث : مصنف عبد الرزاق میں ہے۔

عن معمر عن الحسن البصري انه كان يحلف بالله لقد رأى محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ربّه .

یعنی حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قسم کھا کر فرمایا کرتے بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

اسی طرح امام ابن خزمیہ حضرت عروہ بن زبیر سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی کے بیٹے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں راوی کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شب معراج دیدار الہی ہونا مانتے ہیں۔

وانہ کان یشتد علیہ انکارھا۔

اور ان پر اس کا انکار سخت گراں گزرتا۔

یوں ہی کعب احبار عالم کتب سابقہ و امام ابن شہاب زہری قرشی و امام مجاہد مخزومی مکی و امام عکرمہ بن عبد اللہ مدنی ہاشمی و امام عطاء بن رباح قرشی مکی استاذ امام اعظم ابو حنیفہ و امام مسلم بن صبیح ابوالضحیٰ کوفی وغیرہم جمیع تلامذہ عالم قرآن حبر الامہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔ ابن خزمیہ نے اسے عروہ بن الزبیر سے روایت کیا اور اسے باقی رکھا۔ یہی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جملہ اصحاب کا قول ہے اور اسی پر کعب احبار و زہری نے جزم کیا ہے۔

حضور کے رویت باری پر اقوال ائمہ

امام خلال کتاب السنۃ میں اسحاق بن مروزی سے راوی حضرت امام احمد بن حنبل رویت کو ثابت مانتے اور اس کی دلیل فرماتے قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأیت ربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

نقاش اپنی تفسیر میں اس امام سند الامام رحمہ اللہ تعالیٰ سے راوی :

انہ قال اقول بحديث ابن عباس بعينه رأى ربه راه راه حتى انقطع نفسه .

یعنی انھوں نے فرمایا میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معتقد ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا دیکھا دیکھا یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

امام ابن الخطیب مصری مواہب شریف میں فرماتے ہیں :

جزم به معمر و آخرون و هو قول الاشعری و غالب اتباعه .

یعنی امام معمر بن راشد بصری اور ان کے سوا اور علماء نے اس پر جزم کیا۔ اور یہی مذہب ہے امام اہل سنت امام ابوالحسن اشعری اور ان کے غالب پیروں کا۔

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں :

الاصح الرجح انه صلى الله تعالى عليه وسلم رأى ربه بعين رأسه حين اسرى به كما ذهب اليه اكثر الصحابة .

مذہب اصح و رائج یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسری اپنے رب کو پچشم سر دیکھا جیسا کہ جمہور صحابہ کرام کا یہی مذہب ہے۔

امام نووی شرح صحیح مسلم میں پھر علامہ محمد بن عبدالباقی شرح مواہب میں فرماتے ہیں :

الراجح عند اكثر العلماء انه صلى الله تعالى عليه وسلم رأى ربه بعين رأسه ليلة المعراج .

جمہور علماء کے نزدیک رائج یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج اپنے رب کو انھیں آنکھوں سے دیکھا۔
(منہ المدیہ لوصول الحبیب الی العرش والرویۃ)

حضور کا عرش پر تشریف لے جانا

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شب معراج مبارک عرش عظیم تک تشریف لے جانا ثابت ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے یہ محض جھوٹ ہے اس کا یہ کہنا کیسا ہے؟
آپ فرماتے ہیں :

بیشک علماء کرام ائمہ دین عدول ثقات معتمدین اپنی تصانیف جلیلہ میں اس کی اور اس سے زائد کی تصریحات جلیلہ فرماتے ہیں اور یہ سب احادیث ہیں اگرچہ احادیث مرسل یا ایک اصطلاح پر معطل ہیں اور حدیث مرسل و معطل باب فضائل میں بالا جماع مقبول ہے خصوصاً جب کہ ناقلین ثقات عدول ہیں اور یہ امر ایسا نہیں جس میں رائے کو دخل ہو تو ضرور ثبوت سند پر محمول اور مثبت نافی پر مقدم اور عدم اطلاع، اطلاع عدم نہیں تو جھوٹ کہنے والا محض جھوٹا مجازف فی الدین ہے۔

امام اجل سیدی محمد بوسیری قدس سرہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں :

سریت من حرم لیلا الی الحرم	کما سری البدر فی داج من الظلم
وبت ترقی الی ان نلت منزلة	من قاب قوسین لم تدرك و لم ترم
خففت کل مقام بالاضافة اذ	نودیت بالرفع مثل المفرد العلم
فخرت کل فخار غیر مشترک	وجزت کل مقام غیر مزدحم

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصہ میں حرم مکہ معظمہ سے بیت الاقصیٰ کی طرف تشریف فرما ہوئے جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے اور حضور اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پہنچے جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو اس کی ہمت ہوئی حضور نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرما دیا جب حضور رفع کے لیے مفرد علم کی طرح ندا فرمائے

گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرمالیا جو قابل شرکت نہ تھا اور حضور ہر اس مقام سے گزر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرمالیے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

ای انت دخلت الباب و قطعت الحجاب الی ان لم تترك غاية لساع الی
السبق من کمال القرب المطلق الی جناب الحق و لا تترك موضع رقی و صعود و
قیام لطالب رفعة فی عالم الوجود بل تجاوزت ذلک الی مقام قاب قوسین او ادنی
فاوحی الیک ربک ما اوحی .

یعنی حضور نے یہاں تک کہ حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل
کے سبب کسی ایسے کے لیے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی
طالب بلندی کے لیے کوئی جگہ عروج و ترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر
مقام قاب قوسین او ادنیٰ تک پہنچے تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔

نیز امام ہمام ابو عبد اللہ شرف الدین محمد قدس سرہ ام القرئی میں فرماتے ہیں :

و ترقی بہ الی قاب قوسین

و تلک السیارة القعساء

رتب تسقط الامانی حسری

دونہما ما وراہن وراء

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القرئی میں فرماتے ہیں :

قال بعض الائمة المعاريج ليلة الاسراء عشرة سبعة في السموات و الثامن الى سدره المنتهى و التاسع الى المستوى و العاشر الى العرش الخ.

بعض ائمہ نے فرمایا شب اسری دس معراجیں تھیں سات ساتوں آسمانوں میں اور آٹھویں سدرۃ المنتہی نویں مستوی دسویں عرش تک۔

سیدی علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا۔

حيث قال شهاب الدين المكي في شرح الهمزية للبوصيري عن بعض الائمة ان المعاريج عشرة الى قوله و العاشر الى العرش و الروية.

معراجیں دس ہیں دسویں عرش و دیدار تک۔

نیز شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے :

لما اعطى سلمين عليه السلام الريح التي غدوها شهر و رواحها شهر اعطى نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم البراق فحمله من الفرش الى العرش في لحظة واحدة و اقل مسافة في ذلك سبعة آلاف سنة و مافوق العرش الى المستوى و الرفرف لا يعلمه الا الله تعالى .

جب سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوا دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا کہ حضور کو فرش سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا اور اس میں ادنیٰ مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے اور وہ جو فوق العرش سے مستوی و رفر ف تک رہی اسے تو خدا ہی جانے۔

اسی میں ہے :

لما اعطى موسى عليه الصلاة والسلام الكلام اعطى نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم مثله ليلة الاسراء و زيارة الدنو و الروية بعين البصر و مثنان ما بين جبل الطور الذى نوحى به موسى عليه الصلاة والسلام و ما فوق العرش الذى نوحى به نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم.

جب کہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولت کلام عطا ہوئی ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ویسی ہی شب اسرا ملی اور زیادت قرب اور چشم سر سے دیدار الہی اس کے علاوہ اور بھلا کہاں کوہ طور جس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں ما فوق العرش جہاں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام ہوا۔

اسی میں ہے :

رقبه صلى الله تعالى عليه وسلم ببدنه يقظة ليلة الاسراء الى السماء ثم الى سدرۃ المنتهى ثم الى المستوى ثم الى العرش و الرفرف و الروية .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب اسریٰ آسمانوں تک ترقی فرمائی پھر سدرۃ المنتہی پھر مقام مستوی پھر عرش و رفر ف و دیدار تک۔

علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی رحمہ اللہ تعالیٰ تعلیقات افضل القرئی میں فرماتے ہیں :

الاسراء به صلى الله تعالى عليه وسلم على يقظة بالجسد والروح من
المسجد الحرام الى المسجد الاقصى ثم عرج به الى السموات العلى ثم الى سدره
المنتهى ثم الى المستوى، ثم الى العرش و الرفرف.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج بیداری میں بدن و روح کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک
ہوئی پھر آسمانوں پھر سدرۃ المنتہیٰ پھر مستویٰ پھر عرش و رفرف تک۔

فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ للشیخ سلیمان الجمل میں ہے :

رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء من بیت المقدس الى السموات
السبع الى حيث شاء الله تعالى لكنه لم يجاوز العرش على الراجح.

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ترقی شب اسراء بیت المقدس سے ساتویں آسمان اور وہاں
سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عز و جل نے چاہا مگر رائج یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔

اسی میں ہے :

المعاريج ليلة الاسراء عشرة سبعة في السموات و الثامن الى سدره المنتهى و
التاسع الى المستوى و العاشر الى العرش لكن لم يجاوز العرش كما هو التحقيق عند
اهل المعاريج.

معراجیں شب اسراء دس ہوئیں سات آسمانوں میں اور آٹھویں سدرۃ نویں مستویٰ دسویں عرش
تک مگر زاویان معراج کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔

اسی میں ہے :

بعد ان جاوز السماء السابعة رفعت له سدرۃ المنتهی ثم جاوزها الی مستوی
ثم زج به فی النور فخرق سبعین الف حجاب من نور مسيرة کل حجاب خمسائة عام
ثم دلی له رفرف خضر فارتقی به حتی وصل الی العرش و لم یجاوزہ فکان من ربه قاب
قوسین او ادنیٰ .

جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آسمان ہفتم سے گزرے سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی
اس سے گزر کر مقام مستوی پر پہنچے پھر حضور عالم نور میں ڈالے گئے وہاں ستر ہزار پردے نور کے طے فرمائے
ہر پردے کی مسافت پانسو برس کی راہ، پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لیے لٹکایا گیا حضور اس پر ترقی فرما کر عرش
تک پہنچے اور عرش سے ادھر گزر نہ فرمایا وہاں اپنے رب سے قاب قوسین او ادنیٰ پایا۔

اقول (امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں) :

شیخ سلیمان نے عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمانے کو ترجیح دی اور امام ابن حجر مکی وغیرہ کی عبارات ماضیہ
وآتیہ وغیرہا میں فوق العرش و لامکاں کی تصریح ہے۔ لامکاں یقیناً فوق العرش ہے اور حقیقتہً دونوں قولوں
میں کچھ اختلاف نہیں۔ عرش تک منتہائے مکان ہے اس سے آگے لامکاں ہے اور جسم نہ ہوگا مگر مکان میں تو
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسم اقدس سے منتہائے عرش تک تشریف لے گئے اور روح اقدس نے
وراء الوراء تک ترقی فرمائی جسے ان کا رب جانے جو لے گیا پھر وہ جانیں جو تشریف لے گئے۔ اسی طرف
کلام امام شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اشارہ عنقریب آتا ہے کہ ان پاؤں سے سیر کا منتہی عرش ہے، تو سیر
قدم عرش پر ختم ہوئی نہ اس لیے کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی بلکہ اس لیے کہ تمام اماکن کا احاطہ فرمالیا
اوپر کوئی مکان ہی نہیں جسے کہیں کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا اور سیر قلب انور کی انتہا قاب قوسین۔ اگر وسوسہ

گزرے کہ عرش سے وراء کیا ہوگا کہ حضور نے اس سے تجاوز فرمایا، تو امام اجل سیدی علی و فارضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سنئے جسے امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجوہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرمایا کہ فرماتے ہیں :

ليس الرجل من يقيد العرش و ما حواه عن الافلاك و الجنة و النار و ان الرجل من نفذ بصره الى خارج لهذا الوجود كله و هناك يعرف قدر عظمة موجدہ سبحنہ و تعالیٰ.

مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے افلاک و جنت و نار یہی چیزیں محدود و مقید کر لیں، مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے وہاں اسے موجد عالم جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔

امام علامہ احمد قسطلانی مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ اور علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

(و منها انه رأى الله بعينه) يقظة على الراجح (و كلمه الله تعالى في الرفيع الاعلى) على سائر الامكنة و قد روى ابن عساكر عن انس رضى الله تعالى عنه مرفوعاً لما اسرى لى قربنى ربى حتى كان بينى و بينه قاب قوسين او ادنى.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا یہی مذہب رائج ہے اور اللہ عزوجل نے حضور سے اس بلند و بالاتر مقام میں کلام فرمایا جو تمام امکان سے اعلیٰ تھا اور بیشک ابن عساكر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شب اسرا مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔

اسی میں ہے:

قد اختلف العلماء في الاسراء بل هو اسراء واحد او اسراء ان مرة بروحه و بدنه يقظة و مرة مناما او يقظة بروحه و جسده من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى ثم مناما من المسجد الاقصى الى العرش فالحق انه اسراء واحد بروحه و جسده يقظة في القصة كلها و الى هذا ذهب الجمهور من علماء المحدثين و الفقهاء و المتكلمين .

علماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے یا دو ایک بار روح و بدن اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح و بدن مبارک کے ساتھ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک پھر خواب میں وہاں سے عرش تک اور حق یہ ہے کہ وہ ایک ہی اسراء ہے اور سارے قصے میں یعنی مسجد الحرام سے عرش اعلیٰ تک بیداری میں روح و بدن اطہر ہی کے ساتھ ہے جمہور علماء محدثین و فقہاء و متکلمین سب کا یہی مذہب ہے۔

اسی میں ہے :

المعاريج عشرة (الى قوله) العاشر الى العرش .

معراجیں دس ہونیں دسویں عرش تک۔

اسی میں ہے :

قد ورد في الصحيح عن انس رضي الله تعالى عنه قال عرج لي بي جبريل الى السدرة المنتهى و دنا الجبار رب العزة فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى تدلية على ما في حديث شريك كان فوق العرش .

صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے ساتھ جبریل نے سدرۃ المنتہیٰ تک عروج کیا اور جبار رب العزت جل جلالہ نے دُنو و تدلی فرمائی تو فاصلہ دو کم ذوں بلکہ ان سے کم کار ہایہ تدلی بالائے عرش تھی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفاءے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

ورد فی المعراج انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما بلغ سدرۃ المنتہیٰ جاء بالرفرف جبریل علیہ الصلاۃ والسلام فتناولہ فطار بہ الی العرش۔

حدیث معراج میں وارد ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پہنچے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام رفررف حاضر لائے وہ حضور کو لے کر عرش تک اڑ گیا۔

اسی میں ہے :

علیہ یدل صحیح الاحادیث الاحاد الدالۃ علی دخوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الجنة و وصولہ الی العرش او طرف العالم کما سیاتی کل ذلک بجسده یقظۃ۔
صحیح احاد حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب اسریٰ جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک پہنچے یا عالم کے اس کنارے تک کہ آگے لامکاں ہے اور یہ سب بیداری میں مع جسم مبارک تھا۔

حضرت سیدی شیخ اکبر امام محی الدین بن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ شریف باب ۳۱۶ میں فرماتے ہیں۔

اعلم ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لما کان خلقہ القران و تخلق بالاسماء و کان اللہ سبحانہ و تعالیٰ ذکر فی کتابہ العزیز انه تعالیٰ استوی علی العرش

على طريق التمدح و الشاء على نفسه اذ كان العرش اعظم الاجسام فجعل لنبیه علیه الصلاة و السلام من هذا الاستواء نسبة على طريق التمدح و الشاء به علیه حيث كان اعلى مقام ينتهى اليه من اسرى به من الرسل عليهم الصلاة و السلام و ذلك يدل على انه اسرى به صلى الله تعالى علیه وسلم على جسمه و لو كان الاسراء به رؤيا لما كان الاسراء و لا الوصول الى هذا المقام تمدح و لا وقع من الاعراب انكار على ذلك .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا اور حضور اسماء الہیہ کی خود خصلت رکھتے تھے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفات مدح سے عرش پر استواء بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس صفت استواء علی العرش کے پر تو سے مدح و منقبت بخشی کہ عرش وہ اعلیٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسراء منتہی ہو اور اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسراء مع جسم مبارک تھا کہ اگر خواب ہوتا تو اسراء اور اس مقام استوی علی العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔

امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت و الجواہر میں حضرت موصوف سے ناقل :

انما قال صلى الله تعالى علیه وسلم على سبيل التمدح حتى ظهرت لمستوى اشارة لما قلنا من ان منتهى السير بالقدم المحسوس العرش .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بطور مدح ارشاد فرمانا کہ یہاں تک کہ میں مستوی پر بلند ہوا ابھی میری طرف اشارہ ہے کہ قدم جسم سے سیر کا منتہی عرش ہے۔

مدارج النبوة شریف میں ہے :

فرمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پس گستر ایندہ شد برائے من رفرف سبز کہ غالب بود نور او بر نور آفتاب
پس وزشید بآں نور بصر من و نہادہ شدم من براں رفرف و برداشتہ شدم تا برسیدم بعرش۔

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد میرے لیے سبز رنگ کی
رفرف بچھائی گئی (رفرف بچھونے کو کہتے ہیں دراصل یہ اس بچھونے کو کہا جاتا ہے جو نرم ہو اور دیرپا وغیرہ سے
بنایا گیا ہو) جس کا نور آفتاب کے نور پر غالب تھا اس سے میری آنکھوں کا نور چمکنے لگا مجھے اس رفرف پر بٹھا
دیا گیا وہ مجھے لے کر روانہ ہوا یہاں تک کہ میں عرش پر پہنچا۔ (مولف)

اسی میں ہے :

آوردہ اند کہ چوں رسید آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعرش دست زد عرش بد اماں اجلال

وے۔

بیان کیا جاتا ہے جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش پر پہنچے تو عرش نے دامن اجلال کو
تھام لیا۔ (مولف)

اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے

جز حضرت پیغمبر مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالاتر از اں پہنچ کس نہ رفتہ و آں حضرت بجائے رفت کہ

آنجا جانست۔

عرش کی بلندی پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہ گیا اور حضور وہاں تشریف لے
گئے جہاں کوئی جگہ ہی نہیں ہے یعنی وہ لامکاں ہے۔ (مولف)

برداشت از طبیعت امکاں قدم کہ آں

اسری بعبدہ است من المسجد الحرام

تا عرصہ وجوب کہ اقصائے عالم ست

کانجائے جاست نے جہت و نے نشاں و نام

سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حدود امکان سے باہر قدم رکھا جن کی شان اطہر میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلًا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ اور جو وجوب کے میدان میں قدم رکھا جہاں عالم کی انتہا ہے اور وہاں نہ جگہ ہے نہ جہت و سمت نہ کوئی نام و نشان۔

نیز اسی کے باب رویۃ اللہ تعالیٰ فصل سوم زیر حدیث قد رأی ربہ مرتین ارشاد فرمایا۔

تحقیق دید آن حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پروردگار خود را جل و علا دو بار، یکے چوں نزدیک سدرۃ المنتہی بود و دوم چوں بالائے عرش برآمد۔

بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب عز و جل کو دو بار دیکھا ایک مرتبہ سدرۃ المنتہی کے قریب اور دوسری بار جب عرش اعظم کے اوپر تشریف فرما ہوئے۔ (مولف)

مکتوبات حضرت شیخ مجدد الف ثانی جلد اول مکتوب ۲۸۳ میں ہے۔

آن سرور علیہ الصلاۃ والسلام در اں شب از دائرہ مکان و زمان بیرون جست و از تنگی امکاں بر آمدہ ازل و ابدا را آں واحد یافت و بدایت و نہایت را در یک نقطہ متحد دید۔

سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب معراج مکان و زمان کے دائرے و حد سے باہر تشریف لے گئے اور امکان کی تنگی سے باہر گئے ازل و ابدا کو ایک پایا اور ابتداء و انتہاء کو ایک نقطہ میں متحد دیکھا۔ (مولف)

نیز مکتوب ۲۷۲ میں ہے :

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ محبوب رب العالمین ست و بہترین موجودات اولین و آخرین بدولت معراج بدنی مشرف شد و از عرش و کرسی درگزشت و از مکان و زمان بالا رفت۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دونوں جہاں کے رب کے محبوب ہیں اور اولین و آخرین میں سب سے بہتر و افضل ہیں انھیں معراج جسمانی کی دولت عطا ہوئی عرش و کرسی سے آگے اور زمان و مکان سے اوپر تشریف لے گئے۔ (مولف) (منہ المدیہ لوصول الحبیب الی العرش والرویۃ)

ایک مرد خدا

امام ابو بکر بن ابی الدنیا ابوالمخارق سے مرسل راوی حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں :

مررت لیلة اسری برجل مغیب فی نور العرش قلت من هذا ملک قیل لا قلت نبی قیل لا قلت من هو قال هذا رجل کان فی الدنیا لسانہ رطبا من ذکر اللہ تعالیٰ و قلبہ معلق بالمساجد و لم یستسب لوالدیہ قط۔

یعنی شب اسری میرا گزرا ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا میں نے فرمایا یہ کون ہے؟ کوئی فرشتہ ہے عرض کی گئی نہ، میں نے فرمایا نبی ہے؟ عرض کی گئی نہ، میں نے فرمایا کون ہے؟ عرض کرنے والے نے عرض کی یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں اس کی زبان یاد الہی سے تر تھی اور دل مسجدوں سے لگا ہوا اور (اس نے کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو برا نہ کہلوا یا۔

بیت المعمور میں نماز

ابن جریر و ابن ابی حاتم و بزار و ابی یعلیٰ و ابن مردویہ و بیہقی نے و ابن عساکر حضرت ابوسعید خدری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ثم صعدت الى السماء السابعة فاذا انا بابراهيم الخليل مسندة ظهره الى البيت المعمور (فذكر الحديث الى ان قال) و اذا بامتي شطرين شطر عليهم ثياب بيض كانها القراطيس و شطر عليهم ثياب رمد فدخلت البيت المعمور و دخل معي الذين عليهم الثياب البيض و حجب الاخرون الذين عليهم ثياب رمد و هم على خير فصليت انا و معي من المومنين في البيت المعمور ثم خرجت انا و من معي . الحديث .

پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا ناگاہ وہاں ابراہیم خلیل اللہ ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرما ہیں، اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پر پائی ایک قسم کے سفید کپڑے ہیں کاغذ کی طرح اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ وہ سفید پوش بھی گئے، میلے کپڑے دانے رو کے گئے مگر وہ بھی ہیں خیر و خوبی پر پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔ (عرفان شریعت، حصہ سوم)

حضرت عائشہ کے شبہ کا جواب

معراج سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ معراج جسمانی نہیں ہوئی بلکہ روحانی ہوئی کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسم اقدس بستر مبارک سے غائب نہ ہوا اس لیے جو یہ کہے کہ معراج جسمانی ہوئی اس کی تصدیق نہ کی جائے حالاں کہ معراج جسمانی ہوئی اور حضرت عائشہ کو شبہ ہوا اس شبہ کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شب معراج تک خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں

بہت صغیر السن بچہ تھیں وہ جو فرماتی ہیں حق فرماتی ہیں، ان روحانی معراجوں کی نسبت فرماتی ہیں جو ان کے زمانے میں ہوئیں، معراج جسمانی ان کی حاضری سے کئی سال پیشتر ہو چکی تھی۔

معراج ایک عجیب معجزہ ہے

حضرت عزت جلا و علا اپنے محبوبوں کی مدح سے اپنی حمد فرمایا کرتا ہے اس کی ابتداء کہیں ہو
الذی سے ہوئی ہے جیسے هو الذی بعث فی الامین رسولا منهم ، هو الذی ارسل رسوله
بالهدی و دین الحق .

کہیں، تبارک الذی سے تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون
للعلمین نذیرا .

کہیں، حمد سے جیسے الحمد لله الذی نزل علی عبدہ الكتاب و لم یجعل له عوجا .
یہاں (معراج میں) تسبیح سے ابتداء فرمائی ہے کہ سبحن الذی اسری بعبدہ لیلا من
المسجد الحرام .

اس میں ایک صریح نکتہ یہ ہے کہ جو بات نہایت عجیب ہوتی ہے اس پر تسبیح کی جاتی ہے، سبحن
الذی کیسی عمدہ چیز ہے۔ سبحن کیسی عجیب بات ہے۔ جسم کے ساتھ آسمانوں پر تشریف لے جانا، کرۂ
زمہریر طے فرمانا، کرۂ نار طے فرمانا، کروڑوں برس کی راہ کو چند ساعت میں طے فرمانا، تمام ملک و ملکوت کی
سیر فرمانا، یہ تو انتہائی عجب کی آیات بینات ہیں ہی اتنی بات کہ کفار مکہ پر حجت قائم فرمانے کے لیے ارشاد
ہوئی کہ شب کو مکہ معظمہ میں آرام فرمائیں، صبح بھی مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہوں اور رات ہی رات بیت
المقدس تشریف لے جائیں اور واپس تشریف لائیں کیا کم عجیب ہے؟ اس لیے سبحن الذی ، ارشاد
ہوا۔

کفار نے آسمان کہاں دیکھے ان پر تشریف لے جانے کا ان کے سامنے ذکر ایک ایسا دعویٰ ہوتا جس کی وہ جانچ نہ کر سکتے، بخلاف بیت المقدس جس میں ہر سال ان کے دو پھیرے ہوتے رحلۃ الشتاء والصیف اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی وہاں تشریف نہ لے گئے تو اس معجزے کی خوب جانچ کر سکتے تھے اور ان پر حجت الہی پوری قائم ہو سکتی تھی۔ چنانچہ بحمدہ تعالیٰ یہ ہی ہوا کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیت المقدس تشریف لے جانا اور شب ہی شب میں واپس آنا بیان فرمایا۔

ابو جہل کی تکذیب

ابو جہل لعین اپنے دل میں بہت خوش ہوا کہ اب ایک صریح حجت معاذ اللہ ان کے غلط فرمانے کی مل گئی ولہذا ملعون نے تکذیب ظاہر نہ کی بلکہ یہ عرض کی کہ آج ہی رات تشریف لے گئے فرمایا ہاں، کہا اور آج شب میں واپس آئے فرمایا ہاں، کہا اوروں کے سامنے بھی ایسا ہی فرما دیجیے گا فرمایا ہاں، اب اس نے قریش کو آواز دی اور وہ جمع ہوئے اور حضور سے پھر اس ارشاد کا اعادہ چاہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعادہ فرمادیا۔

ابو بکر صدیق کی تصدیق

کافر بغلیں بجاتے صدیق اکبر کے پاس حاضر ہوئے، یہ گمان تھا کہ ایسی ناممکن بات سن کر وہ بھی معاذ اللہ تصدیق سے پھر جائیں گے، صدیق سے عرض کی آپ نے کچھ اور بھی سنا آپ کے یار فرماتے ہیں کہ میں آج کی رات بیت المقدس گیا اور شب ہی میں واپس ہوا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں کہا ہاں وہ یہ حرم میں تشریف فرما ہیں صدیق نے فرمایا اگر انھوں نے یہ فرمایا تو واللہ حق فرمایا، یہ تو مکہ سے بیت المقدس تک کا فاصلہ ہے میں تو اس پر ان کی تصدیق کرتا ہوں کہ صبح شام آسمان کی خبر

ان کے پاس آتی ہے۔

حضور نے بیت المقدس کی نشانیاں بتائیں

پھر کافروں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے نشان پوچھے جانتے تھے کہ یہ تو کبھی تشریف لے گئے نہیں کیوں کر بتائیں گے وہ جو کچھ پوچھتے گئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے گئے کافروں نے کہا واللہ نشان تو پورے صحیح ہیں۔

قافلے کا حال بتا دیا

پھر اپنے ایک قافلہ کا حال پوچھا جو بیت المقدس کو گیا ہوا تھا کہ وہ بھی راستہ میں حضور کو ملا تھا اور کہاں ملا تھا اور کیا حالت تھی کب تک آئے گا؟ حضور نے ارشاد فرمایا فلاں منزل میں ہم کو ملا تھا اور یہ کہ اتر کر ہم نے اس میں ایک پیالہ سے پانی پیا تھا اور اس میں ایک اونٹ بھاگا اور ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا، اور قافلہ فلاں دن طلوع شمس کے وقت آئے گا، یہ مدت جو ارشاد ہوئی منزلوں کے حساب سے قافلہ کے لیے کسی طرح کافی نہ تھی جب وہ دن آیا کفار پہاڑ پر چڑھ گئے کہ کسی طرح آفتاب چمک آئے اور قافلہ نہ آئے تو ہم کہہ دیں کہ دیکھو (معاذ اللہ) وہ خبر غلط ہوئی۔ کچھ جانب شرق طلوع آفتاب کو دیکھ رہے تھے، کچھ جانب شام راہ قافلہ پر نظر رکھتے تھے ان میں سے ایک نے کہا وہ آفتاب چمکا کہ ان میں سے دوسرا بولا کہ وہ قافلہ آیا، یہ ہوتی ہے سچی نبوت جس کی خبر میں سرمو فرق آنا محال ہے۔

معراج، رات کو کیوں ہوئی؟

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

رات تجلی لطفی ہے اور دن تجلی قہری اور معراج کمال لطف ہے جس سے مافوق متصور نہیں، لہذا تجلی لطفی

ہی کا وقت مناسب تھا۔ معراج وصل محبوب و محبت ہے اور وصال کے لیے عادتہ شب ہی انسب مانی جاتی ہے۔

معراج ایک معجزہ عظیمہ قاہرہ ظاہرہ تھا اور سنت الہیہ ہے کہ ایسے واضح معجزہ کو دیکھ کر جو قوم نہ مانے ہلاک کر دی جاتی ہے، ان پر عذاب عام بھیجا جاتا جیسے اگلی امتوں میں بکثرت واقع ہوا۔

معراج کو تشریف لے جانا اگر دن میں ہوتا تو یا سب ایمان لے آتے یا سب ہلاک کیے جاتے۔

ایمان تو کفار کے مقدر میں تھا نہیں تو یہ ہی شق رہی کہ ان پر عذاب عام اترتا اور حضور بھیجے گئے سارے جہان کے لیے رحمت، جنہیں ان کا رب فرماتا ہے و ما کان اللہ ليعذبہم و انت فیہم .

اے رحمت عالم جب تک تم ان پر تشریف فرما ہو اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں۔

لہذا شب ہی مناسب ہوئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۰۳ تا ۱۰۶)

معراج جسمانی ہوئی

معراج شریف یقیناً قطعاً اسی جسم مبارک کے ساتھ ہوئی نہ کہ فقط روحانی، جو ان کی عطا سے ان کے غلاموں کو بھی ہوتی ہے۔

اللہ عز و جل فرماتا ہے:

سبحن الذی اسری بعبده

پاکی ہے اسے جورات میں لے گیا اپنے بندہ کو۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۷۰)

یہ نہ فرمایا کہ لے گیا اپنے بندہ کی روح کو۔

سلطنت الہی کے دولہا

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیشک تمام سلطنت الہی کے دولہا ہیں۔

امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقل فرماتے ہیں :

هو صلى الله تعالى عليه وسلم رأى صورة ذاته المباركة فى الملكوت فاذا هو عروس المملكة .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارک کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ سنور تمام سلطنت الہی کے دولہا ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۹۹)

حضرت ابراہیم کا ارشاد

شیخ الانبیاء خلیل کبریٰ علیہ الصلاۃ والثناء نے شب معراج حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خطبہ فضائل سن کر تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والتسلیم سے فرمایا:

بهذا فضلکم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم .

ان وجوہ سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سب سے افضل ہوئے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۴۵)

جہنم میں عورتوں کی کثرت

حدیث صحیح میں حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ:

رایت النار فلم ار کالیوم منظرا قط افطع و رایت اکثر اهلها النساء .

میں نے دوزخ ملاحظہ فرمائی تو آج کی برابر کوئی چیز سخت و شنیع نہ دیکھی اور میں نے اہل دوزخ میں عورتیں زیادہ دیکھیں۔ فقالوا یا رسول اللہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ، یعنی حضور اس کا سبب کیا

ہے۔

قال بكفرهن فرمایا ان کے کفر کے باعث قیل يكفرون باللہ عرض کی گئی کیا اللہ عزوجل سے کفر کرتی ہیں۔

قال يكفرون العشير و يكفرون الاحسان .

فرمایا شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتی ہیں۔

لو احسنت الى احداهن الدهر ثم رأت منك شيئا قالت ما رأيت منك خيرا قط.

اگر تو ان میں کسی کے ساتھ عمر بھر احسان کرے پھر ذرا سی بات خلاف مزاج تجھ سے دیکھے تو کہے میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی نہ دیکھی۔ اسے بخاری و مسلم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۵۸۳۔ اطائب التہانی)

فرضیت نماز

نماز پنج گانہ اللہ عزوجل کی وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس نے اپنے کرم عظیم سے خاص ہم کو عطا فرمائی، ہم سے پہلے کسی امت کو نہ ملی بنی اسرائیل پر دو ہی وقت کی فرض تھی وہ بھی صرف چار رکعتیں دو صبح، دو شام وہ بھی ان سے نہ بھی۔

سنن نسائی شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیث معراج مبارک میں ارشاد فرماتے ہیں:

ثم ردت الى خمس صلوات قال فارجع الى ربك فاسأله التخفيف فانه فرض

علی بنی اسرائیل صلاتین فما قاموا بهما.

یعنی پھر پچاس نمازوں کی پانچ رہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی کہ حضور پھر جائیں اور اپنے رب سے تخفیف چاہیں کہ اس نے بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض فرمائی تھیں وہ انھیں بھی بجا نہ لائے۔

(فتاویٰ رضویہ ۲، ص ۱۹۳)

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث معراج میں ہے:

فاعطی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلاثا اعطی الصلوات الخمس و اعطی خواتیم سورة البقرة و غفر لمن لم یشرک باللہ من امتہ شیئا.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث اسراء میں فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئیں، پانچ نمازیں، اور سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں اور آپ کی امت میں سے ان کی مغفرت جنہوں نے شرک نہیں کیا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۵)

معراج سے پہلے نماز

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

پیش از اسراء دو وقت یعنی قبل طلوع شمس و قبل غروب کے نمازیں مقرر ہونے میں علماء کو اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ اس سے پہلے صرف قیام لیل کی فرضیت ثابت باقی پر کوئی دلیل صریح قائم نہیں۔

در مختار کتاب الصلاۃ کے آغاز میں ہے:

فرضت فی الاسراء و کانت قبلہ الصلاتین قبل طلوع الشمس و قبل غروبہا.

نماز معراج میں فرض ہوئی اس سے پہلے دو نمازیں تھیں ایک طلوع آفتاب سے پہلے اور دوسری

(مولف)

غروب آفتاب سے پہلے۔

مواہب کے مقصد اول میں ہے

قال مقاتل كانت الصلاة اول فرضها ركعتين بالغداة و ركعتين بالعشي، لقوله

تعالیٰ و سبح بحمد ربك بالعشي و الابكار.

مقاتل نے کہا کہ سب سے پہلے جو نماز فرض ہوئی وہ صبح کو دو رکعت اور شام کو دو رکعت ہیں، اللہ

تعالیٰ کے اس فرمان سے کہ صبح و شام اپنے رب کی پاکی اور حمد بیان کیجیے۔ (مولف)

قال فی فتح الباری کان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل الاسراء یصلی قطعاً

کذلک اصحابہ، و لكن اختلف هل افترض قبل الخمس شی من الصلاة ام لا، فقيل

ان الفرض كان صلاة قبل طلوع الشمس و قبل غروبها.

فتح الباری میں یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم معراج

سے پہلے نماز پڑھتے تھے لیکن اختلاف یہ ہے کہ کیا پانچ نمازوں سے پہلے بھی کوئی نماز فرض تھی یا نہیں؟ تو

بعض نے یہ کہا کہ صبح و شام نماز فرض تھی۔ (مولف)

و قال النووی اول ما وجب الانذار و الدعاء الی التوحید ثم فرض اللہ تعالیٰ

من قیام اللیل ما ذکرہ فی اول سورة المزمل ثم نسخه بما فی آخرها ثم نسخه بايجاب

الصلوات الخمس لیلۃ الاسراء بمکة .

امام نووی نے فرمایا کہ سب سے پہلے انذار اور دعوت توحید واجب ہوئی پھر اللہ عز و جل نے قیام

لیل کو فرض فرمایا جس کا ذکر سورہ مزمل کے آغاز میں ہے پھر سورہ مزمل کی آخری آیتوں سے قیام لیل کی فرضیت

منسوخ ہو گئی پھر اسے شب معراج نماز پنج گانہ کی فرضیت سے منسوخ فرما دیا اور یہ مکے میں ہوا۔ (مولف)

مواہب اور شرح علامہ زرقانی کے مقصد تاسع میں ہے

ذهب جماعة الى انه لم تكن قبل الاسراء صلاة مفروضة الا ما وقع الامر به من صلاة الليل بلا تحديد.

اور ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ معراج سے پہلے کوئی نماز فرض نہیں تھی مگر رات کی وہ نماز جس کا حکم بلا تخصیص تھا۔
(مولف)

و ذهب الحربي الى ان الصلاة كانت مفروضة ركعتين بالغداة و ركعتين بالعشي و رده جماعة من اهل العلم.

اور حربی نے یہ کہا کہ صبح و شام دو دو رکعتیں فرض تھیں، اور اہل علم کی ایک جماعت نے اس کا رد کر دیا ہے۔
(مولف)

مواہب اور شرح علامہ زرقانی کے مقصد خامس حدیث معراج میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیت المقدس میں انبیاء کرام کو نماز پڑھانے کے ذکر میں ہے۔

قد اختلف في هذه الصلاة هل هي فرض او نفل و اذ قلنا انها فرض فاي صلاة هي قال بعضهم الاقرب انها الصبح و يحتمل ان تكون العشاء .

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں شب معراج انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جو نماز پڑھائی اس نماز کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ نماز فرض تھی یا نفل؟ جب یہ کہیں کہ وہ فرض تھی تو کون سی تھی؟ بعض نے کہا کہ وہ صبح کی ہے اور عشا کا بھی احتمال ہے۔
(مولف)

و الاحتمالان كما قال الشامي ليسا بشئ سواء قلنا صلى بهم قبل العروج او بعده لان اول صلاة صلاها النبي صلى الله تعالى عليه وسلم من الخمس مطلقا الظهر

بمكة بالاتفاق و من حمل اوليته على مكة فعليه الدليل قال و الذي يظهر انها كانت من النفل المطلق او كانت من الصلاة المفروضة عليه صلى الله تعالى عليه وسلم قبل ليلة الاسراء .

شامی نے کہا کہ یہ دونوں احتمال کچھ نہیں ہیں خواہ یہ کہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی امامت فرمائی معراج کے لیے تشریف لے جانے سے پہلے یا معراج سے آنے کے بعد، اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پنجگانہ میں سے سب سے پہلے ظہر کی نماز کے میں پڑھی، اس پر علماء کا اتفاق ہے اور جس نے سب سے پہلی نماز کو مکے میں ادا کرنے پر محمول کیا ہے تو اس پر دلیل ہے۔ اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ محض نفل نماز تھی یا وہ نماز تھی جو معراج سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فرض تھی۔ (مولف)

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں حضرت انس سے حدیث معراج میں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیت المقدس تشریف لے جانے کے ذکر میں راوی :

لم البث الا يسيرا حتى اجتمع ناس كثير ثم اذن مؤذن و اقيمت الصلاة قال فقمنا صفوفًا ننظر من يومنا فاخذ جبريل عليه الصلاة والسلام بيدي فقدمني فصليت بهم فلما انصرفت قال لي جبريل اتدري من صلى خلفك قلت لا قال صلى خلفك كل نبي بعثه الله .

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ بہت سارے لوگ جمع ہوئے پھر اذان ہوئی اور اقامت کہی گئی حضور نے فرمایا کہ ہم صفوں میں کھڑے ہو کر انتظار کرنے لگے کہ امامت کون کرے گا تو جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آگے کر دیا میں نے نماز پڑھائی جب میں

سلام پھیر کر نماز سے باہر ہوا تو جبریل نے عرض کی کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پیچھے کس نے نماز پڑھی فرمایا نہیں جبریل نے عرض کی آپ کی اقتدا میں تمام انبیاء سابقین نے نماز پڑھی۔ (مولف)

روی مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث الاسراء حانت الصلاہ فاممتہم .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث اسراء میں مروی ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ جب نماز کا وقت ہوا تو میں نے سب کی امامت فرمائی۔ (مولف)

ان اقوال و روایات کو پیش کرنے کے بعد امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

تاہم اس قدر یقیناً معلوم کہ معراج مبارک سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نمازیں پڑھتے نماز شب کی فرضیت تو خود سورہ منزل شریف سے ثابت اور اس کے سوا اور اوقات میں بھی نماز پڑھنا وارد، عام ازینکہ فرض ہو یا نفل۔

حدیث میں ہے:

كان المسلمون قبل ان تفرض الصلوات الخمس يصلون الضحی و العصر فكان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اصحابہ اذا صلوا آخر النہار تفرقوا فی الشعاب فصلوها فرادی .

فرضیت پنج گانہ سے پہلے مسلمان چاشت اور عصر پڑھا کرتے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ کرام جب آخر روز کی نماز پڑھتے گھاٹیوں میں متفرق ہو کر تنہا پڑھتے۔

اسے ابن سعد وغیرہ نے عزیزہ بنت جبراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔

احادیث اس باب میں بکثرت ہیں اور ان کی جمع و تلفیق کی حاجت نہیں بلکہ نماز شروع روز بعثت شریفہ سے مقرر و مشروع ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اول بار جس وقت وحی اتری اور نبوت کریمہ ظاہر ہوئی اسی وقت حضور نے بہ تعلیم جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نماز پڑھی اور اسی دن بہ تعلیم اقدس حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پڑھی دوسرے دن امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسنی نے حضور کے ساتھ پڑھی کہ ابھی سورۃ منزل نازل بھی نہ ہوئی تھی تو ایمان کے بعد پہلی شریعت نماز تھی۔

احمد و ابن ماجہ اور حارث اپنی سند میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

ان جبریل اتی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی اول ما اوحی الیہ فاراہ الوضوء و الصلاۃ فلما فرغ من الوضوء اخذ غرفة من ماء فنضح بها فرجہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام وحی کے روز اول تشریف لائے اور وضو و نماز کا طریقہ دکھایا پھر وضو سے فارغ ہونے کے بعد ایک چلو پانی لے کر اس صورت مثالیہ کی شرمگاہ پر چھڑک دیا۔ (مولف)

قد روی ان جبریل بدأ له صلى الله تعالى عليه وسلم (و هو باعلى مكة) في احسن صورة و اطيب رائحة فقال يا محمد ان الله يقرئك السلام و يقول لك انت رسولى الى الجن و الانس فادعهم الى قول لا اله الا الله ثم ضرب برجله الارض فنبعت عين ماء فتوضأ منها جبريل (زاد ابن اسحق و رسول الله ينظر اليه ليريه كيف الطهور الى الصلاۃ) ثم امره ان يتوضأ و قام جبريل يصلى و امره ان يصلى معه (زاد في رواية ابى نعيم عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا فصلی رکعتین نحو الکعبة) فعلمه

الوضوء و الصلاة ثم عرج الى السماء و رجع رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لا يمر بحجر و لا مدر و لا شجر الا و هو يقول السلام عليك يا رسول الله حتى اتى خديجة فاخبرها فغشى عليها من الفرح ثم امرها فتوضأت و صلى بها كما صلى به جبريل (زاد في رواية و كانت اول من صلى) فكان ذلك اول فرضها ركعتين.

حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام اچھی صورت اور اچھی خوشبو کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس مکہ مکرمہ میں آئے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ انسان و جن کی طرف میرے رسول اور پیغمبر ہیں تو آپ ان کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی طرف بلائیے اور انہیں توحید کی دعوت دیجیے پھر جبریل علیہ السلام نے اپنا پیر زمین پر مارا جس سے پانی کا ایک چشمہ نکلا اس سے جبریل نے وضو کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھ رہے تھے کہ نماز کے لیے طہارت کس طرح ہوتی ہے پھر جبریل نے حضور کو وضو کرنے کے لیے کہا اور جبریل علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اپنے ساتھ نماز پڑھنے کی تلقین کی اور کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعت نماز پڑھی اس طرح حضرت جبریل امین نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وضو اور نماز کا طریقہ بتا دیا پھر آسمان پر چلے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب واپس ہوئے تو راستے کے شجر و حجر اور ڈھیلانکرو وغیرہ سب حضور کو کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ، یہاں تک کہ حضور خدیجہ الکبریٰ کے پاس تشریف لائے اور انھیں سارا حال بتایا تو حضرت خدیجہ کو اس سے بے پناہ خوشی ہوئی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کو وضو کرنے کا حکم دیا انھوں نے وضو کیا اور حضور نے خدیجہ کو نماز پڑھائی جس طرح جبریل نے حضور کو پڑھایا تھا اور یہی سب سے پہلے نماز پڑھنے والی خاتون تھیں اور سب سے پہلے یہی دو رکعت فرض ہوئی تھی۔

طبرانی ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال صلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اول يوم الاثنين و صلت الخديجة
آخره و صلى على يوم الثلاثاء.

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیر کے دن پہلی ساعت میں نماز پڑھی اور حضرت خدیجہ الکبریٰ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی دن کی آخری گھڑی میں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منگل کے دن نماز
پڑھی۔ (مولف)

بالجملہ یہ سوال ضرور متوجہ ہے کہ معراج سے پہلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کس طرح
پڑھتے تھے۔

اقول، ملاحظہ آیات واحادیث سے ظاہر کہ وہ نماز اسی انداز کی تھی، اس میں
طہارت ثوب بھی تھی، قال تعالى في سورة المدثر و ثيابك فطهر.
وضو بھی تھا، جیسا کہ ابھی گزرا۔

استقبال قبلہ بھی تھا، جیسا کہ ام المومنین صدیقہ کی حدیث سے گزرا۔

ابن اسحاق اپنی سیرت میں اسلام عمر کی حدیث میں متعدد راویوں سے روایت کرتے ہیں:

فجعلت امشي رويدا و رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قائم يصلي يقرأ
القرآن حتى قمت في قبلته مستقبلة ما بيني و بينه الا ثياب الكعبة قال فلما سمعت
القرآن رق له قلبي . الحديث .

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کے واقعہ میں ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں آہستہ آہستہ
پڑھنے لگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھ رہے تھے کہ میں جانب قبلہ ان کی

طرف منہ کر کے اس طرح کھڑا ہوا کہ میرے اور ان کے درمیان صرف غلاف کعبہ حائل تھا حضرت عمر نے فرمایا کہ جب میں نے قرآن سنا تو میرے دل میں رقت پیدا ہو گئی۔ (مولف)

تکبیر تحریر بھی تھی ، قال تعالیٰ وربک فکبر۔

قیام بھی تھا، قال تعالیٰ یا ایہا المزمّل قم اللیل، الی الایات۔

قرأت بھی تھی، قال تعالیٰ فی سورة المزمّل فاقروا ما تیسر من القرآن

رکوع بھی تھا، جیسا کہ ابھی گزرا

سجود بھی تھا، کما فی حدیث ایذاء ابی جہل وغیرہ من الکفرۃ لعنہم اللہ

تعالیٰ حین صلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند الکعبۃ فرمقوا سجودہ فالقوا علیہ ما القوا بہ فی قلب بدر ملعونین۔

ابو جہل اور دوسرے کفار کی ایذا والی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب کعبہ شریف کے پاس نماز پڑھی تو کفار حضور کے سجدہ کو ٹٹکی لگا کر دیکھتے رہے پھر آپ کے اوپر کفار نے وہ چیز ڈال دی جس کے بدلے ان ملعونوں کو چاہ بدر میں پھینکا گیا۔ (مولف)

صحیحین وغیرہا میں ہے:

عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فیہ من قول الکفار یجی بہ ثم یمہلہ حتی اذا سجد وضع بین کتفیه قال فانبعث اشقاہم فلما سجد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصعہ بین کتفیه و ثبت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساجدا۔ الحدیث۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں کفار کی باتوں میں سے یہ ہے کہ سرکار علیہ

الصلاة والسلام جب کعبہ کے پاس آئے تو کفار نے گندی چیزوں کے لانے کا حکم دیا اور تاک میں رہے جب یہ سجدہ میں جائیں تو انھیں ان کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیں چنانچہ ان میں سب سے بڑا بد بخت اٹھا اور جا کر لے آیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو اس نے آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دی، اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ ہی میں رو گئے۔ (مولف)

جماعت بھی تھی، کما تقدم من حديث المبعث .

و لفظه عند ابن اسحق ثم قام به جبريل فصلى به و صلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بصلاته (الى ان قال في خديجة) صلى بها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كما صلى به جبريل فصلى بصلاته .

ابن اسحاق کے نزدیک ہے کہ جبریل علیہ الصلاة والسلام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے پھر نماز پڑھائی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی ان کی طرح نماز پڑھی (یہاں تک کہ راوی نے حضرت خدیجہ کے بارے میں کہا کہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی جس طرح حضور کو جبریل نے پڑھائی تھی پھر حضرت خدیجہ نے تنہا حضور علیہ السلام کی سی نماز پڑھی۔ (مولف)

و اخرج الشيخان عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما في حديث مجي الجن اليه صلى الله تعالى عليه وسلم اول البعث انهم اتوه صلى الله تعالى عليه وسلم و هو يصلي باصحابه صلاة الفجر .

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جنات کے آنے کی حدیث میں ہے کہ حضور کے زمانہ بعثت کے آغاز میں جنوں کی بھیجی ہوئی جماعت حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت آئی تھی کہ جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ نماز فجر پڑھ رہے تھے۔
(مولف)

قال الزرقانی المراد بالفجر رکعتان اللتان کان یصلیہما قبل طلوع الشمس
زرقانی نے کہا کہ فجر سے مراد وہ دو رکعت ہیں جنہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلوع
آفتاب سے پہلے پڑھتے تھے۔
(مولف)

جہر بھی تھا، قال تعالیٰ قل اوحی الی انہ استمع نقر من الجن فقالوا انا سمعنا
قرآنا عجبا یهدی الی الرشید فامنا بہ

وقد کانوا سمعوا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی صلاة الفجر کما تقدم.
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم فرماؤ مجھے وحی ہوئی کہ کچھ جنوں نے میرا پڑھنا کان لگا کر سنا تو بولے ہم
نے ایک عجیب قرآن سنا کہ بھلائی کی راہ بتاتا ہے۔ تو ہم اس پر ایمان لائے۔
اور جنوں نے اسے نماز فجر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس
نماز میں جہر تھا۔

ابن خیر اپنی مسند میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

خرجت اتعرض رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قبل ان اسلم فوجدته
قد سبقني الى المسجد فقامت خلفه فاستفتح سورة الحاقة فجعلت اتعجب من تاليف
القرآن فقلت هو شاعر كما قالت قريش فقراء انه لقول رسول كريم وما هو بقول
شاعر قليلا ما تؤمنون فقلت كاهن علم ما في نفسي فقراء ولا بقول كاهن قليلا ما
تذكرون، الى آخر السورة فوقع الاسلام في قلبي كل موقع.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسلام لانے سے قبل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھیڑنے کے لیے نکلا تو دیکھا کہ وہ مجھ سے پہلے مسجد جا چکے ہیں میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا انھوں نے سورۃ الحاقہ سے شروع کیا تو میں تالیف قرآن کے حسن و خوبی سے متعجب ہو گیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ شاعر ہیں جیسا کہ قریش نے کہا تو حضور نے تلاوت کی کہ بیشک یہ قرآن کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں کتنا کم یقین رکھتے ہو، میں نے کہا یہ کاہن ہیں میرے دل کی بات جان لی تو پھر تلاوت کی کہ اور نہ کسی کاہن کی بات کتنا کم دھیان کرتے ہو، آخر سورہ تک پڑھا، تو میرے دل میں اسلام پورا پورا اتر گیا۔

پھر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

بالجملہ جہاں تک نظر کی جاتی ہے نماز سابق، اصول و ارکان میں اسی نماز مستقر کے موافق نظر آتی ہے بلکہ حدیث مذکور بلفظ مواہب میں بعد فکان ذلک اول فرضہا رکعتین کے فرمایا ثم ان اللہ تعالیٰ قرھا فی السفر کذلک و اتمھا فی الحضر۔

اللہ تعالیٰ نے سفر میں اسی طرح یعنی دو رکعت باقی رکھی اور حضر میں چار پوری کر دی۔ (مولف)

شرح زرقانی میں ہے اقرھا ای شرعھا علی ہیأۃ ما کان یصلیھا قبل۔

یعنی نماز اسی حالت پر مشروع رہی جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل معراج پڑھتے تھے۔ (مولف)

اس سے ظاہر یہ کہ پیش از معراج دو رکعتیں اسی طرح کی تھیں جیسی اب ہیں۔ مگر بعض علماء فرماتے ہیں معراج سے پہلے رکوع اصلانہ تھا نہ اس شریعت میں نہ اگلے شرائع میں، رکوع ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت مرحومہ کے خصائص سے ہے کہ بعد اسرا عطا ہوا بلکہ معراج مبارک کی صبح کو جو پہلی

نماز ظہر پڑھی گئی اس تک رکوع نہ تھا اس کے بعد عصر میں اس کا حکم آیا اور حضور و صحابہ نے ادا فرمایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔

مسند بزار و معجم اوسط طبرانی میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی حدیث اسی معنی کو مفید، امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں: باب اختصاصہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالركوع في الصلوة ذكر جماعة من المفسرين في قوله تعالى واركعوا مع الراكعين ان مشروعية الركوع في الصلاة خاص بهذه الملة وانه لا ركوع في صلاة بني اسرائيل و لذا امرهم بالركوع مع امة محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان و اركعوا مع الراكعين (ركوع کرو ركوع کرنے والوں کے ساتھ) کی تفسیر میں مفسرین کی ایک جماعت نے یہ بیان کیا ہے کہ نماز میں ركوع کی مشروعیت اسی ملت کے ساتھ خاص ہے کیوں کہ بنی اسرائیل کی نماز میں ركوع نہیں تھا اس لیے بنی اسرائیل کو امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ركوع کا حکم فرمایا۔ (مولف)

بزار و طبرانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

قال اول صلاة ركعنا فيها العصر فقلنا يا رسول الله ما هذا قال بهذا امرت . حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جس نماز میں ہم نے سب سے پہلی بار ركوع کیا وہ نماز عصر ہے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا مجھے یہی حکم ہوا ہے۔ (مولف)

شرح زرقانی مقصد خاص میں ہے:

الركوع من خصائص الامة و ما صلاه المصطفى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبل الاسراء لا ركوع فيه و كذا ظهر عقب الاسراء و اول صلاة بركوع العصر بعدها.

رکوع اس امت کی خصوصیات میں سے ہے اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج سے پہلے جو نماز پڑھی اس میں رکوع نہیں تھا اور معراج کے بعد بھی یہی ظاہر ہے اور معراج کے بعد جس نماز میں سب سے پہلے رکوع کا حکم ہوا وہ نماز عصر ہے۔ (مولف)

بعض روایت میں یہ ہے کہ معراج سے پہلے کی نماز میں رکوع تھا۔

ابن عدی کامل میں اور ابن عساکر تاریخ میں عفیف کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال جئت فی الجاهلیة الی مکة و انا ارید ان ابتاع لاهلی من ثیابها و عطرها فاتیت العباس و کان رجلا تاجرا فانی عنده جالس انظر الی الکعبة و قد کلفت الشمس و ارتفعت فی السماء فذهبت اذ اقبل شاب فنظر الی السماء ثم قام مستقبل الکعبة فلم البث الا یسیرا حتی جاء غلام فقام عن یمینه ثم لم یلبث الا یسیرا حتی جاء ت امرأة فقامت خلفهما فرکع الشاب فرکع الغلام و المرأة فرفع الشاب فرفع الغلام و المرأة فسجد الشاب فسجد الغلام و المرأة فقلت یا عباس امر عظیم فقال امر عظیم تدری من هذا الشاب هذا محمد بن عبد الله بن اخي تدری من هذا الغلام هذا علی ابن اخي تدری من هذه المرأة هذه خدیجة بنت خویلد زوجته ان ابن اخي هذا حدثنی ان ربه رب السموات و الارض امره بهذا الدین و لم یسلم معه غیر هؤلاء الثلاثة .

عفیف کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں مکہ معظمہ آیا اور ارادہ کرتا تھا کہ اپنے اہل و عیال کے لیے کپڑا اور عطر وغیرہ خریدوں تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا وہ ان دنوں تاجر تھے تو میں ان کے پاس بیٹھا ہوا کعبہ کو دیکھ رہا تھا دن خوب چڑھ گیا تھا کہ ایک

جوان تشریف لائے اور آسمان کو دیکھ کر رو بکعبہ کھڑے ہو گئے ذرا دیر میں ایک لڑکے تشریف لائے وہ ان کے داہنے ہاتھ پر قائم ہوئے تھوڑی دیر میں ایک بی بی تشریف لائیں وہ پیچھے کھڑی ہوئیں پھر جوان نے رکوع فرمایا تو یہ دونوں رکوع میں گئے پھر جوان نے سر مبارک اٹھایا تو ان دونوں نے اٹھایا، جوان سجدے میں گئے تو یہ دونوں بھی گئے تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حال پوچھا کہا یہ جوان میرے بھتیجے محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور یہ لڑکے میرے بھتیجے علی اور یہ بی بی خدیجہ الکبریٰ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما، میرے یہ بھتیجے کہتے ہیں کہ آسمان وزمین کے مالک نے انھیں اس دین کا حکم دیا ہے اور ان کے ساتھ ابھی یہی دو مسلمان ہوئے ہیں۔ (مولف)

حدیث شب معراج میں ہے ثم دخلت المسجد فعرفت النبین ما بین قائم و راکع و ساجد۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں جب مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا تو تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملاحظہ فرمایا کہ کوئی قیام میں، کوئی رکوع میں اور کوئی سجدے میں تھے۔ (مولف)

اس بحث کے آخر میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

بالجملہ مدارکار صحت حدیث مذکور طبرانی و بزار پر ہے اگر وہ صحیح ہے تو ثابت ہوگا کہ معراج شریف سے پہلے کی نمازیں بلکہ ایک نماز بعد کی بھی بے رکوع تھی ورنہ ظاہر احادیث یہی ہے کہ نماز سابق و لاحق باہم یکساں و متوافق ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ۲، ص ۲۱۰ تا ۲۲۱۔ جمان التاج)

قاب قوسین او ادنیٰ

ابن عساکر و خطیب بغدادی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما اسرى بي قربني ربي حتى كان بيني وبينه كقاب قوسين او ادنى و قال لي
يا محمد هل غمك ان جعلتك آخر النبيين قلت لا (يا رب) قال فهل غم امتك ان
جعلتهم آخر الامم قلت لا (يا رب) قال اخبر امتك اني جعلتهم آخر الامم لا فضح
الامم عندهم و لا افضحهم عند الامم.

شب اسرار مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اس میں دو کماتوں بلکہ اس سے کم کا
فاصلہ رہا رب نے مجھ سے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا تجھے کچھ برا معلوم ہوا کہ میں نے تجھے
سب انبیاء سے متاخر کیا، عرض کی نہیں اے رب میرے فرمایا کیا تیری امت کو غم ہوا کہ میں نے انھیں سب
امتوں سے پیچھے کیا میں نے عرض کی نہیں اے رب میرے فرمایا اپنی امت کو خبر دے میں نے انھیں سب
امتوں سے اس لیے پیچھے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انھیں کسی کے سامنے رسوا نہ
کروں۔

یاد خدا اور یاد نبی

ابو نعیم انس بن مالک اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلائل النبوة میں راوی حضور
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

جب میں حسب ارشاد الہی سیر سموات سے فارغ ہوا اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے رب میرے مجھ
سے پہلے جتنے انبیاء تھے سب کو تو نے فضائل بخشے، ابراہیم کو خلیل کیا، موسیٰ کو کلیم، داؤد کے لیے پہاڑ مسخر کیے،
سلیمان کے لیے ہوا اور شیاطین، عیسیٰ کے لیے مردے جلانے، میرے لیے کیا کیا۔ ارشاد ہوا کیا میں نے
تجھے ان سب سے بزرگی عطا نہ کی کہ میری یاد نہ ہو جب تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا جائے اور اس کے سوا اور
فضائل ذکر فرمائے۔

فاتح باب رسالت وخاتم دور نبوت

ابن جریر ابن مردودہ ابن ابی حاتم بزار و ابویعلیٰ بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معراج کی حدیث طویل میں راوی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی اور اپنے فضائل جلیلہ کے خطبے پڑھے سب کے بعد حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور اب میں اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور کافہ ناس کا رسول بنایا خوش خبری دیتا اور ڈر سنا تا اور مجھ پر قرآن اتارا اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور میری امت سب امتوں سے بہتر اور امت عادل اور زمانہ میں موخر اور مرتبہ میں مقدم کی اور میرے لیے میرا سینہ کھول دیا اور مجھ سے میرا بوجھ اتار لیا اور میرے لیے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتح باب رسالت وخاتم دور نبوت کیا۔

جب حضور اس خطبہ جلیلہ سے فارغ ہوئے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرات انبیاء سے فرمایا۔

بہذا فضلکم محمد.

اسی لیے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم، سے افضل ہوئے۔

پھر جب حضور اپنے رب سے ملے رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا سل مانگ کیا مانگتا ہے۔

حضور نے اور انبیاء کے فضائل عرض کیے کہ تم نے انھیں یہ یہ کرامتیں دیں حق جل و علانے حضور کے فضائل اعلیٰ و اشرف ارشاد فرمائے کہ تمھیں یہ کچھ بخشا حضور نے یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا :

فضلنی ربی .

مجھے میرے رب نے افضل کیا۔

اور اپنے فضائل و خصائص عظیمہ بیان فرمائے۔

براق کی شوخی اور حیا

احمد ترمذی عبد بن حمید ابن مردویہ بیہقی ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بزار حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بصورت موقوف، اور ابن سعد عبد اللہ بن عباس و ام المومنین صدیقہ و ام المومنین ام سلمہ و ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف مرفوعہ راوی:

شب اسراجب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے براق پر سوار ہونا چاہا وہ چکا جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

ابمحمّد تفعل هذا الا تستحیی یا براق اسکنی فواللہ ما رکبک خلق قط اکرم علی اللہ منہ .

کیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یہ گستاخی اے براق تجھے شرم نہیں آتی ٹھہر کہ خدا کی قسم تجھ پر کبھی کوئی ایسا شخص نہ سوار ہوا جو اللہ کے نزدیک ان سے زیادت عزت والا ہو۔

فارفض عرقا

اس کہنے سے براق کو پسینہ چھوٹ پڑا۔

بیہقی و ابن جریر و ابن مردویہ نے یوں روایت کی کہ روح القدس علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

مہ یا براق فواللہ ما رکبک مثله .

ہیں اسے براق اللہ کی قسم تجھ پر کوئی ان کا ہم مرتبہ سوار نہ ہوا۔

اور یہی تینوں محدث ابن ابی حاتم و ابن عساکر ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

كانت الانبياء تركبها قبلي .

مجھ سے پہلے انبیاء اس پر سوار ہوا کرتے تھے۔ (تجلی الیقین)

اور براق کا حیا کے سبب براہ تذلل و انقیاد پست ہو کر زمین سے لپٹ جانا بھی حدیث میں وارد

ہے۔

ابن اسحاق کی روایت مرفوعہ میں ہے :

قال فارتعشت حتى لصقت بالارض فاستويت عليها

یعنی حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں جب جبریل امین نے اس سے یہ کہا براق تھرایا اور کانپ کر زمین سے چسپاں ہو گیا پس میں اس پر سوار ہولیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔ (مسائل المعراج)

حضور نے انبیاء کی امامت فرمائی

شب اسراء حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امامت فرمانا، حدیث ابو ہریرہ و حدیث انس و حدیث ابن عباس و حدیث ابن مسعود، و حدیث ابی لیلی و حدیث ابو سعید و حدیث ام ہانی و حدیث ام المومنین صدیقہ و حدیث ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اثر کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح مسلم میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے اپنے کو جماعت انبیاء میں دیکھا موسیٰ و عیسیٰ و ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھتے پایا۔

فحانت الصلاة فامتهم .

پھر نماز کا وقت آیا میں نے ان سب کی امامت کی۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسائی کی روایت میں ہے۔

جمع لی الانبياء فقد منی جبریل حين امتهم .

میرے لیے انبیاء جمع کیے گئے جبریل نے مجھے آگے کیا میں نے امامت فرمائی۔

ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے۔

فلم البث الايسرا حتى اجتمع ناس كثير ثم اذن مؤذن و اقيمت الصلاة فتممنا صفوفنا ننظر من يومنا فاخذ بيدى جبريل فقد منی فصليت بهم فلما انصرفت قال جبريل يا محمد اتدري من صلی خلفک قلت لا قال صلی خلفک کل نبی بعثه الله .

مجھے کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ بہت لوگ جمع ہو گئے مؤذن نے اذان کہی اور نماز برپا ہوئی ہم سب صف باندھے منتظر تھے کہ کون امام ہوتا ہے جبریل نے میرا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا میں نے نماز پڑھائی سلام پھیرا تو جبریل نے عرض کی حضور نے جانا یہ کس نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی فرمایا نہ عرض کی ہر نبی کہ خدا نے بھیجا حضور کے پیچھے نماز میں تھا۔

طبرانی و بیہقی و ابن جریر و ابن مردودہ کی روایت موقوفہ میں ہے۔

ثم بعث له آدم فمن دونه من الانبياء فامهم رسول الله صلى الله تعالى عليه

وسلم.

حضور کے لیے آدم اور ان کے بعد جتنے نبی ہوئے سب اٹھائے گئے حضور نے ان کی امامت فرمائی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے احمد ابو نعیم و ابن مردویہ بسند صحیح راوی :

جب حضور مسجد اقصیٰ میں تشریف لائے نماز کو کھڑے ہوئے۔

فاذا النبیون اجمعون یصلون معہ .

کیا دیکھتے ہیں کہ سارے انبیاء حضور کے ساتھ نماز میں ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حسن بن عرفہ و ابو نعیم و ابن عساکر نے روایت کی۔

میں مسجد تشریف لے گیا انبیاء کو پہچانا کوئی قیام میں ہے کوئی رکوع میں کوئی سجود میں۔

ثم اقيمت الصلاة فامتهم.

پھر نماز برپا ہوئی میں ان سب کا امام ہوا۔

ابو لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی و ابن مردویہ راوی

حضور پر نور و جبریل امین صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم بیت المقدس پہنچے وہاں کچھ لوگ بیٹھے دیکھے انھوں نے کہا مرحبا بالنبی الامی اور ان میں ایک پیر تشریف فرما تھے حضور نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟ عرض کی یہ حضور کے باپ ابراہیم اور یہ موسیٰ و عیسیٰ ہیں۔

ثم اقيمت الصلاة فتدافعوا حتى قدموا محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

پھر نماز قائم ہوئی امامت ایک نے دوسرے پر ڈالی یہاں تک کہ سب نے مل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کو امام کیا۔

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن اسحاق راوی:

ملاقات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ذکر کر کے کہتے ہیں۔

فصلی بہم ثم اتی باناء فیہ لبن .

حضور نے انھیں نماز پڑھائی پھر ایک برتن میں دودھ حاضر کیا گیا۔

ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابویعلیٰ وابن عساکر راوی :

نشر لی رھط من الانبیاء فیہم ابراہیم و موسیٰ عیسیٰ فصلیت بہم .

ایک جماعت جس میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ تھے میرے لیے اٹھائی گئی میں نے انھیں نماز پڑھائی۔

امہات المؤمنین وام ہانی وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابن سعد نے روایت کی۔

رأیت الانبیاء جمعوا لی فرأیت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ فظننت انہ لا بد لہم

ان یکون لہم امام فقد منی جبریل حتی صلیت بین ایدیہم .

میں نے ملاحظہ فرمایا کہ انبیاء میرے لیے جمع کیے گئے میں نے ان میں خلیل و کلیم و مسیح کو بھی دیکھا

میں سمجھا اس جماعت کا کوئی امام ضرور چاہیے جبریل نے مجھے آگے کیا میں نے ان کی امامت فرمائی۔

(تجلی الیقین)

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء میں انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی نماز سے

متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جملہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی لقا ثابت ہے۔ سب

اوس و آخرین و انبیاء و مرسلین نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی۔

حضرت جابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

دراں مسجد امام انبیاء شد
صف پیشیاں را پیشوا شد

نماز اسریٰ میں تھا یہی سرعیاں ہوں یعنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

امام احمد رضا بریلوی پھر فرماتے ہیں :

یہاں تمام انبیاء و مرسلین کے ساتھ نماز پڑھی اور بیعت المعمور میں سب انبیاء اور امت مرحومہ نے
بھی۔ کچھ لوگ پہلی صف میں تھے، کچھ دوسری، کچھ تیسری اور کچھ ان صفوں میں تھے جو بیت المعمور کے باہر
تھیں۔ فرق، مراتب میں تھا۔ ان میں کچھ کے کپڑے سفید تھے اور کچھ کے میلے۔ سپید والے صالحین ہیں اور
میلے ہم جیسے گنہگار۔ پڑھی سب نے بیت المعمور میں۔
(المفروض حصہ چہارم)

حضور نے ملائکہ کی امامت فرمائی

کعب احبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے امام واسطی راوی :

فاذن جبریل و نزلت الملائكة من السماء و حشر الله له المرسلين فاصلى
النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بالملائكة و المرسلين.

جبریل نے اذان کہی اور آسمان سے فرشتے اترے اور اللہ تعالیٰ نے حضور کے لیے مرسلین جمع
فرما کر بھیجے حضور نے ملائکہ و مرسلین کی امامت فرمائی۔

ابن مردویہ راوی :

عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لما اسرى بي الى السماء اذن جبريل فظننت الملائكة انه يصلي بهم فقد مني فصليت بالملائكة .

شب معراج جب میں آسمان پر تشریف لے گیا جبریل نے اذان دی ملائکہ سمجھے ہمیں جبریل نماز پڑھائیں گے۔ جبریل نے مجھے آگے کیا میں نے ملائکہ کی امامت فرمائی۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

شب معراج انبیاء سے ملاقات اور ان کا بیان فضائل

ابن جریر و ابن حاتم و ابن مردویہ و بزار و ابو یعلیٰ و بیہقی بطریق ابو العالیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل اسریٰ میں راوی

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے ملے پیغمبروں نے اپنے رب عزوجل کی حمد کی ابراہیم پھر موسیٰ پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام بہ ترتیب حمد الہی بجالائے اور اس کے ضمن میں اپنے فضائل و خصائص بیان فرمائے سب کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب جل جلالہ کی ثناء کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کر چکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے سارے جہاں کے لیے رحمت بھیجا اور تمام آدمیوں کی طرف بشارت دیتا اور ڈر سنا تا مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر شئی کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی اور انھیں عدل و عدالت و اعتدال والی امت کیا اور انھیں کو اول اور انھیں کو آخر رکھا اور میرے واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحہ دیوان نبوت و خاتمہ دفتر رسالت بنایا۔

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان وجوہ سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے۔ اس وقت رب عز جلالہ نے ان سے کلام کیا اور فرمایا میں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمن لکھا ہے میں نے تیرے لیے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری امت کو یہ فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور تجھے فاتح و خاتم کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (جزاء اللہ وعدہ باباۃ ختم النبوة)

غوث اعظم اور براق کی گردن پر حضور کا قدم

عبد القادر قادری ابن شیخ محی الدین اربلی کتاب ”تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبد القادر“ میں لکھتے ہیں کہ جامع شریعت و حقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب ”حرز العاشقین“ میں فرماتے ہیں

ان ليلة المعراج جاء جبريل عليه السلام ببراق الى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اسرع من البراق الخاطف الظاهر و نعل رجله كالهلال الباهر و مسماره كالانجم الظواهر و لم ياخذه السكون و التمكين ليركب عليه النبي الامين صلى الله تعالى عليه وسلم.

یعنی شب معراج جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام خدمت اقدس حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں براق حاضر لائے کہ چمکتی، اچک لے جانے والی بجلی سے زیادہ شتاب روتھا اور اس کے پاؤں کا آنکھوں میں چکا چونڈا لے والا ہلال اور اس کی کیلیں جیسے روشن تارے۔ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے لیے اسے قرار و سکون نہ ہوا۔

فقال له النبي صلى الله تعالى عليه وسلم لم تسكن يا براق حتى اركب على
ظهرك فقال روحي فداك لتراب نعلك يا رسول الله اتمني ان تعاهدني ان لا
تركب يوم القيامة على غيري حين دخولك الجنة فقال النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم يكون لك ما تمنيت.

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے سبب پوچھا بولا میری جان حضور کی خاک نعل پر قربان
، میری آرزو یہ ہے کہ حضور مجھ سے وعدہ فرمائیں کہ روز قیامت مجھ ہی پر سوار ہو کر جنت میں تشریف لے
جائیں گے، حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا ایسا ہی ہوگا۔

فقال البراق التمس ان تضرب يدك المباركة على رقبتی ليكون علامة لی
يوم القيامة فضرب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يده على رقبة البراق ففرح البراق
فرحا حتى لم يسع جسده روحه ونمی اربعین ذراعا من فرحه .

براق نے عرض کی میں چاہتا ہوں حضور میری گردن پر دست مبارک لگادیں کہ وہ روز قیامت
میرے لیے علامت ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمایا دست اقدس لگتے ہی براق کو وہ
فرحت وشادمانی ہوئی کہ روح اس مقدار جسم میں نہ سمائی اور نہایت طرب سے پھول کر چالیس ہاتھ اونچا
ہو گیا۔

و توقف فی ركوبه لحكمة خفية اذلية فظهرت روح الغوث الاعظم رضى الله
تعالى عنه وقال يا سيدی ضع قدمك على رقبتی و اركب فوضع النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم قدمه على رقبته و ركب فقال قدمی على رقبتك و قدمك على رقبة كل
اولياء الله .

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک حکمت نہانی، ازلی کے باعث ایک لحظہ سواری میں توقف ہوا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مطہر نے حاضر ہو کر عرض کی اے میرے آقا حضور اپنا قدم مبارک میری گردن پر رکھ کر سوار ہوں، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور غوث اعظم کی گردن پر قدم رکھ کر سوار ہوئے اور ارشاد فرمایا میرا قدم تیری گردن پر اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر۔

تمثیلیہ

اس کے بعد فاضل عبدالقادر اربلی فرماتے ہیں :

فایاک وایاک یا اخی ان تكون من المنکرین المتعجبین من حضور روحه
لیلة المعراج لانه وقع من غیره فی تلك اللیلة کما هو ثابت بالاحادیث الصحیحة
کرويته صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم ارواح الانبیاء فی السموات و بلالا فی الجنة و
اویس القرنی فی مقعد الصدق و امراءة ابی طلحة فی الجنة و سماعه صلی الله تعالیٰ
علیه وسلم خشخة الغمیصاء بنت ملحان فی الجنة .

یعنی اے برادر بچ اور ڈراسے کہ کہیں تو انکار کر بیٹھے اور شب معراج حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری پر تعجب کرے کہ یہ امر تو صحیح حدیثوں میں اوروں کے لیے وارد ہوا مثلاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمانوں میں ارواح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملاحظہ فرمایا اور جنت میں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، اور مقعد صدق میں اویس قرنی اور بہشت میں زوجہ ابو طلحہ کو اور جنت میں غمیصاء بنت ملحان کی پہچان سنی، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

و ذکر فی حرز العاشقین وغیرہ من الكتب ان نبینا صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم
لقى لیلة المعراج سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فقال موسیٰ مرحبا بالنبی الصالح

والاخ الصالح انت قلت علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ، اريد ان يحضر احد من علماء امتک ليتکلم معی فاحضر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روح الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ الی موسیٰ علیہ السلام.

اور حرز العاشقین وغیرہ کتابوں میں ہے کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درخواست سے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم حاضری دیا روح امام نے حاضر ہو کر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کلام کیا۔

وفی کتب رفیق الطلاب لاجل العارفين الشيخ محمد الجشتی نقلًا عن شیخ الشیوخ قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی رايت رجالا من امتی فی لیلة المعراج ارانیہم اللہ تعالیٰ .

اور عارف اجل شیخ محمد چشتی نے کتاب 'رفیق الطلاب' میں حضرت شیخ الشیوخ قدس سرہ سے نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نے شب معراج کچھ لوگ اپنی امت کے ملاحظہ فرمائے۔

وقال الشيخ نظام الدین الكنجوی کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را کا علی البراق و غاشیہ علی کفی.

اور شیخ نظام الدین کنجوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے جب حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ رونق افروز پشت براق تھے عاشرہ برداری کی سعادت مجھے حاصل تھی۔

وقال عمدة المحدثین الامام نجم الدین الفیظی فی کتاب المعراج ثم رفع الی سارية المنتهى فغشیه سحابة فیها من کل لون فتاخر جبریل علیہ السلام ثم عرج

لمستوى سمع فيه صريف الاقلام و رأى رجلا مغيبا فى نور العرش فقال من هذا املك
 قيل لا قال انبى قيل لا هذا رجل كان فى الدنيا لسانه رطب من ذكر الله تعالى و قلبه
 متعلق بالمساجد و لم يستسب لوالديه قط.

اور عمدۃ المحدثین امام نجم الدین غیسی کتاب المعراج میں فرماتے ہیں کہ جب حضور معلیٰ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے اس پر ایک ابر چھایا جس میں ہر قسم کا رنگ تھا جبریل امین
 علیہ الصلوٰۃ والسلام پیچھے رہ گئے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام مستویٰ پر جلوہ فرما ہوئے وہاں قلموں
 کے لکھنے کی آواز گوش اقدس میں آئی اور ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ نور عرش میں چھپا ہوا ہے حضور نے
 دریافت فرمایا کیا یہ فرشتہ ہے؟ جواب ہوا نہیں پوچھا کیا نبی ہے؟ کہا نہیں بلکہ یہ ایک مرد ہے کہ دنیا میں اس
 کی زبان یاد خدا میں تر رہتی اور دل مسجدوں میں لگا رہتا کبھی کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر اپنے والدین کو برا
 نہ کہلوا یا۔

یعنی جب معراج میں اتنے لوگوں کی ارواح کا حاضر ہونا احادیث و اقوال علماء و اولیاء سے ثابت تو
 روح اقدس حضور پر نور سید الاولیاء غوث اصفیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری معاذ اللہ کیا جائے تعجب و انکار
 ہے بلکہ ایسی حالت میں نہ حاضر ہونا ہی محل استعجاب ہے۔ اک ذرا انصاف و اندازہ قدر قادیت درکار ہے۔
 بالجملہ روح مقدس کاشب معراج حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حضرت
 غوثیت کی گردن مبارک پر قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزند ارجمند کو اس
 خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا، ان میں کوئی امر نہ عقلاً نہ شرعاً مجبور اور کلمات مشائخ میں مسطور و
 ماثور۔ اور کتب حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طریقہ سندى ظاہری میں محصور
 اور قدرت قادر وسیع، موفور، اور قدر قادری کی بلندی مشہور، پھر رد و انکار کیا مقتضائے ادب و شعور۔

اب رہا یہ کہ اس حدیث میں براق برق رفتار زمین سے لپٹ گیا اور اس روایت میں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گردن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قدم رکھ کر زیب پشت براق ہوئے بظاہر تانی ہے۔

اقول: اصلاً منافات نہیں، بلکہ جب خود اسی روایت میں مذکور کہ براق فرط فرحت سے چالیس ہاتھ اونچا ہو گیا اور ظاہر کہ جو مرکب اس قدر بلند ہو وہ کیسا ہی زمین سے ملصق ہو جائے تاہم قامت انسان سے بہت بلند رہے گا اور اس پر سواری کے لیے ضرور حاجت نردبان (سیڑھی) ہوگی۔ اب ایک چھوٹے سے جانور فیل (ہاتھی) ہی کو دیکھئے کہ جب ذرا بلند بالا ہوتا ہے اسے بٹھا کر بھی بے زینہ سواری قدرے دقت رکھتی ہے تو اگر براق بوجہ حیا و تذلل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری کے لیے زمین سے لپٹ گیا ہو اور پھر بھی بوجہ طول ارتفاع، حاجت زینہ ہو جس کے لیے روح سرکار غوثیت مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر اپنے مہربان آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر قدم اکرم اپنا شانہ مبارک رکھا ہو کیا جائے استعجاب ہے۔

ایک اور سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں:

شب معراج میں روح پر فتوح حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا اور وقت رکوب براق یا صعود عرش، زینہ بننا شرعاً و عقلاً اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں۔

سدرۃ المنتہیٰ اگر منہجائے عروج ہے تو باعتبار جسم نہ کہ بنظر ارواح، عروج روحانی ہزاروں اکابر اولیاء عرش بلکہ مافوق العرش تک ثابت و واقع جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر۔ بلکہ با وضو سونے والے کے لیے حدیث میں وارد کہ اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے، ایسا ہی سجدہ میں سو جانے والے

کے حق میں آیا، نہ اس قصہ میں معاذ اللہ بوائے تفصیل یا ہمسری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے نکلتی ہے نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جاسکتا ہے۔

کیا عجب سواری براق سے بھی یہی معنی تراشے جائیں کہ یہ اوپر جانے کا کام حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انجام کو نہ پہنچا، براق نے یہ مہم سرانجام کو پہنچائی تو درپردہ اس میں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ نفس نفیس تو نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعہ سے حضور کی رسائی ہوئی۔

یا ہذا، خدمت کے افعال جو بنظر تعظیم و اجلال سلاطین بجالائے جاتے ہیں کیا ان کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے۔ علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لیے زینہ بننے سے یہ کیوں کر مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر، نردبان (سیڑھی) ہی کو دیکھیں کہ زینہ صعود ہے اور خود اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

فرض کیجیے کہ اگر ہنگام بت شکنی حضرت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی عرض قبول فرمائی جاتی اور حضور پر نور افضل صلوات اللہ تعالیٰ واکمل تسلیماۃ علیہ وآلہ، ان کے دوش مبارک پر قدم اکرم رکھ کر بت گراتے تو کیا اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاذ اللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم قادر تھے۔

غرض ایسے معنی محال نہ ہرگز عبارت قصہ سے مستفاد نہ اس کے قائلین بیچاروں کی مراد، واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔ (مسائل المعراج)

اشعار

معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق امام احمد رضا بریلوی نے جو اشعار نظم کیے وہ یہ ہیں :

طور پر کوئی کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار
سارے بالاؤں پہ بالا رہی بالائی دوست

زہے عزت و اعتلائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمان سرائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سر فلک نہ کبھی تابہ آسمان پہنچا
یہ ان کے جلوے نے کیں گرمیاں شب اسرا
کہ ابتدائے بلندی تھی انتہائے فلک
کہ جب سے چرخ میں ہیں فقرہ و طلائے فلک
کہ جب سے ویسی ہی کوتل ہیں سبز ہائے فلک
تجمل شب اسرا ابھی سمٹ نہ چکا

پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفیٰ کہ یوں
کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں
قصر دنی کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روح قدس سے پوچھئے تم نے بھی کچھ سنا کہ یوں

اسری میں گزرے جس دم بیڑے پہ قدسیوں کے
ہونے لگی سلامی پرچم جھکادیئے ہیں

غنجے ما اوحی کے جو چٹکے دنی کے باغ میں
بلبل سدرہ تک ان کی بوسے بھی محرم نہیں

وہی لا مکاں کے مکیں ہوئے سر عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں
سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

عرش جس خوبی رفتار کا پامال ہوا
دو قدم چل کے دکھا سر و خراماں ہم کو

کہتی تھی یہ براق سے اس کی سبک روی
یوں جائیے کہ گرد سفر کو خبر نہ ہو

لطف براق جلوۂ معراج لایا وجد میں
فعلۂ جوالہ ساں ہے آسمان سوختہ

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس
عرش و سحرستی کی تھی آئینہ بندیاں
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سوئے حق جب سدھارا ہمارا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
 عرش پہ جا کر مرغ عقل تھک کے گرا غش آگیا
 عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
 جان مراد اب کدھر ہائے یہ تیرا مکان ہے
 اور ابھی منزلوں پرے پہلا ہی آستان ہے
 کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے

ہے بیتاب جس کے لیے عرش اعظم
 وہ اس رہر و لا مکان کی گلی ہے

عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں
 صدقے اس بازو پہ قوت کیجیے

وہ کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
 نئے نرالے طرب کے سماں عرب کے مہمان کے لیے تھے
 بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک
 ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے
 وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
 ادھر سے انوار بہتے آتے ادھر سے نجات اٹھ رہے تھے
 یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
 وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

غبار بن کر غبار جائیں کہاں اب اس رہ گزر کو پائیں
 ہمارے دل حوروں کی آنکھیں فرشتوں کے پر جہاں بچھے تھے
 خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیوں کر تجھے وہ عالم
 جب ان کو جہر مٹ میں لے کے قدسی جتناں کا دولہا بنا رہے تھے
 تجلی حق کا سہرا سر پر صلاۃ و تسنیم کی نچھاور
 دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے
 براق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
 مہکتے گلبن لہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے
 نماز اقصیٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اول آخر
 کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے
 بڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت کہ دھل گیا نام ریگ کثرت
 فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش و کرسی دو بلبلے تھے
 چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
 پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این و آن سے گزر چکے تھے
 تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
 رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے دلوے تھے
 جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
 یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
 تمھاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے
 بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرور مجد
 نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے
 تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
 کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے
 ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
 جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے
 پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقہ فعل تھا ادھر کا
 تنزلوں میں ترقی افزا دنی تدلی کے سلسلے تھے
 ہوا نہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ہو میں ابھرا
 دنی کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھادیے تھے
 اٹھے جو قصر دنی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا جبر دے
 وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے
 حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
 عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے پھڑے گلے ملے تھے
 وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
 اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں ادھر سے انعام خسروی میں
 سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوے پر نور میں پڑے تھے
 وہ برج بطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سیر کو سدھارا
 چمک یہ تھا خلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے
 خدا کی قدرت کہ چاند حق کی کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
 ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلیے تھے

کیا بنا نام خدا اسرا کا دولہا نور کا
 بزم وحدت میں مزا ہوگا دوبالا نور کا
 ذرے مہر قدس تک تیرے توسط سے گئے
 سبزۂ گردوں جھکا تھا بہر پابوس براق
 تاب سم سے چوندھیا کر چاند انھیں قدموں پھرا
 دید نقش سم کو نکلی سات پردوں سے نگاہ
 عکس سم نے چاند و سورج کو لگائے چار چاند
 سر پہ سہرا نور کا بر میں شہانہ نور کا
 ملنے شمع طور سے جاتا ہے اکا نور کا
 حد اوسط نے کیا صغریٰ کو کبریٰ نور کا
 پھر نہ سیدھا ہو سکا کھایا وہ کوڑا نور کا
 ہنس کے بجلی نے کہا دیکھا چھلاوا نور کا
 پتلیاں بولیں چلو آیا تماشا نور کا
 پڑ گیا سیم و زر گردوں پہ سکھ نور کا

لائیں تو یہ دوسرا دوسرا جس کو ملا
 اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
 وہ شب معراج راج وہ صف محشر کا تاج
 طارم اعلیٰ کا عرش جس کف پا کا ہے فرش
 کوشک عرش و دنی تم پہ کروڑوں درود
 جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
 کوئی بھی ایسا ہوا تم پہ کروڑوں درود
 آنکھوں پہ رکھ دو ذرا تم پہ کروڑوں درود

اے مسندت عرش بریں دے خادمہ روح امیں
مہر فلک ماہ زمیں شاہ جہاں زیب جتاں

طور موسیٰ چرخ عیسیٰ کیا مساوی دنی ہو
سب جہت کے دائرے میں شش جہت سے تم ورا ہو
سب مکاں تم لا مکاں میں تن ہیں تم جان صفا ہو

نہ روح امیں نہ عرش بریں نہ لوح مبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رمزیں کھلیں ازل کی نہاں تمہارے لیے
یہ طور کجا سپہر تو کیا کہ عرش علا بھی دور رہا
جہت سے وراء وصال ملا یہ رفعت شاں تمہارے لیے
بغور صدا سماں یہ بندھا یہ سدرہ اٹھا وہ عرش جھکا
صفوف سماں نے سجدہ کیا ہوئی جو ازاں تمہارے لیے

نہ حجاب چرخ و مسیح پر نہ کلیم و طور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

شب اسرئی کے دولہا پہ دائم درود نوشہ بزم جنت پہ لاکھوں سلام
عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

ماہ لاہوت خلوت پہ لاکھوں درود
شاہ ناسوت جلوت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم دنی میں گم کن انا
شرح متن ہویت پہ لاکھوں سلام
معنی قد رای مقصد ما طغی
زرگس باغ قدرت پہ لاکھوں سلام

شب اسرا قمر حیرت زدہ پھرتا رہا شب بھر
بڑھا اس درجہ رعب حسن والا لیلۃ الاسری
بھلایا ڈھنگ ان کی چال نے سیر منازل کا
سمٹ کر بن گیا چرخ ایک پایہ ان کے محل کا
حجاب نور تک پہنچا کے آنکھیں ہو گئیں خیرہ
فغاں کرتا ہوا لوٹ آیا قاصد نالہ دل کا

تھا براق بنی یا کہ نور نظر
یہ گیا وہ گیا وہ نہاں ہو گیا

قصر دنی تک کس کی رسائی
جاتے یہ ہیں آتے یہ ہیں

(حدائق بخشش)



سرور کونین ﷺ کے علوم و معارف

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

و علمائے عالم نیک تعلم و کما فضل اللہ علیہم و علیہا
اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

(النساء/۱۱۳)

سرور کوئین ﷺ کے علوم و معارف

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات جامع الکملات میں معجزات باہرہ، آیات بینہ اور علوم و معارف کے خزانے جمع فرمائے ہیں۔ اور ان خصائص و خصائل اور اسوۂ کامل سے مخصوص فرمایا ہے جو تمام مصالح دنیا و دین اور مغفرت الہی پر مشتمل ہیں جنہیں احکام شرعیہ، اصول دینیہ، سیاست مدنیہ اور مصالح عبادیہ کہا جاتا ہے اور اہم سابقہ اور قرون ماضیہ زمانہ آدم سے تا ایں دم احوال و اخبار اور ان کی شریعتوں، کتابوں، سیرتوں اور شخصی صنعتوں اور ان کے مذاہب و اختلاف آراء اور ان کی معرفت اور طویل عمروں اور ان کے دانشوروں کی حکمت کی باتیں اور ہر امت کے کفار پر حجتوں اور اہل کتاب کے ہر فرقہ کے ان معارضوں کو جو ان کی کتابوں میں ہیں اور ان کے علوم و اسرار و مخفیات اور ان خبروں کو جو وہ چھپاتے ہیں اور انہیں بدلتے ہیں اور عرب کی لغتوں، نادر لفظوں اور احاطہ اقسام فصاحت اور حفظ ایام و امثال و حکم، ضرب امثال صحیحہ اور ان کی مرادوں پر حکم، گہری فہم رکھنے والوں کے انداز کے مطابق اور ان کی مشکلات کے بیان و وضاحت وغیرہ کے علوم کا علم عطا فرمایا۔ اور آپ کی شریعت مطہرہ ان محاسن و اخلاق، محامد و آداب، حفظ نفس کے اصول و قواعد اور ان کے اعراض و احوال پر مشتمل ہے جو ارباب عقل کے نزدیک مستحسن ہیں حتیٰ کہ ان کفار و جہال و ملاحدہ کے نزدیک بھی مستحسن ہیں جو عقل سلیم و انصاف رکھتے ہیں، برخلاف ان کے جو معاند مخذول اور مخالف معقول ہیں۔

اور آپ کا کلام جوامع الکلم ہے یعنی لفظوں میں اختصار ہوتا ہے اور یہ معانی بے شمار رکھتے ہیں اور وہ جانے پہچانے علوم و فنون کے اقسام پر حاوی ہیں مثلاً طب، تعبیر، فرائض و حساب وغیرہ۔ یہ وہ علوم ہیں جنہیں ہر وہ شخص جانتا ہے جو معاملات علمیہ میں شغف رکھتا ہے اور کتب بنی کا مشغلہ رکھتا ہے اور جو اہل کتاب کی مجلسوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے اور اس میں ریاضت و مشقت اٹھاتا ہے۔

باوجودیکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ تو (بظاہر) پڑھے لکھے تھے اور نہ ان مجلسوں میں بیٹھے اٹھے تھے جو ان اوصاف کے ساتھ متصف ہیں۔ اور نہ اپنی قوم کے درمیان سے باہر نکلے اور نہ ان کے طلب و حصول کے لیے کوئی سفر کیا اور اہل عرب کا زیادہ سے زیادہ عرفان، علم انساب، پچھلوں کی کہانیاں اور ان کے شعرو بیان پر ہے اور ان کا حصول بھی خوب اچھی طرح سیکھنے، مشغول رہنے اور اہل فن کے ساتھ بحث و مباحثہ کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ حالاں کہ یہ فن آپ کی کتاب فضل و کمال کے بحر علم کا ایک قطرہ ہے۔ (مولف)

آیات علم و حکمت

اللہ عز و جل نے حضور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو علوم و معارف عطا فرمائے، ان پر قرآن عظیم شاہد و ناظر ہے۔ چوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذریعہ علم قرآن کریم اور وحی ربانی ہے حضور کے علوم و معارف سے متعلق چند آیات قرآنیہ ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد رضا بریلوی تحریر فرماتے ہیں:

آیت : سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عز و جل سے عرض کی ربنا و ابعث فیہم رسولا منهم یتلو علیہم آیاتک و یعلمہم الکتب و الحکمۃ و یرزقہم انک انت العزیز الحکیم۔

اے رب ہمارے اور ان میں انھیں میں سے ایک پیغمبر بھیج کہ ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انھیں کتاب و حکمت سکھائے اور وہ پیغمبر انھیں گناہوں سے پاک کر دے بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

یہ ہمارے نبی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوئے کہ انا دعوة ابراہیم میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہما وسلم

آیت: خود رب العزت جل و علا فرماتا ہے کما ارسلنا فيكم رسولا منكم يتلو عليكم آياتنا و يزكيكم و يعلمكم الكتاب و الحكمة و يعلمكم ما لم تكونوا تعلمون۔

جس طرح بھیجا ہم نے تم میں ایک رسول تمہیں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کرتا اور تمہیں پاکیزہ بناتا اور تمہیں قرآن و علم سکھاتا اور ان باتوں کا تم کو علم دیتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

آیت: لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلو عليهم آيته و يزكيهم و يعلمهم الكتاب و الحكمة و ان كانوا من قبل لفى ضلال مبين۔

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا ایمان والوں پر جب کہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتیں اللہ کی اور پاک کرتا ہے انہیں گناہوں سے اور علم دیتا ہے انہیں قرآن و حکمت کا اگرچہ تھے اس سے پہلے بیشک کھلی گمراہی میں۔

آیت: هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلو عليهم آيته و يزكيهم و يعلمهم الكتاب و الحكمة و ان كانوا من قبل لفى ضلال مبين آخرين منهم لما يلحقوا بهم و هو العزيز الحكيم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم۔

اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر آیات الہیہ پڑھتا اور انہیں ستھرا کرتا اور کتاب و حقائق کا علم بخشتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ نیز پاک کرے گا اور علم عطا فرمائے گا ان کی جنس کے اور لوگوں کو جو اب تک ان سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے، یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

الحمد للہ اس آیہ کریمہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عطا فرمانا، گناہوں سے پاک کرنا، ستھرا بنانا صرف صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیام قیامت تک امت مرحومہ حضور کی

ان نعمتوں سے محفوظ اور حضور کی نظر رحمت سے محفوظ رہے۔

بیشروں شریف میں ہے ہم الذین جاءنا بعد الصحابة الى يوم الدين یہ دوسرے جنہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیتے اور خرابیوں سے پاک کرتے ہیں تمام مسلمان ہیں کہ صحابہ کرام کے بعد قیامت تک ہوں گے۔

موسم شریف میں ہے قال ابن زید ہم جميع من دخل في الاسلام بعد النبي صلى الله عليه وسلم الى يوم القيامة و هي رواية ابن ابي نجيع عن مجاهد امام ابن زید نے فرمایا یہ دوسرے وہ تمام ہیں کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے اور یہی معنی، محبوبہ شہزادہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی روایت کیے۔

حمد اللہ قرآن غنیم اور حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ان تعریفوں کا اس قدر اہتمام ہے کہ چار جہد یہ وصف بیان فرمائے۔ دو جہد سورہ بقرہ، تیسرے آل عمران، چوتھے سورہ جمعہ، پورس کے آخر میں تو وہ جس نے کئے رشتہ ہوئے جنہوں نے ہم خفتہ بختوں کی غدیر جگائی، یہ رہنوں پر پکلی گواہی۔ (الامن والحق)

علم شعر

حمد رضا بریدی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ علم ما کان وما لکون حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوں ملے ہے مگر ما علمہ الشعر و ما یبغی له فرمایا گیا تو شعر کا علم نہ ہوا۔

کپ نے فرمایا :

جب علم کی فن کی طرف نسبت کیا جائے تو اس کے معنی دانستن نہیں ہوتے بلکہ علم واقفہ، جیسے کہا جاتا ہے کہ فلان گھوڑے پر چڑھتا جاتا ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کا جو مفہوم ہے وہ اس کے ذہن میں ہے۔ بلکہ یہ کہ قدرت رکھتا ہے یہ گھوڑے پر چڑھتا نہیں جاتا تو یہ مطلب نہیں کہ جو اس کا مفہوم

ہے وہ اس کے ذہن میں نہیں کہ غیر کو گھوڑے پر سوار دیکھا تو اس کا مفہوم اس نے ضرور جانا باقی قدرت نہیں رکھتا۔ حدیث میں ارشاد ہوا۔ علموا بنیکم الرمی و المسباحة .

اپنے بیٹوں کو تیر اندازی اور تیرنا سکھاؤ۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کے مفہوموں کا ان کو تصور کرا دو؟ بلکہ یہ کہ ان فنون کو ان کے قابو میں کر دو کہ تیر نشانے پر لگاسکیں اور دریا تیرسکیں۔ تو آیہ کریمہ کے یہ معنی نہیں کہ اوروں کے اشعار حضور کے علم میں نہیں بلکہ یہ معنی کہ حضور کو ہم نے شعر گوئی پر قدرت نہیں دی اور نہ یہ حضور کے لائق۔

صحابہ قصائد عرض کرتے کیا ان کے اشعار ہمارے حضور کے علم میں نہ آتے، بلکہ بعض بعض مواقع پر اصلاح فرمائی ہے کعب بن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قصیدہ نعتیہ میں عرض کیا :

ان الرسول لنار يستضاه

و صارم من سیوف الہند مسلول

ارشاد ہوا نار کی جگہ نور کہو اور سیوف الہند کی جگہ سیوف اللہ۔

جب بعض اشعار دیگران علم اقدس میں آنا منافی کریمہ و ما علمنہ الشعر نہ ہوا تو جمیع اشعار اولین و آخرین مکتوبات لوح مبین کو علم اقدس کا محیط ہونا کیا منافی ہو سکتا ہے۔ جو ایجاب جزئی کسی سلب کلی کا نفیض نہیں اس کا ایجاب کلی بھی یقیناً منافی نہیں البتہ ملکہ شعر گوئی حضور کو عطا نہ ہوا اور اس پر رب العزت نے دفع وہم فرمادیا کہ یہ کوئی خوبی نہ تھی جو ہم نے ان کو نہ دی بلکہ و ما ینبغی لہ یہ ان کی شان رفیع کے لائق ہی نہیں تو ان کے حق میں منقصت تھی اور وہ جمیع نقائص سے منزہ ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ بلکہ شعر گوئی بالائے طاق اگر نادرا کبھی دوسرے کا شعر پڑھتے تو اسے وزن سے ساقط فرما دیتے۔ لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شعر:

ستبدی لک الایام ما کنت جاہلا

و یسایک بالآخبار من لم تزود

کا مصرعہ دوم یوں پڑھتے ع و یاتیک من لم تزود بالاخبار

اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو شعر سے منزہ فرمایا ہے شاعر نے یوں کہا ہے

و یاتیک بالاخبار من لم تزود

خواب اور علم تعبیر

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب کو امر عظیم جانتے اور اس کے سننے، پوچھنے، بتانے، بیان فرمانے میں نہایت درجہ کا اہتمام فرماتے۔

صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح پڑھ کر حاضرین سے دریافت فرماتے هل رای احد اللیلة رؤیا

آج کی شب کسی نے کوئی خواب دیکھا، جس نے دیکھا ہوتا عرض کرتے حضور تعبیر فرماتے۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ اور صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عباس اور احمد و ابنائے ماجہ و خزیمہ و حبان کے یہاں بسند صحیح ام کرز کعبیہ، اور مسند احمد میں ام المومنین صدیقہ، اور معجم کبیر طبرانی میں بسند صحیح حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی و هذا لفظ الطبرانی حضور لامع النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی الا البشرات الرؤیا الصالحة یراها الرجل او ترى له .

نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی مگر بشراتیں وہ کیا ہیں نیک آدمی کہ خواب خود دیکھے یا اس کے لیے دیکھا جائے۔

متعدد احادیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا خواب نبوت کے

ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔

حدیثیں اس بارے میں مختلف آئیں چوبیسواں، پچیسواں، چالیسواں، چوالیسواں، پینتالیسواں، چھیالیسواں، پچاسواں، سترواں، چھہترواں ٹکڑا سب وارد ہیں۔ لہذا فقیر نے مطلق ایک ٹکڑا کہا اور اکثر احادیث صحیحہ میں چھیالیسواں ہے۔ (صفاح الحجین بکون التصافح بکفی الیدین)

حضور علم الخلق ہیں

نسیم الریاض میں ہے :

من قال فلانی اعلم منه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد عاب و نقصه (الی قولہ)
فہو ساب ای کالساب و الحکم فیہ حکم الساب من غیر فرق فیہما۔

جس نے کہا کہ فلاں شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہے تو اس نے حضور پر عیب لگایا اور کمی بیان کی تو وہ حضور کی شان میں گستاخی کرنے والا ہے۔ یعنی اس میں اور گستاخی کرنے والے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۱۹)

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں انما انا لکم بمنز الوالد اعلمکم۔

پیشک میں تمہارے لیے باپ کے مرتبے میں ہوں میں تم کو علم سکھاتا ہوں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۰)

حضور علم میں سب سے بڑھ کر ہیں

امام ابو زکریا یحییٰ بن عائد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قصہ ولادت اقدس میں فرماتی ہیں مجھے تین شخص نظر آئے گویا

آفتاب ان کے چہروں سے طلوع کرتا ہے ان میں ایک نے حضور کو اٹھا کر ایک ساعت حضور کو اپنے پروں میں چھپایا اور گوش اقدس میں کچھ کہا کہ میری سمجھ میں نہ آیا اتنی بات میں نے بھی سنی کہ عرض کرتا ہے، اے محمد مژدہ ہو کہ کسی نبی کا کوئی علم باقی نہ رہا جو حضور کو نہ ملا ہو تو حضور ان سب سے علم میں زائد اور شجاعت میں فائق ہیں جو نصرت کی کنجیاں حضور کے ساتھ ہیں حضور کو رعب و دبدبہ کا جامہ پہنایا ہے جو حضور کا نام پاک سنے گا اس کا جی ڈر جائے گا اور دل سہم جائے گا اگرچہ حضور کو دیکھنا نہ ہوا اے اللہ کے نائب۔

ابن عباس فرماتے ہیں :

کان ذلک رضوان خازن الجنان .

یہ رضوان داروغہ جنت تھے۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم و معارف سے متعلق امام احمد رضا بریلوی نے یہ ارشاد فرمایا ہے :

غنیچے ما اوحی کے جو چٹکے دنی کے باغ میں
ایسا امی کس لیے منت کش استاد ہو
بلبل سدرہ تک ان کی بو سے بھی محرم نہیں
کیا کفایت اس کو اقراء ربک الا کرم نہیں

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے امی تیری دانائی کی

(حدائق بخشش)



علم غیب مصطفیٰ ﷺ

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کردروں درود

وَمَا كُنَّا لِلَّهِ لِبَطْلَعِكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْنِبِي مِنْ رَمْلِهِ مِنْ بَنَاءِ
 اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے
 چاہے۔ (آل عمران/۱۷۹)

علم غیب مصطفیٰ ﷺ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روشن ترین معجزات میں آپ کا غیب پر مطلع ہونا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے ان علوم غیبیہ کی خبر دینا ہے۔

اصلات اور بالذات علم غیب اللہ تعالیٰ عز اسمہ کے ساتھ مخصوص ہے کیوں کہ وہی علام الغیوب ہے، اور وہ علم غیب جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک اور آپ کے بعض تبعین سے ظاہر ہوا ہے خواہ وحی کے ذریعہ ہو یا الہام سے، اس کے متعلق حدیث پاک میں آیا ہے کہ فرمایا واللہ انی لا اعلم الا ما علمنی ربی خدا کی قسم میں اپنے آپ سے کچھ نہیں جانتا مگر وہ سب کچھ جس کا میرے رب نے مجھے علم مرحمت فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مغیبات کی خبریں دینا دو قسم کی ہیں۔

ایک تو یہ کہ قرآن کریم ناطق و شاہد ہے، مطلب یہ کہ قرآن کریم گزشتہ و آئندہ کی خبریں دیتا ہے اور گزشتہ و موجودہ امتوں کے احوال اور زمانہ حال کی باتیں بتاتا ہے اور مخلوق کے مباد و معاد کے احوال کی اطلاع بخشتا ہے۔

اور دوسری قسم یہ ہے کہ جو آئندہ ہونے والا ہے، اس کی خبر دینا، اس قسم کا تذکرہ احادیث میں بکثرت ہے۔

اب رہا یہ کہ جو کچھ قرآن کریم میں ارشاد ہے تو ان میں سے ایک تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معارضہ قرآن کے وقت اس کی خبر دینا ہے کہ کوئی بھی قرآن کی مانند ایک سورۃ بھی نہیں لاسکتا، جیسا کہ فرمایا و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثله (یعنی ہم نے جو اپنے بندہ

خاص پر اتارا ہے اگر تمہیں اس میں شک ہے تو تم اس کی مانند ایک سورۃ ہی لے آؤ) پھر حق تعالیٰ نے فرمایا
وَلَنْ تَفْعَلُوا وَلَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ (وہ ہرگز نہ کر سکیں گے اور اس کی مانند نہ لائیں گے) چنانچہ ان کافروں
پر اس خبر کی صداقت ظاہر ہو گئی۔

اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ علم غیب ذاتی تو خدا کے سوا کسی اور کو نہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنے
برگزیدہ بندوں یعنی اپنے نبیوں اور رسولوں وغیرہ کو علم غیب عطا فرماتا ہے یہ علم غیب عطائی کہلاتا ہے قرآن
مجید میں ہے کہ :

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يَظْهَرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ

(اللہ) عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اسی طرح قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ عز و جل نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رِّسَالِهِ مَنْ يَشَاءُ .

اللہ کی شان نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ جن لیتا ہے اپنے رسولوں
میں سے جسے چاہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار غیوب کا علم عطا فرمایا اور
آپ نے ہزاروں غیب کی خبریں اپنی امت کو دیں جن میں سے کچھ کا تذکرہ تو قرآن مجید میں ہے، باقی
ہزاروں غیب کی خبروں کا ذکر احادیث کی کتابوں اور سیر و توارخ کے دفاتروں میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ .

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو ہم آپ کی طرف وحی کرتے ہیں۔

قیامت تک کے احوال کی خبر

ایک روایت میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک، دن خطبہ دیا اور اس میں کوئی ایسی چیز جو قیامت تک ہونے والی ہے بیان کرنے سے نہ چھوڑی، اس میں سے کسی کو کچھ یاد رہا اور کسی نے کچھ بھلا دیا۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم کسی چیز کو بظاہر بھلا چکے ہوتے ہیں لیکن جب وہ سامنے آتی ہے اور اسے دیکھتے ہیں تو جان لیتے ہیں اور بات یاد آ جاتی ہے جیسے کہ وہ شخص جس کا چہرہ عرصہ تک غائب رہا ہو مگر وہ سامنے آتا ہے تو اسے پہچان لیا جاتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ میرے ساتھیوں نے ان باتوں کو جان بوجھ کر بھلا دیا ہے بلکہ خدا کی قسم انھیں بھلا دیا گیا ہے۔ یقیناً قیامت تک اٹھنے والے ہر ایک فتنہ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خوب واضح اور صاف صاف بیان فرما دیا یہاں تک کہ فتنہ گروں کے نام، ان کے باپ، کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام تک بیان فرما دیئے، ابتداء فتنہ گروں کی تعداد تین سو تک ہوگی لیکن ان کے پیروکاروں کی کوئی حد نہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم سے کوئی چیز بیان کرنے سے نہ چھوڑی حتیٰ کہ وہ پرندہ جو آسمان میں بازو پھیلاتا ہے اس کا علم بھی ہم سے بیان فرما دیا۔ صحیح مسلم میں بروایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذکر دجال کے باب میں مذکور ہے کہ مسلمانوں کو دس سواروں کا رسالہ پہنچے گا، میں ان کے ناموں اور ان کے باپوں کے ناموں کو جانتا ہوں، اور ان کے گھوڑوں کی رنگوں کو بھی پہچانتا ہوں وہ روئے زمین پر بہترین گھوڑ سوار ہوں گے۔

مختلف احوال غیبیہ کی خبر

اور بلاشبہ ائمہ حدیث نے احادیث صحیحہ میں بیان فرمایا ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خبردار کر دیا اور ان سے دشمنوں پر غلبہ پانے، مکہ مکرمہ، بیت المقدس، یمن، شام، عراق کے فتح ہونے، اور راہ میں ایسا امن و امان کا وعدہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی عورت تنہا حرہ سے مکہ کی جانب سفر کرے تو اسے بجز خدا کے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

اور مدینہ منورہ میں قیام فرمانا اور حق تعالیٰ کا آپ کی امت پر دنیا کو فتح کرانا اور قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا ان میں تقسیم ہونا، اور کسریٰ و فارس کے جانے کے بعد نہ کسریٰ ہوگا نہ قیصر، اس کی خبر دینا، تو کسریٰ اور اس کا ملک تو مکمل طور پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جیسا کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب گرامی کو پارہ پارہ کیا تھا، اور قیصر نے شام سے راہ فرار اختیار کی اور اس کے ممالک اسلامی سرحدوں میں شامل ہو گئے اور مسلمانوں نے اس کے دیگر ممالک کو فتح کیا اور یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ہوا۔

اور یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتنوں کے پیدا ہونے، خواہشات کے پیرو بننے اور گزشتہ یہود و نصاریٰ کی روش پر چلنے اور امت کے بہتر فرقوں میں بٹنے اور ایک فرقہ کی نجات پانے اور عیش و عشرت کے خوگر ہونے اور صبح و شام جدا جدا لباس پہننے، زرق برق پوشاکیں پہننے، گھروں میں اچھے فرش و فرش بچھانے، چھت گیریاں اور دیواروں پر پردے لٹکانے، جیسے کہ خانہ کعبہ میں لٹکے ہوئے ہیں۔ اترا اتر کر چلنے اور قسم قسم کے کھانے پکانے اور فارس و روم کی لڑکیوں کی مانند عورتوں سے خدمت لینے کی خبر دی ہے۔

اور فرمایا کہ جب وہ ایسا کریں گے تو حق تعالیٰ ان پر عذاب برپا کرے گا اور ان میں جنگ و جدال

برپا ہوگا۔ اور نیکوں کی جگہ بد لوگ لیں گے، اور نیک لوگوں کو ان کے درمیان سے اٹھالے گا اور خبر دی کہ یہ وقت اور زمانہ بہت تیزی سے گزرے گا، اور قرب قیامت علم اٹھ جائے گا اور اہل علم دنیا سے اٹھ جائیں گے اور فتنے ظاہر ہوں گے اور ہرج مرج رونما ہوگا جس کی ابتداء واقعہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واقعہ حرہ تک ہے اور واقعہ حرہ شاعتوں میں سب سے بدتر شنیع واقعہ ہے جو کہ یزید کے زمانے میں رونما ہوا (یعنی یزید کے حکم سے مدینہ پر چڑھائی کی گئی مدینہ منورہ کے ادب و احترام کو پامال کیا گیا صد ہا صحابہ کرام کو بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا اور مستورات کی عصمت دری کی گئی)

اور میلہ کذاب کے فتنہ و فساد کی خبر دی گئی اور اس کی روت سے ڈرایا گیا اور فرمایا عرب پر افسوس ہے کہ اس کا نشان قریب آ گیا ہے۔ اور فرمایا میرے لیے زمین کو لپیٹا گیا اور مجھے اس کے مشارق و مغارب دکھائے گئے۔ اور وہ زمانہ نزدیک ہے کہ جہاں تک مجھے زمین کو لپیٹ کر دکھایا گیا وہاں تک میری امت کا قبضہ ہے اور اس طرح مشرق و مغرب میں مابین ارض ہند کے حکومت دراز ہوگی جو کہ اقصائے شرق سے بحر طنجہ تک ہے جس کے بعد کوئی عمارت یا آبادی نہیں ہے۔ اور گزشتہ امتوں میں کسی امت کی حکومت اتنی دراز نہ ہوئی نہ جنوب میں اور نہ شمال میں۔

اور فرمایا اہل عرب ہمیشہ حق پر رہیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہو، اہل عرب سے مراد بعض عرب لیتے ہیں اور بعض روایتوں میں اہل مغرب بھی واقع ہوا ہے یہ روایت معنوی اعتبار سے بھلائی اور خیر کے معنی میں ہے۔ اور ایک اور حدیث میں بروایت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم اور دشمنان دین پر قاہر و غالب رہے گی یہاں تک کہ حکم رب یعنی قیامت آجائے ان کا حال ہمیشہ حق پر ہی ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ کہاں ہونگے؟ فرمایا بیت المقدس میں۔

اور خبر دی کہ میرے بعد خلافت (مسلل) تیس سال ہوگی اس کے بعد ملوکیت و بادشاہت ہوگی اور ایک روایت میں ”ملک عضو“ فرمایا اس امر کی ابتداء نبوت و رحمت ہے۔ اس کے بعد خلافت پر

رحمت ہے پھر ملک عضو اس کے بعد عبود جبروت اور فساد ہوگا۔ اور اس کے ظہور کی خبر دی، اس کے بعد ایک سینک نکلے گا، اور امراء کو نشانی دی کہ نماز کی ادائیگی میں تاخیر وقت سے کام لیں گے۔

اور فرمایا آخر زمانہ میں میری امت میں تیس دجال کذاب پیدا ہوں گے اور ان میں چار عورتیں بھی ہوں گی اور ان میں کا ہر ایک خدا اور اس کے رسول پر جھوٹ باندھے گا ان کا آخر دجال کذاب سے ہوگا یعنی وہ جو آخر زمانے میں نکلے گا۔ اور ایک جگہ آیا ہے کہ وہ سب کے سب نبوت کا دعویٰ کریں گے۔

اور فرمایا عنقریب تم میں بکثرت عجمی لوگ ایسے ہوں گے جو تمہاری گردنوں کو ماریں گے، اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ قحطان کا ایک شخص جو تم پر حاکم و بادشاہ ہوگا وہ لوگوں کو اپنی لاشی سے نہ مارے۔

اور آخر زمانے میں امت کے اندر برائیاں ظاہر ہونے کی خبر دی کہ امانت جاتی رہے گی، شیطان کا سینک نکلے گا، خیانت پھیل جائے گی، ہم زمانوں سے حسد کریں گے، مردوں کی کمی ہوگی اور عورتوں کی کثرت ہوگی، اور بال کے کم ہونے، فتنوں کے واقع ہونے، صلہ رحمی اٹھ جانے، زلزلے آنے، حجاز سے آگ ظاہر ہونے کی خبر دی۔ وغیرہ وغیرہ۔ (مولف) (مدارج النبوۃ جلد اول۔ وسیرت مصطفیٰ)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے علم غیب کے بارے میں سوال ہوا

زید آیات و احادیث اور اقوال علماء کی روشنی میں کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے اور حضور کو ماکان و مایکون اور جمیع اولین و آخرین کا علم حاصل ہے۔

بکر اس عقیدے کو کفر و شرک کہتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کچھ نہیں جانتے، اس سلسلے میں وہ کچھ کتابوں کی عبارات پیش کرتا ہے۔

دونوں میں کون حق پر ہے اور کس کا دعویٰ قرآن و حدیث اور اقوال علماء کے موافق ہے؟

امام احمد رضا نے جہاں پر نفس مسئلہ کا مدلل اور محققانہ جواب تحریر فرمایا ہے وہیں پر بد مذہبوں اور بد عقیدہ لوگوں کا خوب واضح انداز میں رد فرمایا ہے۔ بد مذہبوں اور بد عقیدوں کا رد و ابطال اگرچہ سیرت کا موضوع نہیں مگر جب کسی کی بد عقیدگی اور مخترعات سے ذات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیرت النبی کے مسلمہ پہلوؤں پر حملہ ہوگا تو اس کا رد کرنا سیرت کے موضوع سے خارج نہ ہوگا بلکہ وہ بعینہ سیرت الرسول کا ایک اہم عنوان ہو جائے گا اور اگر رد و ابطال کے مضامین کو بحث سے خارج و جدا کر دیا جائے تو جواب نامکمل اور ناقص سمجھا جائے گا اس لیے آپ امام احمد رضا بریلوی کا جواب بعینہ ملاحظہ فرمائیں۔

آپ فرماتے ہیں :

حضور کو اولین و آخرین کے علوم عطا ہوئے

زید کا قول حق و صحیح اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے بیشک حضرت عزت عظمیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش، سب انھیں دکھایا، ملک السموات والارض کا شاہد بنایا، روز اول سے روز آخر تک سب ماکان و مایکون انھیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا، علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیروں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں، جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جل و علا۔

کتب حدیث و تصانیف علمائے قدیم و حدیث میں اس کے دلائل کا بسط شافی اور بیان وافی ہے

اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل و حکم فصل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و نزلنا علیک الکتاب تبیاناً لکل شیء و ہدی و رحمۃ و بشری للمسلمین .
اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت و رحمت و بشارت۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ما کان حدیثاً یفتری و لکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل کل شیء .
قرآن، وہ بات نہیں جو بنائی جائے بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور ہر شیء کا صاف جدا جدا بیان ہے۔

اور فرماتا ہے :

ما فرطنا فی الکتاب من شیء
ہم نے کتاب میں کوئی شیء اٹھا نہیں رکھی۔

اقول و باللہ التوفیق : جب فرقان مجید ہر شیء کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا روشن اور روشن بھی کس درجہ کا، مفصل، اور اہل سنت کے مذہب میں شیء ہر موجود کو کہتے ہیں تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور منجملہ موجودات کتابت لوح محفوظ بھی ہے، تام بالضرورت یہ بیانات محیط، اس کے مکتوبات بھی بالتفصیل شامل ہوئے، اب یہ بھی قرآن عظیم ہی سے پوچھ دیکھئے کہ لوح محفوظ میں کیا کیا لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

کل صغیر و کبیر مستطر

ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔

اور فرماتا ہے :

و کل شی احصینہ فی امام مبین .

ہر شے ہم نے ایک روشن پیشوا میں جمع فرمادی ہے۔

اور فرماتا ہے :

و لا حبة فی ظلمات الارض و لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین .

کوئی دانہ نہیں زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔

اور اصول میں مبراہن ہو چکا کہ نکرہ حیز نفی میں مفید عموم ہے اور لفظ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گی بے دلیل شرعی تخصیص و تاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے، نہ احادیث احاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجے کی ہوں، عموم قرآن کی تخصیص کر سکیں بلکہ اس کے حضور مضحمل ہو جائیں گی بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان و مایکون الی یوم القیامۃ جمیع مندرجات

لوح محفوظ کا علم دیا اور شرق و غرب و سما و ارض عرش و فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ واللہ
الحجة الساطعة.

کسی روایت و حکایت سے نفی غیب کا جواب

اور جب کہ یہ علم قرآن عظیم کے تبيان لكل شئ ہونے نے دیا، اور پر ظاہر کہ یہ وصف تمام کلام مجید کا ہے نہ ہر آیت یا سورت کا تو نزول جمیع قرآن شریف سے پہلے اگر بعض انبیاء علیہم الصلاہ والتسلیم کی نسبت ارشاد ہو، لم نقص علیک، یا منافقین کے باب میں فرمایا جائے، لا تعلمہم ہرگز ان آیات کے منافی اور علم مصطفوی کا نافی نہیں۔

الحمد للہ جس قدر قصص و روایات و اخبار و حکایات علم عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹانے کو آیات قطعیہ قرآنیہ میں پیش کی جاتی ہیں ان سب کا جواب انھیں دو فقروں میں ہو گیا، دو حال سے خالی نہیں، یا تو ان قصص سے تاریخ معلوم ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں تو ان سے استدلال درست نہیں کہ جب تاریخ مجہول تو ان کا تمامی نزول قرآن سے پہلے ہونا صاف معقول اور اگر ہاں تو دو حال سے خالی نہیں یا وہ تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہوگی یا بعد کی، پہلی صورت میں استدلال کرنا درست نہیں بر تقدیر ثانی اگر مدعائے مخالف میں نص صریح نہ ہو تو استناد محض خرط القتاد، مخالفین جو کچھ پیش کرتے ہیں سب انھیں اقسام کی ہیں، ان آیات کے خلاف پر اصلاً ایک دلیل صحیح صریح قطعی الا فادہ نہیں دکھا سکتے اور اگر بالفرض غلط تسلیم ہی کر لیں تو ایک ہی جواب جامع و نافع و نافی و جامع سب کے لیے شافی و کافی، کہ عموم آیات قطعیہ قرآنیہ کی مخالفت اخبار احاد سے استناد محض غلط ہے اس مطلب پر تصریحات ائمہ اصول سے احتجاج کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ خود مخالفین کے بزرگوں کی شہادت پیش کروں۔ ع

مدی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نصوص قطعیہ قرآن عظیم کے خلاف پر احادیث احاد کا سنا جانا بالائے طاق، یہ بزرگوار صاف تصریح کرتے ہیں کہ یہاں خبر واحد سے استدلال ہی جائز نہیں نہ اصلاً اس پر التفات ہو سکے۔

اسی براہین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یوصل میں اسی مسئلہ علم غیب کی تقریروں لکھتے ہیں :
عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں، بلکہ قطعی ہیں، قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں۔ لہذا اس کا اثبات اس وقت قابل التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے۔

نیز ص ۸۱ پر لکھا ہے :

اعتمادات میں قطعیات کا اعتبار ہوتا ہے نہ ظنیات صحاح کا۔

ص ۸۷ پر ہے :

احاد صحاح بھی معتبر نہیں چنانچہ فن اصول میں مبرہن ہے۔

(مولوی رشید احمد گنگوہی از براہین قاطعہ)

الحمد للہ، تمام مخالفین کو دعوت عام ہے، فاجمعوا شرکاء کم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک ایک قطعی الدلالتہ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمام نزول قرآن عظیم کے بعد بھی اشیائے مذکورہ ماکان وما یکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا۔

فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یهدی کید الخائنین .

اگر ایسی نص نہ لاسکو اور ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو خوب جان لو کہ اللہ راہ نہیں دیتا دغا

بازوں کے مکر کو۔

ازالہ شبہات

یہی مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں :

خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں واللہ لا ادری ما یفعل بی و لا بکم الحدیث اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

قطع نظر اس کے کہ حدیث اول خود احاد ہے، سلیم الجواس کو سند لانی تھی تو وہ مضمون خود آیت میں تھا اور قطع نظر اس کے کہ اس آیت وحدیث کے کیا معنی ہیں اور قطع نظر اس سے کہ یہ کس وقت کے ارشاد ہیں اور قطع نظر اس سے کہ خود قرآن عظیم واحادیث صحیحہ وصحیح بخاری وصحیح مسلم میں اس کا ناخن موجود کہ آیہ کریمہ نازل ہوئی :

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر .

تاکہ اللہ بخش دے تمہارے واسطے سے سب اگلے پچھلے گناہ۔

صحابہ نے عرض کی :

ہینا لک یا رسول اللہ لقد بین اللہ لک ماذا یفعل بک فماذا یفعل بنا .

یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو خدا کی قسم اللہ عزوجل نے یہ تو صاف بیان فرمادیا کہ حضور کے ساتھ کیا کرے گا اب رہا یہ کہ ہمارے ساتھ کیا کرے گا۔

اس پر یہ آیت اتری :

لیدخل المومنین (الی قوله تعالیٰ) فوزا عظیما .

تاکہ داخل کرے اللہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ہمیشہ رہیں گے ان میں اور مٹا دیئے ان سے ان کے گناہ اور یہ اللہ کے یہاں بڑی مراد پانا ہے۔

یہ آیت اور ان کے امثال بے نظیر اور یہ حدیث جلیل و شہیر۔

ربا شیخ عبدالحق کا حوالہ قطع نظر اس سے کہ روایت و حکایت میں فرق ہے اس بے اصل حکایت سے استناد اور شیخ محقق قدس سرہ العزیز کی طرف اسناد کیسی جرأت و وقاہت ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدارج شریف میں یوں فرمایا ہے۔

اس جا اشکال می آرند کہ در بعض روایات آمدہ است کہ گفت آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من بندہ ام، نمی دانم آں چہ در پس ایں دیوار است، جوابش آنست کہ ایں سخن اصلے نہ دارد و روایت بد اں صحیح نشدہ است۔

اس موقع پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بندہ ہوں مجھے معلوم نہیں کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ روایت صحیح نہیں۔

ایسا ہی لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرو گے تو خوب چین سے رہو گے۔ ع

اس آنکھ سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے آنکھ

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں لا اصل له یہ حکایت محض بے اصل ہے۔

امام ابن حجر مکی نے افضل القرئی میں فرمایا لم يعرف سند اس کے لیے کوئی سند نہ پہچانی گئی۔

افسوس اسی منہ سے مقام اعتقادات بتانا، احادیث صحاح بھی نامقبول ٹھہرانا، اسی منہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم عظیم گھٹا کر ایسی بے اصل حکایت سے سند لانا اور طمع کاری کے لیے شیخ محقق کا نام لکھ

جانا جو صراحۃً فرماتے ہیں کہ اس حکایت کی جڑ نہ بنیاد، آپ اس کے سوا کیا کہیئے کہ ایسوں کی داد نہ فریاد، اللہ اللہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مناقب عظیمہ اور باب فضائل سے نکلوا کر اس تنگنائے میں داخل کرائیں تاکہ صحیحین بخاری و مسلم کی حدیثیں بھی مردود بنائیں، اور حضور کی تنقیص شان میں یہ فراخی دکھائیں کہ بے اصل بے سند مقولے سب سما جائیں۔ ع

حال ایماں کا معلوم ہے بس جانے دو

بالجملہ بحمد اللہ تعالیٰ زید سنی حفظہ اللہ تعالیٰ کا دعویٰ آیات قطعیہ قرآنیہ سے ایسے جلیل و جمیل طور سے ثابت جس میں اصلاً مجال دم زدن نہیں، اگر یہاں کوئی دلیل ظنی تخصیص سے قائم بھی ہوتی تو عموم قطعی قرآن عظیم کے حضور مضحمل ہو جاتی نہ کہ صحیح مسلم و صحیح بخاری وغیرہ اسنن و صحاح و مسانید و معاجم کی احادیث صریحہ، صحیحہ، کثیرہ، شہیرہ، اس عموم و اطلاق کی اور تاکید و تائید فرما رہی ہیں۔

ثبوت غیب پر حدیثیں

حدیث : صحیح بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما ما ترک شیئا یكون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعة الا حدث به حفظہ من حفظہ و نسیہ من نسیہ.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا سب بیان فرما دیا کوئی چیز نہ چھوڑی، جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔

یہی مضمون احمد نے مسند بخاری نے تاریخ طبرانی نے کبیر میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حدیث : صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

قام فینا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلک من حفظه و نسیہ من نسیہ .

ایک بارسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

حدیث : صحیح مسلم شریف میں حضرت عمر بن الخطاب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر سے غروب آفتاب تک خطبہ فرمایا، بیچ میں ظہر و عصر کی نمازوں کے علاوہ کچھ کام نہ کیا۔

فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القيامة فاعلمنا احفظه .

اس میں سب کچھ ہم سے بیان فرمادیا جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا ہم میں زیادہ علم والا وہ ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

حدیث : جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ ائمہ حدیث میں باسانید عدیدہ و طرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

فرايتہ عزوجل وضع کفه بین کتفی فوجدت بردا نامله بین ثدی فتجلی لی کل شیء و عرفت .

میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میری پشت پر رکھا کہ میرے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس ہوئی اسی وقت ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے سب کچھ پہچان لیا۔

حدیث : اسی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی معراج منامی کے بیان میں ہے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

فعلمت ما فی السموات و الارض

جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب میرے علم میں آگیا۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں

پس دانستم ہرچہ در آسمانہا و ہرچہ در زمین ہا بود، عبارت است از حصول عامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ
آں۔

پھر آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب میں نے جان لیا، یعنی تمام جزوی و کلی علوم کا حصول و احاطہ
(مؤلف) ہو گیا۔

حدیث : امام احمد مسند اور ابن سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اور ابو یعلیٰ و ابن منیع و طبرانی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ما یحرک طائر جناحہ فی
السماء الا ذکر لنا منہ علما۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں
جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔

نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض و شروح زرقانی للمواہب میں ہے :

هذا تمثيل لبيان كل شيء تفصيلاً تارة و اجمالاً اخرى .

یہ ایک مثال دی ہے اس کی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر چیز بیان فرمادی کبھی تفصیلاً کبھی اجمالاً۔

مواہب امام احمد قسطلانی میں ہے :

ولا شک ان الله تعالى قد اطلعه على ازبد من ذلك و القى عليه علم الاولين و الاخرين .

اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القا کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث : طبرانی معجم کبیر اور نعیم بن حماد کتاب الفتن اور ابو نعیم حلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الله قد رفع لي الدنيا فانا انظر اليها و الي ما هو كائن فيها الي يوم القيامة
كانما انظر الي كفى هذه تجليا من الله جلالة لنبیه كما جلالة للنبيين من قبله .

بیشک میرے سامنے سے اللہ عزوجل نے دنیا اٹھالی ہے اور میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ اس روشنی کے سبب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے روشن فرمائی جیسے محمد سے پہلے انبیاء کے لیے روشن کی تھی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس حدیث سے روشن ہے کہ جو کچھ سموات و ارض میں ہے اور جو قیامت تک ہوگا اس سب کا علم اگلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی عطا ہوا تھا، اور حضرت عزت عز جلالہ اس تمام ماکان و مایکون کو اپنے ان محبوبوں کے پیش نظر فرمادیا۔ مثلاً مشرق سے مغرب تک، سماک سے مک تک، ارض سے فلک تک

اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے، سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہزار ہا برس پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے گویا اس وقت ہر جگہ موجود ہیں۔ ایمانی نگاہ میں یہ نہ قدرت الہی پر دشوار نہ عزت و وجاہت انبیاء کے مقابل بسیار۔

مگر معترض بیچارے جن کے یہاں خدائی کی حقیقت اتنی ہو کہ ایک پیڑ کے پتے گن دیئے وہ آپ ہی ان حدیثوں کو شرک اکبر کہنا چاہیں اور جو ائمہ کرام و علمائے اعلام ان سے سند لائے انھیں مقبول و مسلم رکھتے آئے انھیں مشرک کہیں، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

حضور پر مخلوقات اور امت کی پیشی

صحیح مسلم و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

عرضت علی امتی باعمالها حسنھا و قبیحھا.

میری ساری امت اپنے سب اعمال نیک و بد کے ساتھ میرے حضور پیش کی گئی۔

طبرانی اور ضیاء مختارہ میں حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

عرضت علی امتی البارحة لدى هذه الحجرة حتى لانا اعرف بالوجل منهم من احدکم بصاحبہ .

گزشتہ رات مجھ پر میری امت اس حجرے کے پاس میرے سامنے پیش کی گئی بیشک ان کے ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتا ہوں جیسا تم میں کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے۔

امام اجل سیدی بوسیری قدس سرہ ام القرئی میں فرماتے ہیں:

وسع العالمين علما و حکما.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام جہان کو محیط ہوا۔

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القرئی میں فرماتے ہیں :

لان الله تعالى اطلعه على العالم فعلم علم الاولين و الآخرين و ما كان و ما

يكون .

یہ اس لیے کہ بیشک اللہ عز و جل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام جہان پر اطلاع بخشی تو سب اگلے پچھلوں اور ماکان و مایکون کا علم حضور پر نور کو حاصل ہو گیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام جلیل قدوة المحدثین سیدی زین الدین عراقی استاذ امام حافظ الشان ابن حجر عسقلانی شرح مہذب میں پھر علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں :

انه صلى الله تعالى عليه وسلم عرضت عليه الخلائق من لدن آدم عليه الصلاة والسلام الى قيام الساعة فعرفهم كلهم كما علم آدم الاسماء .

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے لے کر قیام قیامت تک کی تمام مخلوقات الہی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیش کی گئی حضور نے جمیع مخلوقات گزشتہ اور آئندہ سب کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام نام سکھا دیے گئے تھے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں :

النفوس القدسية اذا تجردت عن العلائق البدنية اتصلت بالملاء الاعلى و لم

یبق لها حجاب فتری و تسمع الكل كالمشاهد.

پاکیزہ جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہو کر عالم بالا سے ملتی ہیں ان کے لیے کوئی پردہ نہیں رہتا ہے وہ ہر چیز کو ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسے پاس حاضر ہیں۔

امام ابن الحاج مکی مدخل اور امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں :

قد قال علماءنا رحمهم الله تعالى لا فرق بين موته و حياته صلى الله تعالى عليه وسلم في مشاهدته لامته و معرفته باحوالهم و نياتهم و عزائمهم و خواطرهم و ذلك جلی عنده لا خفاء به .

بیشک ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حالت حیات دنیوی اور اس وقت کی حالت میں کچھ فرق نہیں ہے اسباب میں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں، ان کے ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے، ان کے دلوں کے ہر خطرے کو پہچانتے ہیں اور یہ چیزیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایسی روشن ہیں جن میں اصلاً کسی طرح کی پوشیدگی نہیں۔

یہ عقیدے ہیں علمائے ربانیین کے محمد رسول اللہ کی جناب ارفع میں۔ جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور پر جملہ احوال و اشیاء کا انکشاف

شیخ شیوخ علمائے ہند مولانا شیخ محقق نور اللہ تعالیٰ مرقدہ الکریم مدارج شریف میں فرماتے ہیں:

ذکر کن اور اورود بفرست بروئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و باش در حال ذکر گویا حاضر ہست پیش تو در حالت حیات وی بنی تو اور امتاد با جلال و تعظیم و ہیبت و امید بداں کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم می بیند

ومی شنود کلام ترا زیرا کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متصف است بصفات اللہ ویکے از صفات الہی آنست کہ
انا جلیس من ذکرنی۔

ان کی یاد کر اور ان پر درود بھیج، اور ذکر کے وقت ایسے ہو جاؤ گویا تم ان کی زندگی میں ان کے
سامنے حاضر ہو اور ان کو دیکھ رہے ہو، پورے ادب اور تعظیم سے رہو، ہیبت بھی اور امید بھی، اور جان لو کہ
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں دیکھ رہے ہیں اور تمہارا کلام سن رہے ہیں کیوں کہ وہ صفات الہیہ سے
متصف ہیں اور اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے پاس ہوتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں شیخ محقق پر، جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہمارا دیکھنا ذکر کیا گویا
فرمایا، اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیکھنا ہمیں بیان کیا، بدانکہ بڑھا دیا، تاکہ اسے کوئی، گویا،
کے نیچے داخل نہ سمجھے۔ غرض ایمانی نگاہوں کے سامنے اس حدیث پاک کی تصویر کھینچ دی کہ :

اعبد الله کانک تراہ فان لم تراہ فانہ یراک .

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہ دیکھے تو وہ تو یقیناً تجھے دیکھتا ہے۔
جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علی نبیہ وآلہ وبارک وسلم۔

نیز فرماتے ہیں :

ہرچہ در دنیا است زمان آدم تا فتح اولیٰ بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال او
را از اول تا آخر معلوم گردید یاران خود را نیز از بعضی ازاں احوال خبر داد۔

جو کچھ دنیا میں پہلے صور کے پھونکنے جانے تک ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منکشف کر
دیا تاکہ انہیں اول سے آخر تک تمام احوال معلوم ہو جائیں، انہوں نے بعض اصحاب کو ان احوال میں سے
بعض کی اطلاع دی۔

شیخ محقق نیز فرماتے ہیں:

و هو بكل شیء علیم و وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دانا است ہمہ چیز از شیونات و احکام الہی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم۔

و هو بكل شیء علیم، اور وہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سب چیزوں کو جاننے والے ہیں احوال، احکام الہی، احکام صفات حق، اسماء، افعال اور آثار تمام علوم ظاہر و باطن اول و آخر کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اور فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ”فیوض الحرمین“ میں لکھتے ہیں:

فاض علی من جنابه المقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیفیۃ العبد من حیثہ الی حیث القدس فیتجلی لہ کل شیء کما اخبر عن ہذہ المشہد فی قصۃ المعراج المنامی .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے مجھ پر اس حالت کا علم فائض ہوا کہ بندہ اپنے مقام سے مقام مقدس تک کیوں کر ترقی کرتا ہے کہ اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے اس مقام سے معراج خواب کے قصے میں خبر دی۔

خالق و مخلوق کے علم میں فرق

علم الہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی، وہ واجب یہ ممکن، وہ قدیم یہ حادث، وہ نامخلوق یہ مخلوق، وہ نامقدور یہ مقدور، وہ ضروری البقاء یہ جائز الفناء، وہ ممتنع التفریق، یہ ممکن التبدل، ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون کو۔ بصیرت کے اندھے اس علم کا کان و ما یکن بمعنی مذکورہ ثابت جاننے کو معاذ اللہ

علم الہی سے مساوات مان لینا سمجھتے ہیں حالاں کہ العظمۃ اللہ۔ علم الہی تو علم الہی جس میں غیر متناہی علوم تفصیلی فراوانی بالفصل کے غیر متناہی سلسلے غیر متناہی یا وہ جسے گویا مصطلح حساب کے طور پر غیر متناہی کا مکعب کہیے بالفعل وبالردام ازلا ابداً مودود ہیں۔ یہ شرق تا غرب و سموات و ارض و عرش تا فرش و ما کان و ما یکون من اول یوم الی آخر الایام، سب کے ذرے ذرے کا حال تفصیل سے جاننا۔

و بالجملہ جملہ مکتوبات لوح و مکتونات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔ یہ تو ان کے طفیل سے ان کے بھائیوں حضرات مرسلین کرام علیہم افضل الصلاۃ و اکمل السلام بلکہ ان کی عطا سے ان کے غلاموں، بعض اعظم اولیائے عظام قدست اسرار ہم کو ملا اور ملتا ہے، ہنوز علوم محمد یہ میں وہ بخار و خار ناپیدا کنار ہیں جن پر ان کی فضیلت کلیہ اور افضلیت مطلقہ کی بنا ہے۔

اللہ عز و جل کی بے شمار رحمتیں امام اجل محمد بوسیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں :

فان من جودک الدنیا و ضررتها

و من علومک علم اللوح و القلم

یعنی یا رسول اللہ! دنیا اور آخرت دونوں حضور کے خوان جود و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح و قلم کا تمام علم جن میں ما کان و ما یکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حصہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری زبدہ شرح بردہ میں فرماتے ہیں :

توضیحه ان المراد بعلم اللوح ما اثبت فيه من النقوش القدسية و الصور

الغيبية و بعلم القلم ما اثبت فيه كما شاء و الاضافة لادنى ملابسة و کون علمها من

علومه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان علومه تتنوع الی الکلیات و الجزئیات و حقائق و

معارف و عوارف تتعلق بالذات و الصفات و علمهما انها يكون سطرًا من سطور علمه و نهرا من بحور علمه ثم مع هذا هو من بركته وجوده صلى الله تعالى عليه وسلم.

یعنی توضیح اس کی یہ ہے کہ علوم سے مراد نقوش قدس و صور غیب ہیں جو اس میں منقوش ہوئے اور قلم کے علم سے مراد وہ ہیں جو اللہ عز و جل نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھی، ان دونوں کی طرف علم کی اضافت ادنیٰ علاقے یعنی محلیت نقش و اثبات کے باعث ہے اور ان دونوں میں جس قدر علوم ثبت ہیں ان کا علم علوم محمد یہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک پارہ ہونا، اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم بہت اقسام کے ہیں علوم کلیہ، علوم جزئیہ، علوم حقائق اشیاء و علوم اسرار خفیہ اور وہ علوم اور معرفتیں کہ ذات و صفات حضرت جل جلالہ سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے جملہ علوم، علوم محمد یہ کی سطروں سے ایک سطر، اور ان کے دریاؤں سے ایک نہر ہیں پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہیں، کہ اگر حضور نہ ہوتے تو نہ لوح و قلم ہوتے نہ ان کے علوم۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

منکرین کو صدمہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے روز اول سے قیامت تک کے تمام ماکان و مایکون کا علم تفصیلی مانا جاتا ہے لیکن بحمد اللہ تعالیٰ وہ جمیع علم ماکان و مایکون علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عظیم سمندروں سے ایک نہر بلکہ بے پایاں موجوں سے ایک لہر قرار پاتا ہے۔

نصوص حصر

یعنی جن آیات و احادیث میں ارشاد ہوا ہے کہ علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ ہے، مولیٰ عز و جل کے سوا کوئی نہیں جانتا قطعاً حق اور بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان کے ایمان ہیں، مگر مستکبر کا اپنے دعوائے باطلہ پر ان سے استدلال اور اس کی بناء پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم ماکان و مایکون بمعنی مذکور ماننے والے پر حکم کفر و ضلال، نص جنون و خام خیال بلکہ خود مستلزم کفر و ضلال ہے۔

علم کی قسمیں

علم باعتبار منشاء دو قسم کا ہے۔

(۱) ذاتی : کہ اپنی ذات سے بے عطائے غیر ہو۔ اور

(۲) عطائی : کہ اللہ عز و جل کا عطیہ ہو۔

اور باعتبار متعلق بھی دو قسم ہے۔

(۱) علم مطلق : یعنی محیط حقیقی تفصیلی فعلی فراوانی کہ جمیع معلومات الہیہ عز و علا کو جن میں غیر متناہی

معلومات کے سلاسل وہ بھی غیر متناہیہ، وہ بھی غیر متناہی بار داخل اور خود کنہ ذات الہی و احاطہ تام

صفات الہیہ نامتناہی سب کو شامل فرداً فرداً تفصیلاً مستغرق ہو۔ اور

(۲) مطلق علم : یعنی جاننا، اگر محیط با حاطہ حقیقیہ نہ ہو۔

ان تقسیمات میں علم ذاتی و علم مطلق یعنی مذکور بلاشبہ اللہ عز و جل کے لیے خاص ہیں اور ہرگز کسی غیر

خدا کے لیے ان کے حصول کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

ہم ابھی بیان کر آئے ہیں کہ علم ما کان و ما یکون بمعنی مسطور اگرچہ کیسا ہی تفصیلی بروجہ اتم و اکمل ہو،

علوم محمدیہ کی وسعت عظیمہ کو نہیں پہنچتا پھر علوم محمدیہ تو علوم الہیہ ہیں۔ جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور

مطلق علم ہرگز حضرت حق عز و علا سے خاص نہیں بلکہ قسم عطائی تو مخلوق ہی کے ساتھ خاص ہے مولیٰ عز و جل کا

علم عطائی ہونے سے پاک ہے۔ تو نصوص حصر میں یقیناً قطعاً وہی قسم اول مراد ہو سکتی ہے نہ کہ قسم اخیر۔ اور

بدلتہ ظاہر کہ علم تفصیلی جملہ ذرات ما کان و ما یکون، بمعنی مزبور بلکہ اس سے ہزار در ہزار ازید و افزوں علم بھی

کہ بعطائے الہی مانا جائے، اسی قسم اخیر سے ہوگا، تو نصوص حصر کو مدعائے مخالف سے اصلاً من نہیں بلکہ وہ

اس کی صریح جہالت پر نص ہیں۔ واللہ الحمد، یہ معنی بآں کہ خود بدیہی و واضح ہے ائمہ دین نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔

امام اجل ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ پھر امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

لا یعلم ذلک استقلالاً و علم احاطة بكل المعلومات الا الله تعالى اما المعجزات و الکرامات فبا علام الله تعالى لهم علمت و کذا من علم باجراء العادة .

یعنی آیت میں غیر خدا سے نفی علم غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جاننا اور ایسا علم کہ جمیع معلومات الہیہ کو محیط ہو جائے، یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، رہے انبیاء کے معجزے اور اولیاء کی کرامتیں یہاں تو اللہ عز و جل کے بتانے سے انھیں علم ہوا ہے یوں ہی وہ باتیں کہ عادت کی مطابقت سے جن کا علم ہوتا ہے۔

مخالفین کا استدلال محض باطل و خیال محال ہونا تو یہیں سے ظاہر ہو گیا مگر فقیر نے اپنے رسائل میں ثابت کیا ہے کہ یہ استدلال ان ضلال کے خود اقراری کفر و ضلال کا تمغہ ہے۔ نیز انھیں میں روشن کیا کہ خلق کے لیے ادعائے علم غیب پر فقہاء کا حکم کفر بھی درجہ اولائے حقیقت حق میں اسی صورت علم ذاتی اور درجہ اخراے طرز فقہاء میں علم مطلق بمعنی مرقوم کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ محققین کے کلام میں منصوص ہے۔

منکرین علم غیب کا حکم

اس کے بعد سوال کے دوسرے حصہ کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

بکر پر مکر کا وہ زعم مردود جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت (کچھ نہیں جانتے) کا لفظ ناپاک ہے وہ بھی کلمہ کفر و ضلال بے باک ہے، بکر نے جس عقیدے کو کفر و شرک کہا اور اس کے رد میں یہ کلام

بد فرجام بکا، خود سی میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت حق جل شانہ نے یہ علم عطا فرمایا ہے لا جرم بکر کی یہ نفی مطلق شامل علم عطائی بھی ہے اور خود بعض شیاطین الانس کے قول سے استناد بھی اس تعلیم پر دلیل جلی ہے کہ اس قول میں خواہ یوں اور خواہ یوں، دونوں صورت پر حکم شرک دیا ہے، اب اس لفظ قبیح کے کلمہ کفر صریح ہونے میں کیا تاہل ہو سکتا ہے۔ قرآن عظیم کی روشن آیتوں کی تکذیب بلکہ سارے قرآن کی تکذیب، رسالت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار بلکہ نبوت تمام انبیاء کا انکار، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص مکان بلکہ رب العزت جلالہ کی توہین شان ایک دو کفر ہوں تو گئے جائیں۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

یوں ہی اس کا قول کہ، اپنے خاتمے کا بھی حال معلوم نہ تھا، صریح کلمہ کفر و خسار اور بیشمار آیات قرآنیہ و احادیث متواترہ کا انکار ہے۔ آیہ کریمہ، لیغفر لک اللہ مع حدیث صحیحین بخاری و مسلم۔ بعض اور سنئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و للآخرة خیر لک من الاولیٰ

اے نبی بے شک آخرت تمہارے لیے دنیا سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

یوم لا ینخری اللہ النبی و الذین امنوا معہ نورہم لیسعی بین یدیہم و بایمانہم۔

جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے صحابہ کو ان کا نور ان کے آگے اور داہنے جولان کرے گا۔

اور فرماتا ہے :

عسیٰ ان یمشک ربک مقاما محمودا

قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں تعریف کے مکان میں بھیجے گا جہاں اولین و آخرین سب تمہاری حمد کریں گے۔

اور فرماتا ہے :

تبرک الذی انشاء جعل لک خیرا من ذلک جنات تجری من تحتها الانہر و یجعل لک قصورا۔

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنی مشیت سے تمہارے لیے اس خزانہ و باغ سے (جس کی طلب یہ کافر کر رہے ہیں) بہتر چیزیں کر دیں جنتیں جن کے نیچے نہریں رواں اور وہ تمہیں بہشت بریں کے اونچے اونچے محل بخشے گا۔

اور احادیث کریمہ میں تو جس تفصیل جلیل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص وقت وفات مبارک و برزخ مطہر و حشر منور و شفاعت و کوثر و خلافت عظمیٰ و سیادت کبریٰ و دخول جنت و رویت باری و غیر ہا وارد ہیں انھیں جمع کیجیے تو ایک دفتر طویل ہوتا ہے یہاں صرف ایک حدیث تبرکاً سن لیجیے۔

جامع ترمذی شریف میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اول الناس خروجاً اذا بعثوا و انا خطیبہم اذا وفدوا و انا خطیبہم اذا انصتوا و انا مستشفعہم اذا حبسوا و انا مبشرہم اذا نيسوا الکرامة و المفاتيح يومئذ بیدی و انا اکرم ولد آدم علی ربی يطوف علی الف خادم کانہم بیض مکنون او لؤلؤ منشور۔

جب لوگوں کا حشر ہوگا تو سب سے پہلے میں مزار اطہر سے باہر تشریف لاؤں گا اور جب وہ دم

بخود رہیں گے تو ان کا خطبہ خواں میں ہوں گا اور جب وہ رو کے جائیں گے تو ان کا شفاعت خواہ میں ہوں گا اور جب وہ ناامید ہو جائیں گے تو ان کا بشارت دینے والا میں ہوں گا عزت دنیا اور تمام کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی، لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، بارگاہ عزت میں مری عزت تمام اولاد آدم سے زائد ہے، ہزار خدمت گار میرے ارد گرد گویا وہ گرد و غبار سے پاکیزہ انڈے ہیں محفوظ رکھے ہوئے یا جگمگاتے موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

بالجملہ بکر کے گمراہ بد دین ہونے میں اصلاً شبہ نہیں، وہ شخص جو شیطان کے علم ملعون کو علم اقدس حضور پر نور عالم ماکان و مایکون سے زائد کہے اس کا جواب اس کفرستان ہند میں کیا ہو سکتا ہے انشاء اللہ القہار روز جزا وہ ناپاک ناہنجار اپنے کیفر کفری گفتار کو پہنچے گا۔ یہاں اسی قدر کافی ہے کہ یہ ناپاک کلمہ صراحۃً محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگانا کلمہ کفر نہ ہوا تو اور کیا کلمہ کفر ہوگا۔

و الذین یوذون رسول اللہ لہم عذاب الیم

اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے دکھ کی مار ہے۔

ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرة و اعدلہم عذابا

مہینا۔

جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اللہ نے ان پر لعنت فرمائی ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے تیار کر رکھی ہے ذلت کی مار۔

توہین نبی کا حکم

شفائے امام اجل قاضی عیاض و شرح علامہ شہاب خفاجی مثنوی بہ نسیم الریاض میں ہے :

جميع من سب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم او شتمه اى عابه هو اعم من السب فان من قال فلان اعلم منه صلى الله تعالى عليه وسلم فقد عاب و نقصه و ان لم يسبه (فهو ساب و الحكم فيه حكم الساب) من غير فرق بينهما (لا تستثنى منه) فصلاى صورة (ولا نمترى) فيه تصريحاً كان او تلويحاً و هذا كله اجماع من العلماء و ائمة الفتوى من لدن الصحابة رضى الله تعالى عنهم الى هلم جراً.

یعنی جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کو عیب لگائے اور یہ گالی دینے سے عام تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت کہا کہ فلاں کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اس نے ضرور حضور کو عیب لگایا، حضور کی توہین کی اگرچہ گالی نہ دی یہ سب گالی دینے والے کے حکم میں ہیں۔ ان کے اور گالی دینے والے کے حکم میں کوئی فرق نہیں، نہ ہم اس سے کسی صورت کا استثناء کریں نہ اس میں شک و تردد کو راہ دیں، صاف صاف کہا ہوا یا کنا یہ سے ان سب احکام پر تمام علماء و ائمہ فتویٰ کا اجماع ہے کہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک برابر چلا آیا ہے۔ (انباء المصطفیٰ بحال سروا خفی)

بندوں کو علم غیب عطا ہونے کی سندیں اور آیات نفی کی مراد

امام احمد رضا بریلوی علم غیب سے متعلق ایک استفسار کے جواب میں مزید واضح انداز میں فرماتے

ہیں :

علم غیب کا خاصہ حضرت عزت ہونا بیشک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے :

قل لا يعلم من فى السموات و الارض الغيب الا الله .

تم فرمادو کہ آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عزوجل کے لیے ثابت ہے اور اس سے

مخصوص ہے علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو، علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو اللہ عزوجل کے لیے ہو ہی نہیں سکتا، اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔ اور اللہ عزوجل کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے :

و ما كان الله ليطلعكم على الغيب و لكن الله يجتبي من رسله من يشاء .

اللہ اس لیے نہیں کہ تم لوگوں کو غیب پر مطلع کرے ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے چن لیتا

ہے۔

اور فرماتا ہے :

عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول .
اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور فرماتا ہے :

و ما هو على الغيب بضنين

یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

اور فرماتا ہے :

ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك .

اے نبی یہ غیب کی باتیں ہم تم کو مخفی طور پر بتاتے ہیں۔

حتیٰ کہ مسلمانوں کو فرماتا ہے :

يومنون بالغيب .

غیب پر ایمان لاتے ہیں۔

ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شی کا اصلاً علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیوں کر ممکن،
لا جرم تفسیر کبیر میں ہے۔

لا یمتنع ان نقول نعلم من الغیب ما لنا علیہ دلیل .

یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اس غیب کا علم ہے جس پر ہمارے لیے دلیل ہے۔

نسیم الریاض میں ہے :

لم یكلفنا الله الايمان بالغیب الا وقد فتح لنا باب غیبه .

ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا جی بھی حکم دیا ہے کہ اپنے غیب کا دروازہ ہمارے لیے کھول دیا

ہے۔

امام شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں :

للمجتہدین القدم الراسخ فی علوم الغیب .

علم غیب میں ائمہ مجتہدین کے لیے مضبوط قدم ہے۔

مولانا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں کتاب عقائد تالیف حضرت شیخ ابو عبد اللہ شیرازی

سے نقل فرماتے ہیں :

نعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یرى نعت الروحانية ، فیلعلم الغیب .

ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفت روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علم غیب

حاصل ہوتا ہے۔

یہی علی قاری مرقاۃ میں اسی کتاب سے ناقل :

یطلع العبد علی حقائق الاشیاء و یتجلی له الغیب و غیب الغیب .

نور ایمان کی قوت بڑھ کر بندہ حقائق اشیاء پر مطلع ہوتا ہے اور اس پر غیب نہ صرف غیب بلکہ غیب کا غیب روشن ہو جاتا ہے۔

یہی علی قاری اسی مرقاۃ میں فرماتے ہیں :

الناس ینقسم الی فطن یدرک الغائب کالمشاهدة و هم الانبیاء والی من الغالب علیہم متابعۃ الحس والوہم فقط و هم اکثر الخلائق فلا بد لہم من معلم یکشف لہم المغیبات و ما ہو الا النبی المبعوث لہذا الامر .

آدمی دو قسم کے ہیں۔

ایک وہ زیرک کہ غیب کو شہادت کی طرح جانتے ہیں اور یہ انبیاء ہیں۔

دوسرے وہ جن پر صرف حس و وہم کی پیروی غالب ہے۔ اکثر مخلوق اسی قسم کی ہے۔ تو ان کو ایک بتانے والے کی ضرورت ہے جو ان پر غیبوں کو کھول دے اور وہ بتانے والا نہیں مگر نبی کہ خود اس کام کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

یہی قاری شرح فقہ اکبر میں حضرت ابوسلیمان دارانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل :

الفراسة مکاشفة النفس و معاينة الغیب و هی من مقامات الایمان .

فراست مومن (جس کا ذکر حدیث میں ارشاد ہوا ہے) وہ روح کا کشف اور غیب کا معاینہ ہے اور یہ ایمان کے مقاموں میں سے ایک مقام ہے۔

امام ابن حجر مکی کتاب الاعلام، پھر علامہ شامی سل الحسام میں فرماتے ہیں :

الخواص يجوز ان يعلموا الغيب في قضية او قضايا كما وقع لكثير منهم و

اشتهر.

جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعہ یا واقعہ میں علم غیب ملے جیسا کہ ان میں بہت سے واقع ہو کر مشہور

ہوئے۔

تفسیر معالم و تفسیر خازن میں زیر قولہ تعالیٰ، و ما هو علی الغیب بضنین ہے :

يقول انه صلى الله تعالى عليه وسلم ياتيه علم الغيب فلا يبخل به عليكم بل

يعلمكم .

یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے وہ تمہیں بتانے

میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔

تفسیر بیضاوی میں زیر قولہ تعالیٰ، و علمنه من لدنا علما ہے :

ای مما يختص بنا و لا يعلم الا بتوفيقنا و هو علم الغيب .

یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم

نہیں ہوتا وہ علم غیب ہے ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

تفسیر ابن جریر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے :

قال انك لن تستطيع معي صبرا و كان رجل يعلم علم الغيب قد علم ذلك ..

خضر علیہ الصلاۃ والسلام نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کہا آپ میرے ساتھ نہ ٹھہریں گے

خضر علم غیب جانتے تھے انھیں علم غیب دیا گیا تھا۔

اسی میں ہے عبد اللہ بن عباس نے فرمایا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا :

لم تحط من علم الغیب بما اعلم .

جو علم غیب میں جانتا ہوں آپ کا علم اسے محیط نہیں۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:

النبوة هی الاطلاع علی الغیب .

نبوت کے معنی ہی یہ ہیں کہ علم غیب جانتا۔

اسی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم مبارک نبی کے بیان میں فرمایا:

النبوة ما خوذت من النبء و هو الخبر ای ان اللہ تعالیٰ اطلعه علی غیبه .

حضور کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔

اسی میں ہے:

قد اشتهر و انتشر امرہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بین اصحابہ بالاطلاع علی

الغیب .

بیشک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے۔

اسی کی شرح زرقانی میں ہے:

اصحابہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جازمون باطلاعه علی الغیب

صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔

علی قاری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاو لفنون العلم (الی ان قال) و منها علمہ بالامور الغیبیة .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اقسام علوم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بھی علم حضور کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔

منافق کا استہزا

تفسیر امام طبری میں اور تفسیر درمنثور میں بروایت ابو بکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم وغیرہ ائمہ محدثین سیدنا امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے۔

انه قال فی قوله تعالیٰ و لمن سالتهم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقة فلان بواد کذا او کذا و ما یدریہ بالغیب .

انھوں نے فرمایا اللہ کے قول، و لمن سالتهم الخ کی تفسیر میں کہ منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم سے بیان کرتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں فلاں وادی میں ہے بھلا وہ غیب کی بات کیا جانیں۔ (مولف)

یعنی کسی کا ناقہ گم ہو گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فلاں جنگل میں ہے، ایک منافق بولا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) غیب کیا جانیں اسی پر اللہ عز و جل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ ان سے فرما دیجیے کہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے

ایمان کے بعد۔

انقسام علم اور علماء کی تصریحات

مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کریمہ کی دشمنی نے اندھا، بہرا کر دیا انھیں حق نہیں سوجھتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔

علم یقیناً ان صفات میں ہے کہ غیر خدا کو بعبائے خدا مل سکتا ہے تو ذاتی و عطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یوں ہی محیط و غیر محیط کی تقسیم بدیہی، ان میں اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہونے کے قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط و حقیقی۔

تو آیات و احادیث و اقوال علماء جن میں دوسرے کے لیے اثبات علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں، فقہاء کہ حکم تکفیر کرتے ہیں انھیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر بنائے تکفیر یہی تو ہے کہ خدا کی صفت خاصہ دوسرے کے لیے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجیے کہ خدا کے لیے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی، حاش اللہ! علم عطائی خدا کے ساتھ خاص ہونا درکنار خدا کے لیے محال قطعی ہے کہ دوسرے کے دیئے سے اسے علم حاصل ہو، پھر خدا کے لیے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاش اللہ! علم غیر محیط خدا کے لیے محال قطعی ہے، جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علم عطائی غیر محیط قطعی، غیر خدا کے لیے ثابت کرنا، خدا کی صفت خاصہ ثابت کرنا کیوں کر ہوا۔

تکفیر فقہاء اگر اس طرف ناظر ہو تو معنی یہ دیکھیں گے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لیے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو زہار خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہذا کافر ہو، یعنی وہ صفت غیر کے لیے ثابت کرنی چاہیے تھی جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق سا احمق ایسا اثبات جنون گوارا کر سکتا ہے؟

امام ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں :

و ما ذكرناه في الآية صرح به النووي رحمه الله تعالى في فتاواه فقال معناها لا يعلم ذلك استقلالاً و علم احاطة بكل المعلومات الا الله تعالى .

یعنی ہم نے جو آیت کی تفسیر کی امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی، فرماتے ہیں آیت کے معنی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذات خود ہوا اور جمیع معلومات الہیہ کو محیط ہو۔

نیز شرح ہمزئیہ میں فرماتے ہیں :

انه تعالى اختص به لكن من حيث الاحاطة فلا ينافي اطلاع الله تعالى لبعض خواصه على كثير من المغيبات حتى من الخمس التي قال صلى الله تعالى عليه وسلم لا يعلمهن الا الله.

غیب اللہ کے لیے خاص ہے مگر بمعنی احاطہ تو اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے :

قوله و لا اعلم الغيب يدل على اعترافه بانه غير عالم بكل المعلومات
یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا، تم فرما دو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الہیہ کو حاوی نہیں۔

امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے

ہیں :

(هذه المعجزة) في اطلاعه صلى الله تعالى عليه وسلم على الغيب (معلومة على القطع) بحيث لا يمكن انكارها او التردد فيها لاحد من العقلاء (لكثرة روايتها و اتفاق معانيها على الاطلاع على الغيب) و هذا لا ينافي الايات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله و قوله ، ولو كنت اعلم الغيب لا استكثر من الخير ، فان المنفى علمه من غير واسطة و اما اطلاعه صلى الله تعالى عليه وسلم عليه باعلام الله تعالى له فامر بتحقق لقوله تعالى فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کر لیتا۔ اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

لا اعلم الغيب فيه دلالة على ان الغيب بالاستقلال لا يعلمه الا الله .

آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذات خود ہو وہ خدا کے ساتھ خاص ہے۔

تفسیر نمودج جلیل میں ہے:

معناه لا يعلم الغيب بلا دليل الا الله و بلا تعليم الا الله او جميع الغيب الا الله .

آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم جانتا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

خاص ہے۔

جامع الفصولین میں ہے :

يجاب بانه يمكن التوفيق بان المعنى هو العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام او المنفى هو المجزوم به لا المظنون و يؤيده قوله تعالى اتجعل فيها من يفسد فيها الآية . لانه غيب اخبر به الملائكة ظنا منهم او باعلام الحق فينبغي ان يكفر لو ادعاه مستقلا لا لو اخبر به باعلام في نومه او يقظته بنوع من الكشف اذ لا منافاة بينه وبين الآية لما مر من التوفيق .

یعنی فقہاء نے دعوے علم غیب پر حکم کفر کیا اور حدیثوں اور ائمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں موجود ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ فقہاء نے اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لیے بذات خود علم غیب مانا جائے خدا کے بتائے سے علم غیب کی نفی نہ کی یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اور اس کی تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے فرشتوں نے عرض کی کیا تو زمین میں ایسوں کو خلیفہ کرے گا جو اسی میں فساد و خوں ریزی کریں گے، ملائکہ غیب کی خبر بولے مگر ظننا یا خدا کے بتائے سے تو تکفیر اس پر چاہیے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علم غیب ملنے کا دعویٰ کرے نہ یوں کہ براہ کشف جاگتے یا سوتے میں خدا کے بتائے سے، ایسا علم غیب آیت کے کچھ منافی نہیں۔

ردالمحتار میں امام صاحب ہدایہ کی مختارات النوازل سے ہے۔

لو ادعی علم الغیب بنفسه یکفر .

اگر بذات خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعویٰ کرے تو کافر ہے۔

اسی میں ہے :

قال في التاتارخانية و في الحجة ذكر في الملتقط انه لا... يكفر لان الاشياء تعرض على روح النبي صلى الله تعالى عليه وسلم و ان الرسل يعرفون بعض الغيب قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول .

قلت بل ذكروا في كتب العقائد ان من جملة كرامات الاولياء الاطلاع على بعض المغيبات و ردوا على المعتزلة المستدلين بهذه الآية على نفيها .

تاتارخانیہ میں فتاویٰ حجہ میں ہے ملتقط میں فرمایا کہ جس نے اللہ و رسول کو گواہ کر کے نکاح کیا کافر نہ ہوگا، اس لیے کہ اشیاء نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عرض کی جاتی ہیں اور بیشک رسولوں کو بعض علم غیب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو، علامہ شامی نے فرمایا کہ بلکہ ائمہ اہل سنت نے کتب عقائد میں ذکر فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے، اور معتزلہ نے اس آیت کو اولیاء کرام سے اس کی نفی پر دلیل قرار دیا ہمارے ائمہ نے اس کا رد کیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان میں ہے :

لم ينف الا الدراية من قبل نفسه و ما نفى الدراية من قبل الوحي .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتانے سے جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔

تفسیر جمل شرح جلالین و تفسیر خازن میں ہے :

المعنى لا اعلم الغيب الا ان يطلعني الله تعالى

آیت میں جو ارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا اس کے معنی یہ ہیں کہ میں بے خدا کے بتائے

نہیں جانتا۔

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے :

لا اعلم الغیب ما لم یوحی الی و لم ینصب علیہ دلیل

آیت کے معنی یہ ہیں کہ جب تک وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذات خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔

اسی میں ہے :

و عنده مفاتیح الغیب وجه اختصاصها به تعالیٰ انه لا یعلمها کما هی ابتداء

الا هو۔

یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اس کے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداء بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے :

(قل لا اقول لكم) لم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیعلم ان خزائن اللہ و هو

العلم بحقائق الاشیاء و ما هیاتها عنده صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باستجابته دعاءه

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قوله ارنا الاشیاء کما هی ، ولكنه یکلم الناس علی قدر

عقولهم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول لكم هذا مع انه قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

علمت ما کان و ما یکون ۔

یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، یہ نہیں

فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں، بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تاکہ معلوم

ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں، مگر حضور لوگوں سے ان کی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں؟ تمام اشیاء کی حقیقت و ماہیت، کا علم، حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عز و جل نے قبول فرمائی، پھر فرمایا میں غیب نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا یعنی جو کچھ نذر اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔

الحمد للہ! اس آیہ کریمہ کی کہ، فرما دو میں غیب نہیں جانتا، ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔ دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جانے کی نفی ہے۔ نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم نہیں۔ اب بحمد اللہ تعالیٰ سب سے لطیف تر یہ تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے۔ اس لیے کہ اے کافرو! تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان و مایکون کا علم ملا ہے۔

علم غیب سے متعلق اجماعی مسائل

یہاں تک جو کچھ بیان ہوا جمہور ائمہ دین کا متفق علیہ ہے۔

- (۱) بلاشبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور منکر کافر۔
- (۲) بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الہیہ کو حاوی نہیں ہو سکتا، مساوی درکنار تمام اولین و آخرین و انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب کے علوم مل کر علوم الہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑوں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں اور اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے۔ بخلاف علوم الہیہ کہ غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش و فرش، شرق و غرب و جملہ کائنات از روز اول

تاروز آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں ہیں، شرق و غرب دو حدیں ہیں، روز اول و روز آخر دو حدیں ہیں اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔

بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا، تو جملہ علوم خلق کو علم الہی سے اصلاً نسبت ہونی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ تو ہم مساوات۔

(۳) یوں ہی اس پر اجماع ہے کہ اللہ عز و جل کے دیئے سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو کثیر وافر غیبوں کا علم ہے یہ بھی ضروریات دین سے ہے جو اس کا منکر ہو کافر ہے کہ سرے سے نبوت ہی کا منکر ہے۔

(۴) اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حصہ تمام انبیاء، تمام جہان سے اتم و اعظم ہے اللہ عز و جل کی عطا سے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عز و جل ہی جانتا ہے۔

علم غیب کی اختلافی حدود اور مسلک عرفاء

فضل محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے منکروں کو جہنم میں جانے دیجیے تہ کلام استماع فرمائیے، ان تمام اجماعات کے بعد ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولیٰ عز و جل نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے آیا وہ روز اول سے یوم آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عموم آیات و احادیث کا مفاد ہے یا ان میں تخصیص ہے؟

بہت اہل ظاہر جانب خصوص گئے ہیں کسی نے کہا تشابہات کا، کسی نے خمس کا، کثیر نے کہا ساعت کا۔ اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات و احادیث کو ان کے عموم پر رکھا ماکان و مایکون بمعنی مذکور میں ازاںجا کہ غایت میں دخول و خروج دونوں متحمل ہیں ساعت داخل ہو یا نہیں۔

میں (امام احمد رضا) نے قصیدہ بردہ شریف اور اس کی شرح ملا علی قاری سے ثابت کیا ہے کہ علم الہی تو علم الہی جو غیر متناہی در غیر متناہی ہے یہ مجموعہ ماکان و مایکون کا علم، علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سمندر سے ایک لہر ہے۔ پھر علم الہی غیر متناہی کے آگے اس کی کیا گنتی، اللہ کی قدر نہ جاننے والے اسی کو معاذ اللہ علم الہی سے مساوات ٹھہراتے ہیں، و ما قدروا اللہ حق قدرہ۔

اللہ کی ویسی قدر نہ کی جیسی قدر کرنے کا حق ہے۔

ہاں ہمارا مختار قول اخیر ہے (یعنی آیات و احادیث کا عموم) جو عام عرفائے کرام و بکثرت ائمہ اعلام کا مسلک ہے، اس بارے میں بعض آیات و احادیث و اقوال ائمہ فقیر (امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ) کے رسالے ”انباء المصطفیٰ بحال سرواٹھی“ اور ”اللولؤ المکنون فی علم البشیر ماکان و مایکون“ وغیرہ رسائل فقیر میں بحمد اللہ تعالیٰ کثیر و دافر ہیں اور اقوال اولیائے کرام و علمائے عظام کی کثرت تو اس درجہ ہے کہ ان کے شمار کو ایک دفتر عظیم درکار یہاں بطور نمونہ صرف بعض اشارات ائمہ پراقتصار۔

حدیث صحیح جامع ترمذی جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

تجلی کل شیء و عرفت۔

ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

اور فرمایا:

ما فی السموات و الارض

میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

امام بوصیری مدحیہ ہمزیہ میں عرض کرتے ہیں :

لک ذات المعلوم من عالم

الغیب و منها لا دم الا سماء

عالم غیب سے حضور کے لیے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے نام۔

ملا علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں

ان روح النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضرة فی بیوت اهل الاسلام .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح کریم تمام جہان میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں

العارف ینجذب الی حیز الحق فیصیر عند اللہ فیتجلی له کل شیء .

عارف مقام حق تک کھینچ کر بارگاہ قرب میں ہوتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔

حضور علم کتابت سے واقف تھے

امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں :

هذا مع انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان لا یکتب و لكنه اوتی علم کل شیء حتی قد وردت اثار بمعرفته حروف الخط و حسن تصویرها کقوله لا تمد بسم اللہ الرحمن الرحیم . رواہ ابن شعبان من طریق ابن عباس ، و قوله الحدیث الاخر الذی روی عن معویة رضی اللہ تعالیٰ عنہ انه کان یکتب بین یدیه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال له التی الدواة و حرف القلم و اقم الباء و فرق السین و لا تعور المیم و حسن اللہ و مد الرحمن و جود الرحیم .

یعنی حالاں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھتے نہ تھے مگر حضور کو ہر چیز کا علم عطا ہوا تھا یہاں تک کہ بیشک حدیثیں آئی ہیں کہ حضور کتابت کے حروف پہچانتے تھے اور یہ کہ کس طرح لکھے جائیں تو خوبصورت ہوں گے جیسے ایک حدیث ابن شعبان نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بسم اللہ، کشش سے نہ لکھو، (یعنی سین میں دندانے ہوں نری کشش نہ ہو) دوسری حدیث (مسند الفردوس) میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوئی کہ یہ حضور کے سامنے لکھ رہے تھے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ دوات میں صوف ڈالو اور قلم پر تر چھا ققط دو اور بسم اللہ کی ب کھڑی لکھو اور سین کے دندانے جدا رکھو اور میم اندھا نہ کرو (اس کے چشمہ کی سفیدی کھلی رہے) اور لفظ اللہ خوبصورت لکھو اور لفظ رحمٰن میں کشش ہو (رحمٰن یا رحمٰن یا رحمٰن یا رحمٰن) اور لفظ رحیم اچھا لکھو۔

شب معراج انکشاف اشیاء

امام شعرانی قدس سرہ کتاب الجواهر والدرر نیز کتاب درة الغواص میں سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناقل :

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن قد ولج حين اسرى به علم الاسماء اولها مركز الارض و آخرها السماء الدنيا بجميع احكامها و تعلقاتها ثم ولج البرزخ الى انتهائه وهو السماء السابعة ثم ولج عالم العرش الى مالا نهاية له و الفتح في برزخيته صور العوالم الالهية و الكونية .

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں وہ شب معراج مرکز زمین سے آسمان تک تشریف لے گئے اور اس عالم کے جملہ احکام اور تعلقات جان لیے پھر آسمان سے عرش اور عرش سے لا انتہاء تک اور حضور کے برزخ میں تمام عالم علوی و سفلی کی صورتیں منکشف ہو گئیں۔

حقیقت اشیاء کا انکشاف

تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ، و كذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات و الارض ،

فرمایا :

الاطلاع على آثار حكمة الله في كل واحد من مخلوقات هذا العالم بحسب اجناسها و انواعها و اصنافها و اشخاصها و اجرامها مما لا يحصل الا لأكابر من الانبياء عليهم الصلاة و السلام و لهذا المعنى كان رسولنا صلى الله تعالى عليه وسلم يقول في دعائه اللهم ارنا الاشياء كما هي .

اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صنفوں اور شخصوں اور بدنوں ہر ہر مخلوق میں حکمت الہیہ کے آثار پر انھیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاء ہیں علیہم الصلاة والسلام اسی لیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الہی ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں دکھا دے۔

اقول: یہاں مقصود اس قدر ہے کہ ان امام اہل سنت (امام رازی) کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلاة والسلام اس عالم کی تمام مخلوقات کے ایک ایک ذرہ کی جنس نوع صنف شخص جسم اور ان سب میں اللہ کی حکمتیں بالتفصیل جانتے ہیں۔

یہی مضمون شریف تفسیر نیشاپوری میں بایں عبارت ہے :

الاطلاع على تفاصيل آثار حكمة الله تعالى في كل احد من مخلوقات هذه العوالم بحسب اجناسها و انواعها و اصنافها و اشخاصها و عوارضها و لواحقها كما هي لا تحصل الا لأكابر الانبياء و لهذا قال صلى الله تعالى عليه وسلم ارني الاشياء كما هي .

ان عالموں کی مخلوقات میں سے ہر ایک کے تمام آثار حکمت الہیہ پر ان کی جنسوں، نوعوں، قسموں اور فردوں نیز عوارض و لواحق حقیقیہ پر مطلع ہونا اکابر انبیاء کے علاوہ کسی کو حاصل نہیں ہوتا اسی وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا میں عرض کیا کہ مجھے اشیاء کی حقیقتیں دکھا۔ (مولف)

اس میں آثار حکمت اللہ کے ساتھ تفصیل زائد ہیں۔ اور هذا العالم کی جگہ هذه العوالم ہے کہ نظر تفصیلی پر زیادہ دلالت کرتا ہے۔ اور اجناس و انواع و اصناف و اشخاص کے ساتھ عوارض و لواحق بھی مذکور ہیں، کہ احاطہ جملہ جواہر و اعراض میں تصریح تر ہوا اگرچہ اجناس عالم میں عوارض بھی داخل تھے۔ پھر ان کے کماہی کا لفظ اور زیادہ ہے کہ صحت علم غیر مشوب بالخطا والوہم کی تاکید ہو۔

حضور کی روح انور کا مشاہدہ

تفسیر نیشاپوری میں زیر آیہ کریمہ و جنتابک علی ہولاء شہیدا۔ فرمایا :

لان روحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شاہد علی جمیع الارواح و القلوب و

النفوس لقولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ روحی .

یہ جواب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ہم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح انور تمام جہان میں ہر ایک کی روح، ہر ایک کے دل، ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے (کوئی روح، کوئی دل، کوئی نفس، ان کی نظر کریم سے اوجھل نہیں جب تو سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشاہدہ ضرور ہے) اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کریم کو پیدا فرمایا (تو عالم میں جو کچھ ہوا حضور کے سامنے ہی ہوا۔)

ہمارے حضور اور انبیاء کے علوم میں فرق

حافظ الحدیث سیدی احمد جلماسی قدس سرہ اپنے شیخ کریم حضرت سیدی عبدالعزیز بن مسعود دباغ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب مستطاب ابریز میں روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے آیہ کریمہ و علم آدم

الاسماء کے متعلق فرمایا (صرف ترجمہ ملاحظہ فرمائیں)

ہر چیز کے دو نام ہیں۔ علوی و سفلی۔

سفلی، نام تو صرف مسکئی سے ایک گونہ آگا ہی دیتا ہے۔ اور

علوی، نام سنتے ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مسکئی کی حقیقت و ماہیت کیا ہے اور کیوں کر پیدا ہوا اور کا ہے سے بنا اور کس لیے بنا۔

آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو تمام اشیاء کے یہ علوی نام تعلیم فرمائے گئے، جس سے انھوں نے حسب طاقت و حاجت بشری تمام اشیاء جان لیں، اور یہ زیر عرش سے زیر فرش تک کی تمام چیزیں ہیں جس میں جنت و دوزخ و ہفت آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اور جنگل و صحراء اور نالے اور دریا و درخت وغیرہ جو کچھ زمین میں ہے۔ غرض یہ تمام مخلوقات ناطق و غیر ناطق ان کے صرف نام سننے سے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو معلوم ہو گیا کہ عرش سے فرش تک ہر شئی کی حقیقت یہ ہے اور فائدہ یہ ہے اور اس ترتیب سے اس شکل پر ہے۔ جنت کا نام سنتے ہی انھوں نے جان لیا کہ کہاں سے بنی اور کس لیے بنی اور اس کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور جس قدر اس میں حوریں ہیں اور قیامت کے بعد اتنے لوگ اس میں جائیں گے اسی طرح دوزخ، یوں ہی آسمان، اور یہ کہ پہلا آسمان وہاں کیوں ہوا اور دوسرا دوسری جگہ کیوں ہوا، اسی طرح ملائکہ کا لفظ سننے سے انھوں نے جان لیا کہ کا ہے سے بنے اور کیوں کر بنے اور ان کے مرتبوں کی ترتیب کیا ہے اور کس لیے یہ فرشتہ اس مقام کا مستحق ہوا اور دوسرا دوسرے کا۔ اسی طرح عرش سے زیر زمین تک ہر فرشتہ کا حال۔

اور یہ تمام علوم صرف آدم علیہ الصلاۃ والسلام ہی کو نہیں بلکہ ہر نبی اور ہر ولی کامل کو عطا ہوئے ہیں، علیہم الصلاۃ والسلام۔ آدم نام خاص اس لیے لیا کہ ان کو یہ علوم پہلے ملے۔ پھر فرمایا کہ ہم نے بقدر طاقت و حاجت کی قید لگا کر صرف عرش تا فرش کی تمام اشیاء کا احاطہ اس لیے رکھا کہ جملہ معلومات الہیہ کا احاطہ نہ

لازم آئے۔ اور ان علوم میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں یہ فرق ہے کہ اور جب ان علوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو ان کا مشاہدہ حضرت عزت جلالہ سے ایک گونہ غفلت سی ہو جاتی ہے اور جب مشاہدہ حق کی طرف توجہ فرمائیں تو ان علوم کی طرف سے ایک نیند سی آ جاتی ہے مگر ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی کمال قوت کے سبب ایک علم دوسرے علم سے مشغول نہیں کرتا وہ عین مشاہدہ حق کے وقت ان تمام علوم اور ان کے سوا اور علموں کو جانتے ہیں جن کی طاقت کسی میں نہیں اور ان علوم کی طرف عین توجہ میں مشاہدہ حق فرماتے ہیں اور ان کو نہ مشاہدہ حق، مشاہدہ خلق سے پردہ ہونہ مشاہدہ خلق، مشاہدہ حق سے، پاکی و بلندی اسے جس نے ان کو یہ علوم اور یہ قوتیں بخشیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دل کا مشاہدہ

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلوی دفتر ثالث مثنوی شریف میں مور و عقاب کی حدیث مستطاب میں فرماتے ہیں حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

گرچہ ہر غیبی خدا مارا نمود
دل دراں لحظہ بخود مشغول بود

اگرچہ ہر غیب خدا نے ہم کو دکھایا ہے لیکن دل اس وقت اپنی ذات میں مشغول تھا۔

مولانا بحر العلوم ملک العلماء قدس سرہ شرح میں فرماتے ہیں :

ای فکر تن نہ داشت و از جہت استغراق بعض مغیبات بر انبیاء مستور شوند، انتہی۔

معنی بیت ایں چنین است کہ دل بخود مشغول بود کہ دل نفس دل را مشاہدہ می کرد و ذات باحدیت جمیع اسما در دل است پس بسبب استغراق دریں مشاہدہ توجہ بسوئے اکوان نبود بعض اکوان مغفول عنہ ماند و ایں وجہ وجیہ است۔

یعنی دل کو بدن کی فکر نہ تھی اور استغراق کی وجہ سے بعض غیوب انبیاء سے چھپ جاتے ہیں۔

شعر کے معنی یہ ہیں کہ دل ذات دل کا مشاہدہ کر رہا تھا اور ذات احدیت تمام اسماء کے ساتھ دل میں ہے۔ پس اس مشاہدہ میں مغفول ہونے کی وجہ سے توجہ عالم کی طرف نہ تھی، اس لیے بعض حالات پوشیدہ رہے۔ یہ بہترین توجیہ ہے۔

حضور کے بتانے سے دوسرے کے لیے ثبوت غیب

امام قرطبی شارح صبح پھر امام عینی بدر محمود پھر امام احمد قسطلانی شروح صحیح بخاری پھر علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حدیث، و خمس لا یعلمہن الا اللہ کی شرح میں فرماتے ہیں :

فمن ادعی علم شی منہا غیر مسند الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان کاذبا فی دعواہ .

یعنی تو جو کوئی قیامت وغیرہ خمس سے کسی شے کے علم کا ادعا کرے اور اسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کرے کہ حضور کے بتائے سے مجھے یہ علم آیا وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان پانچوں غیبوں کو جانتے ہیں اور اس میں سے جو چاہیں اپنے جس غلام کو چاہیں بتا سکتے ہیں۔ جب تو جو حضور کی تعلیم سے ان کے علم کا دعویٰ کرے اس کی تکذیب نہ ہوگی۔

روض النضر شرح جامع صغیر امام کبیر جلال الملتہ والدین سے اس حدیث کے متعلق ہے۔

اما قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا هو فمفسر بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ و من ذاتہ الا هو لکن قد تعلم باعلام اللہ تعالیٰ فان ثمة من یعلم و قد وجدنا ذلک لغير واحد

كما راينا جماعة علموا متى يموتون و علموا ما فى الارحام حال حمل المرأة و قبله .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا کہ ان پانچوں غیبوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی ہیں کہ بذات خود اپنی ذات سے انھیں اللہ ہی جانتا ہے مگر خدا کے بتائے سے کبھی ان کو بھی ان کا علم ملتا ہے۔ بیشک ایسے لوگ موجود ہیں جو ان غیبوں کو جانتے ہیں اور ہم نے متعدد اشخاص ان کے جاننے والے پائے ایک جماعت کو ہم نے دیکھا کہ ان کو معلوم تھا کب مریں گے اور انھوں نے عورت کے حمل کے زمانے میں بلکہ حمل سے پہلے بھی جان لیا کہ پیٹ میں کیا ہے۔

شیخ محقق قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں :

المراد لا تعلم بدون تعليم الله تعالى .

مراد یہ ہے کہ قیامت وغیرہ غیب بے خدا کے بتائے معلوم نہ ہوئے۔

حضور کو علوم خمسہ حاصل ہیں

علامہ بیجوری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں :

لم يخرج صلى الله تعالى عليه وسلم من الدنيا الا بعد ان اعلمه الله تعالى بهذه

الامور ای الخمسة .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان

پانچوں غیبوں کا علم دے دیا۔

علامہ شنوانی نے جمع النہایۃ میں اسے بطور حدیث بیان کیا کہ

قد ورد ان الله تعالى لم يخرج النبي صلى الله تعالى عليه وسلم حتى اطلعه

علی کل شی .

بیشک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا جب تک کہ حضور کو تمام اشیاء کا علم نہ عطا فرمایا۔

حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی غوث الزماں سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

راوی :

هو صلى الله تعالى عليه وسلم لا يخفى عليه شئ من الخمس المذكورة في
الاية الشريفة و كيف يخفى عليه ذلك و الاقطاب السبعة من امته الشريفة يعلمونها و
هم دون الغوث فكيف بالغوث فكيف بسيد الاولين و الآخرين الذي هو سبب كل شئ
و منه كل شئ .

یعنی قیامت کب آئے گی، مینہ کب اور کہاں اور کتنا برسے گا، مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا
ہوگا، فلاں کہاں مرے گا، یہ پانچوں غیب جو آیت کریمہ میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم پر مخفی نہیں اور کیوں کر یہ چیزیں حضور سے پوشیدہ ہوں حالاں کہ حضور کی امت سے ساتوں
قطب ان کو جانتے ہیں اور ان کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے غوث کا کیا کہنا پھر ان کا کیا پوچھنا جو سب اگلوں
پچھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شئی انھیں سے ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نیز ابریز غزیز میں فرمایا :

قلت للشيخ رضى الله تعالى عنه ان علماء الظاهر من المحدثين وغيرهم
اختلفوا في النبي صلى الله تعالى عليه وسلم هل كان يعلم الخمس فقال رضى الله
تعالى عنه كيف يخفى امر الخمس عليه صلى الله تعالى عليه وسلم و الواحد من اهل

التصرف من امته الشريفة لا يمكن التصرف الا بمعرفة هذه الخمس.

یعنی میں نے حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ علماء ظاہر محدثین مسئلہ خمس میں باہم اختلاف رکھتے ہیں، علماء کا ایک گروہ کہتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کا علم تھا دوسرا انکار کرتا ہے اس میں حق کیا ہے۔ فرمایا (جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں وہ حق پر ہیں) حضور سے یہ غیب کیوں کر چھپے رہیں گے حالاں کہ حضور کی امت شریفہ میں جو اولیاء کرام اہل تصرف ہیں (کہ عالم میں تصرف فرماتے ہیں) وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کو جان نہ لیں تصرف نہیں کر سکتے۔

تفسیر کبیر میں زیر آیہ کریمہ عالم الغیب فلا یشہر علی غیبہ احدا الا من ارتضى من رسول فرمایا۔

ای وقت وقوع القيامة من غيب الذي لا يظهره الله لاحد. فان قيل فاذا حملتم ذلك على القيامة فكيف قال الا من ارتضى من رسول مع انه لا يظهر هذا الغيب لاحد. قلنا بل يظهره عند قرب القيامة.

یعنی قیامت کے واقع ہونے کا وقت اس غیب میں سے ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اگر کہا جائے کہ جب تم نے آیت کو علم قیامت پر محمول کیا تو کیسے اللہ نے فرمایا الا من ارتضى من رسول باوجودیکہ یہ غیب اللہ کسی پر ظاہر نہیں کرے گا ہم جواب دیں گے کہ قیامت کے قریب ظاہر کرے گا۔ (مولف)

اس نفیس تفسیر نے صاف معنی آیت یہ ٹھہرائے کہ اللہ عالم الغیب ہے وہ وقت قیامت کا علم کسی کو نہیں دیتا سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں فرقہ باطلہ معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کی کرامات اولیاء سے

انکار اور ان کے شبہات فاسدہ کے ذکر و ابطال میں فرماتے ہیں :

الخامس و هو في الاخبار بالمغيبات قوله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول خص الرسول بالاطلاع على الغيب فلا يطلع غيرهم و ان كانوا اولياء . الجواب ان الغيب ههنا ليس للعموم بل مطلق او معين هو وقت وقوع القيامة بقرينة السابق ولا يبعد ان يطلع عليه بعض الرسول من الملائكة او البشر فصح الاستثناء .

یعنی معتزلہ کی پانچویں دلیل خاص علم غیب کے بارے میں ہے وہ گمراہ کہتے ہیں کہ اولیاء کو غیب کا علم نہیں ہو سکتا کہ اللہ عز و جل فرماتا ہے غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو، جب غیب پر اطلاع رسولوں کے ساتھ خاص ہے تو اولیاء کیوں کر غیب جان سکتے ہیں۔ ائمہ اہل سنت نے جواب دیا کہ یہاں غیب عام نہیں (جس کے یہ معنی ہوں کہ کوئی غیب رسولوں کے سوا کسی کو نہیں بتاتا جس سے مطلقاً اولیاء کے علوم غیب کی نفی ہو سکے) بلکہ یہ تو مطلق ہے (یعنی کچھ غیب ایسے ہیں کہ غیر رسول کو نہیں معلوم ہوتے) یا خاص وقت وقوع قیامت مراد ہے (کہ خاص اس غیب کی اطلاع رسولوں کے سوا اوروں کو نہیں دیتے) اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر کی آیت میں غیب قیامت ہی کا ذکر ہے (تو آیت سے صرف اتنا نکلا کہ بعض غیبوں یا خاص وقت قیامت کے تعیین پر اولیاء کو اطلاع نہیں ہوتی نہ یہ کہ اولیاء کوئی غیب نہیں جانتے اس پر اگر شبہ کیجیے کہ اللہ تو رسول کو استثناء فرما رہا ہے کہ وہ ان غیبوں پر مطلع ہوتے ہیں جن کو اور لوگ نہیں جانتے اب اگر اس سے تعیین وقت قیامت لیجیے تو رسولوں کا بھی استثناء نہ رہے گا کہ یہ تو ان کو بھی نہیں بتایا جاتا۔ اس کا جواب یہ فرمایا کہ ملائکہ یا بشر سے بعض رسولوں کو تعیین وقت قیامت کا علم ملنا کچھ بعید نہیں تو استثناء کہ اللہ عز و جل نے فرمایا ضرور صحیح ہے۔

امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورہ رعد میں فرماتے ہیں :

لا يعلم متى تقوم الساعة الا الله الا من ارتضى من رسول فانه يطلعه على من يشاء من غيبه و الولى تابع له ياخذ عنه .

کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوا اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انھیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دیتا ہے (یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں) رہے اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

یہاں اس خاص غیب کے علم میں بھی اولیاء کے لیے راہ رکھی مگر یوں کہ اصالتہ انبیاء کو ہے اور ان کو ان سے ملتا ہے اور حق یہی ہے کہ آیہ کریمہ غیر رسل سے علم غیوب میں اصالتہ کی نشی فرمائی ہے نہ کہ مطلق علم کی۔

علامہ حسن بن علی مدائنی حاشیہ فتح المبین، امام ابن حجر مکی اور فاضل ابن عطیہ فتوحات وھبیہ شرح اربعین، امام نووی میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم قیامت عطا ہونے کے باب میں فرماتے ہیں :

الحق كما قال جمع ان الله سبحانه و تعالى لم يقبض نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم حتى اطلعه على كل ما ابهمه عنه الا انه امر بكتنم بعض و الاعلام ببعض .

یعنی حق مذہب وہ ہے جو ایک جماعت علماء نے فرمایا کہ اللہ عز و جل ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور سے مخفی رہا تھا اس سب کا علم حضور کو عطا فرما دیا ہاں بعض علوم کی نسبت حضور کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتائیں اور بعض کے بتانے کا حکم کیا۔

علامہ عثمانوی کتاب مستطاب عجب العجاب شرح صلاة حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں :

قيل انه صلى الله تعالى عليه وسلم اوتى علمها (اى الخمس) فى آخر الامر

لكنه امر فيها بالكتمان و هذا القيل هو الصحيح.

یعنی کہا گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر میں ان پانچوں غیبوں کا بھی علم عطا ہو گیا، مگر ان کے چھپانے کا حکم تھا اور یہی قول صحیح ہے۔
(خالص الاعتقاد)

غنیمت کی پیشین گوئی

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ تحریر کرتے ہیں:

عبداللہ بن سلامہ بن عمیر اسلمی صحابی ابن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں تزوجت ابنة سراقہ بن حارث النجاری و قتل ببدر فلم اصب شيئا من الدنيا كان احب الي من نكاحها و اصدقها مائتي درهم فلم اجد شيئا اسوقه اليها فقلت على الله ورسوله المعول فجئت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فاخبرته . الحديث .

میں نے سراقہ نجاری شہید بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی سے نکاح کیا دنیا کی کوئی چیز میں نے ایسی نہ پائی جو ان کے ساتھ شادی ہونے سے مجھے زیادہ پیاری ہو میں نے دوسو روپے ان کا مہر کیا تھا اور پاس کچھ نہ تھا جو انھیں بھیجوں میں نے کہا اللہ اور اللہ کے رسول ہی پر بھروسہ ہے پس میں خدمت انور حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حال عرض کیا حضور نے ایک جہاد پر انھیں بھیجا اور فرمایا ارجو ان يغنمك الله مهر زوجتك .

میں امید کرتا ہوں کہ اللہ عز و جل تمہیں اتنی غنیمت دلا دے گا کہ اپنی بیوی کا مہر ادا کر دو، ایسا ہی

ہوا۔

اسے امام ثقہ محمد بن عمر و اقدی ابو حدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، امام محقق علی الاطلاق نے

فتح القدیر میں اس کی توثیق واضح کی ہے۔

بچیوں کی نواسخی

صحیح بخاری و مسند احمد و سنن ابی داؤد و ترمذی و ابن ماجہ ربیع بنت معوذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری شادی میں تشریف لائے چھوکر یاں دف بجا کر میرے باپ چچا جو بدر میں شہید ہوئے تھے ان کے اوصاف گاتی تھیں اس میں کوئی بولی ع

و فینا نبی یعلم ما فی غد

ہم میں وہ نبی ہیں جنہیں آئندہ کا حال معلوم ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اس پر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا دعی ہذہ و قولی بالذی کنت تقولین۔ اسے رہنے دے اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچیوں کو تذکرہ غیب سے منع فرمایا اس کی وجوہ بظاہر یہ ہیں۔

اولاً : ممکن ہے کہ لہو و لعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی زنا نے گانے اور وہ بھی دف بجانے میں پسند نہ فرمائی لہذا ارشاد ہوا اسے رہنے دو اور وہی پہلے گیت گاؤ، ارشاد الساری و لمعات و مرقاۃ وغیرہ میں اس احتمال کی تصریح ہے۔

ثانیاً : اقول : ممکن کہ مجلس عورتوں، کنیزوں، کم فہم لوگوں کی تھی ان میں منع فرمایا کہ تو ہم ذاتیت کا سد باب ہو۔

ثالثاً : وجہ ممانعت علم غیب کی اسناد مطلق بے ذکر تعلیم الہی عز و جل ہے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لمعات میں اس طرف ایسا فرمایا۔

مالک بن عوف کی التجا

محمد بن اسحاق تابعی ثقہ امام السیر والمغازی نے ابو وجزہ یزید بن عبید سعدی سے روایت کی (غزوہ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ ایمان لا کر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل و مال اسے واپس دیں یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب کہ حضور مقام ہجرانہ سے نہضت فرما چکے تھے سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے اہل و مال انھیں واپس دیئے اور سو اونٹ اپنے خزانہ کرم سے عطا کیے فقال مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ یخاطب رسول اللہ من قصیدۃ .

مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے عرض

کیا :

ما ان رایت ولا سمعت بواحد
فی الناس کلہم کمثل محمد
اوفی واعطی للجزیل لمجتد
ومتی تشاء یخبرک عما فی غد

میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل کو نفع کثیر عطا بخشے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کل کی خبر بتا دیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل سلمہ و ثمالہ و فہم پر سردار فرمایا۔ (الامن والعلی)

اثبات غیب پر قرآنی دلائل

قرآن عظیم فرماتا ہے، وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء

اے عام لوگو! اللہ اس لیے نہیں کہ تمہیں غیب پر مطلع فرمادے ہاں اپنے رسولوں سے چن لیتا ہے جسے چاہے۔

اور فرماتا ہے عالم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احدا من ارتضیٰ من رسول .
اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا مگر اپنے پسندیدہ رسول کو۔ صرف اظہار ہی نہیں بلکہ رسولوں کو غیب پر مسلط فرمادیا۔

علمائے اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ جو فضائل اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عنایت فرمائے گئے وہ سب باکمل وجوہ اور ان سے بدرجہا زائد حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوئے۔ اور اہل باطن کا اس پر اتفاق ہے کہ جو کچھ فضائل اور انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علی سیدہم وعلیہم کو ملے وہ سب حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں۔

اصحاب صحیح بخاری نے روایت کی قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما انا قاسم و اللہ یعطی .

میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بابت فرماتا ہے و كذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات و الارض .

یعنی ایسا ہی ہم ابراہیم کو آسمان وزمین کی ساری سلطنت دکھاتے ہیں۔ اور لفظ نری استمرار و تجدید پر
 دال ہے جس کا یہ مطلب کہ وہ دکھانا ایک بار کے لیے نہ تھا بلکہ مستمر ہے تو یہ صفت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم میں اکمل طور پر ثابت۔ حضور کے دیئے سے اور حضور کے طفیل میں حضور کے جدا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و
 علی ابیہ وبارک وسلم کو یہ فضیلت ملی اس کا انکار نہ کرے گا مگر کور باطن۔ اور لفظ کذلک تشبیہ کے واسطے ہے
 جسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے اور تشبیہ کے لیے مشبہ اور مشبہ بہ ضرور ہے۔ مشبہ تو خود قرآن کریم میں مذکور
 ہے یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ باقی رہا مشبہ بہ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ مطلب
 یہ ہوا کہ اے حبیب لیب جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں یوں ہی آپ کے طفیل
 میں آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ان کا معائنہ کر رہے ہیں۔

اور قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

و ما هو علی الغیب بضنین۔

یعنی میرا محبوب غیب پر بخیل نہیں۔ جس میں استعداد پاتے ہیں اسے بتاتے بھی ہیں۔ اور ظاہر کہ
 بخیل وہ کہ جس کے پاس مال ہو اور صرف نہ کرے، وہ کہ جس کے پاس مال ہی نہیں کیا بخیل کہا جائے گا اور
 یہاں بخیل کی نفی کی گئی ہے تو جب تک کوئی چیز صرف کی نہ ہو کیا مفاد ہوا لہذا معلوم ہوا کہ حضور غیب پر مطلع ہیں
 اور اپنے غلاموں کو اس پر اطلاع بخشتے ہیں۔

اور فرماتا ہے :

و نزلنا علیک الکتب تبیاناً لکل شیء۔

ہم نے تم پر یہ کتاب ہر شیء کا روشن بیان کر دینے کے لیے اتاری۔

تبیاناً ارشاد فرمایا بیاناً نہ فرمایا کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں بیان اشیاء اس طرح پر ہے کہ

اصلاً خفا نہیں۔

رب کی تجلی اور معرفت اشیاء

اور حدیث میں ہے جسے امام ترمذی وغیرہ نے دس صحابہ سے روایت کیا کہ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم صبح کو نماز فجر کے لیے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے، اور حضور کی تشریف آوری میں دیر ہوئی حتیٰ کہ دن ان نترای الشمس، یعنی قریب تھا کہ آفتاب طلوع کر آئے اتنے میں حضور تشریف فرما ہوئے اور نماز پڑھائی پھر صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کیوں دیر ہوئی سب نے عرض کی اللہ و رسولہ اعلم۔ اللہ و رسول خوب جانتے ہیں ارشاد فرمایا اتانی ربی فی احسن صورة۔ میرا رب سب سے اچھی تجلی میں میرے پاس تشریف لایا۔ یعنی میں ایک دوسری نماز میں مشغول تھا اس نماز میں عبد درگاہ معبود میں حاضر ہوتا ہے اور وہاں خود ہی معبود کی عبد پر تجلی ہوئی قال یا محمد فیما یختصم الملاء الاعلیٰ۔

اس نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ فرشتے کس بات پر خاصہ اور مباہات کرتے ہیں فقلت لا ادری میں نے عرض کی کہ میں بے تیزے بتائے کیا جانوں۔

فوضع کفه بین کتفی فوجدت برد اناملہ بین ثدی فتجلی لی کل شیء و عرفت۔ تو رب العزت نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی اور میرے سامنے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی۔ صرف اسی پر اکتفا نہ فرمایا کہ کسی کو یہ کہنے کی گنجائش نہ رہے کہ کل شیء سے مراد ہر شیء متعلق بشرائع ہے بلکہ ایک روایت میں فرمایا ما فی السماء و الارض۔ میں نے جان لیا جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔

اور دوسری روایت میں فرمایا فعلمت ما بین المشرق و المغرب۔ اور میں نے نجان لیا جو

کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔ یہ تینوں روایتیں صحیح ہیں تو تینوں لفظ ارشاد اقدس سے ثابت ہیں یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے۔ ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ اور روشن ہونے کے ساتھ پہچان لینا اس لیے فرمایا کہ کبھی شی معروف ہوتی ہے پیش نظر نہیں اور کبھی شی پیش نظر ہوتی ہے اور معروف نہیں جسے ہزار آدمیوں کی مجلس کو چھت پر سے دیکھو وہ سب تمہارے پیش نظر ہوں گے مگر ان میں بہت کو پہچانتے نہ ہو گے اس لیے ارشاد فرمایا کہ تمام اشیائے عالم ہمارے پیش نظر بھی ہو گئیں اور ہم نے پہچان بھی لیں کہ ان میں نہ کوئی ہماری نگاہ سے باہر رہی نہ علم سے خارج۔

علم ما کان وما یکون

مسلمان دیکھیں نصوص میں بلا ضرورت تاویل و تخصیص باطل و نامسموع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی تو بلاشبہ یہ روایت و معرفت جمیع مکونات قلم و مکتوبات لوح کو شامل ہے جس میں سب ما کان و ما یکون من الیوم الاول الی یوم الآخر و جملہ ضمائر و خواطر سب کچھ داخل۔ ولہذا طبرانی و نعیم بن حماد استاذ امام بخاری وغیرہما نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الله قد رفع لی الدنيا فانا انظر الیها و الی ما هو کائن فیها الی یوم القیامة
کانهما انظر الی کفی هذه .

بیشک اللہ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی ہے تو میں اسے اور اس میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو۔

حضور کا علم عطائی ہے

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

اہل سنت کا مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو علم غیب عنایت فرمایا۔ رب عزوجل فرماتا ہے و ما هو علی الغیب بضنین یہ نبی غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔ تفسیر معالم و تفسیر خازن میں ہے یعنی حضور کو علم غیب آتا ہے وہ تمہیں بھی تعلیم فرماتے ہیں (پھر امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا) اگر تمام اولین و آخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہو سکتی جو ایک قطرے کے کروڑوں حصہ کو کروڑوں سمند سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ ہے اور وہ غیر متناہی۔ متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

حضور نے فرقہ وہابیہ کی خبر دی ہے

متعدد احادیث میں گستاخ فرقوں کی نشان دہی اور ان کے زمانہ ظہور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے انہیں گستاخ و بے دین فرقوں میں سے وہابیہ وغیرہ بھی ہیں، اس سلسلے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشین گوئی اور امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی نشان دہی اور بعض وہابیہ کی گستاخی کے نمونے ملاحظہ فرمائیں، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

وہابیہ ہی وہ فرقہ ہے جسے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فہمائش کی اجازت چاہی تھی اور بحکم امیر المومنین تشریف لے گئے اور ان سے پوچھا کیا بات امیر المومنین کی تم کو ناپسند آئی انہوں نے کہا واقعہ صفین میں ابو موسیٰ اشعری کو حکم بنایا یہ شرک ہوا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الحکم الا للہ حکم نہیں مگر اللہ کے لیے۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس قرآن کریم میں یہ آیت بھی تو ہے فابعثوا حکما من اہلہ و حکما من اہلہا زن و شوہر میں

خصوصیت ہو ایک حکم اس کی طرف سے بھیجو ایک حکم اس کی طرف سے اگر وہ دونوں اصلاح چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔

اس جواب کو سن کر ان میں سے پانچ ہزار تائب ہوئے اور پانچ ہزار کے سر پر موت سوار تھی وہ اپنی شیطنت پر قائم رہے امیر المومنین نے ان کے قتل کا حکم فرمایا۔ امام حسن و امام حسین اور دیگر اکابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ان کے قتل میں تامل ہوا کہ یہ قوم رات بھر تہجد اور دن بھر تلاوت میں بسر کرتی ہے ہم کیوں کر ان پر تلوار اٹھائیں مگر امیر المومنین کو تو حضور عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نماز روزہ وغیرہ ظاہری اعمال کے شدت پابند ہوں گے بایں ہمہ دین سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے، قرآن پڑھیں گے مگر ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا۔ امیر المومنین کے حکم سے لشکر ان کے قتل پر مجبور ہوا عین معرکہ میں خبر آئی کہ وہ نہر کے اس پار اتر گئے۔

مولیٰ علی نے ذوالنہد یہ کی خبر دی

امیر المومنین نے فرمایا واللہ ان میں سے دس اس پار نہ جانے پائیں گے سب اسی طرف قتل ہوں گے جب سب قتل ہو چکے امیر المومنین نے لوگوں کے دلوں سے ان کے تقویٰ و طہارت اور تہجد و تلاوت کا وہ خدشہ دفع کرنے کے لیے فرمایا تلاش کرو اگر ان میں ذوالنہد یہ پایا جائے تو تم نے بدترین اہل زمین کو قتل کیا۔ تلاش کیا گیا لاشوں کے نیچے نکلا جس کا ایک ہاتھ پستان زن کے مشابہ تھا۔ امیر المومنین نے تکبیر کہی اور حمد الہی بجالائے اور لشکر کے دل کا شبہ اس غیب کی خبر بتانے اور مطابق آنے سے زائل ہو گیا کسی نے کہا حمد ہے اسے جس نے ان کی نجاست سے زمین کو پاک کیا۔ امیر المومنین نے فرمایا کیا سمجھتے ہو کہ یہ لوگ ختم ہو گئے؟ ہرگز نہیں ان میں سے کچھ ماں کے پیٹ میں ہیں کچھ باپ کی پیٹھ میں۔ جب ان میں سے ایک گروہ ہلاک ہو گا دوسرا سراٹھائے گا حتیٰ یخرج آخرهم مع الدجال۔

یہاں تک کہ ان کا پچھلا گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔ یہی وہ فرقہ ہے کہ ہر زمانے میں نئے رنگ نئے نام سے ظاہر ہوتا رہا اور اب اخیر وقت میں وہابیہ کے نام سے پیدا ہوا۔

وہابیہ کی علامتیں

ان کی جو علامتیں صحیح حدیثوں میں ارشاد فرمائی ہیں سب ان میں موجود ہیں تحقروں و صلاتکم عند صلاتہم و صیامکم عند صیامہم و اعمالکم عند اعمالہم۔ تم ان کی نماز کے آگے اپنی نماز کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو اور ان کے اعمال کے آگے اپنے اعمال کو۔ یقرؤن القرآن لا یجاوز طرائقہم۔

قرآن پڑھیں گے ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ یقولون من قول خیر البریۃ۔ بظاہر وہ بات کہیں گے کہ سب کی باتوں سے اچھی معلوم ہو۔ یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیۃ۔

دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے۔ سیماہم التحلیق ان کی علامت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر سرمونڈے۔ مشمر الازر۔ گھٹنی ازاروں والے۔

(ان کے پیشوا ابن عبد الوہاب نجدی کو سرمنڈانے میں یہاں تک غلو تھا کہ جو عورت اس کے دین ناپاک میں داخل ہوتی اس کا سر بھی منڈا دیتا کہ یہ زمانہ کفر کے بال ہیں انھیں دور کر۔ یہاں تک کہ ایک عورت نے کہا جو مرد تمہارے دین میں آتے ہیں ان کی داڑھیاں منڈوایا کرو کہ وہ بھی تو زمانہ کفر کے بال ہیں اس وقت سے باز آیا۔ اور اب وہابیہ کو دیکھئے ان ہی میں اکثر وہی سرمنڈانے اور گھٹنے پائے والے ہیں۔ منہ)

غنائم کی تقسیم اور وہابیہ کے بارے میں پیشین گوئی

غزوہ حنین میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو غنائم تقسیم فرمائے اس پر ایک وہابی (منافق) نے کہا کہ میں اس تقسیم میں عدل نہیں پاتا کیوں کہ کسی کو زیادہ کسی کو کم عطا فرمایا۔ اس پر فاروق اعظم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن مار دوں۔ فرمایا کہ اسے رہنے دے کہ اس کی نسل سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہونے والے ہیں (وہابیہ کی طرف اشارہ فرمایا) اس سے فرمایا افسوس اگر میں تجھ پر عدل نہ کروں تو کون عدل کرے گا؟ اور فرمایا اللہ رحم فرمائے میرے بھائی موسیٰ پر کہ اس سے زانا ایذا دیئے گئے۔

حضور کی شان عطا

علماء فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک اس دن کی عطائی بادشاہوں کی عمر بھر کی داد و دہش سے زائد تھی جنگل غنام سے بھرے ہوئے ہیں اور حضور عطا فرما رہے ہیں اور مانگنے والے ہجوم کرتے چلے آتے ہیں اور حضور پیچھے ہٹتے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب سب اموال تقسیم ہو لیے ایک اعرابی نے ردائے مبارک بدن اقدس پر سے کھینچ لی کہ شانہ و پشت مبارک پر اس کا نشان بن گیا اس پر اتنا فرمایا اے لوگو جلدی نہ کرو واللہ کہ تم مجھ کو کسی وقت بخیل نہ پاؤ گے، حق ہے اے مالک عرش کے نائب اکبر قسم ہے اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ دونوں جہاں کی نعمتیں حضور ہی کی عطا ہیں، دونوں جہاں حضور کی عطا سے اک حصہ ہیں۔

فان من جودک الدنیا و ضررتها

و من علومک علم اللوح و القلم

بیشک دنیا و آخرت حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کے تمام علوم ماکان و مایکون

(المملفوظ حصہ اول)

حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا۔

حضور نے ناقہ بتا دیا

اتفاقاً ایک سفر میں کسی کا ناقہ گم ہو گیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں جنگل میں ہے اس کی مہار پیڑ سے اٹک گئی ہے زید بن لصیت منافق نے کہا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ ناقہ فلاں جنگل میں ہے حضور غیب کی خبر کیا جانیں قل ابالله وایتہ ورسولہ انتم تستہزون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم۔

تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو یہاں نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔ (المملفوظ حصہ دوم)

مطلقاً علم غیب کا منکر کافر ہے

مطلقاً علم غیب کا منکر کافر ہے کہ وہ سرے سے ہی نبوت کا منکر ہے نبوت کہتے ہی ہیں علم غیب دینے کو۔

امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں النبوة ہی الاطلاع علی الغیب۔

امام ابن حجر مکی مدخل میں اور امام قسطلانی مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں النبوة ماخوذة من النبأ بمعنی الخبر ای اطلعه اللہ علی الغیب نبوت غیب پر مطلع ہونے کا نام ہے۔

علم بالواسطہ

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم غیب کی تعریف کرتے ہیں وہ علم جو

بلا واسطہ ہو اور اس معنی سے علم غیب کا مطلقاً منکر ہو تو اس پر کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا:

علم بلا واسطہ کے ساتھ غیب کو خاص کرنا قرآن کے خلاف ہے قرآن فرماتا ہے وما هو علی الغیب بضنین . کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم بلا واسطہ کے بتانے پر بخیل نہیں ہے؟ یہ تو کفر ہو جائے گا جو شخص ذرہ برابر غیر خدا کے لیے علم بلا واسطہ مانے کا فر ہے۔ اگر کوئی انسان کے معنی پاگل کے گڑھ لے تو وہ خود پاگل ہے۔ اللہ فرماتا ہے عالم الغیب فلا یراہ علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول کیا بلا واسطہ اپنے رسولوں کو علم دیتا ہے؟

نگاہ نبوت

شان نبوت میں سے ہے کہ آگے پیچھے یکساں دیکھنا۔ بعض صحابہ کرام نے جوئے مسلمان ہوئے تھے نماز میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سبقت کی بعد نماز کے حضور نے ارشاد فرمایا :
اترون ان قبلتی امامی انی اری من خلفی کما اری من امامی .
کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا منہ قبلہ کو ہے میں ایسا ہی اپنے پیچھے دیکھتا ہوں جیسا آگے۔
(المفوض حصہ سوم)

غیب کی کنجیاں

غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے و عندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا هو . اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی مفاتیح (کنجیاں) ان کو خدا کے سوا کوئی (بذات خود) نہیں جانتا۔ اور دوسری جگہ فرمایا له مقالید السموات و الارض خدا ہی کے لیے ہیں مقالید (کنجیاں) آسمان و زمین کی۔ اور مفاتیح کا حرف اول (م) و حرف آخر (ح) اور مقالید کا حرف اول (م) و حرف آخر (د) انھیں مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب و شہادت کی کنجیاں سب دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو۔ کوئی شی ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہاں نہیں

اور یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ مفاتیح و مقالید و غیب و شہادت سب حجرہ خفا یا عدم میں مقفل تھیں وہ مفاتیح و مقلا د جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرہ عدم یا خفا میں رہتے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(المملو ظ حصہ چہارم)

غیب ذاتی و عطائی

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

علم ذاتی کہ بے عطائے غیر ہو اور علم مطلق تفصیلی کہ جملہ معلومات الہیہ کو محیط ہو اللہ عز و جل سے خاص ہیں مگر مغیبات کا مطلق علم تفصیلی بعطائے الہی ضرور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ثابت ہے۔ انبیاء سے اس کی نفی مطلقاً ان کی نبوت ہی سے منکر ہونا ہے۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں :

النبي هو المطلع على الغيب .

یعنی نبی کہتے ہیں اسے جو غیب پر مطلع ہو۔

ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں انہ قال فی قوله تعالیٰ و لنن سالتہم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب قال من المنافقین بحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادی کذا و کذا و ما یدریہ بالغیب .

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں۔

اس پر اللہ عز و جل نے یہ آیت اتاری کہ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہا نے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

تو جو نفی مطلق کرے بلاشبہ کافر ہے اور اگر علم ذاتی یا علم محیط جملہ معلومات الہیہ سے تاویل کرے تو کفر سے بچ جائے گا مگر شان اقدس میں ایسا موہوم کلام بولنے کا اس پر الزام قائم ہے کہ اس کا ظاہر بعینہ وہی ہے جو اس منافق نے کہا اور اللہ عز و جل نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا کیوں کہ نہ کہا کہ بے اللہ کے بتائے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ (احکام شریعت حصہ سوم)

ایک اور سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

علم غیب ذاتی کہ اپنی ذات سے بے کسی کے دیے ہوئے اللہ عز و جل کے لیے خاص ہے (جن آیات میں بظاہر کسی کے لیے علم غیب کی نفی ہے) ان آیتوں میں یہی معنی مراد ہیں کہ بے خدا کے دیے کوئی نہیں جان سکتا اور اللہ کے بتائے سے انبیاء کو معلوم ہونا ضروریات دین سے ہے۔ قرآن مجید کی بہت آیتیں اس کے ثبوت میں ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۳۶)

ختم دنیا کا حال

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ختم دنیا کا حال ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو ساری دنیا سے مسلمانوں کو اٹھالے گی جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا وفات پائے گا زمین میں نرے کافر رہ جائیں گے پھر بتوں کی پوجا بدستور جاری ہو جائے گی۔

(سل السیوف الہندیۃ علی کفریات بابا النجدیۃ)

جنات کی غیب دانی کا اعتقاد کفر ہے

زمانہ کہانت میں جن آسمانوں تک جاتے اور ملائکہ کی باتیں سنا کرتے ان کو جو احکام پہنچے ہوتے وہ آپس میں تذکرہ کرتے یہ چوری سے سن آتے اور سچ میں دل سے جھوٹ ملا کر کاہنوں سے کہہ دیتے جتنی بات سچی تھی واقع ہوتی، زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا دروازہ بند ہو گیا، آسمانوں پر پہرے بیٹھ گئے اب جن کی طاقت نہیں کہ سننے جائیں جو جاتا ہے ملائکہ اس پر شہاب مارتے ہیں جس کا بیان سورہ جن شریف میں ہے۔ تو اب جن غیب سے نرے جاہل ہیں ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر۔

مسند احمد و سنن اربعہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

من اتی کاہنا فصدقه بما یقول او اتی امرأۃ حائضا او اتی امرأۃ فی دبرھا فقد برئ مما انزل علی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات سچی سمجھے یا حالت حیض میں عورت سے قربت کرے یا دوسری طرف دخول کرے وہ بیزار ہو اس چیز سے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اتاری گئی۔

مسند احمد صحیح مسلم میں ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من اتى عرافا فسأله عن شئ لم تقبل له صلاة اربعين ليلة

جو کسی غیب گو کے پاس جا کر اس سے غیب کی کوئی بات پوچھے چالیس دن اس کی نماز قبول نہ ہو۔

مسند احمد صحیح مستدرک میں بسند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مسند بزار میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اتى عرافا او كاهنا فصدقة بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد . صلى

الله تعالى عليه وسلم

جو کسی غیب گویا کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کو سچ اعتقاد کرے وہ کافر ہو اس چیز سے جو اتاری گئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔

معجم کبیر طبرانی میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من اتى كاهنا فسأله عن شئ حجت عنه التوبة اربعين ليلة فان صدقه بما قال

كفر.

جو کسی کاہن کے پاس جا کر اس سے کچھ پوچھے اسے چالیس دن توبہ نصیب نہ ہو اور اگر اس کی بات پر یقین رکھے تو کافر ہو۔

جن سے سوال غیب بھی اسی میں داخل ہے۔

حدیقہ ندیہ میں زیر حدیث عمران بن حصین دربارہ کہانت ہے۔

المراد هنا الاستخبار من الجن امر من الامور كعمل المنديل في زماننا .

یہاں کہانت سے مراد جن سے کسی غیب کا پوچھنا ہے جیسے ہمارے زمانے میں مندل کا عمل۔

اقول: پہلی دو حدیثیں صورت حرمت سے متعلق ہیں ولہذا حدیث اول میں اسے جماع حائض و وطی فی الدبر کے ساتھ شمار فرمایا تو وہاں تصدیق سے مراد ایک ظنی طور پر ماننا ہے اور تیسری اور چوتھی حدیث صورت کفر سے متعلق ہیں تو یہاں تصدیق سے مراد یقین لانا اور پانچویں حدیث میں دونوں صورتیں جمع فرمائیں۔ صورت حرمت کا وہ حکم کہ چالیس دن تو بہ نصیب نہ ہو اور دوسری صورت پر حکم کفر۔

اس حدیث نے یہ بھی افادہ فرمایا کہ مجرد استفسار اعتقاد علم غیب کو مستلزم نہیں کہ سوال پر وہ حکم فرمایا اور تکفیر کو مشروط بہ تصدیق۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ سوال بر بنائے ظن بھی ہو سکتا ہے اور کسی کی نسبت ظنی طور پر غیب جاننے کا اعتقاد کفر نہیں ہاں غیب کا علم یقینی بے وساطت رسول کسی کو ملنے کا اعتقاد کفر ہے۔

قال تعالى علم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول .

اللہ عالم الغیب ہے تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

جامع الفصولین میں ہے المنفی هو المجزوم به لا المظنون .

اوروں سے علم غیب یقینی کی نفی ہے نہ کہ ظنی کی۔

تو اس طرح تاتار خانہ میں ہے کہ یکفر بقوله انا اعلم المسروقات او انا اخبر با

اخبار الجن ایامی .

یعنی جو کہے میں گئی ہوئی چیز کو جان لیتا ہوں یا جن کے بتانے سے بتا دیتا ہوں وہ کافر ہے۔

یہی صورت ادعائے علم یقینی مراد ہے ورنہ کفر نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ افریقہ)

امام احمد رضا بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

حضور کو علم غیب تدریجاً عطا ہوا

اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قرآن عظیم اتارا کہ ہر چیز ان پر رشن فرمادی قال اللہ تعالیٰ نزلنا علیک الكتاب تبیاناً لکل شیء قرآن عظیم تھوڑا تھوڑا کر کے تیس برس میں نازل ہوا جتنا قرآن عظیم اترتا گیا حضور پر غیب روشن ہوتا گیا۔ جب قرآن عظیم پورا نازل ہو چکا روز اول سے روز آخر تک کا جمیع ماکان و مایکون کا علم محیط حضور کو حاصل ہو گیا۔ تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر کوئی واقعہ کسی حکمت الہیہ کے سبب منکشف نہ ہوا ہو تو احاطہ علم اقدس کا منافی نہیں۔

معہذا زمانہ افک میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور کو علم نہ تھا۔ اپنی اہل کی برأت اپنی زبان سے ظاہر فرمانا یہ بہتر ہوتا یا یہ کہ رب السماوات والارض نے قرآن کریم میں سترہ آیتیں ان کی برأت میں نازل فرمائیں۔ جو قیام قیامت تک مساجد و مجالس و مجامع میں تلاوت کی جائیں گی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۴۴)

عالم الغیب کا اطلاق

ایک جگہ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

علم غیب عطا ہونا اور، اور لفظ عالم الغیب کا اطلاق اور، بعض اجلہ اکابر کے کلام میں اگرچہ بندہ مومن کی نسبت صریح لفظ بعالم الغیب وارد ہے۔ جیسا کہ ملا علی قاری کی مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں موجود ہے۔

بلکہ خود حدیث سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ارشاد ہے کان یعلم الغیب .

مگر ہماری تحقیق میں لفظ عالم الغیب کا اطلاق حضرت عزت عز جلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اس سے عرفاً علم بالذات مراد ہے۔ کشاف میں ہے المراد به الحفی الذی لا ینفذ فیہ ابتداء الا علم اللطیف الاحیر و لهذا لا یجوز ان یطلق فیقال فلان یعلم الغیب .

یعنی مراد اس سے وہ خفی ہے کہ ابتداء علم باری تعالیٰ کے سوا نافذ نہیں ہوتا اس لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ فلاں عالم الغیب ہے۔ (مولف)

اور اس سے انکار معنی لازم نہیں آتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب ماکان و مایکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ جل کو کہا جائے گا۔ جس طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قطعاً عزت و جلالت والے ہیں تمام عالم نہ ان کے برابر کوئی عزیز و جلیل نہ ہے نہ ہو سکتا ہے مگر محمد عز وجل کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عز وجل و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غرض صدق و صورت معنی کو جواز اطلاق لفظ لازم نہیں نہ منع اطلاق لفظ کو نفی صحت معنی۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۱، ص ۱۱۵)

حضور کو ماکان و مایکون کا علم ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

یہ حق ہے کہ غیب کا حال سوارب عز وجل کے کوئی نہیں جانتا یعنی اپنی ذات سے بے اس کے بتائے۔ اور یہ باطل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی نہیں معلوم تھا۔ قرآن کریم و احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ ماکان و مایکون الی آخر الایام کے تمام غیب حضور اقدس علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام پر منکشف فرمادیئے گئے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۱، ص ۱۲۰)

نیز فرماتے ہیں :

قرآن مجید و احادیث صحیحہ کا ارشاد یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ افضل الصلاۃ والسلام کو روز اول سے روز آخر تک کے تمام غیوب کا علم عطا فرمایا گیا۔ یہ بیشک حق ہے کہ انبیاء غیب اسی قدر جانتے ہیں جتنا ان کو ان کے رب نے بتایا بلاشبہ بے اس کے بتائے کوئی نہیں جان سکتا اور یہ بھی حق ہے کہ احیاء بتایا گیا کہ وحی حینا بعد حین ہی اترتی نہ کہ وقت بعثت سے وقت وفات تک ہر آن علی الاتصال۔

مگر اس سے یہ سمجھ لینا کہ گنتی کی چیزیں معلوم ہوئیں اور ان کے علم کو قلیل و ذلیل قرار دینا مسلمان کا کام نہیں اسی احیاءنا تعلیم میں شرق و غرب و عرش و فرش کے ذرہ ذرہ کا حال روز اول سے روز آخر تک تمام منکشف کر دیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۲۱)

حضور کو ہر چیز کا تفصیلی علم ہے

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اللہ عز و جل نے روز اول سے روز آخر تک جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے ایک ایک ذرہ کا تفصیلی علم اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا، ہزار تار کیوں میں جو ذرہ یا ریگ کا دانہ پڑا ہے حضور کا علم اس کو محیط ہے اور فقط علم ہی نہیں بلکہ تمام دنیا بھر اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہے ہیں جیسا اپنی اس ہتھیلی کو، آسمانوں اور زمینوں میں کوئی ذرہ ان کی نگاہ سے مخفی نہیں بلکہ یہ جو کچھ مذکور ہے ان کے علم کے سمندروں میں سے ایک چھوٹی سی لہر ہے۔ اپنی تمام امت کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جیسا آدمی اپنے پاس بیٹھنے والوں کو، اور فقط پہچانتے ہی نہیں بلکہ ان کے ایک ایک عمل، ایک ایک حرکت کو دیکھ رہے ہیں، دلوں میں جو خطرہ گزرتا ہے اس سے آگاہ ہیں۔ اور پھر ان کے علم کے وہ تمام سمندر اور جمیع علوم اولین و آخرین مل کر علم الہی سے وہ نسبت نہیں رکھتے جو ایک ذرہ سے قطرہ کو

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۷۰)

کرور سمندروں سے ہے۔

ایک مقام پر اور فرماتے ہیں :

ماکان وما یکون جس کے ذرہ ذرہ کا احاطہ کلیہ قرآن عظیم و احادیث صحیحہ و ارشادات ائمہ سے آفتاب روشن کی طرح ثابت ہے، اس کے معنی ماکان من اول یوم و یکون الی آخر الایام ہیں یعنی روز اول آفرینش سے روز قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرے کا علم تفصیلی حضور کو عطا ہوا، شرق و غرب میں، سموات و ارض میں، عرش و فرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہیں۔

ذات و صفات حضرت عزت احاطہ و تناہی سے بری ہیں، ممکن نہیں کہ جمیع مخلوقات کا علم مل کر اس کی ذات علیہ یا کسی صفت کریمہ کو محیط ہو سکے، کبھی کوئی اسے پورا نہ جان سکے گا، مومنین و اولیاء و انبیاء اور خود حضور سید الانبیاء علیہم افضل الصلوٰات و اکمل التسلیمات ابد الابد تک اس کی معرفت میں ترقی فرمائیں گے۔ ہر روز اس کے وہ محامد معلوم ہوں گے جو کل تک نہ معلوم تھے اور یہ سلسلہ ابد تک رہے گا۔ کبھی ختم نہ ہوگا، روزانہ بے شمار علوم متعلق ذات و صفات ان پر منکشف ہوں گے اور ہمیشہ ذات و صفات میں تا تناہی غیر معلوم رہے گا کہ وہ محیط کل ہے کسی کے احاطہ میں نہیں آ سکتا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۹۳)

حضور نے گستاخی کی خبر دی

رب عزوجل فرماتا ہے :

یحلفون باللہ ما قالوا و لقد قالو کلمۃ الکفر و کفروا بعد اسلامہم .

خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بیشک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہو گئے۔

ابن جریر و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردودہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمہیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا، کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا سب نے آ کر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا اس پر اللہ عز و جل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی اور بیشک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔

رب عز و جل فرماتا ہے:

وَلَنَسْأَلَنَّهُمْ لِيَقُولُنَا اَنَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ قُلْ اَبَا اللّٰهِ وَاٰيَاتُهُ وَرَسُوْلُهُ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ .

اور اگر تم ان سے پوچھو تو بیشک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں :

انه قال في قوله تعالى 'وَلَنَسْأَلَنَّهُمْ لِيَقُولُنَا اَنَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ' . قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بواذت كذا و ما يدريه بالغيب .

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی اس کی تلاش تھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی فلاں

جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے محمد غیب کیا جانیں۔

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو بہانے نہ بناؤ، تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہو گئے۔

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

مسلمانو! دیکھو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں، کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہو گئے۔ یہاں سے وہ حضرات بھی سبق لیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیب سے مطلقاً منکر ہیں۔ دیکھو یہ قول منافق کا ہے اور اس کے قائل کو اللہ تعالیٰ نے اللہ و قرآن و رسول سے ٹھٹھا کرنے والا بتایا اور صاف صاف کافر مرتد ٹھہرایا اور کیوں نہ ہو کہ غیب کی بات جانتی شان نبوت ہے۔ جیسا کہ امام حجت الاسلام محمد غزالی و امام احمد قسطلانی و مولانا علی قاری و علامہ محمد زرقانی وغیرہم اکابر نے تصریح فرمائی، جس کی تفصیل رسائل علم غیب میں بفضلہ تعالیٰ بروجہ اعلیٰ مذکور ہوئی۔ (تمہید ایمان)

دجال کی خبر

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے :

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يخرج الدجال فيمكث اربعين فيبعث الله عيسى بن مريم فيهلكه ثم يمكث في الناس سبع سنين ليس بين اثنين عداوة ثم يرسل الله ريحا باردة من قبل الشام فلا يبقى على وجه الارض من في قلبه مثقال ذرة من خيرا و ايمان الا قبضته حتى لو ان واحدكم دخل في كبد جبل لدخلته عليه حتى

تقبضہ قال فیبقى شرار الناس فی خفة الطیر و احلام السباع لا یعرفون معروفًا و لا ینکرون منکرًا فیتمثل لهم الشیطان فیقول الا تستحیون فیقولون ماتا مرنا فیامرهم بعبادة الاوثان ثم ینفخ فی الصور . (رواہ مسلم)

یعنی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دجال نکل کر چالیس تک ٹھہرے گا (راوی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ چالیس دن فرمایا یا مہینے یا برس، اور دوسری حدیث میں چالیس دن کی تصریح ہے پہلا دن سال بھر کا دوسرا ایک مہینہ کا تیسرا ایک ہفتہ کا باقی دن عام دنوں کی طرح، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجے گا وہ اسے ہلاک کریں گے پھر سات برس تک لوگوں میں اس طرح تشریف رکھیں گے کہ کوئی دودل آپس میں عداوت نہ رکھتے ہوں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا کہ روئے زمین پر جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس کی روح قبض کر لے گی یہاں تک کہ اگر تم میں کوئی پہاڑ کے جگر میں چلا جائے گا تو وہ ہوا وہاں جا کر بھی اس کی جان نکال لے گی اب بدترین خلق باقی رہ جائیں گے فسق و شہوت میں پرندوں کی طرح ہلکے سبک اور ظلم و شدت میں درندوں کی طرح گراں و سخت جو اصلانہ کبھی بھلائی سے آگاہ ہوں گے نہ کسی بدی پر انکار کریں گے شیطان ان کے پاس آدمی کی شکل بن کر آئے گا اور کہے گا تمہیں شرم نہیں آتی یہ کہیں گے پھر تو ہمیں کیا حکم کرتا ہے وہ انہیں بت پرستی کا حکم دے گا اس کے بعد نفخ صور ہوگا۔ اسے امام مسلم نے روایت کیا۔

خوارج و ہابیہ کی خبر

خیر البریہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا :

یاتی فی آخر الزمان قوم حدثاء الاسنان سفہا الاحلام یقولون من خیر قول البریۃ یمرقون من الاسلام کما یمرق السهم من الرمیۃ لا یجاوز ایمانہم حناجرہم .

آخر زمانہ میں کچھ لوگ حدیث السن سفیہ العقل آئیں گے کہ اپنے زعم میں قرآن یا حدیث سے سند پکڑیں گے اسلام سے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے ایمان ان کے گلوں کے نیچے نہ اترے گا۔ اخرجه البخاری و مسلم۔

اسے بخاری و مسلم نے امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا۔ یہ لفظ بخاری کی جامع صحیح باب فضائل القرآن کے ہیں۔

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں فرمایا:

تحقرون صلاتکم مع صلاتہم و صیامکم مع صیامہم و عملکم مع عملہم۔
تم اپنی نماز ان کے آگے حقیر جانو گے اور اپنے روزے ان کے روزوں کے سامنے اور اپنے اعمال ان کے اعمال کے مقابل۔

بایں ہمہ ارشاد فرمایا:

و یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ۔
ان اعمال پر ان کا یہ حال ہوگا کہ قرآن پڑھیں گے گلوں سے نیچے تجاوز نہ کرے گا دین سے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اسے بخاری و مسلم نے ابوسعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

انھیں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے:

قل ما سیماہم قال سیماہم التحلیق۔

عرض کی گئی یا رسول اللہ ان کی علامت کیا ہوگی فرمایا سر منڈانا یعنی ان کے اکثر سر منڈے ہوں گے۔

اسے امام بخاری نے روایت کیا:

بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کا پتہ بتایا۔

مشمري الاذر.

گھنٹی ازاروالے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، انھی الاکید)

امراء کی خبر

سنن ابوداؤد میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال سیکون علیکم بعدی امراء تشغلهم
اشیاء عن الصلوة لوقتہا حتی یذهب وقتہا فصلوا الصلوة لوقتہا فقال رجل یا رسول
اللہ اصلی معهم قال نعم ان شئت.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کچھ حاکم ہوں گے کہ ان کے کام
وقت پر انھیں نماز سے روکیں گے یہاں تک کہ وقت نکل جائے گا تو تم وقت پر نماز پڑھنا ایک شخص نے عرض
کی یا رسول اللہ میں ان کے ساتھ نماز پڑھوں؟ فرمایا ہاں اگر چاہو تو پڑھ لو۔ (مولف)

مسند احمد صحیح مسلم میں ابوزر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف انت اذا کانت علیک امراء
یمیتون الصلوة او قال یوخرجون الصلوة عن وقتہا قال قلت فما تأمرنی قال صل الصلوة
لوقتہا فان ادرکتہا معهم فصل فانہا لک نافلة.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم پر وہ حکام آئیں

گے کہ غیروقت پر نماز پڑھیں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ جب میں ایسا وقت پاؤں تو حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا نماز وقت پر پڑھ لینا پھر اگر ان کے ساتھ جماعت پالو تو شریک ہو جاؤ وہ نفل ہو جائے گی۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۳۶۶)

یہی مضمون دوسری روایت میں اس طرح ہے :

مسلم ابوداؤد و ترمذی و نسائی احمد دارمی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و ضرب فيخذي كيف انت اذا بقيت في قوم يوخرون الصلاة عن وقتها قال قلت فما تأمرني قال صل الصلاة لوقتها. الحديث.

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا تیرا کیا حال ہوگا جب تو ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کریں گے میں نے عرض کی حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا تو وقت پر پڑھ لینا۔

ابوداؤد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال لي رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم كيف بكم اذا اتت عليكم امراء يصلون الصلاة لغير ميقاتها قلت فما تأمرني اذا ادركني ذلك يا رسول الله قال صل الصلاة لميقاتها و اجعل صلاتك معهم سبحة .

مجھ سے حضرات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا کیا حال ہوگا جب تم پر وہ حکام آئیں گے کہ غیروقت پر نماز پڑھیں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ جب میں ایسا وقت پاؤں تو حضور مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا نماز وقت پر پڑھ اور ان کے ساتھ نفل کے ساتھ شریک ہو جا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۳۸۲، ۳۸۳، ح ۱، البحرین)

لوگوں کے گمراہ ہونے کی خبر

صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اتخذ الناس رؤسا جهالا فاستلوا فافتوا بغير علم فضلوا و اضلوا.

لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے ان سے مسئلے پوچھیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے آپ بھی گمراہ ہوں گے اوروں کو بھی گمراہ بنائیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۰۶، اجتناب العمال)

ایک شخص کے قتل کا حکم اور اس کے فتنہ کی خبر

ابن ابی شیبہ و ابویعلیٰ و بزار و بیہقی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں :

قال ذكروا رجلا عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فذكروا قوته في الجهاد و اجتهاده في العبادة فاذا هم بالرجل مقبل فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اني لاجد في وجهه سفة من الشيطان فلما دنى فسلم فقال له رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم هل حدثت نفسك بانه ليس في القوم احد خير منك قال نعم ثم ذهب فأخط مسجدا و وقف يصلي فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم من يقوم اليه فيقتله فقام ابو بكر فانطلق فوجده يصلي فرجع فقال وجدته يصلي فهبت ان اقتله فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ايكم يقوم فيقتله فقام عمر فصنع كما صنع ابوبكر فقال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ايكم يقوم فيقتله فقال علي انا قال انت ان ادركته فذهب فوجده قد انصرف فرجع فقال رسول الله هذا اول قرن خرج من امتي لوقتلته ما اختلف اثنان بعده من امتي.

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک شخص کی تعریف کی کہ جہاد میں ایسی قوت رکھتا ہے اور عبادت میں ایسی کوشش کرتا ہے اتنے میں وہ سامنے سے گزرا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کے چہرہ پر شیطان کا داغ پاتا ہوں، اس نے پاس آ کر سلام کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے دل کی بات بتائی کہ کیوں تو نے اپنے دل میں یہ کہا کہ اس قوم میں تجھ سے بہتر کوئی نہیں، کہا ہاں پھر چلا گیا اور ایک مسجد مقرر کر کے نماز پڑھنے کھڑا ہوا حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کون ایسا ہے جو اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے دیکھا نماز پڑھتا ہے واپس آئے اور عرض کیا کہ میں نے اسے نماز میں دیکھا مجھے قتل کرتے خوف آیا، حضور نے پھر فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور نماز پڑھتا دیکھ کر چھوڑ آئے اور وہی عذر کیا، حضور نے پھر فرمایا تم میں کون ایسا ہے کہ اٹھ کر جائے اور اسے قتل کر دے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی میں، حضور نے فرمایا ہاں تم اگر اسے پاؤ، یہ گئے وہ جا چکا تھا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میری امت سے پہلا سینگ نکلا تھا اگر یہ قتل ہو جاتا تو آئندہ امت میں کچھ اختلاف نہ پڑتا۔

(ازاحۃ العیب)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے مکہ مکرمہ میں علم غیب سے متعلق پانچ سوالات ہوئے آپ نے ان کا ایسا مبسوط و مصرح جواب تحریر فرمایا جس سے علمائے حرمین طہمین انگشت بدنداں رہ گئے اور انہوں نے نہایت کھلے دل سے آپ کے اس جواب کی تائید و توثیق کی اور جلیل القدر تقریظات و تصدیقات ثبت فرمائیں۔

یہ پورا جواب خالص عربی زبان میں ہے بعد میں اس کا اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہ بحث چوں کہ عملی و تحقیقی ہے اس پر فاضلانہ انداز میں انتہائی شرح و بسط کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے اس لیے ہم پوری بحث کو نقل نہ کر کے صرف اس کے ترجمہ سے خاص خاص اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی

اس کے ابتدائیہ میں فرماتے ہیں۔

سب خوبیاں اللہ کو جو جمیع غیوب کا کمال جاننے والا ہے، گناہوں کا بڑا بخشنے والا، عیبوں کا بہت چھپانے والا، پوشیدہ راز پر اپنے پسندیدہ رسولوں کو مسلط کرنے والا، اور سب افضل سے درود اور سب سے کامل تر سلام ان پر جو ہر پسندیدہ سے زیادہ پسندیدہ اور ہر پیارے سے بڑھ کر پیارے ہیں۔ غیبوں پر اطلاع پانے والوں کے سردار جن کو ان کے رب نے خوب سکھایا اور اللہ کا ان پر فضل بہت بڑا ہے اور وہ ہر غیب پر امین اور غیب کے بتانے میں بخیل نہیں اور نہ وہ اپنے رب کے احسان سے کچھ پوشیدگی میں ہیں کہ جو ہو گزرایا آنے والا ہو، ان سے چھپا ہو تو وہ ملک اور ملکوت کے مشاہدہ فرمانے والے ہیں اور اللہ عز و جل کی ذات و صفات کے ایسے دیکھنے والے ہیں کہ نہ آنکھ کج ہوئی اور نہ حد سے بڑھی، تو کیا تم جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں اس میں ان سے جھگڑتے ہو، اللہ نے ان پر قرآن اتارا ہر چیز کا روشن بیان کر دینے کو تو حضور نے تمام اگلے پچھلے علوم پر احاطہ فرمایا اور ایسے علموں پر جو کسی حد پر نہ رکھیں اور گنتی ان تک پہنچنے سے تھک رہے اور تمام جہان میں ان کو کوئی نہیں جانتا۔ تو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم اور تمام عالم کے علم اور لوح و قلم کے علم یہ سب مل کر ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں کے سمندروں سے ایک بوند ہیں اس واسطے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سب سے بڑا چھینٹا اور عظیم تر چلو ہیں اسی غیر متناہی سمندر یعنی علم قدیم الہی سے تو حضور اپنے رب سے مدد لیتے ہیں اور تمام جہان حضور سے مدد لیتا ہے تو اہل عالم کے پاس جو کچھ علوم ہیں وہ سب حضور کے علم ہیں اور حضور کے سبب ہیں اور حضور کی سرکار سے آئے اور حضور سے اخذ کیے گئے۔

و کلہم من رسول اللہ ملتہم

غرفا من البحر او رشفاً من الدیم

وواقفون لیدیہ عند حدہم
من نقطۃ العلم او من شکلة الحکم

رسول اللہ! تجھ سے مانگتا ہے ہر بڑا چھوٹا
تیرے دریا سے چلو یا تیرے باراں سے اک چھینٹا
تیرے آگے کھڑے ہیں اپنی حد پر تیرے علموں سے
کوئی نقطہ ہی پر ٹھہرا کوئی اعراب پر ٹھنکا

علم غیب پر آیات قرآنیہ

- (۱) لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللہ .
زمین و آسمان والوں میں کوئی غیب نہیں جانتا سوا خدا کے۔
- (۲) لا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول
اللہ مسلط نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔
- (۳) و ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب و لکن اللہ یجتبیٰ من رسلہ من یشاء .
اے لوگو! اللہ اس لیے نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے ہاں اللہ اپنے رسولوں سے جسے چاہے چن لیتا ہے۔
- (۴) و ما ہو علی الغیب بضنین .

وہ (یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) غیب پر بخیل نہیں۔

(۵) و علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما

اے نبی اللہ نے تمہیں سکھایا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے۔

(۶) ذلک من انباء الغیب نوحیه الیک و ما کنت لدیہم اذا جمعوا امرہم و ہم

یمکرون۔

یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب انہوں نے

اپنے کام پر ایک کیا اور یوسف کے ساتھ داؤں کھیلے۔

(۷) ذلک من انباء الغیب نوحیه الیک و ما کنت لدیہم اذا یلقون اقلامہم ایہم

یکفل مریم و ما کنت لدیہم اذا یحتصمون۔

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنے

قلموں کا قریعہ ڈالتے تھے کہ ان میں کون مریم کی پرورش کرے اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ

جھگڑ رہے تھے۔

(۸) تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک۔

یہ غیب کی خبریں ہیں جن کی وحی ہم تمہاری طرف بھیجتے ہیں۔

علوم غیبیہ سے متعلق ان آیات کو پیش کرنے کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

تو یہ ہے ہمارا رب تبارک و تعالیٰ جس نے نفی بھی ایسی کی جو ٹل نہیں سکتی اور ثابت بھی ایسا کیا جس

میں اصلاً شبہ نہیں تو نفی و اثبات دونوں حق ہیں دونوں ایمان ہیں اور ان دونوں میں سے جو کوئی کسی بات کا

انکار کرے اس نے قرآن کا انکار کیا۔ تو جو غیر خدا سے علم غیب کی مطلقاً ایسی نفی کرے کہ کسی طرح ثابت ہی نہ مانے وہ ان آیتوں سے کفر کر رہا ہے جو ثابت فرماتی ہیں اور جو مطلقاً اس طرح ثابت کرے کہ کسی وجہ سے نفی مانے ہی نہیں وہ ان آیتوں سے کفر کرتا ہے جو نفی فرماتی ہیں اور مسلمان سب پر ایمان لاتا ہے اور وہ مختلف راہوں میں نہیں پڑتا۔ اور نفی و اثبات دونوں ایک چیز پر تو وارد ہو نہیں سکتے تو ان کے جدا جدا مورد تلاش کرنا واجب ہوا۔

علم کی تقسیم

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

علم کی ایک تقسیم اس کے مصدر کے اعتبار سے ہے جہاں سے وہ صادر ہوا۔ اور دوسری تقسیم اس کے متعلق (بفتح لام) کے اعتبار سے ہے جس سے وہ متعلق ہوا اور ان سے ایک اور تقسیم نکلتی ہے اس اعتبار سے کہ تعلق کس طرح کا ہوا۔

پہلی تقسیم تو یہ ہے کہ علم یا تو ذاتی ہے جب کہ نفس ذات عالم سے صادر ہو اس کے غیر کو اس میں کچھ دخل نہ ہو، نہ یوں کہ غیر کی عطا سے ہونہ یوں کہ غیر اس میں کسی طرح سبب پڑے۔

اور یا عطائی ہے جب کہ غیر کی عطا سے ہو۔

پہلی قسم مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ خاص اس کے غیر کے لیے محال ہے اور جو اس میں سے کوئی حصہ جہاں بھر میں کسی کے لیے ثابت کرے اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر وہ یقیناً مشرک ہے اور تباہ و برباد ہوا۔

اور دوسری قسم مولیٰ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ خاص ہے۔ اللہ کے لیے ممکن نہیں اور جو اس طرح کا کوئی علم اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرے وہ کافر ہوا اور ایسی چیز لایا جو شرک اکبر سے بھی زیادہ خبیث و شنیع

ہے اس لیے کہ مشرک تو وہ ہے جو اللہ کے برابر دوسرے کو جانے۔ اور اس نے غیر خدا کو خدا سے بہتر سمجھایا کہ اس نے اپنے علم و خیر کا فیض خدا کو پہنچا دیا۔

دوسری تقسیم یہ ہے کہ علم دو قسم ہے۔

ایک مطلق علم، اور اس سے میری مراد وہ مطلق ہے جو علم اصول کی اصطلاح ہے جس کا ثابت کرنا کسی ایک فرد کا ثبوت چاہتا ہے اور نفی کرنا کل افراد کی نفی بتاتا ہے۔ اور یہ مطلق یا تو فرد غیر معین ہے یا نفس ماہیت جو کسی فرد میں ہو کر پائی جائے۔

دوسری قسم علم مطلق، اور اس سے میری مراد وہ ہے جو عموم و استغراق حقیقی کا مفاد ہے جس کا ثبوت نہیں ہوتا جب تک جملہ افراد نہ موجود ہوں اور صرف کسی ایک فرد کی نفی سے منقہ ہو جاتا ہے تو موجبہ یہاں کلیہ ہوگا اور سالبہ جزئیہ۔ اور یہ علم کا تعلق دو وجہ پر ہوتا ہے۔ ایک اجمال، دوسرے تفصیل کہ جس میں ہر معلوم جدا اور ہر مفہوم دوسرے سے ممتاز ہو۔ یعنی عالم کو جتنے معلومات ہوں کل یا بعض تو اس دوسری تقسیم میں یہ چار قسمیں ہیں۔

ان میں سے ایک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور وہ علم مطلق تفصیلی ہے جس پر یہ آئیہ کریمہ دلالت کرتی ہے کہ :

و کان اللہ بكل شیء علیما۔

اللہ تعالیٰ ہر شئی کا جاننے والا ہے۔

اس لیے کہ ہمارا رب تبارک و تعالیٰ اپنی ذات کریم اور اپنی غیر متناہی صفتوں اور ان سب حادثوں کو جو موجود ہو لیے اور ان کو جو ابد کے ابد تک موجود ہوتے رہیں گے اور تمام ممکنات کو جو نہ کبھی موجود ہوئے اور نہ کبھی موجود ہوں بلکہ تمام محالات کو بھی، ان سب کو جانتا ہے۔ تو تمام مفہومات میں سے کوئی چیز علم الہی

سے باہر نہیں ان سب کو پوری تفصیل کے ساتھ جانتا ہے۔ ازل سے ابد تک۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات غیر متناہی اور اس کی صفات غیر متناہی اور ان میں ہر صفت غیر متناہی اور عدد کے سلسلے غیر متناہی ہیں اور ایسے ہی ابد کے دن اور اس کی گھڑیاں اور اس کی آئیں اور جنت کی نعمتوں سے ہر نعمت اور جہنم کے عذابوں سے ہر عذاب اور جنتیوں اور دوزخیوں کی سانس اور ان کی پلک جھپکنا اور ان کی جنبش اور ان کے سوا اور چیزیں یہ سب غیر متناہی ہیں اور یہ سب اللہ تعالیٰ کو ازل و ابد میں پوری تفصیلی احاطہ کے ساتھ معلوم ہیں تو اللہ تعالیٰ کے علم میں غیر متناہی کے سلسلے غیر متناہی بار ہیں۔ بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ہر ہر ذرہ میں غیر متناہی علم ہیں اس لیے کہ ہر ذرہ کو ہر ذرہ سے جو ہو گزرایا آئندہ ہو گا یا ممکن ہے کہ ہو کوئی نہ کوئی نسبت قرب و بعد و جہت میں ہوگی جو زمانوں میں بدلے گی ان مکانوں کے بدلنے سے جو واقع ہو لیے یا ممکن ہے روز اول زمانہ نامحدود تک اور یہ سب اللہ عز و جل کو بالفعل معلوم ہیں تو مولیٰ تعالیٰ کا علم غیر متناہی در غیر متناہی ہے۔ گویا وہ اہل حساب کی اصطلاح پر غیر متناہی کی تیسری قوت ہے جسے مکعب (یا کعب) کہتے ہیں کہ عدد جب اپنے نفس میں ضرب دیا جائے تو یہ مجذور ہوا اور جب مجذور کو اسی عدد میں ضرب دو تو مکعب ہوا اور یہ سب باتیں روشن ہیں ہر اس شخص کے نزدیک جو اسلام میں حصہ رکھتا ہے۔ اور معلوم ہے کہ کسی مخلوق کا علم آن واحد میں غیر متناہی بالفعل کو پوری تفصیل کے ساتھ کہ ہر فرد دوسرے سے بروجہ کامل ممتاز ہو محیط نہیں ہو سکتا اس لیے کہ امتیاز جب ہی ہو گا کہ ہر فرد کی جانب خصوصیت کے ساتھ لحاظ کیا جائے اور غیر متناہی لحاظ ایک آن میں نہیں حاصل ہو سکتے۔ تو مخلوق کا علم اگرچہ کتنا ہی کثیر و بسیار ہو یہاں تک کہ عرش و فرش میں روز اول سے آخر تک اور اس کے کروڑوں مثل سب کو محیط ہو جائے جب بھی نہ ہو گا مگر محدود بالفعل، اس لیے کہ عرش و فرش دو کنارے گھیرنے والے ہیں اور روز اول سے روز آخر تک یہ دوسری دو حدیں ہیں اور جو چیز دو گھیرنے والوں میں گھری ہو وہ نہ ہوگی مگر متناہی۔

ہاں علم مخلوق میں بایں معنی غیر متناہی ہونا ٹھیک ہو سکتا ہے کہ آئندہ کسی حد پر اس کی روک نہ کر دی

جائے ہمیشہ بڑھتا رہے، اور بایں معنی لاتنا ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے علم میں محال ہے اس واسطے کہ اس کے علم اور اس کی سب صفتیں تو نوپید ہونے سے برتر ہیں تو ثابت ہوا کہ غیر متناہی بالفعل ہونا اللہ تعالیٰ ہی کے علموں سے خاص ہے۔ اور وہ عدم متناہی کہ بڑھنا کسی حد پر نہ رکے اس کے بندوں کے علم سے خاص ہے اور پہلا اس کے غیر کے لیے حاصل نہ ہوگا۔

اقول: اور اگر ہم تمام تقریر سے قطع نظر بھی کریں تو اس پر دلیل قاطع ہونے کے لیے یہ آئیہ کریمہ ہی بس ہے کہ

و کان اللہ بکل شیء محیطا۔

اللہ ہر شیء کو محیط ہے۔

اس لیے کہ ذات الہی محدود نہیں تو اس کی مخلوق میں کسی کو ممکن نہیں کہ اللہ عز و جل کو جیسا وہ ہے تمام و کمال ایسا پہچان لے کہ یہ کہنا صحیح ہو جائے کہ اب اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو گئی جس کے بعد اس کی معرفت سے کچھ باقی نہ رہا۔ اس لیے ایسا ہوتا تو یہ علم اللہ عز و جل کی ذات کو محیط ہو جاتا تو اللہ عز و جل اس کے احاطہ میں آ جاتا اور وہ برتر ہے کہ اسے کوئی چیز احاطہ کر سکے بلکہ وہی ہر چیز کو محیط ہے۔ اور اللہ عز و جل کو جاننے والے انبیاء و اولیاء اور صالحین و مومنین ان میں جو باہم مراتب کا فرق ہے وہ اللہ تعالیٰ کو جاننے ہی میں فرق کی بناء پر ہے (جو جتنا زیادہ جانتا ہے اتنا ہی زیادہ اس کا مرتبہ ہے) تو ہمیشہ ابد الابد تک انھیں علم پر علم بڑھتا رہے گا اور کبھی اس کے علم میں سے قادر نہ ہوں گے مگر قدر متناہی پر۔ اور ہمیشہ معرفت الہی سے غیر متناہی باقی رہے گا تو ثابت ہوا کہ جمیع معلومات الہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً و شرعاً دونوں طرح محال ہے بلکہ اگر تمام اولین و آخرین سب کے علوم جمع کر لیے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں

سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے، اس واسطے کہ بوند کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور وہ دریائے ذیابھی
متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے اس لیے کہ ہم بوند کے اس حصہ کے برابر یکے بعد
دیگرے ان سمندروں میں سے پانی لیتے جائیں تو ضرور ان سمندروں پر ایک دن وہ آئے گا کہ ختم و
فنا ہو جائیں گے کہ آخر متناہی ہیں لیکن غیر متناہی میں سے کتنے ہی بڑے متناہی حصے کے امثال لیتے جاؤ تو
حاصل ہمیشہ متناہی ہی ہوگا۔ اور اس میں ہمیشہ غیر متناہی باقی رہے گا تو کبھی کوئی نسبت حاصل نہیں ہو سکتی، یہ
ہے ہمارا ایمان اللہ عزوجل پر۔ اسی طرف حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اشارہ فرمایا اپنے اس قول میں
جو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا جس وقت چڑیا نے سمندر سے ایک چونچ بھر کر پانی لیا، تو یہ قسم اللہ تعالیٰ
کے ساتھ خاص ہے، رہیں باقی تین قسمیں یعنی

(۱) علم مطلق اجمالی

(۲) مطلق علم اجمالی

(۳) مطلق علم تفصیلی

یہ قسمیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ اگر اجمال کو ہم مرتبہ بشرط لاشی میں لیں یعنی وہ جس
میں ایک معلوم دوسرے سے پورے طور پر ممتاز نہ ہو جب تو اجمالی کی دو قسمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے محال
ہوں گی اور بندوں کے ساتھ ان کا خاص ہونا واجب ہوگا۔ علم مطلق اجمالی کا بندوں کے لیے حاصل ہونا عقلاً
بدیہی اور ضروریات دین سے ہے۔ اس لیے کہ ہم ایمان لائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے جانتا ہے تو ہر شے کہنے
میں ہم نے جمیع معلومات الہیہ کا لحاظ کر لیا اور ان سب کو ایک اجمالی طور پر جان لیا تو جسے اپنے لیے ثابت نہ
جانے وہ اپنے نفس سے اس آیت پر ایمان کی نفی کرتا ہے تو خود اپنے کفر کا مقرر ہوا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور معلوم ہے کہ جب علم مطلق اجمالی بندوں کے لیے ثابت ہوا تو مطلق علم اجمالی اپنے آپ

ثابت ہو گیا اور اسی طرح مطلق علم تفصیلی، اس لیے کہ ہم قیامت و جنت و نار اور اللہ تعالیٰ اور اس کی صفتوں میں سے ساتوں صفات اصول پر ایمان لائے اور یہ سب کا سب غیب ہے اور ان میں ہر ایک ہم نے علیحدہ علیحدہ دوسرے سے ممتاز پہچانا تو واجب ہوا کہ غیبوں کا مطلق علم تفصیلی ہر مسلمان کو حاصل ہو پھر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کیا کہنا، اور کیوں کر نہ ہو۔ حالاں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے تو جو غیب کو جانتا نہیں اس کی تصدیق کیوں کر کرے گا اور جو تصدیق نہ کرے گا اس پر ایمان کیوں کر لائے گا تو ثابت ہوا کہ وہ علم جو اللہ عز و جل کے ساتھ خاص ہونے کے لائق ہے وہ نہیں مگر علم ذاتی اور علم مطلق تفصیلی، کہ جمیع معلومات الہیہ کو استغراق حقیقی کے ساتھ محیط ہو۔ تو جن آیتوں میں غیر خدا سے نفی فرمائی ان میں ضرور ہے کہ یہی دونوں معنی مراد ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ علم جسے بندوں کے لیے ثابت کر سکتے ہیں وہ علم عطائی ہے خواہ علم مطلق اجمالی ہو یا مطلق علم تفصیلی اور مدح اسی قسم اخیر سے ہوتی ہے۔

علم سے بندوں کی مدح

اور بیشک اللہ تعالیٰ نے علم سے اپنے بندوں کی مدح فرمائی کہ فرماتا ہے :

و بشر وہ بسلام علیم .

ملائکہ نے ابراہیم کو ایک علم والے لڑکے کی خوش خبری دی۔

و انه لذو علم لما علمنه .

بیشک یعقوب ہمارے لیے علم دیئے سے ضرور علم والا ہے۔

علمنه من لدنا علما .

اور ہم نے خفہ کو علم لدنی عطا کیا۔

و علمک ما لم تکن تعلم .

اے نبی اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

تو یہی قسم ان آیتوں میں مراد ہے جن میں بندوں کے لیے علم غیب دیا جانا ثابت فرمایا ہے تو آیات کے یہ وہ سچے معنی ہیں جن سے اصلاً مفر نہیں اور نہ ان کے غیر کا امکان اور تجھے روشن ہو گیا کہ جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا سب دین متین سے ایسا بالضرور ثابت ہے کہ جو ان میں سے کسی شے کا انکار کرے وہ دین کا انکار کرتا ہے اور اسلامی جماعت سے جدا ہوتا ہے۔

آیات نفی و اثبات میں تطبیق

اور یہ وہ معنی ہیں جن سے معتمد عالموں نے آیات نفی و اثبات میں تطبیق کی ہے جیسا کہ امام اجل ابو زکریا نووی، امام ابن حجر مکی و دیگر علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں فرمایا کہ غیر خدا سے نفی علم غیب کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ذات سے کوئی نہیں جانتا اور نہ کسی کا علم جمیع معلومات الہیہ کو محیط ہے تو آفتاب اور گزرے ہوئے کل کی طرح روشن ہو گیا کہ وہ جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیبوں کے مطلق علم کی نفی کرتا ہے اگرچہ خدا کی عطا سے ہو تو ایسا شخص اس چیز کی نفی کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں ثابت فرمائی اور اس کا یہ قول اس کے ایمان کی نفی کرتا ہے اور اس کے زیاں کا رہنے کے لیے کافی و دافی ہے وہ اپنے اس کفران کے سبب کافر و مرتد ہے۔

خالق و مخلوق کے علم میں فرق و امتیاز

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ :

تقریر سابق سے ایسا چمک اٹھا جس کی نگاہ خیرہ ہو کہ تمام و کمال جملہ مخلوقات کے مجموعہ علوم کی ہمارے رب الہ العالمین کے علوم سے برابری کے شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ بھی گزرے کیا اندھوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ اللہ کا علم ذاتی ہے اور خلق کا علم عطائی، اور اللہ کا علم اس کی ذات کے لیے واجب ہے اور خلق کا علم اس کے لیے ممکن، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا علم ازلی سرمدی قدیم حقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث، اس لیے کہ تمام مخلوق حادث ہے اور صفت موصوف سے پہلے نہیں ہو سکتی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا علم مخلوق نہیں اور خلق کا علم مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور خلق کا علم اللہ کی قدرت میں اور اس کا زیر دست ہے، علم الہی کا ہمیشہ رہنا واجب اور علم مخلوق کی فنا ممکن، علم الہی کسی طرح بدل نہیں سکتا اور علم خلق میں تغیر روا۔

ان فرقوں کے ہوتے ہوئے برابری کا وہم نہ کرے گا مگر وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ تو اگر ہم فرض کریں کہ کوئی گمان کرنے والا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع معلومات الہیہ کا محیط جانے تو اتنا تو ضرور ہے کہ اس کا گمان باطل اور اس کا وہم خطا مگر علم الہی سے برابری اب بھی نہ ہوئی۔ ان ہولناک فرقوں کے سبب جو ہم اوپر ذکر کر آئے جو علم خالق سے علم مخلوق کے لیے سوا علم م، یعنی شرکت نام کے کچھ باقی نہیں رکھتے نہ کہ اس حالت میں کہ ہم دلائل قطعیہ قائم کر آئے کہ علم مخلوق کا جمیع معلومات الہیہ کو محیط ہونا یقیناً عقل سے بھی باطل اور شرع سے بھی باطل۔ اور وہابیہ وہ کہ جب ائمہ کے پیروں کو سنتے ہیں کہ وہ ائمہ کی پیروی اور قرآن و حدیث کے اتباع سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے روز اول سے روز آخر تک کی تمام گزشتہ و آئندہ باتوں کا علم ثابت کرتے ہیں تو یہ وہابی ان پر شرک و کفر کا حکم لگاتے ہیں اور یہ کہ انہوں نے علم الہی سے علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برابر کر دیا۔ یہ حکم لگانے والے خود ہی خبط و غلطی میں پڑے ہیں اور آپ ہی شرک و کفر کے گڑھے میں گرے ہیں اس لیے کہ جب انہوں نے اس گھرے ہوئے حد باندھے ہوئے گنتی کے علم کے ثابت کرنے میں علم الہی سے مساوات

ٹھہرا دی تو وہ گواہی دے چکے کہ اللہ تعالیٰ کا علم بس اسی قدر ہے کم چھوٹا قلیل تھوڑا، کیوں کہ علم الہی ان کے نزدیک اس مقدار سے زیادہ ہوتا تو زیادہ کم کے کیسے برابر ہو جاتا تو وہ مساوات کا حکم نہ کرتے لیکن وہ اس کا حکم لگا رہے ہیں تو اللہ ہی کے علم سے ٹھٹھا کر رہے ہیں اور زبردستی اسے ناقص بتا رہے ہیں۔ فاتلہم اللہ انی یوفکون۔

امام احمد رضا بریلوی مزید فرماتے ہیں کہ :

یہ تقریر جو ہم نے بیان کی کہ علم ذاتی اور علم مطلق مجید تفہیمی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور بندوں کے لیے نہیں مگر مطلق علم عطائی، اور یہ ہر مسلمان کو حاصل ہے چہ جائے انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام، اس لیے کہ یہ علم نہ ہو تو ایمان ہی ٹھیک نہیں جیسا کہ اوپر بیان گزرا عجب کہ اس تقریر سے کسی وہمی کو وہم گزرے یوں کہ ہم میں اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہ رہا پھر اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا کیا ذکر ہے کہ جیسا علم حضور اور دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو حاصل ہے ویسا ہم کو بھی حاصل ہوا اور جس قسم کا ہم کو نہیں ان کو بھی نہیں تو ہم برابر ہو لیے، اور یہ ایسی بات ہے کہ عالم در کنار کسی عاقل کے بھی کہنے کی نہیں۔

علوم انبیاء علیہم السلام

اور ہٹ دھرم مردود نے نہ جانا کہ غیبوں کا مطلق علم عطائی اصالتہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

عالم الغیب فلا یشہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول

اللہ غیب کا جاننے والا ہے تو اپنے غیب پر مطلع نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو۔

و ما كان الله ليطلعكم على الغيب و لكن الله يجتبي من رسله من يشاء .

خدا اس لیے نہیں کہ تم کو اپنے غیب پر مطلع کر دے ہاں اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے چن لیتا ہے۔

تو ان کے غیر کو جو علم حاصل ہو گا وہ انھیں کے فیض و مدد اور فائدہ عطا فرمانے اور راہ دکھانے سے ملے گا تو برابری کیسی؟ علاوہ بریں علوم انبیاء میں سے ان کے غیر نہیں جانتے مگر تھوڑا قلیل کہ انبیاء کے علوم غیب کے جو سمندر چھلک رہے ہیں ان کے سامنے کسی گنتی شمار میں نہیں اس لیے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام روز اول سے روز آخر تک کے تمام ماکان و مایکون کو جانتے بلکہ دیکھ رہے اور مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

و كذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات و الارض .

اور اسی طرح دکھاتے ہیں ہم ابراہیم کو ساری سلطنت آسمانوں اور زمین کی۔

طبرانی نے معجم کبیر اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن اور ابو نعیم نے حلیۃ الالیاء میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی

عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا و الی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ جلیا من اللہ تعالیٰ جلاہ لنبیہ کما جلاہ للنبین من قبلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیہم اجمعین .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یقیناً اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اٹھالی تو میں اسے اور ان میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کو اسی طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو یہ ایک روشنی ہے اللہ کی طرف سے جو اللہ نے اپنے نبی کے لیے چمکائی جس طرح اگلے انبیاء کے لیے چمکائی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم و حلم سارے جہان کو وسیع ہے اور اللہ نے انھیں سکھا دیا جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل ان پر بہت بڑا ہے تو انھوں نے سب اگلوں پچھلوں کا علم جان لیا اور جو ہو گزرا ہے اور آنے والا ہے سب ان کے علم میں آ گیا اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب انھیں معلوم ہو گیا اور مشرق سے مغرب تک جو کچھ ہے سب سے خبردار ہو گئے اور ہر چیز ان پر روشن ہو گئی اور انھوں نے پہچان لی اور ان پر قرآن اترا ہر چیز کا روشن بیان اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ہر چیز خوب مفصل بیان فرمادی۔

لوح محفوظ اور حضور کا علم

امام احمد رضا بریلوی دلائل و براہین کی روشنی میں فرماتے ہیں :

ہم گروہ اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ روز اول سے جو کچھ ہو گزرا اور روز آخر تک جو کچھ آئے گا اس سب کی تفصیل ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم کے حضور نہیں مگر ایک تھوڑی چیز اور اس پر دلیل، رب عزوجل کا ارشاد ہے کہ :

علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما۔

اس نے بتا دیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اقول: اس آیہ کریمہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منت رکھی ہے کہ جو کچھ وہ نہ جانتے تھے اللہ نے انھیں بتا دیا۔ اور اس احسان جتانے کو ایسی بات سے ختم فرمایا جو اس عظیم منت کی عظمت اور اس بڑی نعمت کی بڑائی پر دلالت کرتی ہے کہ فرمایا اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے کہ ما کان وما یکون بہ معنی مذکور جس کا ہر ہر فرد بہ تفصیل تمام لوح محفوظ میں ثبت ہے یہ نہیں مگر دنیا، اس لیے کہ آخرت تو قیامت کے بعد آئے گی اور دنیا و آخرت دونوں سے باہر اللہ عزوجل کی ذات و صفات ہیں جو نہ لوح محفوظ میں آسکیں نہ قلم میں۔ اور اللہ تعالیٰ نے دنیا کے بارے میں فرمایا :

قل متاع الدنيا قليل .

تم کہہ دو کہ دنیا کی پونجی تھوڑی ہے۔

تو وہ جسے اللہ تعالیٰ قلیل بتا رہا ہے اس چیز سے کیا نسبت رکھے جسے اللہ تعالیٰ نے عظیم بتایا اور اس کی شان کی بڑائی کی۔ معہذا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم روز آخر سے بعد کی اشیاء تک بڑھا۔ جیسا حشر و نشر و حساب و کتاب اور وہاں جو ثواب و عقاب ہے۔ اس کی تفصیلیں یہاں تک کہ لوگ جنت و دوزخ میں اپنے اپنے ٹھکانے پہنچیں اور اس کے بعد کی اور باتیں جتنی خدا تعالیٰ نے بتانی چاہیں اور بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ عز و جل کی ذات و صفات سے اتنا پہچانا جس کی قدر خدا ہی جانے، جس نے یہ بخششیں اپنے مصطفیٰ کو عطا کیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ثابت ہوا کہ تمام گزشتہ و آئندہ کا علم جو لوح محفوظ میں لکھا ہے وہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم سے نہیں مگر ایک ٹکڑا نہ کہ وہ ان کے حق میں بہت ٹھہرے اور انھیں حاصل نہ ہو۔

امام اجل بوسیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں :

فان من جودك الدنيا و ضررتها

و من علومك علم اللوح و القلم

تمہارے جود سے دنیا اور اس کی سوت ایک حصہ۔ تمہارے علم سے لوح و قلم کے علم ایک ٹکڑا۔

علامہ علی قاری زبدہ شرح بردہ میں شعر مذکور کے تحت میں فرماتے ہیں :

اس مطلب کا ایضاح یہ ہے کہ علم لوح سے مراد وہ قدسی نقش اور غیبی صورتیں ہیں جو اس میں ثبت کی گئیں اور علم قلم سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھا اور یہ اضافت ادنیٰ علاقے کے سبب ہے اور لوح و قلم کے علوم علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک حصہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں میں بہت اقسام ہیں۔ کلیات و جزئیات و حقائق و دقائق اور عوارف و معارف کہ ذات و صفات الہیہ سے متعلق ہیں۔ اور لوح و قلم کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکتوب علوم سے نہیں مگر ایک سطر، اور علم حضور کے سمندروں سے ایک نہر، پھر بایں ہمہ ان کا علم حضور والا ہی کی برکت سے ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

علم غیب پر اقوال ائمہ و علماء

شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد پر ”کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب میں نے جان لیا“ فرماتے ہیں :

یہ ارشاد عبارت ہے تمام علوم کلی اور جزئی کے حاصل ہونے اور ان کو احاطہ فرمالینے سے۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں اور علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ و مخمّد یہ میں شرح حدیث ابو ذر اور ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس میں ذکر تھا کہ زمین و آسمان کے درمیان جو پرندہ پر مارتا ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے حال سے خبر دے دی فرماتے ہیں :

یہ اس بات کی تمثیل کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر شے بیان فرمادی کبھی مفصل اور کبھی مجمل۔

امام احمد قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں :

اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اس سے زیادہ پر اطلاع بخشی اور حضور پر تمام اگلوں پچھلوں کے علم القافر مائے۔

امام بوصیری فرماتے ہیں :

وسع العلمین علما و حلما

محیط جملہ عالم علم و حلم مصطفائی ہے

امام ابن حجر مکی اس کی شرح افضل القرئی لقراءہ ام القرئی میں فرماتے ہیں

یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سارے جہان کا علم دیا تو حضور نے تمام اگلوں پچھلوں کا علم اور جو کچھ ہو گزرا ہے اور ہونے والا ہے سب جان لیا۔

نسیم الریاض میں ہے :

کہ تمام مخلوقات آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے قیام قیامت تک سب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پیش کی گئیں تو حضور نے ان سب کو پہچان لیا جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب نام سکھائے گئے۔

امام قاضی عیاض پھر علامہ قاری پھر علامہ مناوی نے تیسیر شرح جامع صغیر امام سیوطی میں فرمایا۔

پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہو جاتی ہیں عالم بالا سے مل جاتی ہیں اور ان کے لیے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی اور سنتی ہیں جیسا سامنے ہو رہا ہے۔

امام ابن الحاج نے مدخل اور امام قسطلانی نے مواہب میں فرمایا :

بیشک ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور نیتوں اور ارادوں اور دل کے خطروں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن جس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔

رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہداً۔

اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر۔

شفا شریف میں جو یہ مسئلہ لکھا کہ جب خالی گھروں میں جاؤ جن میں کوئی نہ ہو تو نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم پر سلام عرض کرو، علامہ علی قاری اس کی شرح میں اس مسئلہ کی وجہ یہ لکھتے ہیں۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک تمام مسلمانوں کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

شیخ محدث عبدالحق بخاری دہلوی مدارج النبوة میں فرماتے ہیں :

دنیا میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر صور پھکنے تک جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ظاہر کر دیا یہاں تک کہ اول سے آخر تک تمام احوال نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جان لیے۔

نیز اسی میں ہے:

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اشیاء کو جانتے ہیں اللہ کے کام اور احکام اور صفات و اسماء و افعال اور آثار تمام علوم ظاہر و باطن و اول و آخر کا احاطہ فرمایا اور حضور اس آیت کے مصداق ہوئے۔

فوق کل ذی علم علیم .

ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے۔ علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات۔

اقول: یہ آیت عام ہے جس میں سے کسی شے کی تخصیص نہیں تو اگر تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا تمام جہان میں جس کی طرف نظر کرے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر علم والے سے بلند و بالا علم والے ہیں اور جب تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر کرے تو اللہ وہ علم والا ہے جس سے اوپر کوئی علم والا نہیں۔ اور ذی علم کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں ہو سکتا کہ تغیر بعضیت پر دلالت کرتی ہے تو تخصیص کی کچھ حاجت نہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں :

مجھ پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ پاک سے اس کا فیضان ہوا کہ بندہ کیوں کر اپنے مقام سے مقام قدس تک ترقی کرتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قصہ معراج خواب میں اس مقام سے خبر دی ہے۔

حضور کے علم کا ذریعہ قرآن اور وحی ہے

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم قرآن عظیم سے مستفاد ہے ہر چیز کا روشن بیان اور ہر شئی کی تفصیل ہونا یہ اس کتاب کریم کی صفت ہے نہ کہ اس کی ہر ہر آیت یا ہر ہر سورۃ کی۔ اور قرآن عظیم دفعۃً نہ اتر بلکہ تقریباً تیس برس میں تھوڑا تھوڑا جب کوئی آیت یا سورت اترتی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علموں پر اور علوم بڑھاتی یہاں تک کہ جب قرآن عظیم کا نزول پورا ہوا ہر چیز کا مفصل روشن بیان پورا ہو گیا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اپنی نعمت تمام کر دی جیسا کہ قرآن عظیم میں اس کا وعدہ فرمایا تھا تو تمامی نزول قرآن سے پہلے اگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا گیا کہ ہم نے ان کا ذکر تم سے نہ کیا اور منافقوں کے بارے میں فرمایا کہ تم انھیں نہیں جانتے یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی قصہ یا معاملہ میں توقف فرمایا یہاں تک کہ وحی اتری اور علم لائی تو یہ نہ ان آیتوں کے منافی ہے اور نہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احاطہ علم کا نافی جیسا کہ اہل انصاف پر مخفی نہیں تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انکار علم میں جتنے قصوں اور روایتوں سے وہابی سند لاتے ہیں تو اگر اس قصہ کی تاریخ نہ معلوم ہو جب تو اس سے سند لانا احمق کی جہالت اور جاہل کی حماقت ہے اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ قصہ تمام نزول قرآن سے پہلے کا ہو اور اگر معلوم ہو کہ اس کی تاریخ تمامی نزول سے پہلے کی ہے تو اس سے سند لانا خاردار درخت کو ہاتھ سے سونمتا ہے بلکہ نرا جنون ہے۔ اور اگر تاریخ بعد کی ہو اور وہ مدعائے مدلول میں نص نہیں تو مستدل احمق ہے اور دلیل واہی۔

علوم خمسہ

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ علوم خمسہ کی بحث میں فرماتے ہیں :

عجب نہیں بعض وہ شخص جسے نصوص کے معانی اور عموم و خصوص کے مواقع کی پہچان نہیں، یوں کہنے لگے کہ جب تم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے روز اول سے روز آخر تک کے تمام ماکان و مایکون کا علم ثابت کیا تو اس میں وہ پانچ چیزیں بھی داخل ہو گئیں جنہیں سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا پھر ان کا خدا سے مخصوص ہونا کدھر گیا؟

اقول: اے شخص تو کتنی جلدی بھول گیا کیا ہم نے تجھے القا نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ خاص ہے کہ اپنی ذات سے علم ہو اور جمیع معلومات الہیہ کو محیط ہو، رہا مطلق علم عطائی خود اللہ عزوجل کے ثابت کرنے اور ارشاد فرمانے سے اس کے بندوں کے لیے ثابت ہے۔ کیا تو نے نہ جانا کہ ماکان و مایکون کا علم اس نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ واکرم الصلاۃ والتسلیم کے لیے ہم نے اپنی طرف سے ثابت نہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا اور قرآن نے ثابت کیا اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ثابت کیا اور صحابہ نے ثابت کیا اور ان کے بعد کے ائمہ نے ثابت کیا۔

اب اگر تو کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچ چیزوں کو گنا اور خاص ان کا ذکر کیا تو ضرور ہے کہ ان کو اپنے غیر پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے میں کوئی زیادتی ہو تو اللہ کا بتانا اور غیبوں میں جاری ہوتا ہے نہ ان میں، ورنہ ان کے خاص ہونے کی خصوصیت باطل ہو جائے گی کہ اب یہ بھی مثل اور غیبوں کے ہو گئیں کہ بتانے سے معلوم ہو جاتی ہیں۔

اقول: تو یہ دعویٰ تو نے کہاں سے نکال لیا کہ خاص ہونے میں ان کی کوئی خصوصیت ہے آیت تو اس طرح ہے :

ان الله عنده علم الساعة و ينزل الغيث و يعلم ما فى الارحام و ما تدرى نفس
ماذا تكسب غدا و ما تدرى نفس باى ارض تموت ان الله علیم خبیر .

بیشک اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے پانی اور جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے
اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کرے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بیشک اللہ ہے
جاننے والا بتانے والا۔

تو اس آیت میں اس کا بیان کہاں ہے کہ یہ پانچوں سب کے سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں نہ
کہ خاص ہونے میں اور زیادہ خصوصیت، کیا تو نہیں دیکھتا کہ ان پانچ سے بعض میں تو کوئی چیز ایسی ہے ہی
نہیں جو حصہ و تخصیص پر دلالت کرے جیسے ارشاد کہ ینزل الغيث، پانی اتارتا ہے۔ اور یہ ارشاد کہ يعلم
ما فى الارحام پیٹ کی چیزیں جانتا ہے۔ اور ہم نہیں مانتے کہ صرف مقام حمد میں ذکر کرنا مطلقاً اختصاص
کا موجب ہو کہ اللہ تعالیٰ نے سمع و بصر و علم سے اپنی ذات کی مدح فرمائی اور ان سے اپنے بندوں کا بھی
وصف کیا کہ فرماتا ہے۔

جعل لكم السمع و الابصار و الافئدة

اس نے تمہارے لیے بنائے کان اور آنکھ اور دل۔

ثانیاً : ہم نے اختصاص مانا مگر پانچ کو ان میں ایسی خصوصیت کیا ہے کہ اللہ کے بتانے کو بھی
ان کی طرف راہ نہ رہے کہ یہ اگر ہو تو مفہوم اللقب سے استدلال کے قبیل سے ہوگا (یعنی بعض اشیاء کا نام
لے کر جو حکم بیان کیا جائے وہ اس پر دلالت کرے کہ وہ حکم ان کے غیر میں نہیں) اور وہ باطل ہے اصول میں
اس کے بطلان پر دلائل قائم ہو چکے اس لیے کہ آیت میں تو پانچ کا لفظ بھی نہیں جسے مفہوم اوب کی طرف
پھیرو (یعنی کچھ گنتی گنا کر جو حکم بیان کیا جائے وہ دلالت کرے کہ اس سے زائد کے لیے یہ حکم نہیں) اور

حدیث میں اگر پانچ کا لفظ آیا ہے تو اس سے قطع نظر کر کے جو اوپر ہم بیان کر آئے کہ حدیث احاد دربارہ اعتقاد نامفید اعتماد، ہم نہیں مانتے کہ ایسی جگہ عدد زیادہ کی نفی کرتا ہو۔ ایسی جگہ عدد کہیں حصر کا حکم نہیں کرتی، مگر خاص ان پانچ کے ذکر فرمانے میں کوئی نکتہ تو ہونا چاہیے؟

اقول: ہاں نکتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انکار فرمایا کہ ان پانچ کے سوا غیب اور بہت کثرت سے ہیں یہاں تک کہ ان پانچ کے جملہ افراد سب مل کر بھی اور غیبوں کے ہزاروں حصہ کو بھی نہیں پہنچتے تو اللہ تعالیٰ غیب کا غیب ہے اور وہ ہر چیز پر شاہد ہے اور اس کی ہر صفت غیب ہے اور برزخ غیب ہے اور بہشت غیب ہے اور دوزخ غیب ہے اور حساب غیب ہے اور نامہ اعمال غیب ہے اور قیامت کے میدان میں جمع کیا جانا غیب ہے، قبروں سے اٹھانا غیب ہے، اور فرشتے غیب ہیں اور ان کے سوا تیرے رب کے لشکر غیب ہیں اور ان کے سوا اور غیب ہیں جن کی جنسیں تک ہم نہیں گنا سکتے نہ کہ فرد مایں۔ اور معلوم ہیں کہ یہ سب کے سب یا ان میں اکثر غیب ہونے میں ان پانچ سے بڑھ کر ہیں۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس آئیہ کریمہ میں ان میں سے کچھ ذکر نہیں فرمایا صرف یہی پانچ ذکر فرمائے تو انھیں اس لیے نہ گنایا کہ یہ غیبت و خفا کے اندر زیادہ دال ہیں۔

بلکہ بات یہ ہے کہ وہ زمانہ کا ہنوں کا تھا اور کافر علم غیب کا ادعا رکھتے تھے رمل سے، نجوم سے، قیافہ سے، عیافہ سے، زجر سے، طیر سے اور پانسوں سے، ان کے سوا اور اپنی ہوسوں سے جو اندھیریوں سے ڈھانپی ہوئی تھیں اور وہ ان چیزوں سے جو ہم نے ذکر کیں مثلاً ذات و صفات الہی، آخرت اور فرشتے کچھ بحث نہ رکھتے تھے اور نہ ان چیزوں کے جاننے کی ان بربادی کی طرف بلانے والے فنون میں کوئی راہ تھی وہ تو یہی بات بکا کرتے تھے کہ مینہ کب ہوگا کہاں ہوگا اور پیٹ کا بچہ لڑکی ہے یا لڑکا اور کسب اور تجارتوں کے حال اور یہ کہ ان میں کسے فائدہ ہوگا اور کسے نقصان اور یہ کہ مسافر اپنے گھر پلٹے گا یا وہیں پر دیں میں مرجائے گا۔ تو یہ چار چیزیں خاص ذکر کی گئیں بایں معنی کہ یہی چیزیں جن کے علم کا تم اپنے باطل فنون سے ادعا کرتے ہو

ان کا علم تو اسی بادشاہ جلیل کے پاس ہے بے اس کے بتائے اس کی طرف کوئی راہ نہیں، اور ان چار کے ساتھ علم قیامت کو بھی شامل فرمایا کہ یہ بھی انھیں باتوں کی جنس سے تھی جن سے بحث کرتے تھے یعنی موت، تو اکادکا آدمیوں کی موت سے بحث کرتے تھے اور قیامت تمام اہل زمین کی موت ہے۔ تو ان پانچوں چیزوں کے خاص ذکر کا یہ نکتہ ہے۔ اور اللہ خوب جانتا ہے۔

ثالثاً : ہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اللہ عز و جل نے فرمایا۔

قل لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا اللہ .

تم فرما دو کہ آسمان وزمین میں کوئی غیب نہیں جانتا سوا اللہ کے۔

تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص پانچ چیزوں کو فرمایا اور اللہ عز و جل نے عام حکم فرمایا اور ہم سب پر ایمان لائے اس لیے کہ خاص عام کی نفی نہیں کرتا تو ان پانچ کو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے اور اس کے سوا اور غیب جو ان سے علو و شرف و دقت و لطافت میں زائد ہیں انھیں بھی کوئی نہیں جانتا سوا اللہ کے۔

علوم خمسہ میں علماء و ائمہ کا موقف

ائمہ کرام نے تحقیق فرمادی کہ نفی اس کی ہے کہ کوئی بذات خود بے عطائے الہی جانے اور ہمارے بعض اصحاب نے ”روض النضر شرح جامع صغیر من احادیث البشیر والنذیر“ سے نقل کیا کہ فرماتے ہیں

رہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد کہ ان پانچ کو کوئی نہیں جانتا سوا اس کے، اس کے معنی یہ ہیں کہ ان پانچ کو خود بخود کوئی نہیں جانتا سوا اس کے لیکن کبھی خدا کے بتائے سے معلوم ہوتی ہیں کہ یہاں ان کے جاننے والے موجود ہیں اور ہم نے ان کا علم کئی شخصوں کے پاس پایا جیسا کہ ہم نے ایک گروہ کو دیکھا کہ انھیں معلوم تھا کہ کب انتقال کریں گے اور پیٹ کے بچہ کو عورت کے زمانہ حمل میں جان لیا اور اس سے پہلے۔

امام ابن حجر نے شرح ہمزہ میں ان پانچ میں سے علم غیب عطا ہونے کی تصریح فرمائی جہاں فرماتے ہیں انبیاء اور اولیاء کا علم اللہ کے بتانے ہی سے ہے اور ہم جو کچھ ان میں سے جانتے ہیں وہ انبیاء و اولیاء کے بتانے ہی سے ہے اور یہ وہ علم الہی نہیں جو اس کے ساتھ خاص ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ان صفتوں میں سے ہے جو قدیم ازلی دائم ابدی ہیں بدلنے اور حدوث و نقصان کی علامتوں اور سانچے اور بانٹے سے منزہ ہیں یہاں تک فرمایا کہ اس کے منافی نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بعض خاص بندوں کو غیبوں کا علم دینا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کی نسبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

خمس لا يعلمهن الا الله .

پانچ علم ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے نیچے کہ پانچ چیزیں ہیں جنہیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، یوں فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ :

ان پانچ چیزوں کو بے خدا کے بتائے اپنی عقل سے کوئی نہیں جانتا اس لیے کہ یہ پانچوں ان غیبوں میں سے ہیں جو اللہ عز و جل کے بے بتائے معلوم نہیں ہوتے۔

امام اجل بدرالدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ امام قرطبی نے فرمایا اس حدیث سے ثابت ہے کہ ان پانچ غیبوں کو جاننے میں کسی کے لیے طمع کی جگہ نہیں اور بیشک نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس آیه کریمہ ”عندہ مفاتیح الغیب“ کہ اللہ ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، کو ان پانچ سے تفسیر فرمایا تو جو کوئی ان پانچ میں سے کسی کا دعویٰ کرے اور اس علم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم سے نہ بتائے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

تو دیکھو صرف اسے جھوٹا بتایا جو ان پانچ علم کا اپنے لیے بغیر واسطہ عالم ماکان و مایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے تو نہایت بلند آواز سے پکار کر یہ فائدہ بتا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان

پانچ غیبوں کو جانتے ہیں، اور اولیاء میں سے جسے چاہتے ہیں بتا دیتے ہیں۔

ناگزیر علامہ ابراہیم بیجوری نے شرح بردہ شریف میں تصریح فرمادی کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ پانچوں غیب بتا دیئے۔

اقول: یہ پانچ تو جیسا ہم اوپر بیان کر آئے نہایت کھلے ہوئے غیبوں میں سے ہیں جن کا شمار وہی جانے جس نے بتایا اور جن کو بتایا۔ جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس مضمون کو شنوائی نے جمع النہلیۃ میں بطور حدیث کے بیان کیا کہ بیشک مروی ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ لے گیا یہاں تک کہ حضور کو ہر شئی پر اطلاع بخشی۔

ابریز میں ہمارے سردار عبدالعزیز قدس سرہ العزیز سے نقل فرمایا:

کہ اس آیت میں جو پانچ غیب مذکور ہیں ان میں سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ اور یہ پانچوں غیب حضور پر کیوں کر مخفی رہیں حالاں کہ حضور کی امت میں سے ساتوں قطب ان پانچوں کو جانتے ہیں حالاں کہ وہ ساتوں غوث سے نیچے ہیں پھر کجا غوث پھر کجا وہ تمام اگلوں پچھلوں کے سردار ہیں وہ جو ہر شئی کے سبب ہیں، وہ کہ ہر شئی انھیں سے ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

نیز ابریز میں انھیں سید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ ان پانچ غیبوں کا معاملہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیوں کر چھپا ہے حالاں کہ حضور کی امت مرحومہ میں سے کوئی صاحب تصرف، تصرف نہیں کر سکتا جب تک کہ ان پانچوں کو نہ جانے۔

ام الفضل کو عبد اللہ کی بشارت

خطیب اور ابو نعیم نے دلائل النبوة میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ مجھ

سے ام الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حدیث بیان فرمائی:

قال مررت بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال انک حامل بغلام فاذا ولدته فاتیننی به قالت یا رسول اللہ انی لی ذلک و قد تحالفت قریش ان لا یاتوا النساء قال هو ما اخبرتک قالت فلما ولدته اتیتہ فاذن فی اذنه الیمنی و اقام فی الیسری و القاه من ریقہ و سماہ عبد اللہ و قال اذهبی بابی الخلفاء فاخبرت العباس فاتاہ فذکر له فقال و ما اخبرتها هذا ابو الخلفاء حتی یکون منهم السفاح حتی یکون منهم المہدی.

میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ہو کر گزری حضور نے فرمایا تو حاملہ ہے اور تیرے پیٹ میں لڑکا ہے جب وہ پیدا ہو تو اسے میرے حضور لانا، ام الفضل نے عرض کی یا رسول اللہ میرے حمل کہاں سے آیا حالاں کہ قریش نے قسمیں کھالی ہیں کہ عورتوں کے پاس نہ جائیں ارشاد ہوا بات وہی ہے جو ہم نے تم سے ارشاد فرمائی، ام الفضل فرماتی ہیں جب لڑکا پیدا ہوا میں خدمت اقدس میں حاضر ہوئی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بچے کے دانے کان میں اذان اور بائیں میں اقامت فرمائی اور اپنا لعاب دہن اقدس اس کے منہ میں ڈالا اور اس کا عبد اللہ نام رکھا اور فرمایا لے جاؤ خلفاء کے باپ کو۔ میں نے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور کا ارشاد بیان کیا وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ام الفضل نے ایسا کہا، فرمایا بات وہی ہے جو ہم نے ان سے کہی یہ خلیفوں کا باپ ہے یہاں تک کہ ان میں سے سفاح ہوگا یہاں تک کہ ان میں سے مہدی ہوگا۔

اقول: تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ جان لیا جو پیٹ میں تھا اور وہ جانا جو اس سے بہت زیادہ ہے وہ جان لیا جو پیٹ کے بچے کی پیٹھ میں ہے اور وہ جان لیا کہ جو پیٹ کے بچے کی پیٹھ والے کی پیٹھ میں ہے اور وہ جان لیا جو کئی پشت نیچے تک پیٹ کے بچے کی پیٹھ والے کی پیٹھ میں ہے اس لیے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خلیفوں کے باپ کو لے جاؤ اور فرمایا کہ انھیں

میں سے سفاح ہے انھیں میں سے مہدی ہے۔

صدیق اکبر نے اپنی دختر کی خبر دی

عالم مدینہ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا مال جو غابہ میں تھا اس میں سے بیس وسق چھوہارے ام المومنین کو ہبہ فرمائے تھے کہ درختوں پر سے اتر والیں جب صدیق اکبر کے وصال کا وقت آیا ام المومنین سے فرمایا اے پیاری بیٹی خدا کی قسم کسی شخص کی تو نگری مجھے تم سے محبوب نہیں اور اپنے بعد کسی کی محتاجی تمہارے برابر مجھ پر دشوار نہیں۔ اور میں نے تم کو بیس وسق چھوہارے ہبہ کیے تھے کہ درختوں پر سے اتر والو تو اگر تم نے وہ کٹوا کر قبضے میں کر لیے ہوتے تو وہ تمہارے ہوتے اور آج تو وارث کا مال ہے اور وارث تمہارے دو بھائی اور تمہاری دو بہنیں ہیں تو اسے حسب فرائض اللہ تقسیم کر لینا۔ ام المومنین نے عرض کی اے میرے باپ خدا کی قسم اگر اتنا مال اور اتنا مال ہوتا میں جب بھی چھوڑ دیتی میری بہن تو ایک اسماء ہے اور دوسری کون؟ فرمایا وہ جو بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور میرے علم میں وہ لڑکی ہے۔

ابن سعد نے طبقات میں یوں روایت کی، کہ صدیق نے فرمایا کہ وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے میرے دل میں الہام کیا گیا کہ وہ لڑکی ہے تم اس کے بارے میں بھلائی کی وصیت قبول کرو، اس پر ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

فتح خیر کی بشارت اور علی

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خیر کی حدیث میں ہے :

قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لا عطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله فاعطاها عليا كرم الله تعالى وجهه .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کل ضرور یہ نشان اس مرد کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح کرے گا وہ اللہ و رسول کو دوست دیکھتا ہے اور اللہ و رسول اسے دوست رکھتے ہیں، دوسرے دن وہ نشان حضور نے مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو عطا فرمایا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بات قسم کی روش پر لام تاکید اور نون تاکید سے موکد کر کے بیان فرمائی تو حضور کو یقیناً معلوم تھا کہ میں کل کیا کروں گا۔

حضور نے اپنے وصال کی خبر دی

بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضور کا وصال اقدس مدینہ طیبہ میں ہوگا تو انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا :

المحيا محياكم و الممات مماتكم.

ہماری زندگی وہاں ہے جہاں تمہاری زندگی ہے اور ہمارا انتقال وہاں ہے جہاں تمہاری موت۔ یہ حدیث مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

اور جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو ان سے ارشاد فرمایا :

يا معاذ انك عسى ان لا تلاقاني بعد عامي هذا و لعلك ان تمر بمسجدي هذا و قبری .

اے معاذ قریب ہے کہ تو مجھ سے اس سال کے بعد (دنیا میں) نہ ملے گا اور امید ہے کہ تو میری اس مسجد اور میرے مزار پاک پر گزرے۔ یہ حدیث امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کی۔

بدر میں کفار کے موضع موت کی نشان دہی

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

نَدَب رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوا حَتَّى نَزَلُوا بِدْرًا
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا مَصْرِعُ فُلَانٍ وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ
هَهْنَا وَهَهْنَا قَالَ فَمَا مَاطِئُ مَا زَالَ وَمَا تَجَاوَزَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو اعلان دیا تو وہ چلے یہاں تک کہ بدر میں اترے
وہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمین پر جگہ جگہ دست اقدس رکھ کر بتایا کہ یہ فلاں کافر کے پچھڑنے
کی جگہ ہے اور یہ فلاں کی۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
جہاں ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا وہیں اس کی لاش گری اس سے اصلاً تجاوز نہ کی۔

اور انھیں کی حدیث میں امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَا الْحُدُودَ الَّتِي حَدَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا جو حدیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان
کے لیے مقرر فرمادی تھیں کسی نے اس حد سے خطا نہ کی۔ یہ بھی مسلم کی روایت ہے۔

حضرت علی کو اپنی شہادت کی خبر ہو گئی

جب وہ رات آئی جس کی صبح حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پائی اس رات میں بار بار

مکان سے باہر تشریف لاتے اور آسمان کی طرف نظر کرتے اور فرماتے خدا کی قسم نہ میں غلط کہتا ہوں نہ مجھ سے غلط کہا گیا، یہ وہی رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا اور بھٹیں حضور کی طرف حضور کے مواجہہ میں چلاتی ہوئی آئیں لوگوں نے ان کو ہانکا فرمایا رہنے دو کہ یہ نوحہ کر رہی ہیں۔

ایک صحابی کو مقام موت کی خبر دی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی اقرع بن شفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقیناً جانتے تھے کہ کس زمین میں ان کا انتقال ہوگا یہ حدیث ان سے ابن سکین اور ابن مندہ وابن عساکر نے روایت کی انھوں نے فرمایا :

دخل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مرض یعودنی فقلت ما احسب الا انی امیت من مرضی قال کلا لتبقین و لتهاجرن الی ارض الشام و تموت بالربوة من فلسطین فمات فی خلافة عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و دفن بالرملة .

میری ایک بیماری میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے پوچھنے کو تشریف لائے میں نے عرض کی مجھے یہی گمان ہے کہ میں اپنے اس مرض میں مرجاؤں گا ارشاد فرمایا ہرگز نہیں ضرور تو زندہ رہے گا اور شام کی طرف ہجرت کرے گا اور فلسطین میں ایک ٹیلے پر مرے گا، امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا اور رملہ میں دفن ہوئے۔

حضور نے بارش کی خبر دی

امام جلال الدین سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں بروایت بیہقی فرمایا :

کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بادل چھایا تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم برآمد ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایک فرشتہ بادلوں کا موکل میری خدمت میں حاضر ہوا مجھے اس نے سلام کیا اور خبر دی کہ وہ چلائے گا بادلوں کو یمن کے ایک نالہ کی طرف جسے ضریح کہا جاتا ہے تو ہمارے پاس اس کے بعد ایک سوار آیا ہم نے اس سے بادل کی نسبت دریافت کیا تو اس نے خبر دی کہ اس دن پانی برسا، علامہ بیہقی نے فرمایا اس حدیث کے لیے شاہد مرسل ہے بکر بن عبد اللہ مزنی سے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی بادل کے فرشتے سے کہ وہ آرہا ہے فلاں شہر کو اور بلا شک اس دن وہاں پانی برسا اور بلاشبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ملک علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ہمارے شہر میں کب پانی برے گا تو اس نے کہا فلاں دن۔ حضور کے پاس بعض منافق لوگ تھے تو انھوں نے اسے یاد رکھا پھر انھوں نے اس کے متعلق پوچھا تو اس کی تصدیق پائی تو ایمان لائے اور اس کا تذکرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا حضور نے ارشاد فرمایا اللہ تمہارا ایمان زائد کرے۔

یوسف علیہ السلام نے مصریوں کو قحط کی خبر دی

اللہ کے نبی یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مصریوں سے فرمایا تم سات برس حسب دستور کھیتی کرو گے فرمایا پھر اس کے بعد سات برس کڑے آئیں گے، فرمایا پھر اس کے بعد وہ سال آئے گا کہ لوگ مینہ دیئے جائیں گے تو انھوں نے یقیناً جانا کہ سات برس مصریوں کو مینہ وقت پر ملے گا پھر سات برس تک نہ برے گا پھر پندرہویں سال ان پر برے گا اور انکو راگیں گے تو وہ ان کا شیرہ نکالیں گے۔

علم قیامت

رب تبارک و تعالیٰ برکت والی رات شب برأت کے بارے میں فرماتا ہے :

فیہا یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا.

اس رات میں بانٹ دیئے جاتے ہیں سب حکمت والے کام ہمارے حکم سے۔

تو اللہ عزوجل کی گواہی سے ثابت ہوا کہ ان پانچ غیبوں میں سے قیامت کے سوا چار کے جمیع افراد ان کے وقوع سے پہلے اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے بتا دیتا ہے جو کام کی تدبیر کرنے والے ہیں۔

اقول: اور اسی طرح واجب ہوا کہ سیدنا اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بالتجہیل قیامت کا خاص وقت تعین کے ساتھ اس کے وقوع سے پہلے جان لیں گے اگرچہ ایک لحظہ، اور یہ اس دن جب صور پھونکنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ اپنا دوسرا پر بھی گرا دیں گے اور ایک پر تو اس وقت گرا چکے ہیں جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے، اس کے گراتے ہی فرشتہ نے کہ ان کا ماتحت ہے صور منہ میں اٹھالیا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

كيف انعم و صاحب الصور قد التقمه و اصفى سمعه و حنا جبهته ينتظر مني يوم يوم بالنفخ.

کہ میں کیوں کر چین لوں حالاں کہ صور والے نے صور منہ میں لے لیا اور کان لگائے ہوئے ہے اور ماتھا جھکائے ہوئے ہے انتظار کر رہا ہے کہ کب پھونکنے کا حکم دیا جائے، یہ حدیث ترمذی نے ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

اور وہ فرشتہ اپنے دونوں زانو پر کھڑا ہوا اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پر کی طرف نگاہ جمائے ہوئے ہے جو ابھی پھیلا ہوا ہے تو جب وہ اس پر کو گرائیں گے تو یہ صور پھونک دے گا تو صور پھونکنے کی اجازت اور قیام قیامت میں ان کے پر گرانے کا فاصلہ ہے اور یہ ایک جنبش ہے اور جنبش زمانہ میں ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ وقوع سے پہلے قیامت کا انھیں علم ہو لے گا اگرچہ ایک لمحہ،

تو جب یہ ایک مقرب فرشتہ کے لیے واجب ہوا تو سب سے بڑھ کر پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کون محال کرنے والا ہے کہ قیامت کو اس کے وقوع سے مثلاً دو ہزار برس پہلے جان لیں اور حضور کو حکم

ہوا کہ اوروں کو نہ بتائیں۔

امام قسطلانی نے ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرمایا:

اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی مگر اس کے پسندیدہ رسول کہ اللہ ان کو اپنے جس غیب پر چاہے مطلع فرما دیتا ہے۔

اربعمین امام نووی کی شرح فتوحات الہیہ نیز اس کی دوسری فتح المبین کے حاشیہ میں قیامت کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ملنے کے بارے میں ہے حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا یہاں تک کہ جو کچھ حضور پر پوشیدہ رہ گیا تھا جب حضور کو بتا دیا ہاں یہ ہے کہ بعض باتیں چھپانے کا حضور کو حکم دیا اور بعض باتیں بتانے کا۔

ذات الہی کے مظہر اتم

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے الذین بدلوا نعمة الله کی تفسیر میں فرمایا :

کہ نعمت الہی سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی نعمت قرآن کی منت ہیں، اور خاص اس آیت کا ذکر مناسبت مقام کے سبب کیا اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفرینش میں تمام جہاں سے اول ہیں تو تمام مخلوقات الہی کو حضور نے دیکھا کہ حضور ان سب سے پہلے موجود ہوئے اور تمام پیغمبروں سے بعثت میں آخر ہیں تو تمام انبیاء پر جتنے علم اترے وہ سب حضور نے جمع فرمالیے، اور حضور اپنے معجزوں سے ظاہر ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کی ذات اور اس کی قدیم صفات کے مظہر، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز اول سے روز آخر تک جو کچھ ہوا اور ہوگا اپنے رب کو بتانے سے اس سب کو جانتے ہیں تو اللہ عزوجل نے حضور پر ان پانچوں کی تجلی سے منت فرمائی اور ہم پر حضور کے بھیجنے سے احسان فرمایا تو حضور اس آیت عظمیٰ کی منت ہوئے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذات الہی کی شانوں اور صفت حق کے احکام اور اسماء و افعال و آثار، غرض جمیع اشیاء کا علم ہے اور حضور نے جمیع علوم اول و آخر و ظاہر و باطن کو احاطہ فرمایا۔

سواد بن قارب کے اشعار

سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور یہ اشعار پڑھے۔

فاشهد ان الله لا شئ غيره

وانك مامون على كل غائب

وانك ادنى المرسلين شفاعه

الى الله يا ابن الاكرمين الاطائب

فكن لي شفيعا يوم لا ذو شفاعه

سواك بمغن عن سواد بن قارب

میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں اور بیشک آپ تمام مغیبات کے امین ہیں اور بیشک آپ اے طیب و طاہر آباء و امہات کے فرزند تمام رسولوں سے زیادہ شفاعت کے معاملہ میں اللہ سے قریب ہیں، آپ میرے سفارشی بن جائیے جس دن آپ کے سوا کوئی سفارشی سواد بن قارب کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔

اقول: سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اول، اللہ کے سوا ہر چیز سے وجود کی نفی فرمائی۔ دوم، ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے غیبوں کا علم ثابت کیا کہ حضور کو تمام غیبوں پر امین بنایا اور جو کسی چیز کو نہ جانتا ہو اس پر امین کیا ہوگا۔

ازل سے ابد تک کا علم ہونے کی تحقیق

امام احمد رضا بریلوی دوسرے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

بے شک جملہ ”ما لم تکن تعلم“ شامل ہے ان تمام مغیبات کو جو ازل سے ہو گزریں اور ابد تک ہوں گی۔ رہا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ازل سے ابد تک کے تمام کائنات کو شامل ہونا تو آگاہ ہو کہ ازل و ابد بولے جاتے ہیں اور ان سے وہ مراد ہوتی ہے جو متکلمین کی اصطلاح ہے یعنی وہ جس کے وجود کی ابتداء نہیں اور وہ جس کے بقا کی انتہا نہیں۔ اور اس معنی پر جمیع اشیاء کو علم کا شامل ہونا ہم تجھے بتا چکے کہ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے بندوں کے لیے عقل و نقل دونوں کی رو سے محال ہے مگر بارہا ازل و ابد بولتے ہیں اور ان سے گزشتہ و آئندہ کا طویل زمانہ مراد ہوتا ہے۔

عارف باللہ مولانا نظامی قدس سرہ السامی نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت میں کہا :

محمد کا زل تا ابد ہرچہ ہست
بہ آرایش نام او نقش ست

یعنی ازل سے ابد تک جو کچھ موجود ہے اس نے اسی لیے صورت پکڑی اور موجود ہوا کہ نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیبائش بنے۔ یعنی حضور کے خدم و حشم سے ہو اور حضور کی عزت و جلالت کے جلوس میں شامل ہو۔

حضور کے علم غیب پر بعض علماء کے اقوال

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ سے متعلق بعض علماء فرماتے ہیں

حضور کو تمام جزئی و کلی علم حاصل ہو گئے اور سب کا احاطہ فرمایا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر شی بیان فرمادی۔

- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم نے تمام عالم کو گھیر لیا۔
- جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ ہو گا سب کو حضور نے جان لیا۔
- حضور سب کچھ ایسا دیکھتے اور سنتے ہیں جیسا آنکھوں کے سامنے ہے۔
- حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام اشیاء کے عالم ہیں۔
- حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر کا احاطہ فرمالیا۔

حضور کے علم کی ابتدا و انتہا

امام احمد رضا بریلوی چوتھے سوال (کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی ابتدا اور انتہا یا کسی حد سے محدود) کے جواب میں فرماتے ہیں :

ابتداء تو ضرور ہے اس لیے کہ مخلوق کا علم حادث ہی ہو کر ممکن ہے۔ اگر اس سے مراد یہ ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معلومات کی ہر زمانہ میں کوئی گنتی ہے جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اگرچہ کوئی آدمی اور فرشتہ اسے شمار نہ کر سکے تو یہ بھی بلاشبہ صحیح ہے اور اگر یہ مراد ہو کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کسی حد پر ٹھہر جائے کہ اس سے آگے نہ بڑھے تو یہ باطل ہے اور اللہ اسے نہیں مانتا۔ بلکہ ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابد الابد تک ذات و صفات الہی کے علم میں ترقی فرماتے رہیں گے۔

(الدولة المملکة بالمادة الغیبیہ، الفیوضات المملکة لمحبة الدولة المملکة)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی نے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق یہ اشعار نظم فرمائے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السر
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے
کہ تجھ پر میری حالت دل کھلی ہے

عالم علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجیے

فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انھیں
کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع
اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے
مولیٰ کو قول و قائل و ہر خشک و تر کی ہے

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

(حدائق بخشش)



علم تعبیر رویا

عالم علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجیے

علم تعبیر روایا

قاضی ابوبکر بن العربی جو کہ اعظم علمائے مالکیہ سے ہیں فرماتے ہیں کہ روایا یعنی خواب وہ ادراک ہے جسے حق تبارک و تعالیٰ بندے کے دل میں کسی فرشتے یا کسی شیطان کے ہاتھ سے اس کی حقیقتوں کے ساتھ یا اس کی تعبیرات کے ساتھ ظاہر فرماتا ہے۔

حاکم و عقیلی روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ملاقات کی اور کہا اے ابوالحسن ایک شخص خواب دیکھتا ہے تو اس کا کچھ حصہ تو صادق ہوتا ہے اور کچھ حصہ کاذب نکلتا ہے؟ فرمایا ہاں! میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرد و عورت جو خوب گہری نیند سو جائے تو اس کی روح عرش کی جانب پرواز کر جاتی ہے اس عرش سے وہ روایا ظاہر ہوتی ہے اور جو روح عرش سے نیچے رہ جاتی ہے وہ جھوٹی ہوتی ہے۔

بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مرد صالح کا خواب حسن، نبوت کا چھیلیساں حصہ ہے۔ اور کہتے ہیں کہ روایاے صالحین کی اکثریت مراد ہے ورنہ مرد صالح تو بسا اوقات اضغاث یعنی پریشان خوابوں کو بھی دیکھتا ہے لیکن یہ نادر ہے بایں وجہ کہ صلحاء پر شیطان کا تسلط بہت کم ہے بخلاف غیر صلحاء کے کہ اس میں صدق نادر ہے بایں وجہ کہ ان پر شیطان کا تسلط غالب ہے۔

اس جگہ یہ مشکل بیان کرتے ہیں کہ روایا یعنی خواب نبوت کا حصہ ہے اس کے کیا معنی ہیں حالاں کہ نبوت، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر منقطع ہو چکی؟ تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اگر خواب نبی یعنی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا ہے تو وہ حقیقۃً اجزائے نبوت کا جزو ہے۔ اور اگر غیر نبی نے دیکھا ہے تو برسمیل مجاز باعتبار تشبیہ روایاے نبوت وہ افادۂ علم میں اجزائے نبوت کا جزو ہے۔ اور بعض کہتے ہیں جزو سے مراد، علم نبوت کا جزو ہے کیوں کہ نبوت اگرچہ منقطع ہو چکی ہے مگر اس کا علم باقی ہے۔

و بعد از من ناولد الاما و بئس
اور تجھے باتوں کا انجام نکالنا سکھائے گا

(یوسف/۶)

قاضی ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں کہ کوئی اسے حقیقۃً اجزائے نبوت نہیں جانتا مگر فرشتہ یا نبی۔ اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے جو کچھ مراد لیا ہے اسی قدر ہے کہ رؤیا باقی الجملہ اجزائے نبوت کا ایک جز ہے اس لیے کہ اس میں من وجہ یک گونہ غیوبات میں سے کسی غیب پر اطلاع ہے لیکن تفصیلی نسبت درجہ نبوت اور اس کی مغفرت کے ساتھ مخصوص ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ عالم کے لیے لازم ہے ہر چیز کو مکمل اور تفصیلی طور پر جانے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر عالم کے لیے واقفیت کی اس کے نزدیک ایک حد رکھی ہے لہذا ان میں سے کچھ کو تو وہ مکمل اور تفصیلی طور پر جان لیتا ہے اور کچھ کو مختصراً۔ رؤیا یعنی خواب اسی قبیل سے ہے اور حدیث میں بھی روایتیں مختلف آئی ہیں بعض میں پینتالیسواں حصہ ہے، بعض میں سترواں، بعض میں چھترواں، بعض میں چھیالیسواں، بعض میں چوبیسواں اہل بناء پر ان کی صحت پر وثوق نہ رہا لیکن مشہور چھیالیسواں ہے۔ اس روایت مشہور میں ایک خاص مناسبت یہ ہے۔

کہتے ہیں کہ حق تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف چھ مہینے خواب میں وحی فرمائی اس کے بعد باقی تمام مدت حیات، بیداری میں وحی فرمائی۔ مکمل دور نبوت تیس سال ہے اور ان چھ مہینوں کی نسبت تیس سال سے چھیالیسواں حصہ ہے۔ یہ وجہ مناسب و معقول ہے اگر ثابت ہو جائے کہ ابتدا میں اس خواب میں وحی کی مدت چھ مہینے ہے۔

نیز حدیث شریف میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی خواب میں ایسی چیز دیکھے جو اسے محبوب و پسند ہے تو وہ خدا کی جانب سے ہے اس پر لازم ہے کہ حمد و شکر الہی بجالائے اور اس کی تحدیث کرے یعنی لوگوں کو بتائے اور اگر خواب میں ایسی چیز دیکھی ہو جو اسے ناپسند و ناگوار ہے تو وہ شیطان کی طرف سے ہوگی لہذا ضروری ہے کہ حق تبارک و تعالیٰ سے اس کے شر و فساد سے پناہ مانگے اور اس کا ذکر کسی سے نہ کرے اور کسی کو ضرر نہ پہنچائے۔

تمام رؤیا دو قسم پر منحصر ہیں۔ ایک اضغاث احلام یعنی وہ خواب جو پراگندہ، اور جھوٹے ہوں جس طرح بیداری میں خیالات فاسد و پریشان پیدا ہوتے ہیں یہی حال خواب کا ہے۔ یہ قسم نامعتبر ہے یہ کوئی تعبیر نہیں رکھتا اور بسا اوقات اس قسم کا خواب شیطان کے دکھانے سے ہوتا ہے کہ وہ مسلمان کے خواب کو اندوہ لگیں کر کے اسے غمزدہ کرے۔

خواب کی دوسری قسم رؤیائے صادقہ ہے مثلاً انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے رؤیا یا صلحائے امت کے خواب اور کبھی برسبیل ندرت ان کے غیر کو بھی اس کا اتفاق پڑ جاتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے اصدق الرؤیا بالاسحار سب سے زیادہ سچا خواب صبح کا ہے۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ رات کے پہلے پہر کے خواب کی تاویل دیر میں پڑتی ہے اور نصف ثانی کا خواب متفاوت الا جزا ہوتا ہے۔ خوابوں میں سب سے جلدی اور سرعت سے رونما ہونے والا خواب صبح کے وقت کا ہوتا ہے خصوصاً طلوع فجر کے وقت کا خواب۔

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تاویل میں جلد تر ہونے والا خواب، قیلولہ کا خواب ہے اور محمد بن سیرین نقل کرتے ہیں کہ دن کا خواب رات کے خواب کی مانند ہے۔ اور عورتوں کے خواب کا حکم مردوں کی مانند ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ عورت جب خواب میں ایسی چیز دیکھے جو اس کے اہل سے نہ ہو تو وہ خواب اس کے شوہر کا ہے یہی حال غلام کے خواب کا ہے کہ اس کے آقا کے لیے ہے اسی طرح بچوں کا خواب ماں باپ کے لیے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز فجر ادا فرما چکے تو رخ انور پھیر کر صحابہ سے دریافت فرماتے کہ کیا تم میں سے کوئی ہے جس نے آج رات خواب دیکھا ہو؟ اس کے بعد حضور سے وہ حضرات جنہوں نے خواب دیکھا ہوتا عرض کرتے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں تعبیر ارشاد فرمایا

کرتے تھے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صحابہ کرام سے استفسار خواب کی حکمت میں اہل علم کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کی بشارت کے منتظر تھے اور چاہتے تھے کہ کہیں سے ظاہر ہو جائے کہ فتح کب اور کس طرح ہوگی (معلوم نہیں انھوں نے یہ مطلب کہاں سے اخذ کیا) حالاں کہ اس سوال کرنے کا ظاہر مطلب و مقصد یہ ہے کہ صحابہ کرام کے احوال کو جانیں کہ ہر ایک کا سلوک کہاں تک پہنچا ہے اور اس کی تدبیر کیا ہونی چاہیے۔ (مولف)

سچے خواب اور مبشرات

مومنین و صالحین کے اچھے اور سچے خواب ایک طرح کی بشارت و خوش خبری ہے اس کے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لم یبق من النبوة الا المبشرات الرؤيا الصالحة .

نبوت سے کچھ باقی نہ رہا صرف بشارتیں باقی ہیں اچھے خوابیں۔

طبرانی معجم کبیر میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی الا المبشرات الرؤيا يراها الرجل او تری له .

نبوت گئی اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب کہ انسان آپ دیکھے یا اس کے

لیے دیکھا جائے۔

احمد و ابنائے ماجہ و خزیمہ و حبان حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند حسن راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ذهبت النبوة و بقيت المبشرات.

نبوت ہو گئی اور بشارتیں باقی ہیں۔

صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس واقع ہوا پردہ اٹھایا سر انور پر پٹی بندھی تھی لوگ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے حضور نے ارشاد فرمایا۔

يا ايها الناس انه لم يبق من مبشرات النبوة الا الرويا الصالحة يراها المسلم او

تري له .

اے لوگو! نبوت کی بشارت سے کچھ نہ رہا مگر اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لیے دوسرے کو دکھایا جائے۔

سعید بن منصور و امام احمد و ابن مردويه حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا نبوة بعدى الا المبشرات الرويا الصالحة

میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب۔

احمد و خطیب اور بیہقی شعب الایمان میں اس کے قریب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا یبقى بعدی من النبوة شی الا المبشرات الرؤیا الصالحة یراها العبد او ترى

لہ .

میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہ رہے گا مگر بشارتیں اچھا خواب کہ بندہ آپ دیکھے یا اس کے لیے دوسرے کو دکھایا جائے۔

ابن زل کا خواب

بیہقی سنن میں حضرت ابن زل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل روایا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد نماز صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستر بار فرماتے :

سبحان اللہ و بحمدہ و استغفر اللہ ان اللہ کان توابا .

پھر فرماتے یہ ستر سات سو کے برابر ہیں نرا بے خیر ہے جو ایک دن میں سات سو سے زیادہ گناہ کرے۔

پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے تشریف رکھتے اور اچھا خواب حضور کو خوش آتا دریافت فرماتے کسی نے کچھ دیکھا ہے۔ ابن زل نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے فرمایا بھلائی پاؤ اور برائی سے بچو ہمیں اچھا اور ہمارے دشمنوں پر برا۔ رب العالمین کے لیے ساری خوبیاں ہیں، خواب بیان کرو، انھوں نے عرض کی میں نے دیکھا کہ سب لوگ ایک وسیع نرم بے نہایت راستے پر بیچ شارع عام میں چل رہے ہیں ناگہاں اس راہ کے لبوں پر خوبصورت سبزہ زار نظر آیا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا اس کا لہلہا تا سبزہ چمک رہا ہے شادابی کا پانی ٹپک رہا ہے اس میں ہر قسم کی گھاس ہے پہلا ہجوم آیا جب اس سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور سواریاں سیدھے راستے پر ڈالے چلے گئے ادھر ادھر اصلاً نہ پھرے، اس مرغزار کی طرف کچھ التفات نہ کیا

پھر دوسرا ہلا آیا کہ پہلوں سے کئی گنا زائد تھا جب سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی راہ پر چلے مگر کوئی کوئی اس چراگاہ میں چرانے بھی لگا اور کسی نے چلتے میں ایک مٹھالے لیا پھر روانہ ہوئے پھر عام ازدحام آیا جب یہ سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور بولے یہ منزل سب سے اچھی ہے یہ ادھر ادھر پڑ گئے میں ماجرا دیکھ کر سیدھا راہ پر پڑ لیا، جب سبزہ زار سے گزر گیا تو دیکھا کہ سات زینے کا ایک منبر ہے اور حضور اس کے سب سے اونچے درجے پر جلوہ فرما ہیں حضور کے آگے ایک سال خورد لاغر ناقہ ہے حضور اس کے پیچھے تشریف لیے جاتے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ راہ نرم و وسیع و ہدایت ہے جس پر میں تمہیں لایا اور تم اس پر قائم ہو اور وہ سبزہ زار دنیا اور اس کے عیش کی تازگی ہے میں اور میرے صحابہ تو چلے گئے کہ دنیا سے اصلاً علاقہ نہ رکھنا نہ اسے ہم سے تعلق ہو نہ ہم نے اسے چاہا نہ اس نے ہمیں چاہا پھر دوسرا ہجوم ہمارے بعد آیا وہ ہم سے کئی گنا زیادہ ہے ان میں سے کسی نے چرایا کسی نے گھاس کا مٹھالیا اور نجات پا گئے پھر بڑا ہجوم آیا وہ سبزہ زار میں دہنے بائیں پڑ گئے تو انا للہ و انا الیہ راجعون اور اے ابن زل تم اچھی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور وہ سات زینے کا منبر جس کے درجہ اعلیٰ پر مجھے دیکھا یہ جہان ہے اس کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میں اخیر ہزار میں ہوں۔

واما الناقة التي رأيت و رأيتني اتبعها فهي الساعة علينا تقوم لا نبي بعدى و لا

امة بعد امتي.

اور وہ ناقہ جس کے پیچھے مجھے جانا دیکھا قیامت ہے ہمارے ہی زمانے میں آئے گی نہ میرے بعد کوئی نبی نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (جزاء اللہ عدوہ باباء ختم النبوة)

حضرت عائشہ کی بشارت

قوله صلى الله تعالى عليه وسلم لام المؤمنين رضى الله تعالى عنها رأيتك فى

المنام ثلث لیل یجی بک الملک فی سرقة من حریر فقال لی هذه امرأتک فکشفتم
عن وجهک الثوب فاذا انت هی فقلت ان یکن هذا من عند الله یمضه .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ میں نے
تجھے تین راتیں مسلسل خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ نے ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر میرے حضور پیش کیا
پھر فرشتے نے عرض کی کہ یہ آپ کی زوجہ مقدسہ ہیں اور میں نے تمہارے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ تم تھیں
میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو ایسا ضرور ہوگا۔

(شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام)



نور محمدی ﷺ

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

فرجاء کیم من اللہ نور و کتاب میں
بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(المائدہ/۱۵)

نور محمدی ﷺ

حق سبحانہ و تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی انتہائی روشن اور منور ہونے کی بناء پر نور اور سراج منیر رکھا، اس لیے کہ آپ کے ذریعہ قرب و وصال حق کا طریقہ روشن و ظاہر ہوا اور آپ کے جمال و کمال سے آنکھوں میں بینائی اور روشنی حاصل ہوئی۔ چنانچہ ارشاد باری ہے قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین بے شک تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور روشن کتاب آئی۔ اور فرمایا یا ایہا النبی انا ارسلناک شہدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا اے نبی ہم نے آپ کو گواہی دینے والا (حاضر و ناظر) بشارت دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بھیجا۔

علماء فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے آپ کو چراغ سے تشبیہ دی، باوجودیکہ تشبیہ میں مبالغہ شمس و قمر سے زیادہ ہے۔ چراغ سے تشبیہ دینے میں حکمت یہ ہے کہ آپ کا وجود عنصری ارضی ہے۔ دوسری حکمت یہ کہ چراغ اپنا قائم مقام بناتا ہے چنانچہ ایک چراغ سے لاکھوں چراغ روشن کیے جاسکتے ہیں اس کے برعکس چاند و سورج قائم مقام نہیں رکھتے۔

بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ حق تعالیٰ نے جو سراج سے تشبیہ دی ہے اس سے مراد تشبیہ ہے تو بعید نہ ہوگا اس لیے کہ حق تعالیٰ سبحانہ و تعالیٰ نے آفتاب کو سراج فرمایا، ارشاد ہے و جعل فیہا سراجا و قمرا منیرا (اور بنائے آسمان میں آفتاب و ماہتاب روشن) اور فرمایا و جعلنا سراجا و ہاجا (اور بنایا آفتاب کو چمکتا و مکتا) لہذا جس طرح عالم اجسام میں آفتاب افادہ نور کرتا ہے اور اپنے غیر سے مستفید نہیں ہے اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات قدسی تمام نفوس بشریہ کے لیے افادہ نور عقلیہ فرماتا ہے اور بجز ذات باری تبارک و تعالیٰ کے کسی سے استفادہ نہیں فرماتا، اس اعتبار سے کہ حضور ذات الہی سے استفادہ

فرماتے ہیں۔ اگر چاند سے تشبیہ دی جائے تو بھی درست ہوگا اللہ نور السموات و الارض۔ اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور فرمانے میں اپنے اس ارشاد سے تلخیص ہے کہ اللہ نور السموات و الارض (اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے) لہذا آسمان وزمین میں نہیں ہے مگر نور الہی جو تمام موجودات میں ہویدا ہے اور وہی وجود و حیات کا مالک ہے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جمال و کمال اس نور الہی کا مظہر اتم اور اس کے ظہور کا واسطہ ہے چنانچہ مثل سورہ الآیہ، کی تفسیر میں مفسرین کہتے ہیں کہ قلب محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایمان کی مثال، اس مشکوٰۃ کی مانند ہے جس میں شمع روشن ہو۔ مشکوٰۃ آپ کے صدر مبارک کی مثال ہے، اور زجاجہ آپ کے قلب اطہر کی مثال ہے، اور مصباح آپ کے قلب شریف میں جو نور معرفت و ایمان ہے اس کی مثال ہے۔ (مولف)

حدیث نوری

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے اور ان کے نور سے باقی مخلوقات، یہ کس حدیث سے ثابت ہے؟

آپ نے فرمایا :

امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں سیدنا وابن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

قال قلت يا رسول الله بابي انت و امي اخبرني عن اول شي خلقه الله تعالى قبل الاشياء قال يا جابر ان الله تعالى قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره فجعل ذلك النور يدور بالقدرة حيث شاء الله تعالى و لم يكن في ذلك الوقت لوح و لا قلم

ولاجنة ولا نار ولا ملك ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنى ولا
انسى فلما اراد الله تعالى ان يخلق الخلق قسم ذلك النور اربعة اجزاء فخلق من
الجزء الاول القلم ومن الثانى اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع اربعة
اجزاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثانى الكرسي ومن الثالث باقى الملائكة ثم
قسم الرابع اربعة اجزاء فخلق من الاول السموات ومن الثانى الارضين ومن الثالث
الجنة والنار ثم قسم الرابع اربعة اجزاء ، الحديث بطوله .

یعنی وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان مجھے بتادیجیے کہ
سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی، فرمایا اے جابر بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے
پہلے تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الہی سے جہاں خدا نے چاہا
دورہ کرتا رہا، اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا،
پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح،
تیسرے سے عرش بنایا، پھر چوتھے کے چار حصے کیے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی،
تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کیے، پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں،
تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے۔ پھر چوتھے کے چار حصے کیے، الی آخر الحدیث۔

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوة میں بخوہ روایت کی، اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی
مواہب لدنیہ، اور امام ابن حجر مکی، افضل القرئی، اور علامہ قاسی مطالع المسرات، اور علامہ زرقانی شرح
مواہب، اور علامہ دیار بکری خمیس اور شیخ محقق دہلوی مدارج وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر
تعویل و اعتماد فرماتے ہیں۔ بالجملہ وہ تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے۔ تو بلاشبہ حدیث
حسن صالح مقبول معتمد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شیء عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی

بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔ جیسا کہ ہم نے منیر العین فی حکم تقبیل الابیہا میں بیان کیا ہے۔
 لا جرم علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ
 میں فرماتے ہیں قد خلق کل شی من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ورد بہ
 الحدیث الصحیح۔

نور نبی ہر چیز کی اصل

بیشک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنی جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔
 اسے ”آفات اللسان فی مسئلۃ ذم الطعام“ کی نوع ستین کے بعد بحث ثانی میں بیان کیا گیا ہے۔
 مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے :

قد قال الاشعری انه تعالیٰ نور لیس کالانوار و الروح النبویۃ القدسیۃ لمعة من
 نورہ و الملائکۃ شرر تلک الانوار و قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ
 نوری و من نوری خلق کل شی و غیرہ فمافی معناه۔

یعنی امام اجل امام اہل سنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کر کے اہل سنت
 کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اور نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔
 اور اس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر یہی مضمون اس طرح ہے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

نور احدیت کے پر تو سے نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنا، اور اس کے پر تو سے تمام عالم ظاہر ہوا، تو ہر چیز کی اصل حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور سراپا ظہور ہے۔ پس مرتبہ ایجاد میں بس وہی وہ ہیں اور مرتبہ وجود میں صرف حق عزوجل ہے کہ ہستی حقیقۃً اسی کی ذات پاک سے خاص ہے۔

(کشف حقائق و اسرار دقائق)

نور محمدی میں مذہبِ اسلم

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ بعض مولود شریف میں جو نور محمدی کو نور خدا سے پیدا ہوا، لکھا ہے اس میں زید کہتا ہے بشرط صحت یہ متشابہ کے حکم میں ہے، اور عمر کہتا یہ انفکاک ذات سے ہوا ہے، بکر کہتا ہے کہ یہ مثل شمع سے شمع روشن کر لینے کے، ہوا ہے۔ اور خالد کہتا ہے متشابہات میں مذہبِ اسلم رکھتا ہوں اور سالم کو برا نہیں جانتا اس میں چوں و چرا ایجا ہے۔

آپ نے فرمایا :

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نیک من نورہ۔

اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام عالم سے پہلے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اے امام قسطلانی نے مواہب وغیرہ میں علمائے کرام کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

عمر کا قول سخت باطل و شنیع و گمراہی فطیح بلکہ سخت تراثر کی طرف منجر ہے، اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے، اور قول زید میں لفظ ”بشرط صحت“ بوائے انکار دیتا ہے،

یہ جہالت ہے۔ باجماع علماء دربارہ صحت مصطلحہ محدثین کی حاجت نہیں، مع ہذا علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس حدیث کی تصریح فرمائی، علاوہ بریں یہ معنی قدیم و حدیثاً تصانیف و کلمات ائمہ و علماء و اولیاء و عرفاء میں مذکور و مشہور و ملقی بالقبول رہنے پر خود صحت حدیث کی دلیل کافی ہے کیوں کہ تلقی امت بالقبول سے حدیث قوی ہو جاتی ہے جیسا کہ اس کی طرف امام ترمذی نے جامع صحیح میں اشارہ کیا ہے اور ہمارے علماء نے اصول میں اس کی صراحت کی ہے۔

ہاں اسے باعتبار کنہ کیفیت تشابہات سے کہنا وجہ صحت رکھتا ہے، واقعی نہ رب العزت جل و علانہ اس کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور مطہر سید انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں کر بنایا نہ بے بتائے اس کی پوری حقیقت ہمیں خود معلوم ہو سکتی ہے اور یہی معنی تشابہات ہیں۔

بکمر نے جو کہا وہ دفع خیال ضلال عمرو کے لیے کافی ہے، شمع سے شمع روشن ہو جاتی ہے بے اس کے کہ اس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے، اس سے بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نور شمس نے جس پر تجلی کی وہ روشن ہو گیا اور ذات شمس سے کچھ جدا نہ ہوا، مگر ٹھیک مثال کی وہاں مجال نہیں، جو کہا جائے گا ہزاراں ہزار وجوہ پر ناقص و ناتمام ہوگا، بلاشبہ طریق اسلم قول خالد ہے اور وہی مذہب ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

نور محمدی کو چراغ سے تشبیہ دینے میں حکمت

امام احمد رضا بریلوی سے سوال ہوا کہ نور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چراغ سے تشبیہ دینا درست ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ انسان غلاظت آلودہ پیدا ہوتے ہیں تو کیا اس میں تمام مخلوق شریک ہیں؟
آپ نے فرمایا :

نجاست سے آلودہ پیدا ہونے میں سب مخلوق شریک نہیں، تمام انبیاء علیہم السلام پاک و منزہ پیدا ہوئے، بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی صاف ستھرے پیدا ہوئے، نور کے معنی فضل کے نہیں، مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابری بتانے کو، قرآن عظیم میں نور الہی کی مثال دی کمشکوۃ فیہا مصباح، کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نور رب جلیل، یہ مثال وہابیہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نور الہی سے نور نبوی پیدا ہوا تو نور الہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا، اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے میں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آ جاتا، جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اس نور الہی کا کیا کہنا، نور سے نور پیدا ہونے کو نام و روشنی میں مساوات بھی ضرور نہیں، چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے، پھر کہاں وہ اور کہاں یہ، علم ہیئت میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کے برابر نوے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گے۔

نور کی تعریف

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نور سے پیدا ہیں یا نہیں؟ اگر اللہ کے نور سے پیدا ہیں تو نور ذاتی یا نور صفاتی سے یا دونوں سے؟ اور نور کیا چیز ہے۔
نور عرف عامہ میں ایک کیفیت ہے کہ نگاہ پہلے اسے ادراک کرتی ہے اور اس کے واسطے سے دوسری اشیاء دیدنی کو۔

قال السيد في تعريفاته، النور كيفية تدركها الباصرة اولا و بواسطتها سائر المبصرات.

سید شریف جرجانی اپنی کتاب ”تعریفات“ میں فرماتے ہیں کہ نور اس کیفیت کا نام ہے جسے نگاہ پہلے ادراک کرتی ہے اور اس کے واسطے سے تمام نظر آنے والی چیزوں کو۔ (مولف)

اور حق یہ کہ نور اس سے اجلی ہے کہ اس کی تعریف کی جائے، یہ جو بیان ہوا تعریف الجلی بالجلی ہے، نور بایں معنی ایک عرض و حادث ہے اور رب عز وجل اس سے منزہ۔

محققین کے نزدیک نور وہ کہ خود ظاہر ہو اور دوسروں کا مظہر۔

بایں معنی اللہ عز وجل نور حقیقی ہے بلکہ حقیقۃً وہی نور ہے اور آیہ کریمہ اللہ نور السموات و الارض بلا تکلف و بلا تاویل اپنے معنی حقیقی پر ہے۔

فان الله عز وجل هو الظاهر بنفسه و المظهر لغيره من السموات و الارض و من فيهم و سائر المخلوقات.

اللہ عز وجل بذات خود ظاہر و روشن ہے اور دوسروں کو روشنی عطا فرماتا ہے جیسے آسمان و زمین اور جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور تمام مخلوقات اسی سے روشن ہیں۔ (مولف)

اللہ کے نور ذاتی سے حضور کی آفرینش

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلاشبہ اللہ عز وجل کے نور ذاتی سے پیدا ہیں، حدیث شریف میں وارد ہے عبدالرزاق و بیہقی روایت کرتے ہیں۔

ان الله تعالى خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره .

اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

حدیث میں نورہ فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسم ذات ہے۔ من نور جمالہ یا نور علمہ یا نور رحمۃ وغیرہ نہ فرمایا کہ نور صفات سے تخلیق ہو۔

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں :

(من نورہ) ای من نور ہو ذاتہ .

یعنی اللہ عزوجل نے ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الہی ہے۔ یعنی اپنی ذات سے بلا واسطہ پیدا فرمایا۔

امام احمد قسطلانی مواہب شریف میں فرماتے ہیں :

لما تعلق ارادة الحق تعالى بايجاد خلقه ابرز الحقيقة المحمدية من الانوار الصمدية في الحضرة الاحدية ثم سلخ منها العوالم كلها علوها و سفليها .

یعنی اللہ عزوجل جب مخلوقات کو پیدا کرنا چاہا صمدی نوروں سے مرتبہ ذات صرف میں حقیقت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظاہر فرمایا پھر اس سے تمام عالم علوی و سفلی نکالے۔

شرح علامہ میں ہے :

و الحضرة الاحدية هي اول تعيينات الذات و اول رتبها الذي لا اعتبار فيه لغير الذات كما هو المشار اليه لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم كان الله و لا شيء معه . ذكره الكاشي .

یعنی مرتبہ احدیت ذات کا پہلا تعین اور پہلا مرتبہ ہے جس میں غیر ذات کا اصلاً لحاظ نہیں جس کی طرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا، اسے سیدی کاشانی قدس سرہ نے ذکر فرمایا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة میں فرماتے ہیں :

انبياء مخلوق انداز اسماء ذاتية حق واولياء از اسماء صفاتية وبقية کائنات از صفات فعلية وسيد رسل مخلوق

از ذات حق و ظہور حق دروے بالذات است۔

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اللہ کے اسمائے ذاتیہ سے پیدا ہوئے اور اولیاء اسماء صفاتیہ سے، بقیہ کائنات صفات فعلیہ سے اور سید رسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذات حق سے اور حق کا ظہور بالذات ہے۔

ہاں عین ذات الہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذات الہی ذات رسالت کے لیے مادہ ہے، جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو، یا عیاذاً باللہ، ذات الہی کا کوئی حصہ یا کل، ذات نبی ہو گیا۔ اللہ عز و جل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک و منزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواہ کسی شے کو جزء ذات الہی خواہ کسی مخلوق کو عین و ذات الہی ماننا کفر ہے۔ اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ و رسول جانیں، جل و علی و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ عالم میں ذات رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔

حدیث میں ہے :

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی .

اے ابوبکر مجھے جیسا میں حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا۔

ذات الہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کسے مفہوم ہو مگر اس میں فہم ظاہر ہیں کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حق عز جلالہ نے تمام جہان کو حضور پر نور محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا، حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ لولاک ما خلقت الدنیا۔

آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے ارشاد ہوا۔

لولا محمد ما خلقتک و لارضاً و لا سماء۔

اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین نہ آسمان کو۔

تو سارا جہان ذات الہی بواسطہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے، حضور کے صدقے، حضور کے طفیل میں۔

لا انا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استفاض الوجود من حضرة الوجود من حضرة العزت ثم هو افاض الوجود على سائر البرية كما تزعم كفرة الفلاسفة من توسط العقول ، تعالى الله عما يقول الظالمون علوا كبيرا مثل من خالق غير الله .

یہ بات نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ سے وجود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کو آپ نے وجود دیا جیسے فلاسفہ کافر گمان کرتے ہیں کہ عقول کے واسطے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے اس قول سے بلند و بالا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہو سکتا ہے۔

بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں، اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے نہیں، تو وہ ذات الہی سے بلا واسطہ پیدا ہیں۔

زرقانی شریف میں ہے :

ای من نور هو ذاته لا بمعنى انها مادة خلق نوره منها بل بمعنى تعلق الارادة به بلا واسطة شی فی وجوده .

یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا۔

نور محمدی کی تفہیم کے لیے ایک مثال

زیادہ سے زیادہ بغرض تو صیح ایک کمال ناقص مثال یوں خیال کیجیے کہ آفتاب نے ایک عظیم و جمیل و

جلیل آئینہ پر تجلی کی، آئینہ چمک اٹھا اور اس کے نور سے اور آئینے اور پانیوں کے چشمے اور ہوائیں اور سائے ہوئے۔ آئینوں اور چشموں میں صرف ظہور نہیں بلکہ اپنی اپنی استعداد کے لائق شعاع بھی پیدا ہوئی کہ اور چیز کو روشن کر سکے، کچھ دیواروں پر دھوپ پڑی، یہ کیفیت نور سے متکلیف ہیں، اگرچہ اور کو روشن نہ کریں جن تک دھوپ بھی نہ پہنچی، وہ ہوائے متوسط نے ظاہر کیں جیسے دن میں مستقف دالان کی اندرونی دیواریں ان کا حصہ صرف اس قدر ہوا، کیفیت نور سے بہرہ نہ پایا، پہلا آئینہ خود ذات آفتاب سے بلا واسطہ روشن ہے اور باقی آئینے، چشمے اس کے واسطے سے اور دیواریں وغیرہ واسطہ در واسطہ، پھر جس طرح وہ نور کہ آئینہ اول پر پڑا بعینہ آفتاب کا نور ہے بغیر اس کے آفتاب خود یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہو گیا ہو، یوں ہی باقی آئینے اور چشمے کہ اس اس آئینے سے روشن ہوئے اور دیواریں وغیرہ اشیاء پر ان کی دھوپ پڑی یا صرف ظاہر ہوئیں، ان سب پر بھی یقیناً آفتاب ہی کا نور اور اسی سے ظہور ہے، آئینے اور چشمے فقط واسطہ وصول ہیں، ان کی حد ذات میں دیکھو تو یہ خود نور تو نور ظہور سے بھی حصہ نہیں رکھتے۔

یک چراغ است دریں خانہ کی از پر تو آن

ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

گھر میں ایک چراغ ہے مگر اس کی روشنی سے جہاں دیکھو وہاں پر انجمن ہی انجمن ہے۔ (مولف)

یہ نظیر محض ایک طرح کی تقریب فہم کے لیے ہے جس طرح ارشاد ہوا۔ مثل نوره کشمکوة

فیہا، ورنہ کجا چراغ اور کجا وہ نور حقیقی۔ و للہ المثل الاعلیٰ۔

توضیح صرف ان دو باتوں کی منظور ہے ایک یہ کہ دیکھو آفتاب سے تمام اشیاء منور ہوئیں بے اس

کے کہ آفتاب خود آئینہ ہو گیا یا اس میں سے کچھ جدا ہو کر آئینہ بنا، دوسرے یہ کہ ایک آئینہ نفس ذات آفتاب

سے بلا واسطہ روشن ہے باقی بوساطہ، ورنہ حاشا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہ جلال، باقی اشیاء سے کہ مثال

میں بالواسطہ منور مانیں، آفتاب حجاب میں ہے اور اللہ عز و جل ظاہر فوق کل ظاہر ہے، آفتاب ان اشیاء تک

اپنے وصول نور میں وسائط کا محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک، غرض کسی بات میں نہ تطبیق مراد نہ ہرگز ممکن، حتیٰ کہ نفس وسائط بھی یکساں نہیں۔

سیدی ابوسالم عبد اللہ عیاشی، ہم استاذ علامہ محمد زرقانی، تلمیذ علامہ ابوالحسن شبراہی اہلسنی اپنی کتاب الرحلہ پھر سیدی علامہ عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ جمیعاً، شرح صلاة، حضرت سیدی احمد بدوی کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں فرماتے ہیں۔

انما یدرکہ علی حقیقۃ من عرف معنی قولہ تعالیٰ اِنَّہ نور السموات و الارض ، و تحقیق ذلک علی ما ینبغی لیس مما یدرک ببضاعة العقول و لا مما تسلط علیہ الا وہام و انما یدرک بکشف الہی و اشراق حقہ من اشعة ذلک النور فی قلب العبد فیدرک نور اللہ بنورہ .

و اقرب تقریر یعطی القرب من فہم مضی الحدیث انہ لما کان النور المحمدی اول الانوار الحادثة التي تجلی بها النور القدیم الازلّی و هو اول التعینات للوجود المطلق الحقانی و هو مدد کل نور کائن او یکون و کما اشرق النور الاول فی حقیقۃ فتورت بحیث صارت ہو نوراً اشرق نورہ المحمدی علی حقائق الموجودات شیئاً فشیئاً فہی تستمد منه علی قدر تنورها بحسب کثرة الوسائط و قلتها و عدمها و کلما اشرق نورہ علی نوع من انواع الحقائق ظهر النور فی مظهر الاقسام فقد کان النور الحادث اولاً شیئاً واحداً ثم اشرق فی حقیقۃ اخرى فاستنارت بنورہ تنوراً كاملاً بحسب ما تقتضیہ حقیقۃ فحصل فی الوجود الحادث نوران مفیض و مفاض و فی نفس الامر لیس ہناک الانور واحد اشرق فی قابل الاستنارة فتور بتعددات المظاهر و الظاهر واحد ثم کذلک کلما اشرق فی محل ظهر بصورة الانقسام و قد یشرق نور

المفاض عليه ايضا بحسب قوته على قوايل آخر فتور بنوره فيحصل انقسام آخر بحسب المظاهر و كلها راجعة الى النور الاول الحادث اما بواسطة او بدونها.

قال و هذا غاية ما اتصل اليه العبارة في هذا التقرير و مثل في قصر باعه و عدم تضلعه من العلوم الالهية ان زاد في التقرير خشي على واقرب مثال يضرب لذلك نور المصباح تصبح منه مصابيح كثيرة و هو في نفسه باق على ما هو عليه لم ينقص منه شئ و اقرب من هذا المثال الى التحقيق و ابعد عن الافهام نور الشمس المشرق في الاهلة ، و الكواكب على القول بان الكل مستنير بنوره و ليس لها نور من ذاتها فقد يقال بحسب النظر الاول ان نور الشمس منقسم في هذا الاجرام العلوية و في الحقيقة ليس هذا الا نورها و هو قائم بها لم ينقص منه شئ و لم يزايلها منه شئ و لكنه اشرق في اجرام قابلة الاستنارة فاستنارت.

و اقرب من هذا للفهم ما يحصل في الاجرام السفلية من اشراق اشعة الشمس على الماء او قوارير الزجاج فيستنير ما يقابلها من الجدران بحيث يلمح فيها نور كنور الشمس مشرق باشراقه و لم يفصل شئ من نور الشمس عن محله الى ذلك المحل، و من كشف الله حجاب الغفلة عن قلبه و اشرقت الانوار المحمدية على قلبه بصدق اتباعه له ادرك الامر ادراكا آخر لا يحتمل شكاً و لا وهماً.

و نسأل الله تعالى ان ينور بنور العلم الالهي بصائرنا و يحجب عن ظلمات الجهل سرائرنا و يغفر لنا ما اجترأنا عليه من الخوض فيما لسنا له باهل و نسأله ان لا يواخذنا ما تقتضيه العبارة من تقصير في حق ذلك الجنب.

(ترجمہ) اس کا ادراک حقیقۃً وہی شخص کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارشاد، اللہ نور السموات و الارض کا معنی جانتا ہے، کیوں کہ وہم اور عقل کے ذرائع اس کا حقیقی ادراک نہیں کر سکتے، اس کو تو صرف بندے کے دل میں اس نور کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ شعاعوں سے ہی سمجھا جاسکتا ہے پس ”نور اللہ“ کو اس نور ہی کے ذریعہ سمجھا جاسکتا ہے۔

حدیث کے معنی کو سمجھنے کے لیے قریب ترین یہ ہے کہ نور محمدی جب قدیم اور ازلی نور کی پہلی تجلی ہے تو کائنات میں بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کا سب سے پہلا مظہر ہے اور وجود میں آنے والے تمام نوروں کی اصل قوت ہے جب یہ نور اول چمکا اور منور ہوا تو اس نور محمدی نے تمام موجودات پر درجہ بدرجہ اپنی چمک ڈالی تو بلا واسطہ یا واسطوں کی کمی بیشی کے اعتبار سے ہر چیز اپنی استعداد کے مطابق چمک اٹھی اور تمام حقائق و اقسام اس نور کی چمک سے اس کے مظہر بن گئے، یوں وجود میں آنے والا پہلا نور ایک تھا لیکن اس کی چمک سے دوسرے حقائق بھی اپنی حقیقت کے مطابق اس نور سے منور ہوتے چلے گئے اور کائنات میں نور در نور بن گئے جب کہ وجود میں نور کی صرف دو ہی قسمیں ہیں، ایک فیض دینے والا اور دوسرا فیض پانے والا حالاں کہ نفس الامری حقیقت میں یہ دونوں نور ایک ہی ہیں۔ یہ ایک حقیقی نور ہی قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے متعدد مظاہر میں ظاہر ہوتا ہے اور تمام اقسام میں ہر قسم کی صورت میں چمکتا ہے اسی طرح فیض یافتہ نور بھی اپنی استعداد کے مطابق دوسری قابل اشیاء میں چمک پیدا کر کے ان کو منور کرتا ہے جس سے مزید مظاہرات کی اقسام حاصل ہوتی ہیں جب کہ یہ تمام انوار بلا واسطہ یا بلا واسطہ سب سے پہلے نور سے ہی مستفیض ہیں۔

اس تقریر کے لیے یہ انتہائی محتاط عبارت ہے جو علوم الہیہ کے موافق ہے اس سے زائد عبارت خطرناک ہو سکتی ہے۔ اس تقریر کی مناسب مثال وہ چراغ ہے جس سے بیشمار چراغ روشن ہوئے اس کے باوجود وہ اپنی اصل حالت پر باقی ہے اور اس کے نور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ مزید واضح مثال سورج ہے جس سے تمام سیارے روشن ہیں جن کا اپنا کوئی نور نہیں۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا نور ان

سیاروں میں منقسم ہو گیا ہے جب کہ فی الواقع ان سیاروں میں سورج ہی کا نور ہے جو سورج سے نہ تو جدا ہوا اور نہ ہی کم ہوا، سیارے تو صرف اپنی قابلیت کی بناء پر چمکے اور سورج کی روشنی سے منور ہوئے۔

مزید سمجھ کے لیے پانی اور شیشے پر پڑنے والی سورج کی شعاعوں کو دیکھا جائے جن کا عکس پانی و شیشے کے بالمقابل دیوار پر پڑتا ہے جس سے دیوار روشن ہو جاتی ہے، دیوار پر یہ روشنی سورج ہی کا نور ہے جو بالواسطہ دیوار پر پڑا کیوں کہ براہ راست دیوار پر سورج کا نور نہیں پڑا اور نہ ہی یہ نور سورج سے جدا ہوا، اس کے باوجود یہ نور سورج کا ہی ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی کے قلب کو حجاب غفلت سے پاک کرتا ہے اور وہ دل انوار محمدیہ سے منور ہوتا ہے تو پھر اس کا ادراک ایسا کامل ہوتا ہے کہ اس میں شک اور وہم کا احتمال نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری بصیرت کو اپنے علم کے نور سے منور فرمائے اور ہمارے باطن کو جہالت کے اندھیروں سے محفوظ فرمائے اور جن امور میں غور کرنے کے اہل نہیں، ان پر ہماری جسارت کو معاف فرمائے اور اس جناب میں ہماری عبارت کی کوتاہیوں پر مواخذہ نہ فرمائے۔ آمین۔

چند فوائد

اس تقریر منیر سے مقاصد مذکورہ کے سوا چند فائدے اور حاصل ہوئے۔

اولاً : یہ بھی روشن ہو گیا کہ تمام عالم نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں کر بنا، بے اس کے کہ نور حضور تقسیم ہوا یا اس کا کوئی حصہ اس و آں بنا ہو۔ اور یہ کہ وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ پھر اس نور کے چار حصے کیے، تین سے قلم و لوح و عرش بنائے، چوتھے کے پھر چار حصے کیے، الی آخرہ۔ یہ اس کی شعاعوں کا انقسام جیسے ہزار آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے تو وہ ہزار حصے پر منقسم نظر آئے گا حالاں کہ آفتاب نہ منقسم ہو نہ اس کا کوئی حصہ آئینوں میں آیا۔

و اندفع ما استشكله العلامة الشبرابلسی ان الحقيقة الواحدة لا تنقسم و

ليست الحقيقة المحمدية الا واحد من تلك الاقسام و الباقي كان منها ايضا فقد انقسمت و انكان غير ها فما معنى الاقسام و حاصل الجواب و تبعه فيه تلميذه العلامة الزرقاني بان المعنى انه زاد فيه لانه قسم ذلك النور الذي هو نور المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم اذا الظاهر انه حيث ظهوره بصورة مماثلة كصورة التي سيصير عليه لا يقسمه اليه و الي غيره .

و حاصل جوابه كما قرره تلميذه العياشي و ان معنى الانقسام زيادة نور على ذلك النور المحمدي فيوخذ ذلك الزائد ثم يزداد عليه نور آخر ثم كذلك الى آخر الاقسام قال العياشي و هذا جواب مقنع بحسب الظاهر و التحقيق و الله تعالى اعلم .

اقول تبع فيه شيخه الشبرايلسي الحق انه لا معنى له فانه اذن لا يكون التخليق من نوره صلى الله تعالى عليه وسلم و هو خلاف المنصوص و المراد .

اقول ، و يمكن الجواب بان المراد انه تعالى كساه شعاعا اكثر فما كان ثم فصل من شعاعه شيئا و قسمه كما تاخذه الملائكة شيئا من الاشعة المحيطة بالكواكب فترمي به مسترقى السمع و يقال بذلك ان النجوم لها رجوم .

اس (مذكوره تقرير) سے علامہ شبراہلی کا اعتراض ختم ہوا (اعتراض) حقیقت واحدہ تقسیم نہیں ہوتی کیوں کہ حقیقت محمدیہ ان اقسام میں ایک قسم ہے اور اگر باقی اقسام اسی (حقیقت) سے ہیں تو یہ حقیقت تقسیم ہوگئی اور اگر باقی چیزیں اس حقیقت کی غیر ہیں تو انقسام کا کیا مطلب، پھر انھوں نے (علامہ شبراہلی) خود ہی جواب دیا اور علامہ زرقانی شاگرد رشید علامہ شبراہلی نے ان کی پیروی کی۔ (جواب) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اضافہ کیا نہ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو تقسیم کیا کیوں کہ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ایسی صورت مثالی عطا کی جس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق

ہونی تھی تو اسے تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

ان کے جواب کا خلاصہ جسے ان کے شاگرد علامہ عیاشی نے بیان کیا ہے کہ انقسام کا معنی نور محمدی پر اضافے کے ہیں پھر اس زائد کو لے لیا اس پر ایک دوسرے نور کا اضافہ کیا اسی طرح آخری تقسیم تک سلسلہ جاری رہا۔ عیاشی نے کہا کہ ظاہر کے لحاظ سے یہ جواب کافی ہے اور تحقیق اس کے علاوہ اللہ جانتا ہے۔

میں (امام احمد رضا بریلوی) کہتا ہوں کہ انھوں (عیاشی) نے اس مسئلہ میں اپنے شیخ شبراہی کی پیروی کی لیکن حق یہ ہے کہ یہ ایک بے معنی بات ہے کیوں کہ اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے تخلیق نہ ہوگی، یہ نص اور مراد کے خلاف ہے۔

میں کہتا ہوں اس کا جواب یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور کو پہلی شعاع سے زائد شعاع عطا کی، پھر اس سے کچھ جدا کیا، پھر اس کی تقسیم کی جیسے فرشتے ان شعاعوں میں سے جو ستاروں کو محیط ہیں، لے کر چھپ کر سننے والے شیطانوں کو مارتے ہیں اس لیے کہا جاتا ہے نجوم کے لیے رجوم ہے۔

ثانیاً : اقول، یہ شبہ بھی دفع ہو گیا کہ خلق میں کفار و مشرکین بھی ہیں وہ محض ظلمت ہیں تو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیوں کر بنے اور نرے نجس ہیں تو اس نور پاک سے کیوں کر مخلوق مانے گئے، وجہ اندفاع ہماری تقریر سے روشن، ظلمت ہو یا نور، جس نے خلعت وجود پایا ہے اس کے لیے تجلی آفتاب وجود سے ضرور حصہ ہے اگرچہ نور نہ ہو صرف ظہور ہو اور شعاع شمس ہر پاک و ناپاک جگہ بڑتی ہے وہ جگہ فی نفسہ ناپاک ہے اس سے دھوپ ناپاک نہیں ہو سکتی۔

ثالثاً : اقول، یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پر تو وجود سے موجود، یوں ہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفیٰ ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیض وجود۔ مرتبہ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے، اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب ہے اور سارا جہان اس کے آئینے۔

خالق کل الوری ربک لا غیرہ

نورک کل الوری غیرک لم یس لن

ای لم یوجد و لیس موجودا و لن یوجد ابدا۔

کل مخلوق کا پیدا کرنے والا آپ کا رب ہی ہے آپ کا ہی نور کل مخلوق ہے اور آپ کا منیر کچھ بھی نہ

تھا نہ ہے نہ ہوگا۔

رابعاً : اقول، نور احدی تو نور احدی، نور احمدی پر بھی آفتاب کی یہ مثال غیر مثال چراغ سے

احسن و اکمل ہے ایک چراغ سے بھی اگرچہ ہزاروں چراغ روشن ہو سکتے ہیں بے اس کے کہ ان چراغوں میں

اس کا کوئی حصہ آئے مگر دوسرے سے، چراغ صرف حصول نور میں اسی چراغ کے محتاج ہوئے بقاء میں اس

سے مستغنی ہیں۔ اگر انھیں روشن کر کے پہلے چراغ کو ٹھنڈا کر دیجیے ان کی روشنی میں فرق نہ آئے گا نہ روشن

ہونے کے بعد ان کو اس سے کوئی مدد پہنچ رہی ہے، مع ہذا کسب نور کے بعد ان میں اور اس چراغ اول میں

کچھ فرق نہیں رہتا سب یکساں معلوم ہوتے ہیں بخلاف نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ عالم جس طرح اپنی

ابتدائے وجود میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ بنائیوں ہی ہر شئی اپنی بقا میں اس کی دست نگر ہے، آج

اس کا قدم در میان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فناً محض ہو جائے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

حضور باعث ایجاد عالم ہیں

نیز جس طرح ابتدائے وجود میں تمام جہان اس سے مستفیض ہوا بعد وجود بھی ہر آن اسی کی مدد

سے بہرہ یاب ہے پھر تمام جہان میں کوئی اس کے مساوی نہیں ہو سکتا، یہ تینوں باتیں مثال آفتاب سے روشن

ہیں، آئینے اس سے روشن ہوئے اور جب تک روشن ہیں اسی کی مدد پہنچ رہی ہے اور آفتاب سے علاقہ چھوٹتے ہی فوراً اندھیرے ہیں پھر کتنے ہی چمکیں سورج کی برابری نہیں پاتے، یہی حال ایک ذرہ عالم عرش و فرش اور جو کچھ ان میں ہے اور دنیا و آخرت اور ان کے اہل اور انس و جان و جن و ملک و شمس و قمر و جملہ انوار ظاہر و باطن حتیٰ کہ شمس رسالت علیہم الصلاۃ والتحیہ کا ہمارے آفتاب جہاں تاب عالم تاب علیہ الصلاۃ والسلام من الملک الوہاب کے ساتھ ہے کہ ہر ایک ایجاد و امداد و ابتداء بقا میں ہر حال، ہر آن ان کا دست نگر، ان کا محتاج ہے واللہ الحمد۔

امام اجل محمد بوسیری قدس سرہ ام القرئی میں عرض کرتے ہیں :

کیف ترقی رقیک الانبیاء

یا سماء ما طاولتها سماء



لم یاروک فی علاک وقدحا

ل سنامک دونہم و سناء



انما مثلوا صفاتک لنا

س کما مثل النجوم الماء

یعنی انبیاء حضور کی سی ترقی کیوں کر کریں اے وہ آسمان رفعت جس سے کسی آسمان نے بلندی میں مقابلہ نہ کیا، انبیاء حضور کے کمالات عالیہ میں حضور کے ہمسرنہ ہوئے، حضور کی جھلک اور بلندی نے ان کو حضور تک پہنچنے سے روک دیا، وہ تو حضور کی صفتوں کی ایک شبیہ لوگوں کو دکھاتے ہیں، جیسے ستاروں کا عکس پانی دکھاتا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم

یہ وہی تشبیہ و تقریر ہے جو ہم نے ذکر کی، وہاں ذات کریم و افاضہ انوار کا ذکر تھا لہذا آفتاب سے تمثیل دی، یہاں صفات کریمہ کا بیان ہے لہذا ستاروں سے تشبیہ مناسب ہوئی۔

مطالع المسرات شریف میں ہے :

اسمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محی حیوة جمیع الکون بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فہو روحہ و حیاتہ و سبب وجودہ و بقائہ .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے زندہ فرمانے والے، اس لیے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اسی کے وجود و بقاء کے سبب ہیں۔

اسی میں ہے :

هو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روح الاکوان و حیاتها و سر وجودها و لو لاہ لذهبت و تلاشت کما قال سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ لا شی الا و هو بہ منوط اذلولوا الواسطة لذهب کما قبل المتوسط .

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام عالم کی جان و حیات و سبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست و نابود ہو جائے کہ حضرت سیدی عبد السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لیے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطہ سے تھا آپ ہی فنا ہو جائے۔

ہمزہ شریف میں ارشاد فرمایا :

کل فضل فی العلمین فمن فضل
النبی استعمارۃ الفضلاء

جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل سے مانگے کوئی ہے۔

مدد و نعمت حضور سے ملتی ہے

امام ابن حجر مکی افضل القریٰ میں فرماتے ہیں :

لانه الممد لهم اذ هو الوارث للحضرة الالهية و المستمد منها بلا واسطة دون
غيرها فانه لا يستمد منها الا بواسطته فلا يصل لكامل منها شي الا و هو من بعض مدده
و على يديه .

تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ حضور ہی بارگاہ الہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الہی، حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کامل کو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شرح سیدی عثمانوی میں ہے :

نعمتان ما خلا موجود منها، نعمة الایجاد، و نعمة الامداد، هو صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم الواسطة فیہما اذ لولا سبقت وجودہ ما وجد موجود و لولا وجود نورہ فی
ضمائر الکون لتهدمت دعائم الوجود فهو الذی وجد اولاً و له تبع الوجود و صار
مرتبطاً به لا استغناء له عنه .

کوئی موجود و نعمتوں سے خالی نہیں، نعمت ایجاد، نعمت امداد، اور ان دونوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود
نہ ہو تو وجود کے ستون ڈھک جائیں، تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے اور تمام جہان حضور کا طفیلی اور حضور سے

وابستہ ہوا جسے کسی طرح حضور سے بے نیازی نہیں۔

خامساً: ۱۰ ہماری تقریر سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ حضور خود نور ہیں تو حدیث مذکور میں نور نَبیک کی اضافت بھی من سورہ کی طرح بیانیہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہار نعمت الہیہ کے لیے عرض کی واجعلنی نوراً (مجھے نور بنادے) اور خود رب العزت جل جلالہ نے قرآن عظیم میں ان کو نور فرمایا قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین، پھر حضور کے نور ہونے میں کیا شبہ رہا۔

اقول: اگر نور نَبیک، میں اضافت بیانیہ نہ لو بلکہ نور سے وہی معنی مشہور یعنی روشنی کہ عرض و کیفیت ہے، مراد لو تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول مخلوق نہ ہوئے بلکہ ایک عرض و صفت، پھر وجود موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیوں کر ممکن؟ لاجرم حضور ہی خود وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا۔

بالجملہ حاصل حدیث یہ ٹھہرا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک کو اپنی ذات کریم سے پیدا کیا، یعنی عین ذات کی تجلی بلا واسطہ ہمارے حضور ہیں باقی سب ہمارے حضور کے نور و ظہور ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حضور کی تخلیق

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور بلاشبہ اللہ عز وجل کے نور ذاتی یعنی عین ذات الہی سے پیدا ہے، حاشا للہ، یہ مسلمان کا عقیدہ کیا گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ نور رسالت یا کوئی چیز معاذ اللہ ذات الہی کا جزء یا اس کا عین و نفس ہے، ایسا اعتقاد ضرور کفر و ارتداد۔ مگر نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عز وجل کا نور ذاتی کہنے سے نہ عین ذات یا جزء ذات ہونا لازم، نہ مسلمانوں پر بدگمانی جائز۔ نہ عرف عام علماء و عوام میں اس سے یہ معنی مفہوم، نہ نور ذات کہنے کو نور ذاتی کہنے پر کچھ ترجیح جس سے وہ جائز اور یہ ناجائز ہو۔

جسم انور کا سایہ نہ تھا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ تھا یا نہیں؟

آپ نے فرمایا:

بے شک اس مہر پہر اصطفاء، ماہ منیر اجتباء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا، اور یہ امر احادیث واقوال علمائے کرام سے ثابت اور اکابر جہانہ فضلہ مثل:

حافظ رزین محدث۔

وعلامہ ابن سبع صاحب شفاء الصدور۔

وامام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ۔

وامام عارف باللہ سیدی جلال الملتہ والدین محمد بنی رومی قدس سرہ۔

وعلامہ حسین بن محمد دیار بکری۔

واصحاب سیرت شامی وسیرت حلبی۔

وامام علامہ جلال الملتہ والدین سیوطی۔

وامام شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی محدث صاحب کتاب الوفاء۔

وعلامہ شہاب الحق والدین خفاجی صاحب نسیم الریاض۔

وامام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ ومنہج محمدیہ۔

وفاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب۔

و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔

وجناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی۔

و بحر العلوم مولانا عبدالحق لکھنوی۔

و شیخ الحدیث مولانا عبدالعزیز صاحب دہلوی، وغیرہم اجلہ فاضلین و مقتدایان

کہ آج کل کے مدعیان خام کار کو ان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، خلفاء عن سلف
دائما اپنی تصانیف میں اس کی تصریح کرتے آئے اور مفتی عقل و قاضی نقل نے باہم اتفاق کر کے اس کی
تائیس و تشید کی۔

حدیث میں ہے حکیم ترمذی حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یری له ظل فی شمس و لا

قمر۔

یعنی سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔

سیدنا عبد اللہ بن مبارک و حافظ علامہ ابن الجوزی رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا و ابن سیدنا عبد اللہ

بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں :

قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل و لم یقم مع شمس قط

الا غلب ضوءہ ضوء الشمس و لم یقم مع السراج قط الا غلب ضوءہ علی ضوء

السراج۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ کہ ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور کی تابش نور نے اس کی چمک کو دبا لیا۔

امام علام حافظ جلال المملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب خصائص کبریٰ میں اس معنی کے لیے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیث ذکر کر کے نقل کیا۔

قال ابن سبع من خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم ان ظله كان لا يقع على الارض و انه كان نورا فكان اذا مشى في الشمس او القمر لا ينظر له ظل قال بعضهم و يشهد له حديث قوله صلى الله تعالى عليه وسلم في دعائه و اجعلني نورا.

یعنی ابن سبع نے کہا حضور کے خصائص کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نور محض تھے تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا، بعض علماء نے فرمایا اور اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعاء میں عرض کی کہ مجھے نور کر دے۔

نیز انموذج اللیب فی خصائص الحیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باب ثانی فصل رابع میں فرماتے ہیں :

لم يقع ظله على الارض و لارئ له ظل في شمس و لا قمر، قال ابن سبع لانه كان نورا، قال رزين لغلبة انواره .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نظر نہ آیا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں، ابن سبع نے فرمایا اس لیے کہ حضور نور ہیں، امام رزین نے فرمایا اس لیے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں :

و ما ذکر من انه لا ظل تشخصه فی شمس و لا قمر لانه کان نوراً.

یعنی حضور کے دلائل نبوت و آیات رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لیے کہ حضور نور ہیں۔

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں :

دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام، انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوار حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ پھر حدیث کتاب الوفاء ذکر کر کے اپنی ایک رباعی انشاء کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایہ احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت و فضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں بہ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں۔

وہ رباعی یہ ہے :

ما جر لظل احمد اذ یال

فی الارض کرامتہ کما قد قالوا



هذا عجب و کم به من عجب

و الناس بظله جمیعاً قالوا

حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی دفتر پنجم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں :

چو فناش از فقر پیرایہ شود

او محمد دار بے سایہ شود

فقر محتاجی سے جب اسے فنا حاصل ہوگی تو یہ اس کے لیے زینت و آرائش ہوگی کیوں کہ وہ ایسے پیغمبر کا امتی ہے جس کا سایہ نہیں۔

مولانا بحر العلوم نے شرح میں فرمایا :

در مصرع ثانی اشارہ بمعجزہ آن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ آن سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را سایہ نمی

افتاد۔

دوسرے مصرع میں حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضور کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔

امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ میں فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔

اسے امام حکیم ترمذی نے ذکوان سے پھر ابن سبع کا حضور کے نور سے استدلال اور حدیث واجعلنی نورا سے استشہاد ذکر کیا۔

سایہ نہ ہونے میں حکمت

سیرت شامی میں ہے :

و زاد عن الامام الحکیم قال معناه لنلا ليطاء عليه كافر فيكون مذلة له .

یعنی امام ترمذی نے فرمایا اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایہ اقدس پر پاؤں نہ رکھے۔

اقول، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لیے جاتے تھے، ایک یہودی حضرت کے گرد عجب حرکات اپنے پاؤں سے کرتا جاتا، اس سے دریافت فرمایا، بولا بات یہ ہے کہ اور تو کچھ ہم تم پر نہیں پاتے، جہاں جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اسے اپنے پاؤں سے روندنا چلتا ہوں۔

ایسے خبیثوں کی شرارتوں سے حضرت خنق عز جلالہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محفوظ فرمایا، نیز اسی طرح سیرت حلبیہ میں ہے۔

محمد زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح میں فرماتے ہیں۔

حضور کے لیے سایہ نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں جیسا کہ ابن سبع نے کہا۔

اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں :

سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوار عالم پر غالب تھا، اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر پڑے۔

علامہ حسین بن دیار بکری کتاب النجیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، النوع الرابع ما اختص صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہ من الکرامات میں فرماتے ہیں :

لم يقع ظل علی الارض و لاری له ظل فی شمس و لا قمر.

حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا۔

بعینہ اسی طرح کتاب نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی الاطہار میں ہے۔

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں زیر قولہ تعالیٰ لولا اذ سمعتموه ظن المؤمنون و

المؤمنات بانفسهم خیرا فرماتے ہیں۔

قال عثمان رضى الله تعالى عنه ان الله ما اوقع ظلك على الارض لنلا يضع انسان قدمه على ذلك الظل .

امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔

حضور نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا

امام ابن حجر مکی افضل القری میں زیر قول ماتن قدس سرہ، لم یأووک فی علاک و قد حال سنامک دونهم و سناء (انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت، حضور تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی) فرماتے ہیں۔

هو مقتبس من تسميته تعالى لنبيه نورا في نحو قد جاء كم من الله نور و كتاب مبين و كان صلى الله تعالى عليه وسلم يكثر الدعاء بان الله يجعل كلا من حواسه و اعضائه و بدنه نورا اظهارا لوقوع ذلك و تفضل الله تعالى عليه به ليزداد شكره و شكر امته على ذلك كما امرنا بالدعاء الذي في آخر البقرة مع وقوعه و تفضل الله تعالى به لذلك و مما يوید انه صلى الله تعالى عليه وسلم صار نورا و انه كان اذا مشى في الشمس و القمر لا يظهر له ظل لانه لا يظهر الا لكثيف و هو صلى الله تعالى عليه وسلم قد خلصه الله من سائر الكثافات الجسمانية و صيره نورا صرفا لا يظهر له ظل اصلاً.

یعنی یہ معنی اس لیے لیے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نور رکھا مثلاً اس آیت میں کہ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور تشریف لائے اور روشن کتاب، اور حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا فرماتے کہ الہی میرے تمام حواس و اعضاء، سارے بدن کو نور کر دے، اور اس دعاء سے یہ مقصود نہ تھا، کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعاء اس امر کے ظاہر فرمانے کے لیے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل نے حضور پر کر دیا جیسے ہمیں حکم ہوا ہے کہ سورۃ بقرہ شریف کے آخر کی دعاء عرض کریں وہ بھی اسی اظہار وقوع و حصول فضل الہی کے لیے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور محض ہو جانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لیے کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اور حضور کو اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالی کر کے زرا نور کر دیا لہذا حضور کے لیے سایہ اصلاً نہ تھا۔

علامہ سلیمان جمل فتوحات احمدیہ شرح ہمزہ میں فرماتے ہیں :

لم یکن له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظل یظهر فی شمس و لا قمر۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں۔

فاضل محمد بن فہمیہ کی، اسعاف الراغبین فی سیرت المصطفیٰ و اہل بیت الطاہرین میں ذکر نہ عائشہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ہے۔

وانہ لا فی له۔

حضور کا ایک خاصہ یہ کہ حضور کے لیے سایہ نہ تھا۔

مجمع البحار میں برمز ”ش“ یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے :

من اسمائه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم النور قیل من خصائصه صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم انه اذا مشی فی الشمس و القمر لا یظهر له ظل۔

حضور کا ایک نام مبارک نور ہے حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا۔

شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

وہو در آں حضرت را صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب و نہ در قمر۔

رواہ الحکیم الترمذی عن ذکوان فی نوادر الاصول۔

وعجب است ازیں بزرگاں کہ ذکر نہ کردند چراغ را و نور یکے از اسماء آں حضرت است صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نور را سایہ نمی باشد۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا، اسے حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ذکوان سے روایت کیا۔

اور تعجب یہ ہے کہ ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور نور حضور کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

جناب شیخ مجدد جلد سوم مکتوبات، مکتوب صدم میں فرماتے ہیں :

اور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سایہ نہ بود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است، چوں لطیف ترے ازوے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در عالم نباشد اور سایہ چہ صورت دارد۔

سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے اور چوں کہ جہاں بھر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہذا آپ کا سایہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟

نیز اسی کے آخری مکتوب ۱۲۲ میں فرماتے ہیں :

واجب رات تعالیٰ چراغل بود کہ ظل موہم تولید مثل است و منہی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل، ہر گاہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را از لطافت ظل نہ بود خدائے محمد را چگونہ ظل باشد۔

اللہ تعالیٰ کا سایہ کیوں کر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ شائبہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں کمال لطافت نہیں ہے، دیکھئے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کمال لطافت نہ بیہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ کیوں کر ممکن ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۃ الضحیٰ میں لکھتے ہیں :

سایہ ایشاں برز میں نمی افتاد۔

آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑا۔

دلیل عقلی و نقلی سے حضور کے نور ہونے کا ثبوت

فقیر (امام احمد رضا بریلوی) کہتا ہے غفر اللہ لہ، استدلال امام ابن سبع کا حضور کے سراپا نور ہونے سے جس پر بعض علماء نے حدیث و اجعلنی نوراً سے استشہاد اور علمائے لاحقین نے اسے اپنے کلمات میں بنظر احتجاج یاد کیا۔

ہمارے مدعا پر دلیل واضح یہ ہے۔ دلیل شکل اول بذہی الانتاج دو مقدموں سے مرکب۔

صغریٰ یہ کہ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں۔

اور کبریٰ یہ کہ، نور کے لیے سایہ نہیں۔

جوان دونوں مقدموں کو تسلیم کرے گا۔

نتیجہ، یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا۔

آپ ہی پائے گا، مگر دونوں مقدموں میں کوئی مقدمہ ایسا نہیں جس میں مسلمان ذی عقل کو گنجائش گفتگو ہو، کبریٰ تو ہر عاقل کے نزدیک بدیہی اور مشاہدہ بصر و شہادت بصیرت سے ثابت، سایہ اس جسم کا پڑے گا جو کثیف ہو اور انوار کو اپنے ماوراء سے حاجب، نور کا سایہ پڑے تو تنویر کون کرے، اس لیے دیکھو آفتاب کے لیے سایہ نہیں۔ اور صغریٰ یعنی حضور والا کا نور ہونا مسلمان کا تو ایمان ہے حاجت بیان حجت نہیں مگر تبکیت معاندین کے لیے اس قدر اشارہ ضرور کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنه و

سراجا منیرا۔

اے نبی! ہم نے تمہیں بھیجا گواہ اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ چمکتا۔

یہاں ”سراج“ سے مراد چراغ ہے یا ماہ یا مہر، سب صورتیں ممکن ہیں اور خود قرآن عظیم میں آفتاب کو سراج فرمایا۔

و جعل القمر فیہن نورا و جعل الشمس سراجا۔

اور بنایا پروردگار نے چاند کو نور آسمانوں میں اور بنایا سورج کو چراغ۔

اور فرماتا ہے :

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔

تحقیق آیا تمہارے پاس خدا کی طرف سے ایک نور اور کتاب روشن۔

علماء فرماتے ہیں، یہاں نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

اسی طرح آیہ کریمہ و النجم اذا هوى میں امام جعفر صادق اور آیہ کریمہ و ما ادراك ما الطارق النجم الثاقب میں بعض مفسرین نجم اور نجم الثاقب سے ذات پاک سید لولاک مراد لیتے ہیں۔
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دعائے نور

بخاری و مسلم وغیرہما کی احادیث میں بروایت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک دعاء منقول جس کا خلاصہ یہ ہے۔

اللهم اجعل فی قلبی نورا و فی بصری نورا و فی سمعی نورا و فی عصبی نورا
و فی لحمی نورا و فی دمی نورا و فی شعری نورا و فی بشری نورا و عن یمینی نورا و
عن شمالی نورا و امامی نورا و خلفی نورا و فوقی نورا و تحنی نورا و اجعلنی نورا۔
کہ الہی میرے دل اور میری جان اور میری آنکھ اور میرے کان اور میرے گوشت و پوست و خون و
استخوان اور میرے زیر و بالا و پس و پیش و چپ و راست اور ہر عضو میں نور اور خود مجھے نور کر دے۔

جب وہ یہ دعاء فرماتے اور ان کے سننے والے نے انھیں ضیائے تابندہ و مہر درخشندہ و نور الہی کہا
پھر اس جناب کے نور ہونے میں مسلمان کو کیا شبہ رہا؟

نور نبی کی چمک و تابش

حدیث ابن عباس میں ہے کہ ان کا نور چراغ و خورشید پر غالب آتا۔

اب خدا جانے غالب آنے سے یہ مراد ہے کہ ان کی روشنیاں اس کے حضور پھکی پڑ جاتیں جیسے

چراغ پیش مبتاب، یا یکسر ناپدید و کالعدم ہو جاتیں جیسے ستارے حضور آفتاب۔

ابن عباس کی حدیث میں ہے۔

و اذا تكلم كالنور يخرج من بين ثناياه .

جب کلام فرماتے دانتوں سے نور چھٹتا نظر آتا۔

وصاف کی حدیث میں وارد ہے۔

يتأملو وجهه تلالو القمر ليلة البدر اقلنى العرنيين له نور يعلوه يحسبه من لم يتأمله اشم انور المتجرد .

یعنی حضور کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا، بلند بنی تھی اور اس پر ایک نور کا بکا متجلی رہتا کہ آدمی خیال نہ کرے تو ناک اس روشن نور کے سبب بہت اونچی معلوم ہو، کپڑوں سے باہر جو بدن تھا یعنی چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ نہایت روشن و تابندہ تھا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

كان الشمس تجري في وجهه .

گویا آفتاب ان کے چہرے میں رواں تھا۔

اور فرماتے ہیں :

اذا ضحك يتألو الجدر .

جب حضور ہنستے دیواریں روشن ہو جاتیں۔

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں :

لو رأيتہ لقلت الشمس طالعة .
 اگر تو انھیں دیکھتا، کہتا آفتاب طلوع کر رہا ہے۔
 ابو قرصافہ کی ماں اور خالہ فرماتی ہیں:
 رأينا کالنور یخرج من فیہ .
 ہم نے نور سا نکلتے دیکھا ان کے وہاں پاک سے۔

وقت ولادت نور حضور

احادیث کثیرہ مشہورہ میں وارد جب حضور پیدا ہوئے ان کی روشنی سے بصرہ اور روم و شام کے محل روشن ہو گئے، چند روایتوں میں ہے۔

اضاء له ما بین المشرق و المغرب .

شرق سے غرب تک منور ہو گیا۔

اور بعض میں ہے :

امتلاّت الدنیا کلھا نورا .

تمام دنیا نور سے بھر گئی۔

آمنہ حضور کی والدہ فرماتی ہیں :

رأيت نورا ساطعا من رأسه قد بلغ السماء .

میں نے ان کے سر سے ایک نور بلند ہوتا دیکھا کہ آسمان تک پہنچا۔

سوزن گم شدہ مل گئی

ابن عسا کرنے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی،
میں سیتی تھی، سوئی گر پڑی، تلاش کی نہ ملی، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف
لائے حضور کے نور رخ کی شعاع سے سوئی ظاہر ہو گئی۔

علامہ فاضل مطالع المسرات میں علامہ ابن سبع سے نقل کرتے ہیں :

كان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم يضيء البيت المظلم من نوره .

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے خانہ تاریک روشن ہو جاتا۔

بشریت نورانیت کے منافی نہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف اور جسم انسانی رکھتے ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار
جگہ الطف، وہ خود فرماتے ہیں۔

لست کمثلکم .

میں تم جیسا نہیں۔

و یروی لست کھیتکم .

میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔

و یروی ایکم مثلی .

سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ

تم میں سے کون مجھ جیسا ہے۔

آخر علامہ خفاجی کا ارشاد نہ سنا کہ حضور کا بشر ہونا نور درخشندہ ہونے کے منافی نہیں کہ اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں، پھر صرف اس قیاس فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے، ان کا بھی ہوگا، ثبوت سایہ ماننا یا اس کی نفی میں کلام کرنا عقل و ادب سے کس قدر دور پڑتا ہے۔

الا ان محمدا بشر لا كال بشر

بل هو ياقوت بين الحجر

حضور انسانوں میں ایسے ہیں جیسے یاقوت پتھروں کے درمیان، یعنی حضور افضل البشر ہیں جیسے یاقوت، پتھروں میں ممتاز و منفرد ہے اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام انسانوں سے افضل و اعلیٰ ہیں ان کے مثل کوئی نہیں وہ کسی کے مثل نہیں۔ (مولف) (نفی الشئ عمن استنار بنورہ کل شیء)

فرشتوں کا بھی سایہ نہیں

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

مطالع المسرات شریف میں امام اہلسنت سیدنا امام ابوالحسن اشعری سے ہے

انه تعالى نور ليس كالانوار و الروح النبوية القدسية لمعة من نورہ و الملائكة

. شرر تلک الانوار .

اللہ تعالیٰ نور ہے لیکن انوار کی طرح نہیں اور روح نبویہ قدسیہ اسی نور کی ایک چمک و تابش ہے اور

فرشتے نور محمدی کے شرارے اور شعاعیں ہیں۔ (مولف)

پھر اس کی تائید میں حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اول ما خلق الله نوری و من نوری خلق کل شی .

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور میرے نور سے ہر چیز کی تخلیق ہوئی۔

(مولف)

جب ملائکہ کہ حضور کے نور سے بنے، سایہ نہیں رکھتے تو حضور کہ اصل نور ہیں جن کی ایک جھلک سے سب ملک بنے، کیوں کہ سایہ سے منزہ نہ ہوں گے۔ عجب کہ ملائکہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنے، بے سایہ ہوں اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ نور الہی سے بنے، سایہ رکھیں؟

حدیث میں ہے کہ آسمانوں میں چار انگل جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی رکھے سجدہ میں نہ ہو، ملائکہ کے سایہ ہوتا تو آفتاب کی روشنی ہم تک کیوں کر پہنچتی، یا شاید پہنچتی تو ایسی جیسے گھنے پیڑ میں سے چھن کر خال خال بند کیا نور کی، سائے کے اندر نظر آتی ہیں، ملائکہ تو لطیف تر ہیں، نار کے لیے، سایہ نہیں بلکہ ہوا کے لیے سایہ نہیں بلکہ نسیم کی ہوا کہ ہوائے بالا سے کثیف تر ہے، اس کا بھی سایہ نہیں ورنہ روشنی کبھی نہ ہوتی بلکہ ہوا میں ہزاروں لاکھوں ذرے اور قسم قسم کے جانور بھرے پڑے ہیں کہ خوردبین سے نظر آتے ہیں اور بعض بے خوردبین بھی، جب کہ دھوپ کسی بند مکان میں روزن سے داخل ہو ان میں کسی کے سایہ نہیں، یہ سب تو قبول کر لیں گے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تن اقدس کی ایسی لطافت کس دل سے گوارا ہو کہ حضور کے لیے سایہ نہ تھا، جانے دو یہاں ان ذروں کی اور جانوروں کی باریکی جسم کا حیلہ لوگے، آسمان میں کیا کہو گے؟ اتنا بڑا جسم عظیم کہ تمام زمین کو محیط اور اس کا ایک ذرا سا ٹکڑا، جس میں آفتاب ہے سارے کرہ زمین سے تین سو چھتیس حصے بڑا ہے، اسی کا سایہ دکھا دیجیے اس کا سایہ پڑتا تو قیامت تک تمہیں دن کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا، ہاں ہاں یہی جو نیلگوں چھت ہمیں نظر آتی ہے یہی پہلا آسمان ہے، قرآن عظیم یہی بتاتا ہے۔

قال تعالى ، افلم ينظروا الى السماء فوقهم كيف بنينا و زينها و مالها من

فروج .

کیا نہیں دیکھتے اپنے اوپر آسمان کو ہم نے اسے کیسا بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کہیں شکاف نہیں۔

اور فرماتا ہے :

و زينها للنظرين .

ہم نے آسمان کو دیکھنے والوں کے لیے آراستہ کیا۔ (صلاة الصفاء فی نور المصطفیٰ)

عدم سایہ کا ثبوت اور امام احمد رضا کا عشق بھرا پیغام

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے سایہ سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے فرزند ان اسلام کے لیے جو عشق و عرفان میں ڈوبا ہوا پیغام نشر فرمایا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے جس سے ان کے عشق رسالت اور ملت اسلامیہ کے لیے ان کے درد و کرب کا اندازہ ہوتا ہے انھوں نے ہر حال و ہر گام پر محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی کا خطبہ پڑھا اور ہر اس موڑ سے فرزند ان توحید کو بچانے کی سعی بلیغ فرمائی جہاں انھوں نے لغزش پا کا شکار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و رفعت کا انکار کیا یا کسی طرح کی کوئی تخفیف و توہین کی۔ اصل سوال کے جواب کے ساتھ امام احمد رضا بریلوی کے ناصحانہ کلمات و مومنانہ بصیرت ملاحظہ فرمائیں۔

بے شک اس مہرہ پہرہ صفا، ماہ منیر اجزاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا اور یہ امر احادیث و اقوال ائمہ کرام سے ثابت، اکابر ائمہ و علماء و فضلاء کہ آج کل کے مدعیان خام کار کو ان کی شاگردی بلکہ ان کے کلام کے سمجھنے کی لیاقت نہیں، خلفا سلفا دہما اپنی تصانیف میں اس معنی کی تصریح فرماتے آئے اور

اس پر دلائل باہرہ و حج قاہرہ قائم فرمائے، جن پر مفتی عقل و قاضی نقل نے باہم اتفاق کر کے ان کی تائیس و تشیید کی، آج تک کسی عالم دین سے اس کا انکار منقول نہ ہوا، یہاں تک کہ وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے دین میں ابتداء اور نیاندہب اختراع اور ہوائے نفس کا اتباع کیا، اور بہ سبب اس سوء رنجش کے جو ان کے دلوں میں اس رؤف رحیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے تھی، ان کے محو فضائل و رد معجزات کی فکر میں پڑے حتیٰ کہ معجزہ شق القمر جو بخاری و مسلم کی احادیث صحیحہ بلکہ خود قرآن عظیم و وحی حکیم کی شہادت حقہ اور اہل سنت و جماعت کے اجماع سے ثابت، ان صاحبوں میں سے بعض جری بہادروں نے اسے بھی غلط ٹھہرایا اور اسلام کی پیشانی پر کلف کا دھبہ لگایا، فقیر (امام احمد رضا بریلوی) کو حیرت ہے کہ ان بزرگواروں نے اس میں اپنا کیا فائدہ دینی یا دنیاوی سمجھا ہے۔

اے عزیز! ایمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت سے مربوط ہے اور آتش جاں سوز جہنم سے نجات ان کی الفت پر منوط (منحصر) جو ان سے محبت نہیں رکھتا واللہ! کہ ایمان کی بو اس کے مشام تک نہ آئی۔ وہ خود فرماتے ہیں۔

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ و الناس اجمعین۔

تم میں سے کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جب تک میں اس کے ماں باپ اور اولاد سب آدمیوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن کہ آدمی ہمہ تن اپنے محبوب کے نشر فضائل و نکشیر مدائح میں مشغول رہتا ہے اور جو بات اس کی خوبی اور تعریف کی سنتا ہے کیسی خوشی اور طیب خاطر سے اظہار کرتا ہے، چچی فضیلتوں کا مٹانا اور شام و سحر نفی اوصاف کی فکر میں رہنا، کام دشمن کا ہے نہ کہ دوست کا۔

جان برادر! تو نے کبھی سنا ہے کہ جس شخص کو تجھ سے الفت صادقہ ہے وہ تیری اچھی بات سن کر

جیسے بہ جیسے ہو اور اس کے محو کی فکر میں رہے اور پھر محبوب بھی کیسا جان ایمان و کان احسان، جس کے جمال جہاں آرا کا نظیر کہیں نہ ملے گا۔ اور خامہ قدرت نے اس کی تصویر بنا کر ہاتھ کھینچ لیا کہ پھر کبھی ایسا نہ لکھے گا، کیسا محبوب! جسے اس کے مالک نے تمام جہان کے لیے رحمت بھیجا، کیسا محبوب! جس نے اپنے تن پر ایک عالم کا بار اٹھالیا، کیسا محبوب! جس نے تمہارے غم میں دن کا کھانا رات کا سونا ترک کر دیا، تم رات دن اس کی نافرمانیوں میں منہمک اور لہو و لعب میں مشغول ہو اور وہ تمہاری بخشش کے لیے شب و روز گریاں و ملول۔

شب، کہ اللہ جل جلالہ نے آسائش کے لیے بنائی، اپنے تسکین بخش پردے چھوڑے ہوئے موقوف ہے، صبح قریب ہے، ٹھنڈی نسیموں کا پنکھا ہو رہا ہے، ہر ایک کا جی اس وقت آرام کی طرف جھکتا ہے، بادشاہ اپنے گرم بستروں، نرم تکیوں میں مست خواب ناز ہے اور جو محتاج بے نوا ہے اس کے بھی پاؤں دو گز کی اکل میں دراز ایسے سہانے وقت، ٹھنڈے زمانہ میں، وہ معصوم، بے گناہ، پاک داماں، عصمت پناہ اپنی راحت و آسائش کو چھوڑ کر، خواب و آرام سے منھ موڑ، جبین نیاز آستانہ عزت پر رکھے ہے کہ الہی! میری امت سیاہ کار ہے، درگزر فرمانا اور ان کے تمام جسموں کو آتش دوزخ سے بچا۔

جب وہ جان راحت کان رافت پیدا ہوا، بارگاہ الہی میں سجدہ کیا اور رب ہب لی امتی فرمایا، جب قبر شریف میں اتارا، لب جاں بخش کو جنبش تھی بعض صحابہ نے کان لگا کر سنا آہستہ آہستہ امتی فرماتے تھے۔ قیامت کے روز کہ عجب سختی کا دن ہے، تانبے کی زمین، ننگے پاؤں، زبائیں پیاس سے باہر، آفتاب سروں پر، سائے کا پتہ نہیں، حساب کا دغدغہ، ملک قہار کا سامنا، عالم اپنی فکر میں گرفتار ہوگا، مجرمان بے یار دام آفت کے گرفتار، جدھر جائیں گے سو ان نفسی نفسی اذہبوا الی غیری کچھ جواب نہ پائیں گے، اس وقت یہی محبوب غم گسار کام آئے گا، قفل شفاعت اس کے زور بازو سے کھل جائے گا، عمامہ سرا قدس سے اتاریں گے اور سر بخود ہو کر امتی فرمائیں گے۔

وائے بے انصافی! ایسے غم خوار پیارے کے نام پر جان نثار کرنا اور مدح و ستائش و نشر فضائل سے

اپنی آنکھوں کو روشنی اور دل کو ٹھنڈک دینا واجب یا یہ کہ حتی الوسع چاند پر خاک ڈالے اور ان روشن خوبیوں میں انکار کی شائیں نکالے۔

مانا کہ ہمیں احسان شناسی سے حصہ نہ ملا، نہ قلب عشق آشنا ہے کہ حسن پسند یا احسان دوست، مگر یہ تو وہاں چل سکے جس کا احسان اگر نہ مانئے، اس کی مخالفت کیجیے تو کوئی مضرت نہ پہنچے اور یہ محبوب تو ایسا ہے کہ بے اس کی کفش بوسی کے جہنم سے نجات میسر نہ دنیا و عقبیٰ میں کہیں ٹھکانا متصور، پھر اگر اس کے حسن و احسان پر والہ و شیدانہ ہو تو اپنے نفع و ضرر کے لحاظ سے عقیدت رکھو۔

اے عزیز! چشم خرد میں سرمہ انصاف لگا اور گوش قبول سے پنہ انکار نکال، پھر تمام اہل اسلام بلکہ ہر مذہب و ملت کے عقلاء سے پوچھتا پھر کہ عشاق کا اپنے محبوب کے ساتھ کیا طریقہ ہوتا ہے اور غلاموں کو مولیٰ کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔ آیا نثر فضائل و تکشیر مدائح اور ان کی خوبی حسن سن کر باغ باغ ہو جانا، جاے میں پھولانہ سمانا یا رد محاسن، نفی کمالات اور ان کے اوصاف حمیدہ سے بہ انکار و تکذیب پیش آنا، اگر ایک عاقل منصف بھی تجھ سے کہہ دے کہ نہ وہ دوستی کا مقتضائے یہ غلامی کے خلاف ہے تو تجھے اختیار ہے ورنہ خدا اور رسول سے شرمنا اور اس حرکت بے جا سے باز آ، یقین جان لے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوبیاں تیرے مٹائے نہ میں گی۔

جان برادر! اپنے ایمان پر رحم کر، خدائے قہار جبار جل جلالہ سے لڑائی نہ باندھ، وہ تیرے اور تمام جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا و رفعت لک ذکر کر یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہمارے ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہ ہوگا، آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں گے، موزن اذانوں اور خطیب خطبوں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے منابر پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کریں گے، اشجار و احجار، آہو و سوسمار و دیگر جاندار و اطفال شیر خوار و معبودان کفار جس طرح ہماری

توحید بتائیں گے ویسا ہی بزبان فصیح و بیان صحیح تمہارا منشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے، چار اکناف عالم میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا غلغلہ ہوگا، جزاءِ شقیائے ازل ہر ذرہ کلمہ شہادت پڑھتا ہوگا، مسبحان ملا اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا، ادھر تمہارے محمود و رود و مسعود کا حکم دوں گا، عرش و کرسی ہفت اوراقِ سدرہ، قصور جنات، جہاں پر ”اللہ“ لکھوں گا ”محمد رسول اللہ“ بھی تحریر فرماؤں گا، اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو ترمین دیں۔

جو کتاب نازل کروں گا اس میں تمہاری مدح و ستائش اور جمال صورت و کمال سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں گے اور نادیدہ تمہارے عشق کی شمع ان کے کانوں، سینوں میں بھڑک اٹھے گی، ایک عالم اگر تمہارا دشمن ہو کر تمہاری تنقیص شان اور محو فضائل میں مشغول ہو تو میں قادر مطلق ہوں، میرے ساتھ کسی کا کیا بس چلے گا، آخر اسی وعدے کا اثر تھا کہ یہود صد ہا برس سے اپنی کتابوں سے ان کا ذکر نکالتے اور چاند پر خاک ڈالتے ہیں تو اہل ایمان اس بلند آواز سے ان کی نعت سناتے ہیں کہ سامع اگر انصاف کرے بے ساختہ پکار اٹھے، لاکھوں بے دینوں نے ان کے محو فضائل پر کمر باندھی مگر مٹانے والے خود مٹ گئے اور ان کی خوبی روز بروز مترقی رہی، پھر اپنے مقصود سے تو یاس و انا میدی کر لینا مناسب ہے ورنہ برب کعبہ ان کا کچھ نقصان نہیں، بالآخر ایک دن تو نہیں، تیرا ایمان نہیں۔

اے عزیز! سلف صالح کی روش اختیار کر اور ان کے قدم پر قدم رکھ، ائمہ دین کا و طیرہ ایسے معاملات میں دائماً تسلیم و قبول رہا ہے، جب کسی شے معتمد علیہ نے کوئی معجزہ یا خاصہ کا ذکر کیا، اسے مرجھا کہہ کر لیا اور حبیب جان میں بہ طیب خاطر جگہ دی یہاں تک کہ اگر اپنے آپ احادیث میں اس کی اصل نہ پائی، قصور اپنی نظر کا جانا، یہ کبھی نہ کہا کہ غلط ہے، باطل ہے، کسی حدیث میں وارد نہیں، نہ یہی ہوا کہ جب حدیث

سے ثبوت نہ ملا تھا اس کے ذکر سے باز رہتے بلکہ اسی طرح اپنی تصانیف میں اس ثقہ کے اعتماد پر اسے لکھتے آئے، اور کیوں نہ ہو، مقتضی عقل سلیم کا یہی ہے کہ۔

فائدہ جلیلہ

جب ہم اسے ثقہ معتمد علیہ مان چکے اور وقوع ایسے معجزے کا بااختصاص ایسے خاصہ کا ذات پاک سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بعید نہیں کہ اس سے عجب تر معجزات بہ تواتر حضور سے ثابت اور ان کا رب اس سے زیادہ پر قادر، اور ان کے لیے اس سے بہتر خصائص بالقطع مہیا اور ان کی شان اس سے بھی ارفع و اعلیٰ، پھر انکار کی وجہ کیا ہے، تکذیب میں تو اس راوی سے ثقہ معتمد علیہ ہونا ثابت ہو چکا اور وثوق و اعتماد اس کا بتاتا ہے کہ اگر من عند نفسہ کہہ دیتا، خدا و رسول پر مفتری ہوتا۔

و من اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔

پھر دلائل و تمثیلات کے بعد امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اے عزیز! سنا تو نے، یہ ہے طریقہ اراکین دین متین و اساطین شرع متین، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت میں، نہ یہ کہ جو معجزہ و خاصہ حضور کی احادیث صحیحہ سے ثابت اور اکابر علماء برابر اپنی تصانیف معتبرہ مستندہ میں، جن کا اعتبار و استناد آفتاب نیم روز سے روشن تر ہے، بلا تکبر و منکر اس کی تصریح کرتے آئے ہوں اور اس کے ساتھ عقل سلیم نے ان پر وہ دلائل ساطعہ قائم کیے ہوں جن پر کوئی حرف نہ رکھ سکے، بایں ہمہ اس سے انکار کیجیے اور حق ثابت کے رد پر اصرار، حالاں کہ ان حدیثوں میں کوئی سقم مقبول و جرح معقول می دارد، نہ ان ائمہ کے مستند بادل دلائل معتمد ہونے میں کلام کر سکو، پھر اس مکابرہ کج بخشی اور تحکم و زبردستی کا کیا علاج، زبان ہر ایک کی اس کے اختیار میں ہے، چاہے دن کورات کہہ دے یا شمس کو ظلمات۔

آخر تم جو انکار کرتے ہو تو تمہارے پاس بھی کوئی دلیل ہے یا فقط اپنے منہ سے کہہ دینا، اگر بفرض محال حدیثیں اس باب میں وارد ہوئیں، نامعتبر ہوں، اور جن جن علماء نے اس کی تصریح فرمائی انہیں بھی قابل اعتماد نہ مانو اور جو دلائل قاطعہ اس پر قائم ہوئے وہ بھی صالح التفات نہ کہے جائیں تاہم انکار کا کیا ثبوت اور وجود سایہ کا کس بناء پر، اگر کوئی حدیث اس بارے میں آئی ہو تو دکھاؤ یا گھر بیٹھے تمہیں الہام ہوا ہے تو بتاؤ، مجرد ماومن پر قیاس تو ایمان کے خلاف ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

وہ بشر ہیں مگر عالم علوی سے لاکھ درجہ اشرف و احسن، وہ انسان ہیں مگر ارواح و ملائکہ سے ہزار درجہ الطف، وہ خود فرماتے ہیں

لست مثلكم .

میں تم جیسا نہیں۔

و یروی لست کھیتکم .

میں تمہاری ہیئت پر نہیں۔

و یروی ایکم مثلی .

تم میں کون مجھ جیسا ہے۔

آخر علامہ خفاجی کو فرماتے سنا، آپ کا بشر ہونا اور نور درخشندہ ہونا منافی نہیں کہ اگر سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں۔ پھر اس خیال فاسد پر کہ ہم سب کا سایہ ہوتا ہے ان کا بھی ہوگا تو ثبوت سایہ کا قائل ہونا عقل و ایمان سے کس درجہ دور پڑتا ہے۔

حضور تاریکی میں بھی دیکھتے تھے

امام ابو عبد الرحمن بقی بن مخلد قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اکابر اعیان مائۃ ثلثہ سے ہیں، حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا روشنی میں دیکھتے ویا ہی تاریکی میں دیکھتے۔

اس حدیث کو بیہقی نے موصولاً مسند روایت کیا اور علامہ خفاجی نے اکابر علماء مثل ابن بشکوال و عقیلی و ابن جوزی و سہیل سے اس کی تضعیف نقل کی یہاں تک کہ ذہبی نے تو میزان الاعتدال میں موضوع ہی کہہ دیا، بہ ایں ہمہ خود علامہ خفاجی فرماتے ہیں جیسا بقی بن مخلد وغیرہ ثقات نے اسے ذکر کیا اور حضور والا کی شان سے بعید نہیں تو اس کا انکار کس وجہ سے کیا جائے۔

و حکى بقى بن مخلد ابو عبد الرحمن القرطبي مولده فى رمضان سنة احدى و مائتين و توفى سنة ست و سبعين و مائتين ، عن عائشة رضى الله تعالى عنها انها قالت كان النبى صلى الله تعالى عليه وسلم يرى فى الظلمة كما يرى فى الضوء ، و فى رواية كما يرى فى النور و لا شك انه صلى الله تعالى عليه وسلم كان كامل الخلقة قوى الحواس فوقوع مثل هذا منه غير بعيد و قد رواه الثقات كابن مخلد هذا فلا وجه لانكاره .

بقی بن مخلد ابو عبد الرحمن (رمضان ۲۰۱ھ / ۲۷۶ھ) نے کہا، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تاریکی میں دیکھا کرتے تھے، اور ایک روایت میں ہے جس طرح کہ روشنی میں دیکھتے تھے، اس میں کچھ شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کامل الخلقة قوى الحواس تھے تو آپ سے اس کیفیت کا وقوع بعید نہیں، پھر اس کو ثقات نے روایت کیا ہے لہذا اس

کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

عدم سایہ اور صحابہ کا ادب

امام احمد رضا بریلوی دلائل عقلیہ و نقلیہ سے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ ہونے کی توضیح و تشریح کے بعد مزید فرماتے ہیں کہ

ایقانہ دفع بعض اوہام و امراض میں اس مقام پر باوجودیکہ قلب بحمد اللہ غایت اطمینان و تسلیم پر تھا مگر مرتبہ کاوش و تنقیح میں بوسوسہ ایک خوشہ ذہن ناقص میں گزرا تھا یہاں تک کہ حق جل و علاء نے اپنے کرم عظیم سے فقیر کو اس کا جواب القاء فرمایا جس سے چشم تصور کو نور اور دل منتظر کو سرور حاصل ہوا۔

احادیث صحیحہ سے ثابت کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور رسالت میں نہایت ادب و وقار سے سر جھکائے آنکھیں نیچے کیے بیٹھے رعب جلال سلطانی ان کے قلوب صافیہ پر ایسا مستولی ہوتا کہ اوپر نگاہ اٹھانا ممکن نہ تھا۔

عن مسور بن مخرمة و مروان بن الحكم في حديث طويل في قصة الحديبية
ثم ان عروة جعل يرمق اصحاب النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بعينه قال فوالله ما
تنعم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم نخامة الا وقعت في كف رجل منهم
فدلک بها وجهه و جلده و اذا امرهم ابتلروا امره و اذا توضعاء كادوا يقتلون على
وضوئه و اذا تكلم خفضوا اصواتهم عنده و ما يحلون الى النظر اليه تعظيما له فرجع
عروة الى اصحابه فقال اي قوم و الله لقد وفدت على الملوك و وفدت على قيصر و
كسرى و النجاشي و الله ان ما رأيته ملكا قط يعظمه اصحابه ما يعظم اصحاب محمد
صلى الله تعالى عليه وسلم محمد رسول الله .

مسو۔ بن مخرمہ اور مردان بن حکم حدیبیہ کے طویل مقدمے میں ذکر کرتے ہیں کہ عروہ اصحاب نبی کو گھور رہا تھا اس نے کہا کہ بخدا رسول اللہ نے جب بھی ناک سنی تو کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں پڑی اور اس نے اپنے چہرے پر ملی اور اپنے جسم پر لگائی، جب آپ نے حکم دیا تو انھوں نے ماننے میں جلدی کی، جب آپ وضو فرماتے تو وہ وضو کا پانی لینے پر لڑنے کے قریب ہو جاتے اور جب گفتگو فرماتے تو صحابہ اپنی آوازیں پست کر لیتے اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ نہ کر پاتے تھے، تو وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ آیا اور کہا میں قیصر و کسریٰ و نجاشی کے درباروں میں آیا مگر ایسا کوئی بادشاہ نہ دیکھا جس کی تعظیم اس کے ساتھی ایسی کرتے ہوں جیسی محمد کی ان کے صحابی کرتے ہیں۔

اسی وجہ سے حلیہ شریف میں اکثر اکابر صحابہ سے حدیثیں وارد ہیں کہ وہ نگاہ بھر کر نہ دیکھ سکتے بلکہ نظر اوپر نہ اٹھاتے، بلکہ اس معنی میں کسی حدیث کے ورود کی بھی حاجت کیا تھی، عقل سلیم خود گواہی دیتی ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ نوابوں اور والیوں کے حاضرین دربار ان کے ساتھ کس ادب سے پیش آتے ہیں، اگر کھڑے ہیں تو نگاہ قدموں سے تجاوز نہیں کرتی، بیٹھے ہیں تو زانو سے آگے قدم نہیں رکھتے، خود اس حاکم سے نگاہ چار نہیں کرتے، پس و پیش یادائیں بائیں دیکھنا تو بڑی بات ہے حالاں کہ اس ادب کو صحابہ کرام کے ادب سے کیا نسبت، ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ سے زیادہ گراں تھا اور دربار اقدس کی حضوری ان کے نزدیک ملک السموات والارض کا سامنا اور کیوں نہ ہوتا کہ خود قرآن عزیز نے انھیں صد ہا جگہ کان کھول کھول کر سنا دیا کہ ہمارا اور ہمارے محبوب کا معاملہ واحد ہے، اس کا مطیع ہمارا فرماں بردار اور اس کا عاصی ہمارا گنہگار، ان سے الفت ہمارے ساتھ محبت اور ان سے رنجش ہم سے عداوت، ان کی تکریم ہماری تعظیم، اور ان کے ساتھ گستاخی ہماری بے ادبی، لہذا جب ملازمت والا حاصل ہوئی، قلب ان کے خوف خدا سے ممتلیٰ اور گردنیں خم اور آنکھیں نیچی اور آوازیں پست اور اعضا ساکن ہو جاتے، ایسی حالت میں نظرائیں و آں کی طرف کب ہو سکتی ہے جو سایہ کے عدم یا وجود کی طرف خیال جائے اور بالضرور ایسے سراپا ادب، ہمہ تن تعظیم لوگوں کی نگاہ،

اپنے عرش پائے گاہ کی طرف بے غرض مہم نہ ہوگی، اس حالت میں نفس کو اس مقصود کی طرف توجہ ہوگی۔

مثلاً نظارۂ جمال با کمال یا حضور کا مطالعہ افعال و اعمال، تاکہ خود ان کا اتباع کریں اور غائبین تک روایت پہنچائیں کہ وہ حاملان شریعت تھے اور راویان ملت اور حاضر دربار اقدس سے ان کی غرض اعظم یہی تھی، جب نگاہ اس رعب و ہیبت اور اس ضرورت و حاجت کے ساتھ اٹھے تو عقل گواہ ہے کہ ایسی حالت میں ادھر ادھر دھیان نہیں جائے گا کہ قامت اقدس کا سایہ ہمیں نظر نہ آیا، آخر نہ سنا کہ ایک ان کا نماز میں مصروف ہوتا، تکبیر کے ساتھ دونوں جہاں سے ہاتھ اٹھاتا، کوئی چیز سامنے گزرے اطلاع نہ ہوتی اور کیسا ہی شور و غوغا ہو، کان تک آواز نہ جاتی، یہاں تک کہ مسلم بن یسار کہ تابعین میں ہیں نماز پڑھتے تھے، مسجد کا ستون گر پڑا، لوگ جمع ہوئے، شور و غوغا ہوا، انھیں مطلق خبر نہ ہوئی، یہی حالت صحابہ کی حضور رسالت میں تھی اور دربار نبوت میں بارگاہ عزت باری۔

اے عزیز! زیادہ خوض بیکار ہے، تو اپنے ہی نفس کی طرف رجوع کر، اگر کسی مقام پر عالم رعب و ہیبت میں تیرا گزر رہا ہو، وہاں جو کچھ پیش نظر آتا ہے اسے بھی اچھے طور پر ادراک کامل نہیں کر سکتا، نہ امر معدوم کی طرف خیال کیا جائے، کہ مثلاً اگر تجھے کسی والی ملک سے ایسی ضرورت پیش آئے جس کی فکر تجھے دنیا و مافیہا پر مقدم ہو اور اس کے دربار تک رسائی کر کے اپنا عرض حال کرے تو تجھے اول تو رعب سلطانی، دوسرے اپنی اس ضرورت کی طرف قلب کو نگرانی ہر چیز کی طرف توجہ سے مانع ہوں گے، پھر اگر تو واپس آئے اور تجھ سے سوال ہو، وہاں دیواروں میں سنگ موسیٰ تھا یا سنگ مرمر اور تخت کے پائے سیمیں تھے یا زریں اور مسند کا رنگ سبز تھا یا سرخ؟ ہرگز ایک بات کا جواب نہ دے سکے گا بلکہ خود اسی بات کو پوچھا جائے کہ بادشاہ کا سایہ تھا یا نہ تھا، تو اگرچہ اس قیاس پر کہ سب آدمیوں کے لیے ظل ہے، ہاں کہہ دے مگر اپنے معائنے سے جواب نہ دے سکے گا۔

صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر تو اول روز ملازمت سے تا آخر حیات جو کیفیت رعب و

ہیبت کی طاری رہی، ہماری عقول ناقصہ اس کی مقدار کے ادراک سے بھی عاجز ہیں، پھر ان کی نظر اوپر اٹھ سکتی اور چپ و راست دیکھ سکتی کہ سائے کے عدم یا وجود پر اطلاع ہوتی۔

ثم اقول: اپنے نفس پر قیاس کر کے گمان نہ کرنا چاہیے کہ بعد مرور زمان و تکرر حضور کے ان کی اس حالت میں کمی ہو جاتی بلکہ بالیقین روز بروز زیادہ ہوتی کہ باعث اس پر دو امر ہیں۔

ایک خوف کہ اس کی عظمت کے تصور سے پیدا ہو جو اس سلطان دو عالم کو بارگاہ ملک السموات و الارض جل جلالہ میں حاصل ہے۔

دوسری محبت ایمانی کہ مستلزم خشوع کو اور منافی جرأت و بے باکی۔

اور یہ ظاہر کہ جس قدر دربار والا میں حضوری زائد ہوتی ہے، یہ دونوں امر جو اس پر باعث ہیں، بڑھتے جاتے۔ حضور کے اخلاق و عادات اور رحمت و الطاف معانے میں آتے، حسن و احسان کے جلوئے ہر دم لطف تازہ دکھاتے، قرآن آنکھوں کے سامنے نازل ہوتا اور طرح سے اس بارگاہ کے آداب سکھاتا کہ

آداب بارگاہ اقدس

ہمارا ان کا معاملہ واحد ہے، جو ان کا غلام ہے وہ ہمارا قائد ہے، ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل جبط ہو جاتے ہیں، انھیں نام لے کر پکارنے والے سخت سزائیں پاتے ہیں، اپنے جان و دل کا انھیں مالک جانو، ان کے حضور زندہ بدست مردہ ہو جاؤ، ہمارا ذکر ان کی یاد کے ساتھ ہے، ان کا ہاتھ بعینہ ہمارا ہاتھ ہے، ان کی رحمت ہماری مہر، ان کا غضب ہمارا قہر، جس قدر ملازمت زیادہ ہوتی حضور کی عظمت و محبت ترقی پاتی اور وہ حال مذکور یعنی خشوع و خضوع و رعب و ہیبت روز افزوں کرتی قال تعالیٰ زادتهم ایمانا اور ایمان حضور کی تعظیم و محبت کا نام ہے۔

اکثر صحابہ کا سایہ نہ دیکھنے کی وجہ

عدم سایہ کی روایت اصحاب کبار سے مروی نہیں صرف بعض صحابہ نے اسے روایت کیا ہے جب کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارگاہ اقدس میں زیادہ حاضر رہتے تھے اس کی وجہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

پر ظاہر کہ آدمی بلا وجہ کسی بات کے درپے تفتیش نہیں ہوتا اور جو بات عام و شامل ہوتی ہے اور تمام آدمی اس میں یکساں کسی شخص خاص میں بالقصد اس کی طرف غور نہیں کرتا، مثلاً ہر ہاتھ کی پانچ انگلیاں ہونا ایک امر عام ہے لہذا بلا سبب کسی آدمی کی انگلیوں کو کوئی شخص اس مقصد خاص سے نہیں دیکھتا کہ اس کی انگلیاں پانچ ہیں یا کم، ہاں اگر پہلے سے سن رکھا ہو کہ زید کی انگلیاں چار ہیں یا چھ تو اس صورت میں البتہ بقصد مذکور نظر کی جائے گی۔ اسی طرح سایہ ایک امر عام شامل ہے اگر بعض آدمیوں کا سایہ پڑتا اور بعض کا نہیں تو البتہ بیشک خیال جانے کی بات تھی کہ دیکھیں حضور کے بھی سایہ ہے یا نہیں۔ نہ اس سے کوئی امر دینی مثل اتباع و اقتداء کے متعلق تھا کہ اس کے خیال سے بالقصد اس طرف لحاظ کیا جاتا ہاں ایسی صورت میں ادراک کا طریقہ یہ ہے کہ بے قصد و توجہ خاص نظر پڑ جائے اور وہ صورت بعد تکرر مشاہدہ ذہن میں منقش اور مثل مریات قصد یہ کہ خزانہ خیال میں مخزون ہو جائے مثلاً زید کہ ہمارا دوست ہے، ہم اپنے مشاہدہ کے رو سے بتا سکتے ہیں کہ اس کے ہر ہاتھ کی انگلیاں پانچ ہیں اگرچہ ہم نے کبھی اس قصد سے اس کے ہاتھوں کو نہیں دیکھا ہے، مگر ہم نے اس کے ہاتھوں کو بار بار دیکھا ہے، وہ صورت خزانہ میں محفوظ، نفس اسے اپنے حضور حاضر کر کے بتا سکتا ہے، لیکن ہم ثابت کر آئے ہیں کہ یہ طریقہ ادراک وہاں معدوم تھا کہ رعب و ہیبت اور امور مہمہ کی طرف توجہ اور حضور کے استماع اقوال و مطالعہ افعال ہمہ تن صرف ہمت اور نگاہ کا بسبب غایت ادب و خوف الہی کے اپنے زانو و پشت پا سے تجاوز نہ کرنا، اس ادراک بلا قصد سے مانع قوی تھا، علی الخصوص کسی شے کا عدم کہ وہ تو کوئی امر محسوس نہیں جس پر بے ارادہ بھی نگاہ پڑ جائے اور نفس اسے یاد رکھے، یہاں تو

جب تک خیال نہ کیا جائے، علم عدم حاصل نہ ہوگا، آدمی جب ایسے مقام رعب و ہیبت اور قلب کی مشغولی و مشغوفی میں ہوتا ہے تو کسی چیز کی عدم رویت سے اس کے عدم پر استدلال نہیں کرتا اور جب اذہان میں بناء بر عادت اس کا عموم و شمول متمکن ہوتا ہے تو برخلاف عادت اس کے معدوم ہونے کی طرف خیال نہیں جاتا بلکہ اس سے اگر تفتیش کی جائے اور اس امر کی طرف خیال دلایا جائے تو خواہ مخواہ اس کا گمان اس طرف مساعت کرتا ہے کہ جب یہ امر عام ہے تو ظاہراً یہاں بھی ہوگا، میرا نہ دیکھنا کچھ نہ ہونے پر دلیل نہیں، میری نظر میں نہ آتا اس وجہ سے تھا کہ اول میری نگاہ ادھر ادھر نہ اٹھتی تھی اور جواٹھی بھی تو ہزار رعب و ہیبت اور نفس کے امور دیگر کی طرف صرف ہمت کے ساتھ ایسی حالت میں کیسے کہہ سکوں کہ تھا کہ نہ تھا۔

ثم اقول: یہ کیفیت تو اس وقت کی تھی جب صحابہ کرام حضور سے ملاتی ہوتے اور جو ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوتے تو وہاں باوجود ان وجوہ کے ایک وجہ اور بھی تھی کہ غالب اوقات صحابہ کرام کو آگے چلنے کا حکم ہوتا اور حضور ان کے پیچھے چلتے۔

ترمذی نے شاکل کی حدیث طویل میں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا
یسوق اصحابہ .

یعنی حضور والا صحابہ کرام کو اپنے آگے چلاتے۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یطأ عقبہ رجلاً .

حاصل یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیکھا کہ دو آدمی بھی حضور کے پیچھے چلے

ہوں۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

كان اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يمشون امامه و يكون
ظهره للملائكة.

اصحاب، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے چلتے اور پشت اقدس فرشتوں کے لیے چھوڑتے۔

دارمی نے باسناد صحیح مرفوعاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

خلوا ظہری للملائكة .

میری پیٹھ فرشتوں کے لیے چھوڑ دو۔

باجملہ ہماری اس تقریر سے جو بالکل وجدانیت پر مشتمل ہے کوئی شخص اگر مکابرہ نہ کرے، بالیقین اس کا دل ان سب کیفیات کے صدق پر گواہی دے، بخوبی ظاہر ہو گیا کہ ظاہراً اکثر صحابہ کرام کا خیال اس طرف نہ گیا اور اس معجزے کی انھیں اطلاع نہ ہوئی، اور اگر برسبیل تنزل ثابت و مبرہن ہو جانا نہ مانئے تو ان تقریروں کی بناء پر یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ عدم اطلاع کا احتمال قوی ہے، قوت بھی جانے دو اتنا ہی سہی کہ شک واقع ہو گیا، پھر یہی استدلال سن کر کہ اگر ایسا ہوتا تو مثل حدیث ستون حنا نہ مشہور و مستفیض ہوتا، کب باقی رہا، خصم کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے عدم شہرت بسبب عدم اطلاع کے ہو۔

عدم سایہ پر مطلع نہ ہونے کی ایک اور وجہ

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

صحابہ کرام میں ہزاروں ایسے ہیں جنہیں طول صحبت نصیب نہ ہوا اور بہت ایسے ہیں جنہوں نے سوائے جامع عظیم کے شرف زیارت نہ پایا، غیر مدینہ کے گروہ کے گروہ حاضر ہوتے اور عرصہ قلیلہ میں واپس جاتے، ایسی صورت اور مجمع کی کثرت میں موقع سایہ پر نظر اور اس کے ساتھ عدم سایہ کی طرف خیال

جانا کیا ضرور، ظاہر ہے کہ مجمع میں سایہ ایک کا دوسرے سے ممتاز نہیں ہوتا اور کسی شخص کی نسبت امتیاز کرنا کہ اس کے لیے ظل ہے یا نہیں دشوار ہوتا ہے۔ علاوہ بریں یہ کس نے واجب کیا کہ ان اوقات پر حضور والا دھوپ یا چاندنی میں جلوہ فرما ہوں، کیا مدینہ طیبہ میں سایہ دار مکان نہ تھے؟ یا مسجد شریف کہ اکثر وہیں تشریف رکھتے، بے سقف تھی؟

احادیث سے ثابت کہ سفر میں صحابہ کرام حضور کے لیے سایہ دار پیڑ چھوڑ دیتے اور جو کہیں سایہ نہ ملتا تو کپڑے وغیرہ کا سایہ کر لیا جیسا کہ روز قدوم مدینہ طیبہ سیدنا ابو بکر صدیق اور حجتہ الوداع میں واقع ہوا اور قبل از بعثت تو ابر سایہ کے لیے متعین تھا ہی، جب چلتے ساتھ چلتا اور جب ٹھہرتے ٹھہر جاتا، اور ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کے غلام میسرہ نے فرشتوں کو سرا قدس پر سایہ کرتے دیکھا، اور سفر شام میں آپ کسی حاجت کو تشریف لے گئے تھے، لوگوں نے پیڑ کا سایہ گھر لیا تھا، حضور دھوپ میں بیٹھ گئے، سایہ حضور پر جھک گیا، بحیرا عالم نصاریٰ نے کہا دیکھو سایہ ان کی طرف جھکتا ہے، اور بعض اسفار میں ایک درخت خشک و بے برگ کے نیچے جلوس فرمایا، فوراً زمین حضور کے گرد کی سبزہ زار ہو گئی اور پیڑ ہرا ہو گیا، شاخیں اسی ساعت بڑھ گئیں اور اپنی کمال بلندی کو پہنچ کر سائے کے لیے حضور پر لٹک آئیں۔ چنانچہ یہ سب حدیثیں کتب سیر میں تفصیلاً مذکور ہیں۔

اب نہ رہے مگر وہ لوگ جنہیں طول صحبت روزی نہ ہوا اور حضور کو آفتاب یا ماہتاب یا چراغ کی روشنی میں ایسی حالت میں دیکھا کہ مجمع بھی کم تھا اور موقع سایہ پر بالقصد نظر بھی کی اور ادراک کیا کہ جسم انور ہماینگی سایہ سے دور ہے اور ظاہر ہے کہ ان سب کا احساس و انکشاف جن لوگوں کے لیے ہوا وہ بہت کم ہیں جن کے واسطے نہ ہوا، پھر اس طائفہ قلیلہ سے یہ کیا ضرور ہے کہ ہر شخص یا اکثر اس معجزے کو روایت کرے، ہم نہیں تسلیم کرتے کہ مجرد خرق عادت باعث تو فرو داعی و نقل جمیع اکثر حاضرین ہے۔

خادم حدیث پر کالشمس فی نصف النهار روشن کہ صد ہا معجزات قاہرہ حضور سے غزوات و اسفار و

مجامع عامہ میں واقع ہوئے کہ سینکڑوں ہزاروں آدمیوں نے ان پر اطلاع پائی مگر ان کی ہم تک نقل صرف آحاد سے پہنچی۔

واقعہ حدیبیہ میں انگلستان اقدس سے پانی کا دریا کی طرح جوش مارنا اور چودہ پندرہ سو آدمی کا علی اختلاف الروایات اسے پینا اور وضو کرنا اور بقیہ توشہ کو جمع کر کے دعا فرمانا اور اس سے لشکر کے سب برتن بھر دینا اور اسی قدر باقی بچ رہنا، ایسے معجزات میں ہیں اور بالضرور چودہ پندرہ سو آدمی سب کے سامنے اس کا وقوع ہوا اور سب نے اس پر اطلاع پائی مگر ان میں سے چودہ نے بھی اسے روایت نہ فرمائی۔

فقیر (امام احمد رضا بریلوی) نے کتب حاضرہ احادیث خصوصاً وہ کتابیں سیر و فضائل کی جن کا موضوع ہی اس قسم کی باتوں کا تذکرہ ہے مانند شفاء قاضی عیاض و شرح خفاجی و مواہب لدنیہ و شرح زرقانی و مدارج النبوة و خصائص کبریٰ علامہ جلال الدین سیوطی و غیرہ مطالعہ کیں، پانچ سے زیادہ راوی اس واقعے کے نہ پائے۔

اسی طرح رد شمس یعنی غروب ہو کر سورج کا لوٹ آنا اور مغرب سے عصر کا وقت ہو جانا جو غزوہ خیبر میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے لیے واقع ہوا، کیسی عجیب بات ہے کہ عدم ظن کو اس سے اصلاً نسبت نہیں اور اس کا وقوع بھی ایک غزوہ میں ہوا، اور تعداد لشکر خیبر کی سولہ سو، بالضرور یہ سب حضرات اس پر گواہ ہوں گے کہ ہر نمازی مسلمان خصوصاً صحابہ کرام کو بغرض نماز آفتاب کے طلوع و غروب و زوال کی طرف لاجرم نظر ہوتی ہے۔ جب آفتاب نے غروب کیا ہوگا بالضرور تمام لشکر نے نماز کا تہیہ کیا ہوگا دفعہ شام سے دن ہو گیا اور خورشید اٹھے پاؤں آیا، کیا ایسے عجیب واقعہ کو دریافت نہ کیا اور نہ معلوم ہوا ہوگا کہ اس کے حکم سے لوٹا ہے جسے قادر مطلق کی نیابت مطلقہ اور عالم علوی میں دست بالا حاصل ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لیکن اس کے سوا اگر کسی صاحب کو معلوم ہو کہ اتنی بڑی جماعت سے دو چار آدمیوں نے اور بھی اس معجزے کو روایت کیا تو نشان دیں۔

بالجملہ یہ حدیث واہیہ ہے جس کی بناء پر ہم عقل و نقل و اتباع حدیث و علماء کو ترک نہیں کر سکتے کیا یہ اکابر اس قدر نہ سمجھتے تھے یا انھوں نے دیدہ و دانستہ خدا اور رسول پر افترا گوارا کیا؟ لا حول و لا قوۃ الا باللہ بلکہ جب ایک راوی اس حدیث عدم ظلم کے ذکوان ہیں اور وہ صالح سمان زیات ہوں یا ابو عمرو مدنی مولائے صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، بہر تقدیر تابعی ثقہ معتمد علیہ ہیں اور تابعین و علماء ثقات اہل ورع و احتیاط سے منظون یہی ہے کہ غالب حدیث کو مرسلہ اسی وقت ذکر کریں گے، جب انھیں شیوخ و صحابہ کثیرین سے اسے سن کر مرتبہ قرب و یقین حاصل کر لیا ہو۔ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ در صورت اسناد صدق و کذب سے اپنے آپ کو غرض نہ رہی، جب ہم نے کلام کو اس کی طرف نسبت کر دیا جس سے سنا ہے تو ہم بری الذمہ ہو گئے بخلاف اس کے کہ اس کا ذکر ترک کریں اور خود لکھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کیا، ایسا فرمایا، اس صورت میں بار اپنے سر پر رہا تو عالم ثقہ متورع، محتاط، بے کثرت سماع و اطمینان کلی قلب کے ایسی بات سے دور رہے گا، اس طور پر ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سایہ نہ ہونا بہت صحابہ نے دیکھا اور ان سب سے ذکوان کو سماع حاصل ہوا اگرچہ ان کی روایات ہم تک نہ پہنچیں۔

(قمر التمام فی نفی الظلم عن سید الانام)

حضور کی نماز نور ہے

صحیح مسلم شریف میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان هذه القبور مملوءة على اهلها ظلمة و انى انورها بصلاتي عليهم.

بیشک یہ قبریں ان کے ساکنوں پر اندھیرے سے بھری ہیں اور بیشک میں اپنی نماز سے انھیں روشن کر دیتا ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ و بارک وسلم قدر نورہ و جمالہ و جودہ و نوالہ علیہ و علی آلہ امین۔ اسے مسلم و ابن حبان نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (الامن والعلی)

حضور نور عرش ہیں

ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

بلاشبہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور عرش اللہ ہیں عرش انھیں کے نور سے بنا اور انہیں کے نور سے منور ہے۔ جیسا کہ مصنف عبدالرزاق میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۲۰)

نور نبی مخلوق ہے

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور یقیناً مخلوق الہی ہے۔

مصنف عبدالرزاق میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں :

یا جابر ان اللہ خلق قبل الاشیا نور نیک من نورہ .

اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

جو حضور کے نور کو غیر مخلوق کہے منکر قرآن عظیم ہے قال اللہ تعالیٰ خالق کل شی فاعبدوہ

اللہ تعالیٰ ہر شی کا خالق ہے تو تم اسی کی بندگی کرو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۲۰)

آدم کو فرشتوں کا سجدہ

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی ج ۲، ص ۳۵۵ زیر قولہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا ان

الملائكة امروا بالسجود لادم لاجل ان نور محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فى جبهة آدم .

تفسیر نیشاپوری ج ۳، ص ۷ سجود الملائكة لادم انما كان لاجل نور محمد صلى الله تعالى عليه وسلم الذى كان فى جبهته .

دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو سجدہ کرنا اس لیے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھا۔ (تمہید ایمان)

حضور کا سراپائے اقدس منور ہے

ابونعیم و بیہقی حضرت کعب احبار سے راوی، ان کے سامنے ایک شخص نے خواب بیان کیا گویا لوگ حساب کے لیے جمع کیے گئے اور حضرات انبیاء بلائے گئے، ہر نبی کے ساتھ اس کی امت آئی، ہر نبی کے لیے دو نور ہیں اور ان کے ہر پیرو کے لیے ایک نور جس کی روشنی میں چلتا ہے۔ پھر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلائے گئے ان کے سرانور و روئے منور کے ہر بال سے جدا جدا نور کے بکے بلند ہیں جنہیں دیکھنے والا تمیز کرے اور ان کے پیرو کے لیے انبیاء کی طرح دو نور ہیں جس کی روشنی میں راہ چلتا ہے۔ کعب نے خواب سن کر فرمایا۔

بالله الذى لا اله الا هو لقد رأيت هذا فى منامك .

مجھے قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو نے یہ واقعہ خواب میں دیکھا کہا ہاں، کہا۔

والذى نفسى بيده انها لصفة محمد و امته و صفة الانبياء و اممها فى كتاب الله تعالى فكانما قرأته فى التوراة .

قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک بعینہ کتاب اللہ میں یوں ہی صفت لکھی ہے محمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت اور انبیائے سابقین اور ان کی امتوں کی گویا تو نے توریت میں پڑھ کر بیان کیا۔

سراپردہ عرش میں نور محمدی

امام قسطلانی مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ میں رسالہ میلاد و امام علامہ ابن طغریک سے ناقل، مروی ہوا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی الہی تو نے میری کنیت ابو محمد کس لیے رکھی حکم ہوا اے آدم اپنا سراٹھا، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سراٹھایا سراپردہ عرش میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نظر آیا عرض کی الہی یہ نور کیسا ہے فرمایا

هذا نور نبی من ذریک اسمہ فی السماء احمد و فی الارض محمد لولہ ما خلقتک و لا خلقت سماء و لا ارضا .

یہ نور ایک نبی کا ہے تیری ذریت یعنی اولاد سے اس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد اگر وہ نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا، نہ آسمان و زمین کو پیدا کرتا۔ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

روز قیامت نور محمدی کی جولانی

حاکم صحیح مستدرک میں وہب بن منبہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس اور سات دیگر صحابہ کرام سے کہ سب اہل بدر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

بیشک اللہ عزوجل روز قیامت اوروں سے پہلے نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کو بلا کر فرمائے گا تم نے نوح کو کیا جواب دیا وہ کہیں گے نوح نے نہ ہمیں تیری طرف بلایا نہ تیرا کوئی حکم پہنچایا نہ کچھ

نصیحت کی نہ ہاں یا نہ کا کوئی حکم سنایا نوح علیہ الصلاۃ والسلام عرض کریں گے۔

دعوتہم یا رب دعافاشیا فی الاولین و الآخرین امة بعد امة حتی انتہی الی
آخر النبیین احمد فانتسخہ و قرأہ و امن بہ و صدقہ .

الہی میں نے انہیں ایسی دعوت کی جس کی خبر یکے بعد دیگرے سب اگلوں پچھلوں میں پھیل گئی
یہاں تک کہ سب سے پچھلے نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی انہوں نے اسے لکھا اور پڑھا اور اس پر
ایمان لائے اور اس کی تصدیق فرمائی حق سبحانہ و تعالیٰ فرمائے گا احمد و امت احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلاؤ۔

فیاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امتہ یسعی نورہم بین ایدیہم .
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت حاضر آئیں گے یوں کہ ان کے نور ان کے
آگے جو لان کرتے ہوں گے نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے شہادت ادا کریں گے۔

(جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوة)

چمکتے آفتاب

سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں :

کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے نائب و خلیفہ، حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام ہیں پھر
پیدائش ہوئی اور نسل کا اتصال ہوتا رہا اور ہر زمانے میں خلفاء متعین ہوتے رہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا جسم طاہر کا زمانہ پیدائش پہنچا وہ لچکتے آفتاب کی طرح ظاہر ہوئے کہ ہر نور ان کے چمکتے نور میں مندرج
ہوا اور ہر حکم ان کے حکم میں پوشیدہ ہو گیا اور سب شریعتیں ان کی جانب کھنچ آئیں اور ان کی سرداری کہ چھپی ہوئی
تھی ظاہر ہو گئی تو وہی اول و آخر ظاہر و باطن اور وہی ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔ (الدولۃ المکیۃ)

نور نبی اور عالم کی تخلیق

ایک موقع پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

جب حضرت عزت جلالہ نے عالم بنانا چاہا اپنے نور بے کیف سے نور منیر بشیر و نذیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا فرمایا۔ عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

یا جابر ان الله خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره .

اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور کریم سے پیدا فرمایا۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے تمام عالم کو جلوہ ظہور میں لایا، تو جس طرح مرتبہ وجود میں صرف اللہ ہے کل شیء ہالک الا وجہہ ع

الا کل شیء ما خلا الله باطل

حقیقت وجود اسی کی ذات کریم سے خاص ہے جہاں و جہانیاں کا اس میں کچھ حصہ نہیں مگر جس پر وجود حقیقی کے آفتاب عالم تاب نے اپنے نور کا پرتو ڈالا۔ وہ بقدر نسبت و قابلیت تمام موجودیت سے بہرہ ور ہوا۔

یوں ہی مرتبہ ایجاد میں صرف ذات کریم حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے و بس۔ حضور ہی سرالوجود منبع الوجود و اصل ہر بود ہیں۔ وجودات عالم ضرور وجود حقیقی کے ظلال و پرتو ہیں۔

مگر اولاً، وبالذات پرتو ذات و ظل صفات، جامع الکملات حضور سید اکائنات علیہ افضل

الصلوات والتسلیمات ہیں۔

پھر ثانیاً، وبالعرض حضور کی وساطت سے مرتبہ بہ مرتبہ تمام عالم اس تجلی نور سے روشن ہے۔

یک چراغ ست دریں خانہ کہ از پر تو آں
ہر کجا می نگری انجمنے ساختہ اند

جیسے بلا تشبیہ شب چہارہ کو اشیاء کہ آفتاب سے حجاب میں ہیں بذات خود اس سے نور لینے کے قابل نہیں۔ چودھویں رات کا چمکتا چاند متوسط ہو کر خود آفتاب سے نور لیتا اور اپنے نور سے تمام روئے زمین کو روشن کر دیتا ہے تو اگرچہ جس قدر چاندنی پھیلی ہوئی ہے سب روشنی آفتاب ہی کی ہے مگر چاند کی وساطت سے ملی ہے۔

اور یہیں سے ظاہر ہوا کہ نور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور الہی سے پیدا ہونا عیاذ باللہ تجزی حضرت وحدت سے اصلاً علاقہ نہیں رکھتا، ان مجازی فانی انوار میں دیکھئے، آفتاب سے چاند روشن ہوا، چاند سے زمین، چراغ سے چراغ جلایا، آفتاب و ماہتاب و چراغ اول کے نور سے کوئی حصہ جدا ہو کر ان مستنیروں میں نہ آیا اور انھیں انوار سے ان روشنیوں نے ظہور پایا۔

انوار کی قسمیں

انوار دو قسم ہیں۔ معنوی وحسی

معنوی: کہ چشم جسم ان کے ادراک کی قابلیت نہیں رکھتے جیسے نور قرآن و نور نماز و نور وضو۔

بعضے مریدین بعد وضو اپنے حجرہ خلوت میں گئے ایک نور عظیم چمکا بے اختیار پکارا ٹھے رایت ربی میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا، شیخ نے فرمایا اے شخص کہاں تو اور کہاں یہ رتبہ؟ یہ تیرے وضو کا نور تھا کہ یوں چمکا۔

صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ روز جمعہ سورہ کہف کی تلاوت کی جائے، مقام تلاوت سے مکہ معظمہ اور اس جمعہ سے جمعہ آئندہ اور تین روز زائد تک روشن کر دیتی ہے۔

حسی: کہ لائق احساس بھر ہیں۔ پھر دو قسم ہیں۔

ظاہر: جیسے انوار کو اکب، چراغاں، اور

باطن: جیسے حجر اسود و مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنیاں۔

حدیث میں ہے یہ جنت کے یا قوتوں سے دو یا قوت ہیں کہ اللہ عز و جل نے ان کا نور نظروں سے چھپا دیا ورنہ دنیا کو روشن کر دیتے۔

مروی ہے جب حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ معظمہ بنایا اور حجر اسود آیا اس وقت اس کا نور صرف اس قدر چمکا کہ مکہ معظمہ کے گرد اگر چند میل مختلف تک روشن ہو گیا، جہاں تک وہ روشنی پہنچی وہی حدود حرم قرار پائیں۔

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ اصل انوار و معدن انوار و منبع انوار ہیں، جمیع اقسام نور کے بروجہ اکمل و اتم جامع ہیں، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور معنوی کو کون جان سکتا ہے؟ انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و اولیاء کاملین و عباد اللہ الصالحین صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین سب حسب استعداد اسی نور منیر سے روشن و مستنیر ہیں۔

علامہ فاسی مطالع المسرات میں حدیث نقل کرتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی .

اے ابوبکر مجھے جیسا میں ہوں سو امیرے رب کے کسی نے نہ پہچانا۔

ترا چنانکہ توئی دیدہ کجا بیند

بقدر بنیش خودہر کسے کند ادراک

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور حسی ہی کی جھلک آفتاب و ماہتاب و جملہ مضیات میں چمک رہی ہے۔ ملائکہ کے چہروں میں اسی کی چمک، انسان کی مردمک میں اسی کی دمک، مستفیض و ظاہر ہیں۔ اور اس مفیض کریم پر بحمال رحمت و کمال عظمت ستر ہزار ہا پردہائے ہیبت و جلال و رحمت و جمال ڈالے گئے ہیں کہ چشم عالمیاں اس کے ادراک سے دور و مبجور ہے۔ العظمة لله۔ اگر حجاب اٹھا دیں عالم کی کیا جان؟ کہ اس کی تجلیات کی تاب لاسکے جہاں و جہانیاں ایک جھلک میں جل کر خاک ہوں۔

تجلی کلیم سے تشبیہ

سلطان الاولیاء حضرت نظام الحق والدین سیدنا محبوب الہی فرماتے ہیں :

جب سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلاۃ والسلام بعد تجلی طور واپس آئے کسی کو تاب نہ تھی کہ ان کے جمال مبارک سے نظر ملائے، کلیم علیہ الصلاۃ والسلام نے نقاب ڈالا فوراً جل گیا یہاں تک کہ کوہے کا نقاب بنا کر روئے مبارک پر ڈالا وہ بھی خاک ہو گیا، آخر بامر الہی بعض عاشقان حضرت عزت کے دامن سے نقاب بنایا وہ قائم رہا۔

ہاں! چہرہ کلیم مہر سپہر جلال تھا، نور آفتاب ہلکا ہونے کے لیے، قمر درکار ہے کہ اس کی تجلیوں کا بار اپنے اوپر لے اور اس سے ٹھنڈی ہلکی روشنی اوروں پر منکشف ہو۔ جب جمال کلیم علیہ الصلاۃ والسلام کا اس آسان تر تجلی سے یہ حال تھا تو اس ذات کریم کا کیا پوچھنا جو نور حقیقی کے مظہر اول اتم و اکمل و جامع تجلیات

ذات وصفات علی اقصی الغایات بلکہ بے حد و نہایت ہے جسے جمال ازلی نے اپنا خاص آئینہ بنایا جس کے ہر جلوہ میں من رانی فقد رای الحق کا دریا لہرایا، اس کے تاب کی کسے تاب؟

کیا منہ ہے آئینے کا تیری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے

تو لازم ہوا کہ نور کریم حجاب رحمت و تعظیم میں رہے، وہ حجاب کیا ہے؟ کیا غیر اس کا حجاب ہو سکتا ہے، غیر اسے چھپا سکتا ہے؟ حاشا، بلکہ خود اس کا کمال ظہور ہی اس کا پردہ نور ہوا۔ نور کے لیے، ایک حد ظہور ہے کہ جب اس حد تک رہے نظر اس پر کام کرے اور جب اس سے ترقی کرے اس کی تابش ہی اس کے لیے حجاب ہو کہ نظر بوجہ خیرگی اس پر کام نہیں کرتی۔ آخر نہ دیکھا کہ آفتاب افق میں حجاب سحاب رقیق سے بروجہ کمال نظر آتا ہے اور نصف النہار پر روز صاف میں طائر نظر کے پر جلاتا ہے پھر جس قدر ترقی زائد احتجاب زائد۔

نور کریم کی ترقی بے نہایت کے حضور ابصار تو ابصار، بصیرت کی وہ حالت ہوگی جو مہر عالم تاب کے حضور خفاش (چمگاڈ) کی۔ لاجرم غایت ظہور ہی مستلزم غایت بطون ہوئی پھر بھی اسی کی خفیف جھلک جس میں نگاہ ظاہر کا حصہ رہا کہ اس بار گاہ کرم سے محروم مطلق نہ رہے وہ ہے جو حدیث صحیح میں آیا۔

کان الشمس تجری فی وجہہ .

گویا آفتاب چہرہ پر نور میں رواں ہے۔

دوسری حدیث میں ہے جب تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتا گمان کرتا کہ آفتاب طلوع کر رہا ہے۔

تیسری حدیث میں ہے :

اذا تكلم رأى كالنور يخرج من بين ثناياه .

جب کلام فرماتے دندان پیشیں کے درمیان سے نور سا چھٹتا نظر آتا۔

چوتھی حدیث میں ہے :

له نور يعلوه يحسبه من لم يتأمل اشم .

بنی پر نور پر نور کا بکا بلند تھا جو غور سے نہ دیکھتا بنی اقدس کو اس کے نور کے سبب بہت بلند گمان کرتا۔

پانچویں حدیث میں ہے :

لم يقع مع الشمس الا غلب ضوءه ضوءها

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب آفتاب کے سامنے کھڑے ہوتے حضور کا نور آفتاب کو دبا لیتا۔

عرفان و نور ایمان سب اسی نور والا ظہور کے پرتو ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(ماخوذ از حیات اعلیٰ حضرت جلد اول)

اشعار

نور مصطفیٰ کے عنوان سے امام احمد رضا بریلوی نے یہ اشعار رقم فرمائے ہیں :

حرم و طیبہ و بغداد جدھر کچے نگاہ

جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھٹتا تیرا

●

جلتی تھی زمین کیسی تھی دھوپ کڑی کیسی

لو وہ قد بے سایہ اب سایہ کناں آیا

مہر کس منہ سے جلو داری جاناں کرتا
سایہ کے نام سے بیزار ہے یکتائی دوست

ہر خط کف ہے یہاں اے دست بیضائے کلیم
موجزن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں

ہے انھیں کے نور سے سب عیاں ہے انھیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں
وہی نور حق وہی ظل رب ہے انھیں سے سب ہے انھیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

تو ہے خورشید رسالت پیارے چھپ گئے تیری ضیاء میں تارے
انبیاء اور ہیں سب مہ پارے تجھ سے ہی نور لیا کرتے ہیں
جس کے جلوے سے احد ہے تاباں معدن نور ہے اس کا داماں
ہم بھی اس چاند پہ ہو کر قرباں دل سنگیں کی جلا کرتے ہیں

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا نور اول کا جلوہ ہمارا نبی
بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

لا مکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی
 سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے اندھے نیشوں میں چمکا ہمارا نبی
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
 میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

گود میں عالم شباب حال شباب کچھ نہ پوچھ
 گلبن باغ نور کی اور ہی کچھ اٹھان ہے

کعبہ بھی ہے انھیں کی تجلی کا ایک ظل
 روشن انھیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے
 شکل بشر میں نور الہی اگر نہ ہو
 کیا قدر اس خمیرۂ ما و مدر کی ہے

نور الہ کیا ہے محبت حبیب کی
 جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا سایہ کا سایہ نہ ہوتا نہ سایہ نور کا
 یہ کتاب کن میں آیا طرفہ آیہ نور کا غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنی نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
انبیاء اجزاء ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرا نا نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے استعارہ نور کا

مہر خدا نور نور دل ہے یہ دن ہے دور
شب میں کرو چاند نا تم پہ کرو روں درود

ز عکست ماہ تاباں آفریدند
ز بوئے تو گلستاں آفریدند

ز مہر و چرخ بہر خوان جودت
عجب قرص و نمک داں آفریدند

اے مقتداء شمع ہدیٰ نور خدا ظلمت زدا
آئینہ ہا حیران تو شمس و قمر جو یان تو
مہر ت فدا ماہت گدا نورت جدا از ایں و آں
سیارہا قربان تو شمع ت فدا پروانہ ساں

روشن کر قبر بے کسوں کی
اندھیر ہے بے تیرے مرا گھر
آنکھوں میں چمک کے دل میں آجا
پر نور ہے تجھ سے بزم عالم
اے شمع جمال مصطفائی
اے شمع جمال مصطفائی
اے شمع جمال مصطفائی
اے شمع جمال مصطفائی

شرق انوار قدرت پہ نوری درود فتق ازہار قربت پہ لاکھوں سلام
 قد بے سایہ کے سایہ مرحمت ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام
 (حداائق بخشش)



حضور ﷺ کی سیادت مطلقہ

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
اور بیشک ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے

(الانبیاء/۱۰۷)

حضور ﷺ کی سیادت مطلقہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ فضائل تو آپ کے اور تمام انبیائے کرام صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم اجمعین کے مابین مشترک ہیں اور کچھ فضائل و کمالات وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کے ساتھ مخصوص کیا ہے، اور ان میں دنیا و آخرت میں کوئی نبی بھی آپ کا شریک و سہیم نہیں ہے۔ حق تبارک و تعالیٰ نے جو ہر نفوس انسانیہ کو مختلف فرمایا ہے، بعض مرتبہ صفا کے انتہائی مقام جودت و طہارت کے غایت درجہ میں ہیں۔ بعض متوسط ہیں اور بعض انتہائی کدورت اور غایت ردایت میں ہیں، چنانچہ ہر قسم میں مراتب و درجات جدا گانہ ہیں۔

مگر انبیاء کرام علیہم السلام کے تمام نفوس قدسیہ سب سے زیادہ صاف و جید ہیں اور ان کے ابدان مبارکہ بھی جملہ نفوس بشری کے مقابلے میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور ہر نقص و عیب سے محفوظ و منزہ ہیں۔ باوجودیکہ یہ انبیاء کرام دائرہ کمال میں داخل اور اپنے غیر سے کامل و افضل ہیں مگر باہم ان کے درمیان بھی تفاوت و تفاضل ہے، اور حضور سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب سے از روئے مزاج اصح و اعدل اور اسلم، اور از روئے بدن اطہر ان سب سے از کی و اصفیٰ ہیں اور باعتبار روحانیت سب سے اکمل و اتم ہیں اور تخلیق کے لحاظ سے بھی ان سب سے لطیف تر اور اشرف ہیں۔ آپ کے افضل البشر، سید ولد آدم اور افضل الناس ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ انبیاء کرام کو از قسم کمالات و کرامات جو کچھ حاصل تھا وہ تمام یا اس کے مثل اور ان مخصوص فضائل و کمالات کے ساتھ جو خاص طور پر آپ کو حاصل ہیں دوسرا کوئی نبی آپ کا شریک و سہیم نہیں۔ (مولف)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ وہابیہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین ہونے سے انکار کیا اور قرآن و حدیث سے اس کی دلیل مانگی، لہذا آپ قرآن و حدیث سے اس کا

ثبوت دے کر مسلمانوں کو ممنون فرمائیں۔

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا :

حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا افضل المرسلین و سید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی ایقانی مسئلہ ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بد دین بندہ شیطین۔ والعیاذ باللہ رب العالمین، کلمہ پڑھ کر اس میں شک عجیب ہے آج نہ کھلا تو کل قریب ہے، جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائیں گے سارے مجمع کا دولہا حضور کو بنائیں گے، انبیائے جلیل تا حضرت خلیل سب حضور ہی کے نیاز مند ہوں گے، موافق و مخالف کی حاجتوں کے ہاتھ انھیں کی جانب بلند ہوں گے انھیں کا کلمہ پڑھا جاتا ہوگا انھیں کی حمد کا ڈنکا بجتا ہوگا جو آج بیان ہے کل عیان ہے اس دن جو مومن و مقربین نور بار عشرتوں سے شادیاں رچائیں گے۔ یا لیتنا اطعنا اللہ و اطعنا الرسول اللہم اجعلنا من المهتدين و لا تجعلنا فتنه للقوم الظالمين .

گروہ معتزلہ کہ ملائکہ کرام کو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل مانتے ہیں وہ بھی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ اجمعین کو بالیقین مخصوص و مستثنیٰ جانتے ہیں ان کے نزدیک بھی حضور پر نور انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین و خلق اللہ اجمعین سب سے افضل و اعلیٰ و بلند و بالا علیہ صلوٰۃ المولیٰ تعالیٰ، کلمات علمائے کرام میں اس کی تصریح اور فقیر (امام احمد رضا) کے رسالہ اجلال جبریل بجللہ خادما للمحبوب البجیل میں تحقیق و توضیح۔ (حجلی الیقین)

پھر امام احمد رضا بریلوی نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افضل المرسلین و سید الاولین والآخرین ہونے کی آیات و احادیث اور وحی ربانی سے جو نفیس تحقیق فرمائی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

انبیاء سے عہد و میثاق

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے :

و اذا اخذ الله ميثاق النبيين لما آتاكم من كتاب و حكمة ثم جاءكم رسول
مصدق لما معكم لتؤمنن به و لتنصرنه قال اقررتم و اخذتم على ذلكم اصرى قالوا
اقررنا قال فاشهدوا و انا معكم من الشاهدين فمن تولى بعد ذلك فاولئك هم
الفاسقون.

اور یاد کراے محبوب جب خدا نے عہد لیا پیغمبروں سے کہ جو میں تم کو کتاب و حکمت دوں پھر
تمہارے پاس آئے رسول تصدیق فرماتا اس کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا، اور
بہت ضرور اس کی مدد کرنا پھر فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب انبیاء نے عرض کی کہ
ہم ایمان لائے فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں اب جو اس
کے بعد پھرے گا تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

امام اجل ابو جعفر طبری وغیرہ محدثین اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولیٰ المسلمین امیر المومنین
جناب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی :

لم یبعث الله نبيا من آدم فمن دونه الا اخذ عليه العهد في محمد صلى الله
تعالى عليه وسلم لئن بعث و هو حي ليومنن به و لينصرنه و ياخذ العهد بذلك على
قومه .

یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آخر تک جتنے انبیاء بھیجے سب سے محمد رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں عہد لیا کہ اگر یہ اس نبی کی زندگی میں مبعوث ہوں تو وہ ان پر ایمان
لائے اور ان کی مدد فرمائے اور اپنی امت سے اس مضمون کا عہد لے۔

اسی طرح حبر الامۃ عالم القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہوا

اسے ابن جریر و عساکر نے روایت کیا، بلکہ امام بدر زکشی و حافظ عماد بن کثیر و امام الحافظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اسے صحیح بخاری کی طرف نسبت کیا۔

اس عہد ربانی کے مطابق ہمیشہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نشر مناقب و ذکر مناصب حضور سید المرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین سے رطب اللسان رہتے اور اپنی پاک مبارک مجالس و محافل ملائک منزل کو حضور کی یاد و مدح سے زینت دیتے اور اپنی امتوں سے حضور پر نور پر ایمان لانے اور مدد کرنے کا عہد لیتے یہاں تک کہ وہ پچھلا مژدہ رساں کنواری بتول کا ستھرا بیٹا مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوات اللہ مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کہتا تشریف لایا اور جب سب ستارے روشن رہ پارے مکمن غیب میں گئے آفتاب عالم تاب ختمیت نے باہزاراں ہزار جاہ و جلال طلوع اجلال فرمایا۔

ابن عساکر سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

لم یزل اللہ یتقدم فی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الی آدم فمن بعده و لم تزل الامم تتبا شر به و تستفتح به حتی اخرجہ اللہ فی خیر امتہ و فی خیر قرن و فی خیر اصحاب و فی خیر بلد۔

ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد کے سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پیشین گوئی فرماتا رہا اور قدیم سے سب امتیں تشریف آوری حضور کی خوشیاں مناتیں اور حضور کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم و بہترین قرون و بہترین اصحاب و بہترین بلاد میں ظاہر فرمایا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اور اس کی تصدیق قرآن عظیم میں ہے :

و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءہم ما عرفوا کفروا بہ

فلعنة الله على الكافرين .

یعنی اس نبی کے ظہور سے پہلے کافروں پر اس کے وسیلہ سے فتح چاہتے پھر جب وہ جانا پہچانا ان کے پاس تشریف لایا منکر ہو بیٹھے تو خدا کی پھٹکار منکروں پر۔

علماء فرماتے ہیں جب یہود مشرکوں سے لڑتے دعا کرتے۔

اللهم انصر عليهم بالنبي المبعوث في آخر الزمان الذي نجد صفته في التوراة.

الہی ہمیں مدد دے ان پر صدقہ اس نبی آخر الزمان کا جس کی نعت ہم توریت میں پاتے ہیں۔

اس دعا کی برکت سے انھیں فتح دی جاتی۔

اسی پیمان الہی کا سبب ہے کہ حدیث میں آیا حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

و الذي نفسی بیدہ لو ان موسیٰ کان حیا الیوم ما وسعہ الا ان یتبعنی .

قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج اگر موسیٰ دنیا میں ہوتے میری پیروی کے سوا ان کو کچھ گنجائش نہ ہوتی۔

اسے امام احمد و دارمی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابو نعیم نے دلائل النبوة میں حضرت

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

اور یہی باعث ہے کہ جب آخر الزمان میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول

فرمائیں گے ہاں کہ بدستور منصب رفیع نبوت و رسالت پر ہوں گے، حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے امتی بن کر رہیں گے، حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے، حضور کے ایک امتی و نائب یعنی امام

مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم .

کیسا حال ہوگا تمہارا جب ابن مریم تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اسے بخاری و مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور اس عہد واثق کی پوری تائید و توثیق حدیث عز جلالہ نے تورات مقدس میں فرمائی۔

امام علامہ تقی المملۃ والدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ایک نفیس رسالہ ”التعظیم والممنۃ فی لتؤمن بہ و لتصر نہ“ لکھا اور اس میں آیت مذکورہ سے ثابت فرمایا کہ ہمارے حضور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی امتیں سب حضور کے امتی حضور کی نبوت و رسالت زمانہ سیدنا ابوالبشر علیہ الصلاۃ والسلام سے روز قیامت تک جمیع خلق اللہ کو عام شامل ہے اور حضور کا ارشاد و کنت نبیا و آدم بین الروح و الجسد اپنے معنی حقیقی پر ہے۔

اگر ہمارے حضور حضرت آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کے زمانہ میں ظہور فرماتے ان پر فرض ہوتا کہ حضور پر ایمان لاتے اور حضور کے مددگار ہوتے اسی کا اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد لیا تھا۔ اور حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شب اسرا تمام انبیاء و مرسلین نے حضور کی اقتداء کی اور اس کا پورا ظہور روز نشور ہوگا جب حضور کے زیر لوا آدم و من سوا کافہ رسل و انبیاء ہوں گے۔ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

بالجملہ مسلمان بہ نگاہ ایمان اس آیت کریمہ کے مفادات عظیمہ پر غور کرے صاف صریح ارشاد فرما رہی ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل الاصول ہیں، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسولوں کے رسول ہیں،

امتیوں کو جو نسبت انبیاء و رسل سے ہے وہ نسبت انبیاء و رسل کو اس سید الکمل سے ہے، امتیوں پر فرض کرتے ہیں رسولوں پر ایمان لاؤ، رسولوں سے عہد و پیمان لیتے ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گرویدگی فرماؤ، غرض صاف صاف جتا رہے ہیں کہ مقصود اصل ایک وہی ہیں باقی تم سب تابع و طفیلی۔ ع

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل

آیت میثاق کی تاکیدات

پھر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں

اقول وباللہ التوفیق: پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن عظیم نے کس قدر مہتمم بالشان ٹھہرایا اور طرح طرح سے موکد فرمایا۔

اولاً : انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصومین ہیں زہار حکم الہی کا خلاف ان سے محتمل نہیں، کافی تھا کہ رب تبارک و تعالیٰ بطریق امر انھیں ارشاد فرماتا اگر وہ نبی تمھارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا، مگر اس قدر پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا یہ عہد، عہد الست بر بکم کے بعد دوسرا پیمان تھا جیسے کلمہ طیبہ میں لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ، تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ پر فرض ربوبیت الہیہ کا اذعان ہے پھر اس کے برابر رسالت محمدیہ پر ایمان۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ثانیاً : اس عہد کو لام قسم سے موکد فرمایا، لتؤمنن بہ و لتنصرنہ جس طرح نوابوں سے بیعت سلاطین پر قسمیں لی جاتی ہیں، امام بکی فرماتے ہیں شاید سوگند بیعت اسی آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثالثاً : نون تاکید۔

رابعاً : وہ بھی ثقیلہ لا کر ثقل تاکید کو اور دوبالا فرمایا۔

خامسا : یہ کمال اہتمام ملاحظہ کیجیے کہ حضرات انبیاء ابھی جواب نہ دینے پائے کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتے ہیں اُفرد تم کیا تم اس امر پر اقرار کرتے ہو؟ یعنی کمال تعجیل و تسجیل مقصود ہے۔

سادسا : اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد ہوا و اخذتم علی ذلکم اصری خالی اقرار نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعا : علیہ یا علی هذا کی جگہ علی ذلکم فرمایا کہ بعد اشارت دلیل عظمت ہو۔

ثامنا : اور ترقی ہوئی کہ فاشہدوا ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ حالاں کہ معاذ اللہ اقرار کر کے مکر جانا ان پاک مقدس جنابوں سے معقول نہ تھا۔

تاسعا : کمال یہ ہے کہ فقط ان کی گواہیوں پر بھی اکتفا نہ ہوئی بلکہ ارشاد فرمایا و انما معکم من الشاہدین میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں۔

عاثرا : سب سے زیادہ نہایت کا یہ ہے کہ اس قدر عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد بآں کہ انبیاء کو عصمت عطا فرمائی بہ سخت شدید تہدید بھی فرمادی گئی کہ فمن تولی بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون اب جو اس اقرار سے پھرے گا فاسق ٹھہرے گا۔

اللہ، اللہ! یہ وہی اعتنائے تام و اہتمام تمام ہے جو باری تعالیٰ کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں ارشاد کرتا ہے۔

و من یقل منهم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم کذلک نجزی
الظالمین۔

جو ان میں سے کہے گا میں اللہ کے سوا معبود ہوں اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستم گروں کو۔

گویا اشارہ فرمایا جس طرح ہمیں ایمان کے جزا دل لا الہ الا اللہ کا اہتمام ہے یوں ہی جز دوم محمد رسول اللہ سے اعتنائے تام ہے۔ میں تمام جہان کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتداء کہ انبیاء و مرسلین بھی اس کی بیعت و خدمت کے محیط دائرہ میں داخل ہوئے۔ اس سے بڑھ کر حضور کی سیادت عامہ و فضیلت تامہ پر کون سی دلیل درکار ہے۔

حضور کی رحمت و افضلیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و ما ارسلک الا رحمة للعالمین .

اے محبوب ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

عالم، ما سوائے اللہ کو کہتے ہیں، جس میں انبیاء و ملائکہ سب داخل، تو لا جرم حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب پر رحمت و نعمت رب الارباب ہوئے اور وہ سب حضور کی سرکار عالم مدار سے بہرہ مند و فیض یاب، اس لیے اولیائے کاملین و علمائے عالمین تصریح فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک ارض و سماء میں، اولیٰ و آخرت میں، دنیا و دین میں، روح و جسم میں، چھوٹی یا بڑی، بہت یا تھوڑی جو نعمت و دولت کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی سب حضور کی بارگاہ جہان پناہ سے بنی اور بنتی ہے اور ہمیشہ بڑے گی۔

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کریمہ کے تحت میں لکھا ہے۔

لما کان رحمة للعالمین لزم ان یکون افضل من کل العالمین .

جب حضور تمام عالم کے لیے رحمت ہیں واجب ہوا کہ تمام ماسوائے اللہ سے افضل ہوں۔

حضور جمیع مخلوقات کے رسول ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

و ما ارسلناک من رسول الا بلسان قومہ .

نہ بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے۔

علماء فرماتے ہیں کہ یہ آیہ کریمہ دلیل ہے کہ انبیائے سابقین سب خاص اپنی قوم پر رسول کر کے بھیجے جاتے۔

اقول : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لقد ارسلنا نوحا الی قومہ .

اور فرماتا ہے، و الی عاد اخاهم ہودا .

اور فرماتا ہے، و الی ثمود اخاهم صالحا .

اللہ عزوجل فرماتا ہے، و لوطا اذ قال لقومہ .

اور فرماتا ہے، و الی مدین اخاهم شعيبا .

اور فرماتا ہے، ثم بعثنا من بعدہم موسیٰ بایاتنا الی فرعون و ملائکہ .

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و تلک حجتنا اتیناها ابراہیم علی قومہ .

اور فرماتا ہے فی یونس و ارسلنہ الی مائۃ الف او یزیدون .

حق تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے ان عیسیٰ و رسولہ الی بنی اسرائیل .

اسی لیے صحیح حدیث میں فرمایا :

كان النبي يبعث إلى قومه خاصة .

نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا۔

اسے بخاری و مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

دوسری روایت میں آیا

كان النبي يبعث إلى قرية لا يعدوها .

نبی ایک بستی کی طرف مبعوث ہوتا جس کے آگے تجاوز نہ کرتا۔

اسے ابویعلیٰ نے عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے فرماتا ہے۔

وما ارسلناك إلا كافة للناس بشيرا و نذيرا و لكن اكثر الناس لا يعلمون .

نہ بھیجا ہم نے تمہیں مگر سب لوگوں کے لیے خوش خبری دیتا اور ڈر سنا تا پر بہت لوگ بے خبر ہیں۔

اللہ عز و جل فرماتا ہے :

قل يا ايها الناس اني رسول الله اليكم جميعا .

تو فرما اے لوگو! میں خدا کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔

اور فرماتا ہے :

تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا .

بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندے پر کہ ڈر سنانے والا ہو سارے جہان کو۔

اسی لیے خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ارسلت إلى الخلق كافة .

میں تمام مخلوق الہی کی طرف بھیجا گیا۔

اسے مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حضور کی افضلیت مطلقہ کی یہ دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشادات سے

ہے، دارمی ابویعلیٰ طبرانی بیہقی روایت کرتے ہیں اس جناب نے فرمایا :

ان الله تعالى فضل محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم على الانبياء و على اهل

السماء .

بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و ملائکہ سے افضل کیا۔

حاضرین نے انبیاء پر وجہ تفضیل پوچھی، فرمایا :

ان الله تعالى قال و ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ و قال لمحمد صلى

الله تعالى عليه وسلم و ما ارسلناك الا كافة للناس ، فارسله الى الانس و الجن .

یعنی اللہ نے اور رسولوں کے لیے فرمایا ہم نے نہ بھیجا کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس کی قوم کے،

اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رسول سب لوگوں کے لیے تو حضور کو تمام انس و

جن کا رسول بنایا۔

علماء فرماتے ہیں رسالت والا کا تمام انس و جن کو شامل ہونا اجماعی ہے اور محققین کے نزدیک

ملائکہ کو بھی شامل، بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حجر و شجر و ارض و سماء و جبال و بحار تمام ماسوا اللہ اس کے احاطہ عامہ و دائرہ تامہ میں داخل۔ اور خود قرآن عظیم میں لفظ عالمین اور روایت صحیح مسلم میں لفظ خلق وہ بھی موکد بہ کلمہ کافہ اس مطلب پر احسن الدلائل۔

طبرانی معجم کبیر میں یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما من شیء الا يعلم انی رسول اللہ الا کفرة الجن و الانس .

کوئی چیز نہیں جو مجھے رسول اللہ نہ جانتی ہو مگر بے ایمان جن و آدمی۔

آیت افضلیت مطلقہ پر دلیل ہے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ آیت کریمہ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کی توضیح و تفسیر نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی افضلیت مطلقہ ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔
اب نظر کیجیے کہ یہ آیت کتنی وجہ سے افضلیت مطلقہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حجت ہے۔

اولاً : اس موازنہ سے خود واضح ہے کہ انبیاء سابقین علیہم الصلاۃ والسلام ایک شہر کے ناظم تھے اور حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سلطان ہفت کشور بلکہ بادشاہ زمین و آسمان۔

ثانیاً : اعبائے رسالت سخت گراں بار ہیں اور ان کا تحمل بغایت دشوار انا سنلقى علیک قولا ثقیلا اسی لیے موسیٰ و ہارون سے عالی ہمتوں کو پہلے ہی تاکید ہوئی لا تنیبا فی ذکر یری دیکھو میرے ذکر میں سست نہ ہو جانا، پھر جس کی رسالت ایک قوم خاص کی طرف اس کی مشقت تو اس قدر،

جس کی رسالت نے انس و جن و شرق و غرب کو گھیر لیا اس کی مونت کس قدر، پھر جیسی مشقت و یا ہی اجر اور جتنی خدمت اتنی ہی قدر، افضل العبادات احمدزھا مشقت والی عبادت زیادہ افضل ہے۔

ثالثاً : جیسا جلیل کام ہو ویسا ہی جلالت والا اس کے لیے درکار ہوتا ہے بادشاہ چھوٹی چھوٹی مہموں پر افسران ماتحت کو بھیجتا ہے اور سخت عظیم مہم پر امیر الامراء و سردار اعظم کو لا جرم رسالت خاصہ و بعثت عامہ میں جو تفرقہ ہے وہی فرق مراتب ان خاص رسولوں اور ان رسول الکمل میں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم اجمعین۔

رابعاً : یوں ہی حکیم کی شان یہ ہے کہ جیسے علو شان کا آدمی ہو اسے ویسے ہی عالی شان کام پر مقرر کریں کہ جس طرح بڑے کام پر چھوٹے سردار کا تعین اس کے سرانجام نہ ہونے کا موجب، یوں ہی چھوٹے کام پر بڑے سردار کا تقرر نگاہوں میں اس کے ہلکے پن کا جالب۔

خامساً : جتنا کام زیادہ اتنا ہی اس کے لیے سامان زیادہ، نواب کو اپنے انتظام ریاست میں فوج و خزانہ اسی کے لائق درکار اور بادشاہ عظیم خصوصاً سلطان ہفت اقلیم کو اس کے رتق و فتق و نظم و نسق میں اسی کے موافق اور یہاں سامان وہ تائید الہی و ترتیب ربانی ہے جو حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مبذول ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ جو علوم و معارف قلب اقدس پر القا ہوئے معارف و علوم جمیع انبیاء سے اکثر و دانی ہوں۔

انبیاء کے لیے ادائے امانت کی چیزیں

اقول : پھر یہ بھی دیکھنا کہ انبیاء کو ادائے امانت و ابلاغ رسالت میں کن کن باتوں کی حاجت ہوتی

ہے۔

- حلم : کہ گستاخی کفار پر تنگدل نہ ہو، دع اذہم و توکل علی اللہ .
- صبر : کہ ان کی اذیتوں سے گھبرانہ جائیں، فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل .
- تواضع : کہ ان کی صحبت سے نفور نہ ہوں، و اخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین .
- رفق ولینت : کہ قلوب ان کی طرف راغب ہوں فبما رحمة من اللہ لنت لهم .
- رحمت : کہ واسطہ افاضہ خیرات ہوں رحمة للذین آمنوا منکم .
- شجاعت : کہ کثرت اعداء کو خیال میں نہ لائیں انی لا يخاف لدى المرسلون فان الانسان عبيد الاحسان و جبلت القلوب على حب من احسن اليها و لا تجعل يدك مغلولة الى عنقك .
- عفو و مغفرت : کہ نادان جاہل فیض پاکیں، فاعف عنهم واصفح ان اللہ يحب المحسنين .
- استغناء و قناعت : کہ جہال اس دعویٰ عظمیٰ کو طلب دنیا پر محمول نہ کریں لا تمدن عينک الى ما متعنا به ازواجنا منهم .
- جمال عدل : کہ تمہیف و تادیب و ترتیب امت میں جس کی رعایت کرے۔ و ان حکمت بینہم فاحکم بالعدل .
- کمال عقل : کہ اصل فضائل و منبع فواضل ہے و لہذا عورت کبھی نبی نہیں ہوئی، و ما ارسلنا من قبلک الا رجالا نہ کبھی اہل بادیہ و سرکان وہ کونبوت ملی کہ جفا و غلظت ان

کی طینت ہوتی ہے الا رجالا نوحی الیہم من اہل القری ای اہل
الامصار .

اسی طرح نظافت نسب و حسن سیرت و صورت سب ہی صفات جمیلہ کی حاجت ہے کہ ان کی کسی
بات پر نکتہ چینی نہ ہو، غرض یہ سب انھیں خزائن سے ہیں جو ان سلاطین حقیقت کو عطا ہوتے ہیں پھر جس کی
سلطنت عظیم اس کے خزائن عظیم۔ حدیث میں ہے

ان الله ينزل المعونة على قدر المؤنة .

(مولف) اللہ تعالیٰ مشقت و تکلیف کے مطابق مدد نازل فرماتا ہے۔

تو ضرور ہوا کہ ہمارے حضور ان سب اخلاق فاضلہ و اوصاف کاملہ میں تمام انبیاء سے اتم و اکمل و
اعلیٰ و اجل ہوں۔ اسی لیے خود ارشاد فرماتے ہیں

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق .

میں اخلاق حسنہ کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا۔

اسے بخاری نے ادب المفرد میں اور ابن سعد و حاکم و بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کیا۔

حضور کی عقل

وہب بن منبہ فرماتے ہیں میں نے اکہتر کتب آسمانی میں لکھا دیکھا کہ روز آفرینش دنیا سے قیام
قیامت تک تمام جہان کے لوگوں کو جتنی عقل عطا کی ہے وہ سب مل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عقل کے
آگے ایسی ہے جیسے تمام ریگستان دنیا کے سامنے ریت کا ایک ذرہ۔

حضور کی رسالت عام ہے

سادساً : ہم اوپر بیان کر آئے کہ حضور کی رسالت زمانہ بعثت سے مخصوص نہیں بلکہ اولین و آخرین سب کو حاوی۔

ترمذی جامع میں اور حاکم و بیہقی و ابونعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور احمد مسند اور بخاری تاریخ میں اور ابن سعد و حاکم و بیہقی و ابونعیم میسرۃ الفجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بزار و طبرانی و ابونعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابونعیم بطریق صناعی امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن سعد ابن ابی الجعد و مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر و عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی۔

متی و جبت لك النبوة.

حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی۔

فرمایا :

و آدم بين الروح والجسد.

جب کہ آدم درمیان روح اور جسد کے تھے۔

آدم سروتن بآب و گل داشت

کو حکم بملک جان و دل داشت

اسی لیے اکابر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے

رسول ہیں۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوة میں فرماتے ہیں :

چوں بود خلق آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعظم الاخلاق بعث کرد خدائے تعالیٰ اور ابسوائے کافہ ناس و مقصور نہ گرا دیند رسالت اور ابر ناس بلکہ عام گردانید جن و انس را بلکہ بر جن و انس نیز مقصور نہ گردانید تا آں کہ عام شد تمام عالمین را پس ہر کہ اللہ تعالیٰ پروردگار اوست محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول او ست ۔

جب حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اخلاق کے بلند مرتبہ پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں جملہ مخلوقات کی طرف مبعوث فرمایا اور ان کی رسالت صرف لوگوں پر منحصر نہ ہوئی بلکہ جن و انس کو عام و شامل ہوئی بلکہ جن و انس پر بھی موقوف و منحصر نہیں رہی یہاں تک کہ ہر عالم و جملہ مخلوقات کو ان کی رسالت عام و تمام ہوئی لہذا اللہ تعالیٰ جس کا خالق و پروردگار ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ (مولف)

اب تو یہ دلیل اور بھی زیادہ عظیم و جلیل ہو گئی کہ ثابت ہوا جو نسبت انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے خاص ایک بستی کے لوگوں کو ہوتی وہ نسبت اس سرکار عرش و قار سے ہر ذرہ مخلوق و ہر فرد ماسوا اللہ یہاں تک کہ خود انبیاء و مرسلین کو ہے اور رسول کا اپنی امت سے افضل ہونا بدیہی۔

انبیاء پر حضور کی عظمت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله و رفع بعضهم

درجت .

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی کچھ ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا اور ان میں بعض کو درجوں بلند کیا۔

ائمہ فرماتے ہیں یہاں اس بعض سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں کہ انھیں سب انبیاء پر رفعت و عظمت بخشی، اور یوں مبہم ذکر فرمانے میں حضور کے ظہور افضلیت و شہرت سیادت کی طرف اشارہ تامہ ہے یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لو یا نہ لو انھیں کی طرف ذہن جائے گا اور کوئی دوسرا خیال میں نہ آئے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیر (امام احمد رضا بریلوی) کہتا ہے اہل محبت جانتے ہیں کہ اس ابہام تام میں کیا لطف و مزہ ہے۔ ع

اے گل بتو خر سندم تو بوی کسی داری

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسی می آید
کہ ز انھاس خوشش بوی کسی می آید

کسی کا دو قدم چلنا یہاں پامال ہو جانا

رسولوں میں افضل

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و کفی
باللہ شہیدا۔

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور سچا دین لے کر کہ اسے غالب کرے سب دینوں پر اور
خدا کافی ہے گواہ۔

اور اس امت مرحومہ سے فرماتا ہے :

کنتم خیر امة اخرجت للناس .

تم سب سے بہتر امت ہو کہ لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی۔

آیات کریمہ ناطق کہ حضور کا دین تمام ادیان سے اعلیٰ و اکمل اور حضور کی امت سب امم سے بہتر و افضل، تو لا جرم اس دین کا صاحب اور اس امت کا آقا سب دین و امت والوں سے افضل و اعلیٰ۔

امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و حاکم معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

انکم تتمون سبعین امة اتم خیرھا و اکرمھا علی اللہ .

تم سترامتوں کو پورا کرتے ہو کہ اللہ کے نزدیک ان سب سے بہتر و بزرگ تر تم ہو۔

انبیاء اور حضور کے خطاب میں فرق

قرآن عظیم کا عام محاورہ ہے کہ تمام انبیاء کرام کو نام لے کر پکارتا ہے۔

یا آدم اسکن انت و زوجک الجنة .

یا نوح اهبط بسلام منا .

یا ابراهیم قد صدقت الرؤیا .

یا موسیٰ انی انا اللہ .

یا عیسیٰ انی متوفیک .

یا داؤد انا جعلنا خلیفة .

یا زکریا انا نبشرك .

یا یحییٰ خذ الكتاب بقوة .

مگر جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور کے اوصاف جلیلہ و القاب جمیلہ ہی سے یاد کیا ہے۔

یا ایہا النبی انا ارسلناک .

اے نبی ہم نے تجھے رسول کیا۔

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک .

اے رسول پہنچا جو تیری طرف اترا۔

یا ایہا المزمّل قم الیل .

اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے رات میں قیام فرما۔

یا ایہا المدثر قم فانذر .

اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا ہو لوگوں کو ڈرنا۔

یس و القرآن الحکیم انک لمن المرسلین .

اے یسین یا اے سردار مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی بیشک تو مرسلوں سے ہے۔

طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی .

اے طہ یا اے پاکیزہ رہنما ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو ان نداؤں اور ان خطابوں کو سنے گا بالبدلتہ حضور سید المرسلین و انبیاء سابقین کا فرق جان لے گا۔

یا ادم است با پدر انبیاء خطاب

یا یھنا النبی خطاب محمد است

امام عزالدین بن عبدالسلام وغیرہ علمائے کرام فرماتے ہیں :

بادشاہ جب اپنے تمام امراء کو نام لے کر پکارے اور ان میں خاص ایک مقرب کو یوں ندا فرمایا کرے، اے مقرب حضرت، اے نائب سلطنت، اے صاحب عزت، اے سردار مملکت تو کیا کسی طرح محل شک و ریب باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہ سلطانی میں سب سے زیادہ عزت و وجاہت والا اور سرکار سلطانی کو تمام عمائد و اراکین سے بڑھ کر پیارا ہے۔

فقیر (امام احمد رضا بریلوی) غفر اللہ تعالیٰ لہ کہتا ہے خصوصاً یا ایہا المزمّل و یا ایہا المدثر تو وہ پیارے خطاب ہیں جن کا مزہ اہل محبت ہی جانتے ہیں، ان آیتوں کے نزول کے وقت سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالا پوش اوڑھے جھرمٹ مارے لیٹے تھے اسی وضع و حالت سے حضور کو یاد فرما کر ندا کی گئی، بلا تشبیہ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے پیارے محبوب کو پکارے، او بانگی ٹوپی والے، اودھانی دوپٹے والے۔ ع

او دامن کو اٹھا کے جانے والے

اقول: نہایت یہ ہے کہ اشقیائے یہود مدینہ و مشرکین مکہ جو حضور سے جاہلانہ گفتگو میں کرتے ان مقالات خبیثہ کو بغرض رد و ابطال و مژدہ رسانی عذاب و نکال بار ہا نقل فرمایا گیا مگر ان گستاخوں کی ان بے ادبانہ ندا کا کہ نام لے کر حضور کو پکارتے محل نقل میں بھی ذکر نہ آیا۔ ہاں جہاں انھوں نے وصف

کریم سے ندا کی تھی اگرچہ ان کے زعم میں بطور استہزاء تھی اسے قرآن مجید نقل کر لایا کہ :

قالوا یا ایہا الذی نزل الیہ الذکر

بولے اے وہ جس پر قرآن اترا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

بخلاف حضرات انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کہ ان سے کفار کے مخاطبے ویسے ہی منقول

ہیں۔

یا نوح قد جا دلتنا۔

أنت فعلت هذا بالهتنا یا ابراهیم۔

یا موسیٰ ادع لنا ربک بما عہد عندک۔

یا صالح ائتنا بما تعدنا۔

یا شعیب ما نفقہ کثیر امما تقول۔

بلکہ اس زمانہ کے مطیعین بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم سے یوں ہی خطاب کرتے ہیں اور قرآن عظیم نے اسی طرح ان سے نقل فرمائی۔

اسباط نے کہا:

یا موسیٰ لن نصبر علی طعام واحد

حواریوں نے کہا:

یا عیسیٰ ابن مریم هل یستطیع ربک

حضور کو نام لے کر پکارنا حرام ہے

یہاں اس کا یہ بندوبست فرمایا کہ اس امت مرحومہ پر اس نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا.

رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرا جو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

کہ اے زید، اے عمرو، بلکہ یوں عرض کرو۔

یا رسول اللہ .

یا نبی اللہ .

یا سید المرسلین .

یا خاتم النبیین .

یا شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلک اجمعین .

ابو نعیم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی :

قالوا كانوا يقولون يا محمد يا ابا القاسم فنهامم الله عن ذلك اعظاما لنبیہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا یا نبی اللہ ، یا رسول اللہ .

یعنی پہلے حضور کو یا محمد، یا ابا القاسم کہا جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نبی فرمائی جب

سے صحابہ کرام یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہنا کرتے۔

نبیہی امام علقمہ و امام اسود اور ابو نعیم امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں

راوی :

لا تقولوا یا محمد و لكن قولوا یا رسول الله یا نبی الله .

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو۔

اسی طرح امام قتادہ تمیزانس بن مالک سے روایت کی۔

ولہذا علماء تصریح فرماتے ہیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے، اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال کہ وہ راہ ادب سے تجاوز کرے۔ بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا اگر یہ لفظ کسی دعاء میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یا محمد انی توجہت بک الی ربی تاہم اس کی جگہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہنا چاہئے حالانکہ الفاظ دعاء میں حتی الوسع تغیر نہیں کی جاتی۔

امتوں کے خطاب میں فرق

یہ تو خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ تھا حضور کے صدقہ میں اس امت مرحومہ کا خطاب بھی خطاب اہم سابقہ سے ممتاز و شہرہ انگلی امتوں کو اللہ تعالیٰ یا ایہا المساکین ، فرمایا کرتا تو ریت مقدس میں جا بجا یہی لفظ ارشاد ہوا ہے۔ اور اس امت مرحومہ کو جب ندا فرمائی ہے یا ایہا الذین آمنوا فرمایا گیا ہے یعنی اے ایمان والو، امتی کے لیے اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی۔ سچ ہے پیارے کے علاقے والے بھی پیارے۔ آخر نہ سنا کہ فرماتا ہے :

فاتبعونی بحبکم الله .

میری پیروی کرو اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ کا حضور کی قسم یاد فرمانا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

لَعَمْرِكَ أَنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ .

حق جل وعلاء اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے فرماتا ہے تیری جان کی قسم وہ کافر اپنے نشہ میں اندھے ہو رہے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

لَا أَقْسَمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حَلَّ بِهَذَا الْبَلَدِ .

میں قسم یاد کرتا ہوں اس شہر کی کہ تو اس شہر میں جلوہ فرما ہے۔

اور فرماتا ہے :

وَقِيلَ يَا رَبِّ انْ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ .

مجھے قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے رب میرے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

اور فرماتا ہے :

وَالْعَصْرِ .

قسم زمان برکت نشان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی۔

اے مسلمان! یہ مرتبہ جلیلہ اس جان محبوبیت کے سوا کسے میسر ہوا کہ قرآن عظیم نے ان کے شہر کی

قسم کھائی، ان کی باتوں کی قسم کھائی، ان کے زمانے کی قسم کھائی، ان کی جان کی قسم کھائی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ہاں اے مسلمان! محبوبیت کبریٰ کے یہی سنی ہیں۔

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما حلف الله بحياة احد قط الا بحياة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم قال تعالى لعمرک انهم لفي سكرتهم يعمهون و حياتک يا محمد

یعنی اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی زندگی کی قسم یاد نہ کی سوا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ آیہ کریمہ لعمرک میں فرمایا مجھے تیری جان کی قسم اے محمد۔

ابو یعلیٰ ابن جریر ابن مردویہ بیہقی ابو نعیم ابن عساکر بغوی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ما خلق الله و ما زراً و ما برأ نفساً اكرم عليه من محمد صلى الله تعالى عليه وسلم و ما حلف الله بحياة احد قط الا بحياة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم لعمرک انهم لفي سكرتهم يعمهون :

اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نہ بنایا، نہ پیدا کیا، نہ آفرینش فرمایا جو اسے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ عزیز ہو، نہ کبھی ان کی جان کے سوا کسی جان کی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے تیری جان کی قسم وہ کافر اپنی مستی میں بہک رہے ہیں۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی احياء العلوم اور امام محمد بن الحاج عبد ریکی مدخل اور امام احمد محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ اور علامہ شہاب الدین خفاجی نسیم الریاض میں ناقل حضرت امیر المومنین عمر فاروق

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث طویل میں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں :

بابی انت وامی یا رسول اللہ قد بلغ من فضیلتک عند اللہ تعالیٰ ان اقسام بحیاتک دون سائر الانبیاء و لقد بلغ من فضیلتک عنده ان اقسام بتراب قدمیک فقال لا اقسام بهذا البلد.

یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان بیشک حضور کی بزرگی خدا کے نزدیک اس حد کو پہنچی کہ حضور کی زندگی کی قسم یاد فرمائی نہ باقی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اور تحقیق حضور کی فضیلت خدا کے یہاں اس نہایت کی ٹھہری کہ حضور کی خاک پاکی قسم یاد فرمائی کہ ارشاد کرتا ہے مجھے اس شہر کی قسم۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج میں فرماتے ہیں :

اس لفظ در ظاہر نظر سختی در آید نسبت بجناب عزت چوں گویند کہ سو گندی خورد بخاکپائے حضرت رسالت و نظر حقیقت معنی پاک و صاف است کہ غبارے نیست بر آں و تحقیق اس سخن آنست کہ سو گند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ پھیزے غیر ذات و صفات خود برائے اظہار شرف و فضیلت و تمیز آن چیز است نزد مردم و نسبت بایشاں تابدا نند کہ آن امرے عظیم و شریف است نہ آں کہ اعظم نسبت بوئے تعالیٰ۔

جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک پاکی قسم یاد فرمائی تو یہ لفظ ظاہر نظر میں سخت معلوم ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ پاک و صاف ہے اس پر کوئی غبار نہیں ہے اور اس بات کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات و صفات کے علاوہ کسی چیز کی قسم یاد فرمانا لوگوں کی نظر میں اس چیز کا شرف و فضل ظاہر کرنے کے لیے ہے اور یہ لوگوں ہی کے اعتبار سے ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ امر عظیم و شریف اور باوقار ہے یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ چیز عظیم ہے یعنی اللہ سے بڑی اور عظمت والی کوئی چیز نہیں۔ (مولف)

اعتراضات کفار کے جواب انبیاء نے خود دیے

اور حضور کی طرف سے رب العالمین نے

قرآن عظیم میں جا بجا حضرات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے کفار کی جاہلانہ جدال مذکور جس کے مطالعہ سے ظاہر کہ وہ اشقیاء طرح طرح سے حضرات انبیاء میں سخت کلامی و بیہودہ گوئی کرتے اور حضرات رسل علیہم الصلاۃ والسلام اپنے علم عظیم و فضل کریم کے لائق جواب دیتے۔

سیدنا نوح علیہ الصلاۃ والسلام سے ان کی قوم نے کہا :

انا لنراک فی ضلل مبین

بیشک ہمیں تمہیں کھلا گمراہ سمجھتے ہیں۔

فرمایا:

يقوم ليس بي ضللة و لكن رسول من رب العلمين .

اے میری قوم مجھے گمراہی سے کچھ علاقہ نہیں میں تو رسول ہوں پروردگار عالم کی طرف سے۔

سیدنا ہود علیہ الصلاۃ والسلام سے عادی نے کہا :

انا لنراک فی سفاهة و نالظنک من الکاذبین .

یقیناً ہم تمہیں حماقت میں خیال کرتے ہیں اور ہمارے گمان میں تم بیشک جھوٹے ہو۔

فرمایا:

يقوم ليس بي سفاهة و لكن رسول من رب العلمين .

اے میری قوم مجھ میں اصلاً سفاہت نہیں میں تو پیغمبر ہوں رب العالمین کا۔

سیدنا شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدین نے کہا :

انا لئرنک فینا ضعیفا و لو لا رھطک لرجمناک و ما انت علینا بعزیز۔

ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں اور اگر تمہارے ساتھ کے یہ چند آدمی نہ ہوتے تو ہم تمہیں پتھروں سے مارتے اور کچھ تم ہماری نگاہ میں عزت والے نہیں۔

فرمایا :

يقوم اړھطی اعز علیکم من اللہ و اتخذ تسره وراء کم ظھریا۔

اے میری قوم کیا میرے کنبے کے یہ معدود لوگ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ زبردست ہیں اور اسے تم بالکل بھلائے بیٹھے ہو۔

سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرعون نے کہا :

انی لا ظنک یموسی مسحورا۔

میرے گمان میں تو اے موسیٰ تم پر جادو ہوا۔

فرمایا :

لقد علمت ما انزل هولاء الا رب السموات و الارض بصائرہ و انی لا ظنک

یفرعون مشبورا۔

تو خوب جانتا ہے کہ انھیں نہ اتارا مگر آسمان و زمین کے مالک نے دلوں کی آنکھیں کھولنے کو اور

میرے یقین میں تو اے فرعون تو ہلاک ہونے والا ہے۔

مگر حضور سید المرسلین افضل المحبوبین محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین کی خدمت والا عظمت میں کفار نے جو زبان درازی کی ہے ملک السموات والارض جل جلالہ خود متکفل جواب ہوا ہے اور محبوب اکرم مطلوب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے آپ مدافعہ فرمایا ہے، طرح طرح حضور کی تزیہ و تمہیت ارشاد فرمائی جا بجارفع الزام، اعدائے لہام پر قسم یاد فرمائی یہاں تک کہ غنی مغنی عز مجدہ نے ہر جواب و خطاب سے حضور کو غنی کر دیا، اور اللہ تعالیٰ کا جواب دینا حضور کے خود جواب دینے سے بدرجہا حضور کے لیے بہتر ہوا اور یہ وہ مرتبہ عظمیٰ ہے کہ نہایت نہیں رکھتا، ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

(۱) کفار نے کہا :

یا ایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون۔

اے وہ جن پر قرآن اترا بیشک تم مجنون ہو۔

حق جلا وعلا نے فرمایا :

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ۔

قسم قلم اور نوشتہ ہائے ملائکہ کی تو اپنے رب کے فضل سے ہرگز مجنون نہیں۔

وَان لَّكَ لَاجِرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ۔

اور بیشک تیرے لیے اجر بے پایاں ہے۔

کہ تو ان دیوانوں کی بدزبانی پر صبر کرتا اور حلم و کرم سے پیش آتا ہے، مجنون تو چلتی ہوا سے الجھا کرتا ہے تیرا سا حلم و صبر کوئی تمام عالم کے عقلا میں تو بتا دے۔

و انک لعلی خلق عظیم :

اور بیشک تو بڑے عظمت والے ادب تہذیب پر ہے۔

کہ ایک حلم و صبر کیا تیری جو خصلت ہے اس درجہ عظیم و باشوکت ہے کہ اخلاق عاقلان جہاں مجتمع ہو کر اس کے ایک شرمہ کو نہیں پہنچتے، پھر اس سے بڑھ کر اندھا کون جو تجھے ایسے لفظ سے یاد کرے، مگر یہ انکا اندھا پن بھی چند روز کا ہے۔

فستبصر و یبصرون بایکم المفتون .

عنقریب تو بھی دیکھے گا اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کسے جنون ہے۔

آج اپنی بے خردی و دیوانگی و کور باطنی سے جو چاہیں کہہ لیں آنکھیں کھلنے کا دن قریب آتا ہے اور دوست و دشمن سب پر کھلا چاہتا ہے کہ مجنون کون تھا۔
(۲) وحی اترنے میں جو کچھ دنوں دیر لگی کافر بولے۔

ان محمدا و دعه ربہ و قلاہ :

بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب نے چھوڑ دیا اور دشمن پکڑا۔

حق جل و علاء نے فرمایا :

والضحی و الیل اذا سجدی

قسم ہے دن چڑھے کی اور قسم رات کی جب اندھیری ڈالے یا قسم اے محبوب تیرے روئے روشن کی اور قسم تیری زلف کی جب چمکتے رخساروں پر بکھر کر آئے۔

ما ودعک ربک و ما قلی .

نہ تجھے تیرے رب نے چھوڑا اور نہ دشمن بنایا۔

اور یہ اشتیاء بھی دل میں خوب سمجھتے ہیں کہ خدا کی تجھ پر کیسی مہر ہے اسی مہر ہی کو دیکھ کر جلے جاتے ہیں اور حسد و عناد سے یہ طوفان جوڑتے اور اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہیں مگر یہ خبر نہیں کہ

و للآخرة خیر لک من الاولى .

بیشک آخرت تیرے لیے دنیا سے بہتر ہے۔

وہاں جو نعمتیں تجھے ملیں گی نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں نہ کسی بشر یا ملک کے خطرے میں آئیں جن کا اجمال یہ ہے۔

و لسوف یعطیک ربک فترضی .

قریب ہے تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

اس دن دوست دشمن سب یکساں ہو جائے گا کہ تیرے برابر کوئی محبوب نہ تھا، خیر اگر یہ اندھے آخرت کا یقین نہیں رکھتے تو تجھ پر خدا کی عظیم جلیل کثیر جزیل نعمتیں، رحمتیں آج کی تو نہیں قدیم ہی سے ہیں، کیا تیرے پہلے احوال انھوں نے نہ دیکھے اور ان سے یقین حاصل نہ کیا کہ جو نظر عنایت تجھ پر ہے ایسی نہیں کہ کبھی بدل جائے۔ الم یجدک یتیمًا فاری، إلی آخر السورة .

(۳) کفار نے کہا :

لست مرسلًا .

ہم رسول نہیں۔

حق جلا و علا نے فرمایا :

يسن و القرآن الحكيم انك لمن المرسلين .

اے سردار مجھے قسم حکمت والے قرآن کی تو بیشک مرسل ہے۔

(۴) کفار نے حضور کو شاعری کا عیب لگایا۔

حق جلا وعلاء نے فرمایا:

و ما علمنه الشعر و ما ينبغي له .

نہ ہم نے انھیں شعر سکھایا اور نہ وہ ان کے لائق تھا۔

ان ہو الا ذکر و قرآن مبين .

وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن بیان والا قرآن۔

(۵) منافقین حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتے اور ان میں کوئی کہتا ایسا نہ

کہو کہیں ان تک خبر پہنچے، کہتے پہنچے گی تو کیا ہوگا ہم سے پوچھیں گے ہم مکر جائیں گے، قسم کھالیں گے انھیں

یقین آجائے گا، کہ ہو اذن وہ تو کان ہیں جیسی ہم سے سنیں گے مان لیں گے۔

حق جلا وعلاء نے فرمایا:

اذن خير لكم .

وہ تمھارے بھلے کے لیے کان ہیں۔

کہ جھوٹے عذر بھی قبول کر لیتے ہیں اور بکمال حلم و کرم چشم پوشی فرماتے ہیں ورنہ کیا انھیں بھیدوں

اور خلوت کی چھپی باتوں پر آگاہی نہیں، يؤمن بالله خدا پر ایمان لاتے ہیں اور وہ تمھارے اسرار سے

انھیں مطلع کرتا ہے پھر تمھاری جھوٹی قسموں کا انھیں کیوں کر یقین آئے۔ ہاں يؤمن للمؤمنين ایمان والوں

کی بات واقعی مانتے ہیں کہ انھیں ان کے دل کی سچی حالتوں پر خبر ہے اس لیے
و رحمة للذين آمنوا منكم .

مہربان ہیں ان پر جو تم میں ایمان لائے۔

کہ ان کے طفیل سے انھیں ہمیشگی کے گھر میں بڑے بڑے رتبے ملتے ہیں اور اگرچہ یہ بھی ان کی
رحمت ہے کہ دنیا میں تم سے چشم پوشی ہوتی ہے مگر اس کا نتیجہ اچھا نہ سمجھو کہ تمھاری گستاخیوں سے انھیں ایذا
پہنچی ہے۔

و الذين يؤذون رسول الله لهم عذاب اليم .

اور جو لوگ رسول اللہ کو ایذا دیں ان کے لیے دکھ کی مار ہے۔

(۶) ابن ابی شقی ملعون نے جب وہ کلمہ ملعونہ کہا

لئن رجعنا الى المدينة ليخرجن الاعز منها الازل

جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو عزت دار لوگ وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔

حق جل وعلا نے فرمایا

و لله العزة و لرسوله و للمؤمنين و لكن المنافقين لا يعلمون .

عزت تو ساری خدا اور رسول و مؤمنین ہی کے لیے ہے پر منافقوں کو خبر نہیں۔

(۷) عاص بن وائل شقی نے جو صاحبزادہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتقال پر حضور کو ابتر
یعنی نسل بریدہ کہا

حق جل جلالہ نے فرمایا :

انا اعطيناك الكوثر

بیشک ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمائی۔

کہ اولاد سے نام چلنے کو تمہاری رفعت ذکر سے کیا نسبت، کروڑوں صاحب اولاد گزرے جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا اور تمہاری شنا کا ڈنکا تو قیام قیامت تک اکناف عالم و اطراف جہاں میں بجے گا اور تمہارے نام نامی کا خطبہ ہمیشہ ہمیشہ اطباق فلک آفاق زمین میں پڑھا جائے گا، پھر اولاد بھی تمہیں وہ نفیس و طیب عطا ہوگی جن کی بقا سے بقائے عالم مربوط رہے گی اس کے سوا تمام مسلمان تمہارے بال بچے ہیں اور تم سا مہربان باپ ان کے لیے کوئی نہیں بلکہ حقیقت کار کو نظر کیجیے تو تمام عالم تمہاری اولاد معنوی ہے کہ تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا اور تمہارے ہی نور سے سب کی آفرینش ہوئی، اسی لیے جب ابوالبشر آدم تمہیں یاد کرتے یوں کہتے۔

یا ابنی صورة و ابای معنی .

اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔

پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے جب اس کی یہ عنایت بے غایت تم پر مبذول ہو تو تم ان اشتیاق کی زبان درازی پر کیوں ملول ہو بلکہ

فصل لربک و انحر .

اپنے رب کے شکرانے میں اس کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

ان شانک ہو الابر .

جو تمہارا دشمن ہے وہی نسل بریدہ ہے۔

کہ جن بیٹوں پر اسے ناز ہے یعنی عمرو ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہی اس کے دشمن ہو جائیں گے اور تمہارے دین حق میں آکر بوجہ اختلاف دین اس کی نسل سے جدا ہو کر تمہارے دینی بیٹوں میں شمار کیے جائیں گے پھر آدمی بے نسل ہوتا تو یہی سہی کہ نام نہ چلتا اس سے نام بد کا باقی رہنا ہزار درجہ بدتر ہے،

تمہارے دشمن کا ناپاک نام ہمیشہ بدی و نفرین کے ساتھ لیا جائے گا اور روز قیامت ان گستاخیوں کی پوری سزا پائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

(۸) جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے قریب رشتہ داروں کو جمع فرما کر وعظ و نصیحت اور اسلام و اطاعت کی طرف دعوت کی، ابولہب شقی نے کہا:

تبا لك سائر اليوم الهذا جمعتنا.

ٹوٹنا اور ہلاک ہونا، تو تمہارے لیے ہمیشہ کو کیا، ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا۔

حق جل و علانے فرمایا :

تبت يدا ابي لهب و تب .

ٹوٹ گئے دونوں ہاتھ ابولہب کے اور وہ خود ہلاک و برباد ہوا۔

ما اغنى عنه ماله و ما كسب .

اس کے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو کمایا۔

سيصلى نارا ذات لهب .

اب بیٹھا چاہتا ہے بھڑکتی آگ میں۔

وامراته حمالة الحطب .

اور اس کی جو رو لکڑیوں کا گٹھا سر پر لیے۔

فى جيدها حبل من مسد .

اس کے گلے میں مونجھ کی رسی۔

بالجملہ اس روشن کی آیتیں قرآن عظیم میں صد ہانکلیں گی، اسی طرح حضرت یوسف و بتول مریم اور ادھرام المؤمنین صدیقہ علی سیدہم و علیہم الصلاۃ والسلام کے قصے اس مضمون پر شاہد عدل ہیں۔

حضرت مولانا نقی علی رضا بریلوی قدس سرہ (والد ماجد امام احمد رضا بریلوی) سرور القلوب فی ذکر المحبوب میں فرماتے ہیں :

حضرت یوسف کو دودھ پیتے بچے اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی گواہی سے لوگوں کو بدگمانی سے نجات بخشی اور جب حضرت عائشہ پر بہتان اٹھا خود ان کی پاکدامنی کی گواہی دی اور سترہ آیتیں نازل فرمائیں، اگر چاہتا ایک ایک درخت اور پتھر سے گواہی دلواتا مگر منظور یہ ہوا کہ محبوبہ محبوب کی طہارت و پاکی پر خود گواہی دیں اور عزت و امتیاز ان کا بڑھائیں۔ انتہی۔

محل غور ہے کہ اراکین دولت و مقربان حضرت سے باغیان سرکش بگستاخی و بے ادبی پیش آئیں اور بادشاہ ان کے جوابوں کو انھیں پر چھوڑ دے مگر ایک سردار بلند وقار کے ساتھ یہ برتاؤ ہو کہ مخالفین جو زبان درازی اس کی جناب میں کریں حضرت سلطان اس مقرب ذی شان کو کچھ نہ کہنے دے بلکہ بہ نفس نفیس اس کی طرف سے تکفل جواب کرے کیا ہر ذی عقل اس معاملہ کو دیکھ کر یقین قطعی نہ کرے گا کہ سرکار سلطانی میں جو اعزاز اس مقرب جلیل کا ہے دوسرے کا نہیں اور جو خاص نظر اسکے حال پر ہے اوروں کا حصہ اس میں نہیں۔

مقام محمود و شفاعت

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا
قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے مقام میں۔

صحیح بخاری و جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

سنل رسول اللہ عن المقام المحمود فقال هو الشفاعۃ .

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ مقام محمود کیا ہے؟ فرمایا

شفاعت۔

اسی طرح احمد و بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

سئل عنها رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يعني قوله عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا فقال هي الشفاعة .

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آیت کریمہ عسیٰ ان یبعثک الآیۃ کے بارے میں سوال ہوا کہ مقام محمود کیا ہے؟ فرمایا وہ شفاعت ہے۔

اور شفاعت کی حدیثیں خود متواتر و مشہور اور صحاح وغیرہ میں مروی و مسطور۔

اس دن آدم صغی اللہ سے عیسیٰ کلمۃ اللہ تک سب انبیاء اللہ علیہم الصلاۃ والسلام نفسی نفسی فرمائیں گے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا لہا ، انا لہا میں ہوں شفاعت کے لیے، میں ہوں شفاعت کے لیے، انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب ساکت ہوں گے اور وہ متکلم، سب بگریباں وہ ساجد و قائم، سب محل خوف میں وہ آمن و ناعم، سب اپنی فکر میں، انھیں فکر عوالم، سب زیر حکومت، وہ مالک و حاکم، بارگاہ الہی میں سجدہ کریں گے ان کا رب انھیں فرمائے گا۔

یا محمد ارفع رأسک و قل تسمع و سل تعطہ و اشفع تشفع .

اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول ہے۔

اس وقت اولین و آخرین میں حضور کی رحمت و ثنا کا غلغلہ پڑے گا اور دوست ، دشمن موافق ، مخالف ، ہر شخص حضور کی افضلیت کبریٰ و سیادت عظمیٰ پر ایمان لائے گا۔

مقام تو محمود و نامت محمد

بدیں ساں مقامی و نامی کہ دارد

جس کو شایاں ہے عرش خدا پر جلوس

امام محی السنۃ بغوی معالم التنزیل میں فرماتے ہیں :

عن عبد الله رضى الله تعالى عنه قال ان الله عز وجل اتخذ ابراهيم خليلا و ان صاحبكم صلى الله تعالى عليه وسلم خليل الله و اكرم الخلق على الله ثم قرأ عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا قال يقعدہ على الكرسي .

یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی بیشک اللہ عزوجل نے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلیل بنایا اور بیشک تمہارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے خلیل اور تمام خلق سے زیادہ اس کے نزدیک عزیز و جلیل ہیں، پھر یہ آیت تلاوت کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ انھیں روز قیامت عرش پر بٹھائے گا۔

امام عبد اللہ بن حمید وغیرہ، حضرت مجاہد تلمیذ رشید حضرت حبر الامۃ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس آیت کی تفسیر میں راوی

یجلسہ اللہ معہ علی العرش ..

اللہ تعالیٰ انھیں عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا، یعنی معیت تشریف و تکریم کہ وہ جلوس و مجلس سے

پاک و متعالی ہے۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں ناقل، امام علامہ سید الحافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں مجاہد کا یہ قول نہ از روئے نقل مدفوع نہ از جہت نظر ممنوع، اور نقاش نے امام ابو داؤد صاحب سنن سے نقل کیا۔

من انکر هذا القول فهو متهم .

جو اس قول سے انکار کرے وہ متہم ہے۔

اسی طرح امام دارقطنی نے اس قول کی تصریح فرمائی اور اس کے بیان میں چند اشعار نظم کیے، کما

فی نسیم البریاض .

حضور کا کرسی پر جلوس

ابوالشیخ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

ان محمد اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوم القيامة یجلس علی کرسی الرب
بین یدی الرب .

بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز قیامت رب کے حضور رب کی کرسی پر جلوس فرمائیں گے۔

معالم میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

یقعده علی الكرسي .

اللہ تعالیٰ انھیں کرسی پر بٹھائے گا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انبیاء اور حضور کے درمیان قرآنی ارشادات میں امتیاز

قرآن شریف کے تفصیلی ارشادات و محاورات و نقل و اقوال و ذکر احوال پر نظر کیجیے تو ہر جگہ اس نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کی شان سب انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے بلند و بالا نظر آتی ہے، یہ وہ بحرِ خار ہے جس کی تفصیل کو دفترِ درکار، علمائے دین مثل امام ابو نعیم و ابن فورک و قاضی عیاض و جلال سیوطی و شہاب قسطلانی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان تفرقوں سے بعض کی طرف اشارہ فرمایا، فقیر اول ان کے چند اخراجات ذکر کر کے پھر بعض امتیاز کہ باندک تامل اس وقت ذہن قاصر میں حاضر ہوئے ظاہر کرے گا تطویل سے خوف اور اختصار کا قصد میں پر اقتصار کا باعث ہوا۔

(۱) خلیل جلیل علیہ الصلاۃ والتجلیل سے نقل فرمایا

ولا یخزی یوم یبعثون .

مجھے رسوانہ کرنا جس دن لوگ اٹھائے جائیں۔

حبیب قریب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خود ارشاد ہوا۔

یوم لا تخزی اللہ النبی و الذین آمنوا معہ .

جس دن خدا رسوانہ کرے گانہی اور اس کے ساتھ والے مسلمانوں کو۔

حضور کے صدقے میں صحابہ بھی اس بشارت عظمیٰ سے مشرف ہوئے۔

(۲) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام سے تمنائے وصال نقل کی۔

انی ذاہب الی ربی سیہدین .

میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود بلا کر عطاءے دولت کی خبر دی۔

سبحان الذی اسری بعبدہ

پاک ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا۔

(۳) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام سے آرزوئے ہدایت نقل فرمائی۔

سیہدین .

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا۔

و یہدیک صراطا مستقیما .

اور تمہیں سیدگی راہ دکھا دے۔

(۴) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے آیا فرشتے ان کے معزز مہمان ہوئے۔

هل اتک حدیث ضیف ابراہیم المکرمین۔

اے محبوب کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر آئی۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے فرمایا ان کے لشکری و سپاہی بنے۔

و ایدہ بجنود لم تروہا۔

اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھیں۔

یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملائکۃ مسومین۔

تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا۔

والملائکۃ بعد ذلک ظہیر۔

اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

(۵) کلیم علیہ الصلاۃ والسلام کو فرمایا انھوں نے خدا کی رضا چاہی۔

و عجلت الیک رب لترضی۔

اور اے میرے رب تیری طرف میں جلدی کر کے حاضر ہوا کہ تو راضی ہوا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بتایا خدا نے ان کی رضا چاہی۔

فلنولینک قبلۃ ترضاہا۔

تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔

و لسوف يعطيك ربك فترضى .

اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

(۶) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بخوف فرعون مصر سے تشریف لے جانا بلفظ فرار نقل فرمایا۔

ففررت منكم لما خفتكم .

تو میں تمہارے یہاں سے نکل گیا جب کہ تم سے ڈرا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہجرت فرمانا باحسن عبارات ادا فرمایا:

اذ يمكربك الذين كفروا .

اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے۔

(۷) کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے طور پر کلام کیا اور اسے سب پر ظاہر فرمادیا۔

انا اخترتك فاستمع لما يوحى انى انا الله لا اله الا انا فاعبدون و اقم الصلاة
لذكرى .

اور میں نے تجھے پسند کیا اب کان لگا کر سن جو تجھے وحی ہوتی ہے بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے
سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔

(۸) داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوا۔

لا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله .

خواہش کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے بہکا دے خدا کی راہ سے۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں بقسم فرمایا۔

و ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى .

کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کہتا وہ تو نہیں کہتا مگر وحی کہ القا ہوتی ہے۔

اب فقیر (نام احمد رضا بریلوی) عرض کرتا ہے۔ وباللہ التوفیق .

(۹) نوح و ہود علیہم الصلاۃ والسلام سے دعا نقل فرمائی۔

رب انصرنی بما کذبون .

الہی میری مدد فرما بدلہ اس کا کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا۔

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود ارشاد ہوا۔

و ينصرک اللہ نصرا عزیزا .

اللہ تیری مدد فرمائے گا زبردست مدد۔

(۱۰) نوح و خلیل علیہما الصلاۃ والسلام سے نقل فرمایا انھوں نے اپنی امتوں کی دعائے مغفرت کی۔

ربنا اغفر لی و لوالدی و للمؤمنین یوم یقوم الحساب .

اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود حکم دیا اپنی امت کی مغفرت مانگو۔

و استغفر لذنبک و للمؤمنین و للمؤمنات .

اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

(۱۱) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے آیا انھوں نے پچھلوں میں اپنے ذکر جمیل باقی رہنے کی دعا کی۔

و اجعل لی لسان صدق فی الآخِرین .

اور میری سچی ناموری رکھ پچھلوں میں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خود فرمایا:

ورفعنا لک ذکرک .

اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔

اور اس سے ارفع و اعلیٰ مرثدہ ملا۔

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا .

قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے مقام میں۔

کہ جہاں اولین و آخرین جمع ہوں گے حضور کی حمد و ثنا کا شور ہر زبان سے جوش زن ہوگا۔

(۱۲) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام کے قصے میں فرمایا انھوں نے قوم لوط علیہ الصلاۃ والسلام سے رفع

عذاب میں بہت کوشش کی۔

یجاء لنا فی قوم لوط .

ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔
مگر حکم ہوا۔

یا ابراہیم اعرض عن هذا۔

اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ۔

عرض کی:

ان فیہا لوطا۔

اس بستی میں لوط جو ہے۔

حکم ہوا۔

نحن اعلم بمن فیہا

ہمیں خوب معلوم ہے جو وہاں ہیں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا۔

ما کان اللہ ليعذبہم و انت فیہم ۔

اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم تو ان میں تشریف فرما ہے۔

(۱۳) خلیل علیہ الصلاۃ والسلام سے نقل فرمایا

ربنا و تقبل دعاء

الہی میری دعاء قبول فرما۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے طفیلیوں کو ارشاد ہوا۔

قال ربکم ادعونی استجب لکم .

تمہارا رب فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔

(۱۳) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معراج درخت دنیا پر ہوئی۔

نودی من شاطی الواد الايمن فی البقعة المباركة من الشجرة .

نذا کی گئی میدان کے دہنے کنارے سے برکت والے مقام میں پیڑ سے۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج سدرۃ المنتہیٰ و فردوس اعلیٰ تک بیان فرمائی۔

عندہ سدرۃ المنتہیٰ عندها جنة الماوی

سدرۃ المنتہیٰ کے پاس، اس کے پاس جنت الماوی ہے۔

(۱۵) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت ارسال اپنی دل تنگی کی شکایت نقل کی۔

و يضيق صدري و لا ينطلق لسانی فارسل الی ہارون .

اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی تو ہارون کو بھی رسول کر۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود شرح صدر کی دولت بخشی اور اس سے منت عظمیٰ رکھی۔

الم نشرح لك صدرک .

کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا۔

(۱۶) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حجاب نار سے تجلی ہوئی۔

فلما جاءها نودی ان بورک من فی النار و من حولها

پھر جب آگ کے پاس آیا ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کے جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس کے آس پاس میں یعنی فرشتے۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جلوہ نور سے بدلی ہوئی اور وہ بھی غایت تعظیم و تعظیم کے لیے بالفاظ ابہام بیان فرمائی گئی۔

اذ یغشی السدرۃ ما یغشی .

جب چھا گیا سدرہ پر جو کچھ چھایا۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بزار، ابو یعلیٰ بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی۔

ثم انتھی الی السدرۃ فغشیها نور الخلاق عزوجل فکلمہ تعالیٰ عند ذلک فقال سل .

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے خالق عزوجل کا نور اس پر چھایا اس وقت عزوجل نے حضور سے کلام کیا اور فرمایا مانگو۔

(۱۷) کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے اور اپنے بھائی کے سوا سب سے برأت قطع تعلق نقل فرمایا جب انھوں نے اپنی قوم کو قتال عمالقہ کا حکم دیا اور انھوں نے نہ مانا عرض کی۔

رب انی لا املک نفسی و اخی فافرق بیننا و بین القوم الفاسقین .

الہی میں اختیار نہیں رکھتا مگر اپنا اور اپنے بھائی کا تو جدائی فرمادے ہم میں اور اس گنہگار قوم میں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظل و جاہت میں کفار تک کو داخل فرمایا۔

ما کان اللہ ليعذبہم و انت فیہم .

اللہ ان کافروں پر بھی عذاب نہ کرے گا جب تک اے رحمت عالم تو ان میں تشریف فرما ہے۔

عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا .

قریب ہے تجھے تیرا رب بھیجے گا تعریف کے مقام میں۔

یہ شفاعت کبریٰ ہے کہ تمام اہل موقف موافق و مخالف سب کو شامل۔

(۱۸) ہارون و کلیم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے فرمایا انھوں نے فرعون کے پاس جاتے اپنا خوف عرض کیا۔

ربنا انا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی .

اے ہمارے رب بیشک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے یا شرارت سے پیش آئے۔

اس پر حکم ہوا۔

لا تخافا انی معکم اسمع و اری .

ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خود مرثدہ نگہبانی دیا۔

و اللہ یعصمک من الناس .

مسبح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں فرمایا ان سے پرانی بات پر یوں سوال ہوگا۔

يعيسى ابن مريم انت قلت للناس اتخذوني و امي الهين من دون الله .

اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دوسرا خدا ٹھہرا لو۔

معالم میں ہے اس سوال پر خوف الہی سے حضرت روح اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کا بند بند کانپ اٹھے گا اور ہر بن مو سے خون کا فوارہ بہے گا پھر جواب عرض کریں گے جس کی حق تعالیٰ تصدیق فرماتا ہے۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب غزوہ تبوک کا قصد فرمایا اور منافقوں نے جھوٹے بہانے بنا کر نہ جانے کی اجازت لے لی اس پر سوال تو حضور سے بھی ہوا مگر یہاں جو شان لطف و محبت و کرم و عنایت ہے قابل غور ہے ارشاد فرمایا۔

عفا الله عنك لم اذنت لهم .

اللہ تجھے معاف فرمائے تو نے کیوں انھیں اجازت دے دی۔

سبحان اللہ! سوال پیچھے ہے اور یہ محبت کا کلمہ پہلے۔

(۲۰) مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نقل فرمایا انھوں نے اپنی امتوں سے مدد طلب کی۔

فلما احس عيسى منهم الكفر قال من انصاري الى الله قال الحواريون نحن انصار الله .

پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین کے مددگار ہیں۔

حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت انبیاء و مرسلین کو حکم نصرت ہوا۔

لتؤمنن به و لتنصرنہ .

تم ضرور ہی اس پر ایمان لانا اور بہت ضرور اس کی مدد کرنا۔

غرض جو کسی محبوب کو ملا وہ سب اور اس سے افضل و اعلیٰ انھیں اور جو انھیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچہ خواہاں ہمہ دارند تو تنہا داری

حضور کی افضلیت اور آدم کا تو سل

حاکم بیہقی طبرانی آجری ابو نعیم ابن عساکر امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما اقترف آدم الخطیئة قال رب اسألك بحق محمد لما غفرت لی قال و
کیف عرفت محمد ا قال لانک لما خلقتنی بیدک و نفخت فی من روحک رفعت
راسی فرأیت عی قوائم العرش مکتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انک لم
تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک قال صدقت یا آدم و لولا محمد ما خلقتک
(و فی رواية عند الحاکم) فقال الله تعالى صدقت یا آدم انه لاحب الخلق الی اما اذا
سألتنی بحقه فقد غفرت لک و لولا محمد ما غفرت لک و ما خلقتک .

یعنی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے عرض کی اے رب میرے صدقہ محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما رب العالمین نے فرمایا تو نے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو کیوں کر پہچانا
عرض کی جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سراٹھایا تو عرش کے

پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کر کے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں اور اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تیری مغفرت نہ کرتا نہ تجھے بناتا۔

نبیہی و طہرانی کی روایت میں ہے آدم علیہ الصلاۃ والسلام نے عرض کی :

رأيت في كل موضع من الجنة مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انه اكرم خلقك عليك .

میں نے جنت میں ہر جگہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا تو جانا کہ وہ تیری بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہے۔

آجری کی روایت میں ہے۔

فعلمت انه ليس احد اعظم قدرا عندك ممن جعلت اسمه مع اسمك .

مجھے یقین ہوا کہ کسی کا رتبہ تیرے نزدیک اس سے بڑا نہیں جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے۔

حضرت عیسیٰ کو حضور پر ایمان لانے کی تاکید

حاکم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

اوحى الله تعالى الى عيسى ان آمن بمحمد و مر من ادركم من امتك ان يؤمنوا به فلو لا محمد فاخلفت آدم و لا الجنة و لا النار و لقد خلقت العرش على الماء

فاضطرب فكتب عليه لا اله الا الله محمد رسول الله فسكن . الله تعالى نے عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی اے عیسیٰ ایمان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور تیری امت سے جو لوگ اس کا زمانہ پائیں انھیں حکم کر کہ اس پر ایمان لائیں کہ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نہ ہوتا میں آدم کو نہ پیدا کرتا نہ جنت و دوزخ بنا تا جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا اسے جنبش تھی میں نے اس پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھ دیا، ٹھہر گیا۔

حضور کی افضلیت مطلقہ

ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کلام کیا، عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو روح القدس سے بنایا، ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنا خلیل فرمایا، آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو برگزیدہ کیا، حضور کو کیا فضل دیا، فوراً جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نازل ہوئے اور عرض کی حضور کا رب ارشاد فرماتا ہے۔

ان كنت اتخذت ابراهيم خليلا فقد اتخذتك حبيبا و ان كنت كلمت موسى في الارض تكليما فقد كلمتك في السماء و ان كنت خلقت عيسى من روح القدس فقد خلقت اسمك من قبل ان اخلق الخلق بالفى سنة و لقد و طأت في السماء موطننا لم يطاه احد قبلك و لا يطاه احد بعدك و ان كنت اصطفت آدم فقد ختمت بك الانبياء و ما خلقت خلقا اكرم على منك (و ساق الحديث الى ان قال) ظل عرشى في القيمة عليك ممدود تاج الحمد على راس معبود و قرنت اسمك مع اسمى فلا اذكر في موضع حتى تذكر معي و لقد خلقت الدنيا و اهلها لا عرفهم كرامتك و منزلتك عندي و لولاك ما خلقت الدنيا.

اگر میں نے ابراہیم کو خلیل کیا، تمہیں حبیب کیا اور اگر موسیٰ سے زمین میں کلام فرمایا، تم سے آسمان میں کلام کیا اور اگر عیسیٰ کو روح القدس سے بنایا، تو تمہارا نام آفرینش خلق سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا اور بیشک تمہارے قدم آسمان میں وہاں پہنچے جہاں نہ تم سے پہلے کوئی گیا نہ تمہارے بعد کسی کی رسائی ہو۔ اور اگر میں نے آدم کو برگزیدہ کیا، تمہیں ختم الانبیاء کیا اور تم سے زیادہ عزت و کرامت والا کسی کو نہ بنایا قیامت میں میرے عرش کا سایہ تم پر گسترده اور حمد کا تاج تمہارے سر پر آراستہ۔ تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میری یاد نہ ہو جب تک تم میرے ساتھ یاد نہ کیے جاؤ اور بیشک میں نے دنیا و اہل دنیا کو اس لیے بنایا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے نزدیک ہے ان پر ظاہر کروں اور اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

جنت و دوزخ کی تخلیق حضور کے طفیل ہوئی

دیلی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتانی جبریل فقال ان الله يقول لا لوك ما خلقت الجنة و لا لوك ما خلقت النار .

میرے پاس جبریل نے حاضر ہو کر عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم نہ ہوتے میں جنت کو نہ بناتا اور اگر تم نہ ہوتے میں دوزخ کو نہ بناتا۔

یعنی آدم و عالم سب تمہارے طفیلی ہیں تم نہ ہوتے تو مطیع و عاصی کوئی نہ ہوتا جنت و نار کس لیے ہوتیں اور خود جنت و نار اجزائے عالم سے ہیں جن پر تمہارے وجود کا پرتو پڑا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل
منظور نور اوست دگر جملگی ظلام

حضور اور امت محمدیہ دخول جنت میں مقدم ہیں

ابو نعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں :

اوحی اللہ تعالیٰ الی موسیٰ نبی بنی اسرائیل انه من لقینی و هو جاہد باحمد
ادخلته النار قال یا رب و من احمد قال ما خلقت خلقا اکرم علی منه کتبت اسمہ مع
اسمی فی العرش قبل ان احلق السموات و الارض ان الجنة محرمة علی جمیع خلقی
حتی یدخلها هو و امتہ قال و من امتہ قال الحمادون (و ذکر صفتہم ثم قال) قال
اجعلنی نبی تلک الامۃ قال نبیہا منها قال اجعلنی من امۃ ذلک النبی قال استقدمت و
استاخروہ لکن ساجمع بینک و بینہ فی دار الخلد.

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کو خبر دے دے کہ جو احمد کو نہ مانے گا
اسے دوزخ میں ڈالوں گا، عرض کی اے رب میرے احمد کون ہے فرمایا میں نے کوئی مخلوق اس سے زیادہ اپنی
بارگاہ میں عزت والی نہ بنائی میں نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے اسکا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر
لکھا اور جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ ہوئے جنت کو تمام مخلوق پر حرام کیا عرض کی الہی اس کی امت
کون ہے فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی، اور ان کی اور صفات جلیلہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمائیں، عرض کی الہی
مجھے اس امت کا نبی کر، فرمایا ان کا نبی انھیں میں سے ہوگا، عرض کی الہی مجھے اس نبی کی امت میں کر فرمایا تو
زمانہ میں مقدم اور وہ متاخر ہے مگر ہمیشگی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کروں گا۔

امام اجل فقیہ محدث عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری، اور مفسر ثعلبی پھر علامہ احمد قسطلانی فرماتے ہیں:

حق عز جلالہ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا :

الجنة حرام على الانبياء حتى تدخلها و على الامم حتى تدخلها امتك .

جنت انبیاء پر حرام ہے جب تک تم نہ داخل ہو اور امتوں پر حرام ہے جب تک تمہاری امت نہ

جائے۔

امت محمدیہ رسوانہ ہوگی

ابن عسا کر و خطیب بغدادی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لما اسرى بي قربني ربي حتى كان بيني وبينه كقاب قوسين او ادنى و قال لي يا محمد هل غمك ان جعلتك آخر النبيين قلت لا (يا رب) قال فهل غم امتك ان جعلتهم آخر الامم قلت لا (يا رب) قال اخبر امتك اني جعلتهم اخر الامم لا فضح الامم عندهم و لا افضحهم عند الامم .

’شب اسری مجھے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا رب نے مجھ سے فرمایا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا تجھے کچھ برا معلوم ہوا کہ میں نے تجھے سب انبیاء سے متاخر کیا عرض کی نہیں اے رب میرے، فرمایا کیا تیری امت کو غم ہوا کہ میں نے انھیں سب امتوں سے پیچھے کیا میں نے عرض کی نہیں اے رب میرے، فرمایا اپنی امت کو خبر دے میں نے سب امتوں سے اس لیے پیچھے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انھیں کسی کے سامنے رسوانہ کروں۔

ذکر خدا کے ساتھ ذکر نبی

ابو نعیم انس بن مالک اور بیہقی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دلائل النبوة میں راوی حضور

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لم فرغت مما امرنی اللہ بہ من امر السموات قلت یا رب انہ لم یکن نبی قبل
الا وقد اکرمته جعلت ابراہیم خلیلاً و موسیٰ کلیماً و سخرت لداؤد الجبال و
لسلیمن الريح و الشیاطین و احيیت لعیسیٰ الموتیٰ فما جعلت لی قال اولیس
اعطیتک افضل من ذلک کله لا اذکر الا ذکرک معی .

جب میں حسب ارشاد الہی سیر سموات سے فارغ ہوا اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے رب میرے مجھ
سے پہلے جتنے انبیاء تھے سب کو تو نے فضائل بخشے، ابراہیم کو خلیل کیا، موسیٰ کو کلیم، داؤد کے لیے پہاڑ مسخر کیے،
سلیمان کے لیے ہوا اور شیاطین، عیسیٰ کے لیے مردے جلانے، میرے لیے کیا کیا؟ ارشاد ہوا کیا میں نے
تجھے ان سب سے بزرگی عطا نہ کی کہ میری یاد نہ ہو جب تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا جائے۔ اور اس کے سوا
اور فضل ذکر فرمائے۔ یہ لفظ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔

کوثر و شفاعت

اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے رب جل جلالہ نے فرمایا :

ما اعطیتک خیر من ذلک اعطیتک الکوثر و جعلت اسمک مع اسمی
ینادی بہ فی جوف السماء (إلی ان قال) و خبات شفاعتک و لم اخباها لنبی غیرک .
یعنی جو میں نے تجھے دیا وہ ان سب سے بہتر ہے میں نے تجھے کوثر عطا فرمایا اور میں نے تیرا نام
اپنے نام کے ساتھ کیا کہ جوف آسمان میں اس کی ندا ہوتی ہے اور میں نے تیری شفاعت ذخیرہ کر رکھی ہے
اور تیرے سوا کسی نبی کو یہ دولت نہ دی۔

خلیل و کلیم پر تفضیل

امام اجل حکیم ترمذی و بیہقی وابن عساکر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اتخذ الله ابراهيم خلیلا و موسیٰ نجیاً و اتخذنی حبیباً ثم قال و عزتی و جلالی لا وثرن حبیبی علی خلیلی و نجیبی.

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل اور موسیٰ کو نجی کیا اور مجھے اپنا حبیب بنایا پھر فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم بیشک اپنے پیارے کو خلیل اور نجی پر تفضیل دوں گا۔

بے حجاب نظارہ کریم

ابن عساکر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

قال لی ربی عزوجل نحلّت ابراهیم خلّتی و کلمت موسیٰ تکلیماً او اعطیتک یا محمد کفاحاً.

مجھ سے میرے رب عزوجل نے فرمایا میں نے ابراہیم کو اپنی خلّت بخش دی اور موسیٰ سے کلام کیا اور تجھے اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا مولا عطا فرمایا، کہ پاس آ کر بے پردہ و حجاب میرا وجہ کریم دیکھا۔

حضور کی افضلیت اور امت کا نور

بیہقی و ہب بن منبہ سے راوی :

ان الله تعالى اوحى في الزبور يا داود انه سيأتي بعدك من اسمہ احمد و

محمد صادقاً نبياً لا اغضب عليه ابداً ولا يعصيني ابداً (الی قولہ) امتہ مرحومہ اعطيتہم من النوافل مثل ما اعطيت الانبياء و افترضت عليهم الفرائض التي افترضت على الانبياء و المرسلين حتى ياتوني يوم القيامة و نورهم مثل نور الانبياء (إلى ان قال) يا داود فضلت محمداً و امتہ على الامم کلہم ، الی آخرہ .

اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی بھیجی اے داؤد عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہے میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا اس کی امت امت مرحومہ ہے میں نے انھیں وہ نوافل عطا کیے جو پیغمبروں کو دیے اور ان پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیاء و رسل پر فرض تھے یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال پر حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل نور انبیاء کے ہوگا اے داؤد میں نے محمد کو سب سے افضل کیا اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نور ہی نور

ابونعیم و بیہقی حضرت کعب احبار سے راوی، ان کے سامنے ایک شخص نے خواب بیان کیا گویا لوگ حساب کے لیے جمع کیے گئے اور حضرات انبیاء بلائے گئے، ہر نبی کے ساتھ اس کی امت آئی، ہر نبی کے لیے دو نور ہیں اور ان کے ہر پیرو کے لیے ایک نور جس کی روشنی میں چلتا ہے، پھر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلائے گئے ان کے سر انور و روئے منور کے ہر بال سے جدا جدا نور کے بکے بلند ہیں جنھیں دیکھنے والا تمیز کرے اور ان کے ہر پیرو کے لیے انبیاء کی طرح دو نور ہیں جس کی روشنی میں راہ چلتا ہے کعب نے خواب سن کر فرمایا۔

بالله الذی لا اله الا الله هو لقد رایت هذا فی منامک .

مجھے قسم اللہ کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو نے یہ واقعہ خواب میں دیکھا کہا ہاں کہا

و الذی نفسی بیدہ انہا لصفۃ محمد و امتہ و صفۃ الانبیاء و اممہا فی کتاب اللہ تعالیٰ فکانما قرأتہ فی التوراة .

قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک بعینہ کتاب اللہ میں یوں ہی صفت لکھی ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی امت اور انبیاء سابقین اور ان کی امتوں کو گویا تم نے توریت میں پڑھ کر بیان کیا۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ و منہج محمدیہ میں رسالہ میلاد و امام علامہ طغریک سے ناقل، مروی ہوا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی الہی تو نے میری کنیت ابو محمد کس لیے رکھی حکم ہوا اے آدم اپنا سراٹھا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سراٹھایا سراپردہ عرش میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور نظر آیا، عرض کی الہی یہ نور کیسا ہے فرمایا:

هذا نور نبی من ذریتک اسمہ فی السماء احمد و فی الارض محمد لولاہ ما خلقتک و لا خلقت السماء و لا ارضا.

یہ نور ایک نبی کا ہے تیری ذریت یعنی اولاد سے ہے اس کا نام آسمان میں احمد ہے اور زمین میں محمد، اگر وہ نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا، نہ آسمان و زمین کو پیدا کرتا۔

آدم اور حضور کا وسیلہ

مواہب میں مروی ہوا، جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جنت سے باہر آئے ساق عرش اور ہر مقام بہشت میں نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام الہی سے ملا ہوا لکھا دیکھا عرض کی الہی یہ محمد کون ہے؟ فرمایا:

هذا ولدک الذی لولاہ ما خلقتک .

یہ تیرا بیٹا ہے اگر یہ نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا۔

عرض کی الہی اس بیٹے کی حرمت سے اس باپ پر رحم فرما، ارشاد ہوا اے آدم اگر تو محمد کے وسیلہ سے تمام اہل آسمان و زمین کی شفاعت کرتا ہم قبول فرماتے۔

زمین و آسمان، جزا و سزا سب حضور کے لیے

امام ابن سبع و علامہ غرینی سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ناقل

ان الله تعالى قال لنبيه من اجلك اسطح البطحا و اموج الموح و ارفع السماء و اجعل الثواب و العقاب .

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا میں تیرے لیے بجھاتا ہوں زمین اور موجزن کرتا ہوں دریا اور بلند کرتا ہوں آسمان اور مقرر کرتا ہوں جزا و سزا۔

ان سب روایات کا حاصل وہی ہے کہ تمام کائنات نے خلعت وجود حضور سید اکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں پایا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

عزت و تکریم حضور کا حصہ ہے

فتاویٰ امام سراج الدین بلقینی میں ہے اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا

قد مننت عليك بسبعة اشياء اولها اني لم اخلق في السموات و الارض اكرم

علی منک .

میں نے تجھ پر سات احسان کیے ان میں پہلا یہ ہے کہ آسمان وزمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عزت

والا نہ بنایا۔

حضور کے اوصاف حمیدہ

علامہ ابن ظفر کتاب خیر البشر بخیر البشر پھر قسطلانی و شامی و حلبی و دہلوی و غیر ہم علماء اپنی تصانیف جلیلہ میں ناقل، رب العزت تبارک و تعالیٰ کتاب شعبا علیہ الصلاۃ والسلام میں فرماتا ہے۔

عبدی الذی سرت بہ نفسی انزل علیہ و حی فیظہر فی الامم عدلی و یوصیہم الوصایا و لا یضحک و لا یسمع صوتہ فی الاسواق یفتح العیون العور و الاذان الصم و یحیی القلوب الغلف و ما اعطیہ لا اعطی احدا مشفح بحمد اللہ حمدا جدیدا۔

میرا بندہ جس سے میرا نفس شاد ہے میں اس پر اپنی وحی اتاروں گا وہ تمام امتوں میں میرا عدل ظاہر کرے گا اور انھیں نیک باتوں پر تاکیدیں فرمائے گا بیجانہ ہنسے گا اور بازاروں میں اس کی آواز نہ سنی جائے گی اندھی آنکھیں اور بہرے کان کھول دے گا اور غافل دلوں کو زندہ کرے گا میں جو اسے عطا کروں گا وہ کسی کو نہ دوں گا مشیخ اللہ کی نئی حمد کرے گا، مشیخ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام اور محمد سے ہم وزن وہم معنی ہے یعنی بکثرت و بار بار سراہا گیا۔

توریت میں حضور پر ایمان لانے کی تاکید

علامہ فاسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں چند آیات توریت نقل فرمائیں جن میں حق سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یا موسیٰ احمدنی اذا مننت علیک مع کلامی ایاک بالایمان باحمد و لو
لم تقبل الایمان باحمد ما جاورتنی فی داری و لا تنعمت فی جنتی یا موسیٰ من لم
یومن باحمد من جمیع المرسلین و لم یصدقہ و لم یشتق الیہ کانت حسناتہ
مردودة علیہ و منعتہ حفظ الحکمة و لا ادخل فی قلبہ نور الہدی و امحو اسمہ من
النبوۃ یا موسیٰ من آمن باحمد و صدقہ اولئک ہم الفائزون و من کفر باحمد
و کذبہ من جمیع خلقی اولئک ہم الخاسرون ، اولئک ہم النادمون ، اولئک ہم
الغافلون .

اے موسیٰ میری حمد بجا لا جب کہ میں نے تجھ پر احسان کیا کہ اپنی ہم کلامی کے ساتھ تجھے احمد پر
ایمان عطا فرمایا اور اگر تو احمد پر ایمان لا نا نہ مانتا میرے گھر میں مجھ سے قرب نہ پاتا نہ میری جنت میں چین
کرتا اے موسیٰ تمام مرسلین سے جو کوئی احمد پر ایمان نہ لائے اور اس کی تصدیق نہ کرے اور اس کا مشتاق نہ
ہو اس کی نیکیاں مردود ہوں گی اور اسے حکمت کے حفظ سے روک دوں گا اور اس کے دل میں ہدایت کا نور نہ
ڈالوں گا اور اس کا نام دفتر انبیاء سے مٹا دوں گا، اے موسیٰ جو احمد پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی وہی
ہیں مراد کو پہنچے اور میری تمام مخلوق میں جس نے احمد سے انکار اور اس کی تکذیب کی وہی ہیں زیاں کار وہی
ہیں پشیمان وہی ہیں بے خبر۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد

بعض روایات میں ہے حق عز جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے ارشاد فرماتا

ہے :

یا محمد انت نور نوری و سمرسری و کنوز ہدایتی و خزائن معرفتی جعلت

فدالك ملكي من العرش الى ما تحت الارضين كلهم يطلبون رضائي و انا اطلب رضاك يا محمد.

اے محمد تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے، میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت اثریٰ تک سب تجھ پر قربان کر دیا عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

سیادت مطلقہ پر احادیث و روایات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ پر کئی احادیث و روایات پیش فرمائی ہیں لہذا متفرق و مناسب عنوانات کے ضمن میں انھیں ملاحظہ فرمائیں۔

سیادت و شفاعت

احمد بخاری مسلم ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انا سيد الناس يوم القيامة و هل تدرون مما ذلك يجمع الله الاولين و الآخرين في صعيد واحد ، الحديث بطوله .

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں، کچھ جانتے ہو یہ کس وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ سب اگلے پچھلوں کو ایک ہموار میدان وسیع میں جمع کرے گا۔ پھر حدیث طویل شفاعت ارشاد فرمائی۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے حضور کے لیے ٹرید و گوشت حاضر آیا حضور نے دست گو سفند کو ایک بار دندان اقدس سے مشرف کیا اور فرمایا۔

انا سید الناس يوم القيامة .

میں قیامت کے دن سردار مردم ہوں۔

پھر دوبارہ اس گوشت سے قدرے تناول کیا اور فرمایا۔

انا سید الناس يوم القيامة .

میں قیامت کے دن سردار جہانیاں ہوں۔

حضور نے دیکھا مکرر فرمانے پر بھی صحابہ وجہ نہیں پوچھتے (صحابہ کو اجمالاً حضور کی سیادت مطلقہ معلوم تھی معہذا جو کچھ فرمائیں عین ایمان ہے چون و چرا کی کیا مجال لہذا وجہ نہ پوچھی مگر نہ جانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت تفصیلاً اپنی سیادت کبریٰ کا بیان فرمانا چاہتے ہیں اور منتظر ہیں کہ بعد سوال ارشاد ہوتا کہ اوقع فی النفس ہو آخر جب صحابہ مقصود والا کو نہ سمجھے حضور نے خود متنبہ فرمایا کہ سوال کیا اور جواب ارشاد کیا۔) فرمایا

الا تقولون كيفه .

پوچھتے نہیں کہ یہ کیوں کر ہے۔

صحابہ نے عرض کی :

كيف هو يا رسول الله .

ہاں اے اللہ کے رسول یہ کیوں کر ہے۔

فرمایا:

يقوم الناس لرب العالمين .

لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔

پھر حدیث شفاعت ذکر فرمائی۔

مسلم و ابوداؤد انھیں سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انا سيد ولد آدم يوم القيامة و اول من ينشق عنه القبر و اول شافع و اول

مشفع.

میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور سب سے پہلے قبر سے باہر تشریف لانے والا اور

پہلا شفیع وہ جس کی شفاعت قبول ہو۔

انبیاء کرام لواء الحمد کے نیچے

احمد ترمذی ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم فرماتے ہیں :

انا سيد ولد آدم يوم القيامة و لا فخر بیدی لواء الحمد و لا فخر و ما من نبی

یومئذ آدم فمن سواہ الا تحت لوائی . الحدیث .

میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں اور یہ کچھ فخر سے نہیں فرماتا اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد

ہوگا اور یہ براہ فخر نہیں کہتا اس دن آدم اور ان کے سوا جنہیں ہیں سب میرے زیر لواء ہوں گے۔

دخول جنت میں مقدم

دارمی بیہقی ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انا سيد الناس يوم القيامة و لا فخر و انا اول من يدخل الجنة و لا فخر.

میں قیامت میں سردار مردماں ہوں اور کچھ تفاخر نہیں اور میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ اور کچھ افتخار نہیں۔

وجہ کریم کو حضور کا سجدہ

حاکم و بیہقی کتاب الرویہ میں عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انا سيد الناس يوم القيامة و لا فخر ما من احد الا و هو تحت لوائي يوم القيامة
ينتظر الفرج و ان معي لواء الحمد انا امشي و يمشي الناس معي حتى اتى باب الجنة
فاستفتح فيقال من هذا فاقول محمد فيقال مرحبا بمحمد فاذا رأيت ربي خروا
ساجدا انظر اليه.

میں روز قیامت سب لوگوں کا سردار ہوں اور کچھ افتخار نہیں ہر شخص قیامت میں میرے ہی نشان کے نیچے کشائش کا انتظار کرتا ہوگا اور میرے ہی ساتھ لواء الحمد ہوگا میں جاؤں گا اور لوگ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ درجہ جنت پر تشریف لے جا کر کھلو اوں گا پوچھا جائے گا کون ہے، میں کہوں گا محمد کہا جائے گا مرحبا محمد کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا اس کے حضور سجدے میں گر پڑوں گا، اس کے وجہ کریم کی طرف نظر کرتا۔

جنت کی کنجیاں حضور کے اختیار میں

ابو نعیم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ارسلت الی الجن و الانس و الی کل احمر و اسود و احلت لی الغنائم دون الانبیاء و جعلت لی الارض کلھا طھورا و مسجدا و نصرت بالرعب امامی شھرا و اعطیت خواتیم سورة البقرة و کانت من کنوز العرش و خصصت بها دون الانبیاء و اعطیت المثنی مکان التوراة و المثنی مکان الانجیل و الحوامیم مکان الزبور ، و فصلت بالمفصل و انا سید ولد آدم فی الدنیا و الآخرة و لا فخر و انا اول من تنشق الارض عنی و عن امتی و لا فخر و بیدی لواء الحمد یوم القیامة و جمیع الانبیاء تحته و لا فخر و الی مفاتیح الجنة یوم القیامة و لا فخر و بی تفتح الشفاعة و لا فخر و انا سابق الخلق الی الجنة و لا فخر و انا امامهم و امتی بالاثار .

میں جن وانس اور ہر سرخ و سیاہ کی طرف رسول بھیجا گیا اور سب انبیاء سے الگ میرے ہی لیے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لیے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھے سورہ بقرہ کی پچھلی آیتیں کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئیں یہ خاص میرا حصہ تھا سب انبیاء سے جدا۔ اور مجھے توریت کے بدلے قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں اور انجیل کی جگہ سو سو آیت والیاں اور زبور کے عوض حم کی سورتیں اور مجھے مفصل سے تفصیل دی گئی (کہ سورہ حجرات سے آخر قرآن تک ہے) اور میں دنیا و آخرت میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی، اور کچھ فخر نہیں اور قیامت کے دن میرے ہی

ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور تمام انبیاء اس کے نیچے اور کچھ فخر نہیں اور مجھ ہی سے شفاعت کی پہل ہوگی اور کچھ فخر نہیں اور میں تمام مخلوق سے پہلے جنت میں تشریف لے جاؤں گا اور کچھ فخر نہیں، میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔

اذن شفاعت اور سجدہ حمد

احمد بزار ابو یعلیٰ اور ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت جناب اولیاء الاولین والآخرین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت میں راوی :

لوگ آدم و نوح و خلیل و کلیم علیہم الصلاۃ والسلام کے پاس ہوتے ہوئے حضرت مسیح کے پاس حاضر ہوں گے حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام فرمائیں گے۔

لیس ذاکم عندی و لكن انطلقوا الی سید ولد آدم .

تمہارا یہ کام مجھ سے نہ نکلے گا مگر تم اس کے پاس حاضر ہو جو تمام بنی آدم کا سردار ہے۔

لوگ خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے، حضور والا جبریل امین علیہ الصلاۃ والتسلیم کو اپنے رب کے پاس اذن لینے بھیجیں گے، رب تبارک و تعالیٰ اذن دے گا، حضور حاضر ہو کر ایک ہفتہ ساجد رہیں گے، رب عز مجدہ فرمائے گا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ مسوع ہوگی اور شفاعت کرو کہ قبول ہوگی حضور اقدس سر اٹھائیں گے تو رب عظیم کا وجہ کریم دیکھیں گے فوراً پھر سجدے میں گریں گے، ایک ہفتہ اور ساجد رہیں گے، رب جل جلالہ پھر وہی کلمات لطف فرمائے گا حضور سر مبارک اٹھائیں گے پھر سہ بارہ قصد سجدہ فرمائیں گے جبریل امین حضور کے بازو تھام کر روک لیں گے اس وقت حضور اپنے رب کریم سبحانہ سے عرض کریں گے۔

ای رب جعلتني سيد ولد آدم ولا فخر.

اے رب تو نے مجھے سردار بنی آدم کیا اور کچھ فخر نہیں۔ الی آخر الحدیث۔

سید العالمین

حاکم و بیہقی فضائل الصحابہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا سید العالمین .

میں تمام عالم کا سردار ہوں۔

حضور حبیب اللہ ہیں

دارمی ترمذی ابو نعیم بسند حسن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی در اقدس پر کچھ صحابہ بیٹھے حضور کے انتظار میں باتیں کر رہے تھے حضور تشریف فرما ہوئے انھیں اس ذکر میں پایا کہ ایک کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، دوسرا بولا حضرت موسیٰ سے بے واسطہ کلام فرمایا، تیسرے نے کہا اور عیسیٰ کلمۃ اللہ و روح اللہ ہیں، چوتھے نے کہا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام صفی اللہ ہیں، جب وہ سب کہہ چکے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ قریب آئے اور ارشاد فرمایا میں نے تمہارا کلام اور تمہارا تعجب کرنا سنا کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور ہاں وہ ایسے ہی ہیں اور موسیٰ نجی اللہ ہیں اور وہ بیشک ایسے ہی ہیں۔ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور وہ واقعی ایسے ہی ہیں اور آدم صفی اللہ ہیں اور حقیقت میں وہ ایسے ہی ہیں۔

الا و انا حبیب اللہ و لا فخر و انا حامل لواء الحمد یوم القيامة تحته آدم فمن
دونه و لا فخر و انا اول شافع و اول مشفع یوم القيامة و لا فخر و انا اول من یحرک
خلق الجنة فیفتح اللہ لی فیدخلها و معی فقراء المومنین و لا فخر و انا اکرم الاولین و
الآخرین علی اللہ و لا فخر۔

سن لو اور میں اللہ کا پیارا ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور میں روز قیامت لواء الحمد اٹھاؤں گا جس کے نیچے آدم اور ان کے سوا سب ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں اور میں پہلا شافع اور پہلا مقبول الشفاعۃ ہوں اور کچھ افتخار نہیں اور سب سے پہلے میں دروازہ جنت کی زنجیر ہلاؤں گا اللہ تعالیٰ میرے لیے دروازہ کھول کر مجھے اندر لے گا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے اور یہ ناز کی راہ سے نہیں کہتا اور میں سب اگلوں پچھلوں سے اللہ کے حضور زیادہ عزت والا ہوں اور یہ بڑائی کے طور پر نہیں فرماتا۔

خزائن رحمت کی کنجیاں حضور کے دست رحمت میں

دارمی و ترمذی و ابویعلیٰ و بیہقی و ابو نعیم انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا و انا قائدہم اذا وفدوا و انا خطیبہم اذا نصتوا و انا مستشفعہم اذا حبسوا و انا مبشرہم اذا نيسوا الکرامۃ و المفاتیح یومئذ بیدی و لواء الحمد یومئذ بیدی انا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم کانہم بیض مکنون و لؤلؤ منشور۔

میں سب سے پہلے باہر تشریف لاؤں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں سب کا پیشوا ہوں گا جب اللہ کے حضور چلیں گے اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ دم بخود رہ جائیں گے اور میں ان کا شفیع ہوں گا جب عرصہ محشر میں روکے جائیں گے اور میں انھیں بشارت دوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں، میرے گرد و پیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

مرسلین کے پیشوا

بخاری تاریخ میں اور دارمی اور طبرانی اوسط میں اور بیہقی و ابو نعیم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انا قائد المرسلین و لا فخر و انا خاتم النبیین و لا فخر.

میں پیشوائے مرسلین ہوں اور کچھ تفاخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور کچھ افتخار نہیں۔

بہترین قبیلہ و خاندان میں حضور کی تشریف آوری

ترمذی حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الله تعالى 'خلق الخلق فجعلني في خيرهم ثم جعلهم فرقتين فجعلني في خيرهم فرقة ثم جعلهم قبائل فجعلني في خيرهم قبيلة ثم جعلهم بيوتا فجعلني في خيرهم بيوتا فانا خيرهم نفسا و خيرهم بيتا.

اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہترین مخلوقات میں رکھا پھر ان کے دو گروہ کیے تو مجھے بہتر گروہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا پھر ان کے خاندان بنائے تو مجھے بہترین خاندان میں رکھا، پس میں تمام مخلوق الہی سے خود بھی بہتر اور میرا خاندان بھی سب خاندانوں سے افضل۔

طبرانی معجم اور بیہقی دلائل اور امام علامہ قاضی عیاض بسند خود شفا شریف میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الله تعالى 'قسم الخلق قسمين فجعلني في خيرهم قسما فذلك قوله تعالى

اصحاب الیمین و اصحاب الشمال فانا من اصحاب الیمین و انا خیر اصحاب الیمین
ثم جعل القسمین اثلاثا فجعلنی فی خیرها ثلثا و ذلک قوله تعالیٰ اصحاب المیمنة و
اصحاب المشئمة و السابقون فانا من السابقین و انا خیر السابقین ثم جعل الا ثلاث
قبائل فجعلنی من خیرها قبيلة و ذلک قوله تعالیٰ و جعلنا کم شعوبا و قبائل فانا اتقی
ولد آدم و اکرمهم علی اللہ و لا فخر ثم جعل القبائل بیوتا فجعلنی من خیرها بیتا و
ذلک قوله تعالیٰ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا۔

اللہ تعالیٰ نے خلق کی دو قسمیں کیں تو مجھے بہتر قسم میں رکھا اور یہ وہ بات ہے جو خدا نے فرمائی داہنے
ہاتھ والے اور بائیں ہاتھ والے تو میں داہنے ہاتھ والوں سے ہوں اور میں سب داہنے ہاتھ والوں سے بہتر
ہوں، پھر ان دو قسموں کے تین حصے کیے تو مجھے بہتر حصے میں رکھا اور یہ خدا کا وہ ارشاد ہے کہ داہنے ہاتھ
والے اور بائیں ہاتھ والے اور سابقین، تو میں سابقین میں ہوں اور میں سب سابقین سے بہتر ہوں، پھر ان
حصوں کے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا اور یہ خدا کا وہ فرمان ہے کہ ہم نے کیا تمہیں شاخیں اور قبیلے
(یعنی الی قوله تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم) بیشک تم سب میں زیادہ عزت والا خدا کے
یہاں وہ ہے جو تم سب میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ تو میں سب آدمیوں سے زیادہ پرہیزگار ہوں اور سب سے
زیادہ اللہ کے یہاں عزت والا اور کچھ فخر مراد نہیں، پھر ان قبیلوں کے خاندان کیے تو مجھے بہتر خاندان میں رکھا
اور یہ اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے کہ خدا یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کرے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں
خوب پاک کر دے ستھرا کر کے۔

بہترین اولاد آدم

ابن عساکر و بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فرماتے ہیں :

خيار ولد آدم خمسة نوح و ابراهيم و موسى و عيسى و محمد و خيرهم
محمد صلى الله تعالى عليه وسلم

بہترین اولاد آدم پانچ ہیں نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیہم وسلم اور ان سب
بہتروں میں بہتر محمد ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

روز قیامت فضل میں سبقت

صحیح بخاری و صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نحن الاخرون السابقون يوم القيامة (زاد مسلم) و نحن اول من يدخل
الجنة.

ہم (زمانے میں) پیچھے اور قیامت کے دن (ہر فضل میں) اگلے ہیں اور ہم سب سے پہلے داخل
جنت ہوں گے۔

اسی میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امم سابقہ کی
نسبت فرماتے ہیں :

هم تبع لنا يوم القيامة نحن الآخرون من اهل الدنيا و الاولون يوم القيامة
المقضى لهم قبل الخلائق.

وہ قیامت میں ہمارے توابع ہوں گے ہم دنیا میں پیچھے آئے اور قیامت میں پیشی رکھیں گے تمام

جہان سے پہلے ہمارے ہی لیے اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا۔

دارمی عمرو بن قیس ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الله تعالى ادرک بی الاجل المرحوم و اختصر لی اختصارا فنحن
الآخرون و نحن السابقون يوم القيامة و انی قائل قولا غیر فخر ابراهیم خلیل الله و
موسی نجی الله و انا حبیب الله و معی لواء الحمد يوم القيامة .

یعنی جب رحمت خاص کا زمانہ آیا اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرمایا اور میرے لیے کمال اختصار کیا، ہم
ظہور میں پچھلے اور روز قیامت رتبے میں اگلے ہیں اور میں ایک بات فرماتا ہوں جس میں فخر و ناز کو دخل نہیں
ابراہیم اللہ کے خلیل اور موسیٰ اللہ کے نجی اور میں اللہ کا حبیب اور میرے ساتھ روز قیامت لواء الحمد ہوگا۔

حدیث اختصار کی مراد

قوله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اختصر لی اختصارا کی توضیح میں علماء فرماتے ہیں:

(۱) یعنی مجھے اختصار کلام بخشا کہ تھوڑے لفظ ہوں اور معنی کثیر۔

(۲) یا میرے لیے زمانہ مختصر کیا کہ میری امت کو قبروں میں کم دن رہنا پڑے۔

حدیث اختصار کی یہ دونوں توضیح و تشریح علماء کے کلام میں موجود و ثابت ہیں ان کے علاوہ دیگر
توضیحات کا اضافہ امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) یا یہ کہ میرے لیے امت کی عمریں کم کیں کہ مکارہ دنیا سے جلد خلاص پائیں گناہ کم ہوں نعمت باقی
تک جلد پہنچیں۔

(۴) یا یہ کہ میری امت کے لیے طول حساب کو اتنا مختصر فرما دیا کہ اے امت محمد میں نے تمہیں اپنے حقوق معاف کیے آپس میں ایک دوسرے کا حق معاف کرو اور جنت کو چلے جاؤ۔

(۵) یا یہ کہ میرے غلاموں کے لیے پل صراط کی راہ پندرہ ہزار برس کی ہے اتنی مختصر کر دے گا کہ چشم زدن میں گزر جائیں گے یا جیسے بجلی کو ند گئی۔

(۶) یا یہ کہ قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ہے میرے غلاموں کے لیے اس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت فرض پڑھتے۔

(۷) یا یہ کہ علوم و معارف جو ہزار ہا سال کی محنت و ریاضت میں نہ حاصل ہو سکیں میری چند روزہ خدمتگاری میں میرے اصحاب پر منکشف فرمادیے۔

(۸) یا یہ کہ زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لیے ایسی مختصر کر دی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلاً ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہو لیا۔

(۹) یا یہ کہ مجھ پر کتاب اتاری جس کے معدود ورقوں میں تمام اشیاء گزشتہ و آئندہ کا روشن مفصل بیان جس کی ہر آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم، جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اونٹ بھر جائیں اس سے زیادہ اور کیا اختصار متصور۔

(۱۰) یا یہ کہ شرق تا غرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر فرما دیا کہ میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں۔

کانما انظر الی کافی هذه .

جیسا اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

(۱۱) یا یہ کہ میری امت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا۔

(۱۲) یا اگلی امتوں پر جو اعمال شاقہ طویلہ تھے ان سے اٹھالیے، پچاس نمازوں کی پانچ رہیں اور حساب کرم میں پوری پچاس، زکوٰۃ میں چہارم مال کا چالیسواں حصہ رہا اور کتاب فضل میں وہی ربع کا ربع، یہ بھی حضور کے اختصار کلام سے ہے کہ ایک لفظ کے اتنے کثیر معنی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اول و آخر

امام احمد و ابن ماجہ و ابوداؤد طیالسی و ابویعلیٰ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انه لم يكن نبى الا له دعوة قد تخيرها فى الدنيا و انى قد اختبأت دعوتى شفاعه لامتى و انا سيد ولد آدم يوم القيامة و لا فخر و انا اول من تنشق عنه الارض و لا فخر و بىدى لواء الحمد و لا فخر آدم فمن دونه تحت لوائى و لا فخر (ثم ساق حديث الشفاعة الى ان قال) فاذا اراده الله تعالى ان يصدع بين خلقه نادى مناد اين احمد و امته فنحن الاخرون الاولون نحن آخر الامم و اول من يحاسب فتفرج لنا الامم عن طريقنا فنمضى غرا محجلين من اثر الطهور فيقول الامم كادت هذه الامة ان تكون انبياء كلها. الحديث.

یعنی ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کرچکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت کے لیے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں روز قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور کچھ فخر منظور نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں، آدم اور ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہوں گے اور کچھ تفاخر نہیں جب اللہ

تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت، تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول، ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور حساب میں پہلے، تمام امتیں ہمارے لیے راستہ دیں گی ہم چلیں گے اثر وضو سے رخشندہ رخ و تابندہ اعضا سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیاء ہو جائے۔

جمال پر توش در من اثر کرد
وگر نہ من ہاں خاکم کہ ہستم

حشر، حضور کے قدموں میں

مالک بخاری مسلم ترمذی نسائی جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا الحاشر الذی يحشر على قدمي .

میں ہی حاشر ہوں کہ تمام لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے۔ یعنی روز محشر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے ہوں گے اور تمام اولین و آخرین حضور کے پیچھے۔

براق صرف حضور کو عطا ہوگا

ابن زنجویہ فضائل الاعمال میں کثیر بن مرہ حضری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تبعت ناقة ثمود لصالح
فيركبها من عند قبره حتى توافي به المحشر ، قال معاذ و انت تتركب العضباء يا رسول
الله قال تتركبها ابنتي و انا على البراق اختصت به من دون الانبياء يومئذ و يبعث

بلال علی ناقة من نوق الجنة ينادي على ظهرها بالاذان فاذا سمعت الانبياء و اممها
اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله قالوا و نحن نشهد على ذلك .
یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ناقہ ثمود
اٹھایا جائے گا، وہ اپنی قبر سے اس پر سوار ہو کر میدان حشر میں آئیں گے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ :

عشاق کی عادت ہے کہ جب کسی جمیل یا عزت کی کوئی خوبی سنتے ہیں فوراً ان کی نظر اپنے محبوب کی
طرف جاتی ہے کہ اس کے مقابل اس کے لیے کیا ہے۔

اسی بناء پر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اور یا رسول اللہ حضور اپنے ناقہ مقدسہ
عضباء پر سوار ہوں گے فرمایا نہ، اس پر تو میری صاحبزادی سوار ہوگی اور میں براق پر تشریف رکھوں گا کہ اس
روز سب انبیاء سے الگ خاص مجھ ہی کو عطا ہوگا اور ایک جنتی اونٹنی پر بلال کا حشر ہوگا کہ عرصات محشر میں اس
کی پشت پر اذان دے گا جب انبیاء اور ان کی امتیں اشہد ان لا اله الا الله و اشہد ان محمد
رسول الله سنیں گے سب بول اٹھیں گے کہ ہم بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔

سبحان اللہ! جب تمام مخلوق الہی اولین و آخرین یکجا ہوں گے اس وقت بھی ہمارے آقا کے نام کی
دہائی پھرے گی، اس دن کھل جائے گا کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں، اس دن موافق مخالف پر روشن ہوگا
کہ مالک یوم الدین ایک اللہ ہے اور اس کی نیابت سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جنتی حلہ حضور کو عطا ہوگا

ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اول من تنشق عنه الارض فاكسى حلة من جلل الجنة اقوم عن يمين العرش
ليس احد من الخلائق يقوم ذلك المقام غيرى.

میں سب سے پہلے زمین سے باہر تشریف لے جاؤں گا پھر مجھے جنت کے جوزوں سے ایک جوڑا
پہنایا جائے گا، میں عرش کی داہنی طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں تمام مخلوق الہی میں کسی کو بار نہ ہوگا۔

احمد دارمی ابو نعیم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں :

اول من يكسى ابراهيم ثم يقعد مستقبل العرش ثم اوتى بكسوتى فالبسها
فاقوم عن يمينه مقاما لا يقوم احد غيرى يغبطنى فيه الاولون و الآخرون.

سب سے پہلے ابراہیم کو جوڑا پہنایا جائے گا وہ عرش کے سامنے بیٹھ جائیں گے پھر میری پوشاک
حاضر کی جائے گی میں پہن کر عرش کی دہنی طرف ایسی جگہ کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کسی کو بار نہ ہوگا اگلے
پچھلے مجھ پر رشک لے جائیں گے۔

بیہقی کتاب الاسماء والصفات میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اكسى حلة من الجنة لا يقوم لها البشر.

مجھے وہ بہشتی لباس پہنایا جائے گا کہ تمام بشر جس کی قدر و عظمت کے لائق نہ ہوں گے۔

روز قیامت بلندی پر جلوہ فرمائی

طبری تفسیر میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

یرقی ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وامتہ علی کوم فوق الناس .

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت روز قیامت بلندی پر تشریف رکھیں گے سب سے اونچے۔

ابن جریر و ابن مردویہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انا و امتی يوم القيامة على كرم مشرفين ما من الناس احد الا ودا انه منا .

میں اور میری امت روز قیامت بلند یوں پر ہوں گے سب سے اونچے کوئی ایسا نہ ہوگا جو تمنا نہ کرے کہ کاش وہ ہم ہی سے ہوتا۔

حضرت ابراہیم کی رغبت

صحیح مسلم شریف میں ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے تین سوال دیئے میں نے دوبارہ عرض کی:

اللهم اغفر لامتی اللهم اغفر لامتی .

الہی میری امت بخش دے الہی میری امت بخش دے۔

و آخرت الثالثة يوم يرغب الى فيه الخلق حتى ابراهيم .

اور تیسرا اس دن کے لیے اٹھا رکھا جس میں تمام خلق میری طرف نیاز مند ہوگی یہاں تک کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

حدیث: ان لكل نبی دعوة . الحدیث کہ مسند احمد و صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

مروی، امام حکیم ترمذی نے بھی روایت کی اور اس کے اخیر میں یہ زیادت فرمائی۔

و ان ابراهیم لیرغب فی دعائی ذلک الیوم .

یعنی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ابراہیم بھی میری دعا کے خواہش مند ہوں گے۔

انبیاء کے خطیب و شفیع

احمد و ترمذی اور ابن ماجہ و حاکم و ابن ابی شیبہ ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

إذا کان یوم القیامة کنت امام النبیین و خطیبهم و صاحب شفاعتهم غیر فخر .

جب قیامت کا دن ہوگا میں تمام انبیاء کا امام اور ان کا خطیب اور ان کا شفاعت والا ہوں گا۔

حضور سے انبیاء کا التماس

امام احمد انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انی لقائم انتظر امتی تعبر الصراط اذا جاء عیسیٰ علیہ الصلاة والسلام فقال هذه

الانبياء قد جاء تک یا محمد یسألون تدعو الله ان یفرق بین جمیع الامم الی حیث یشاء

لعظم ما هم فیہ فالخلق یلجمون فی العرق فاما المؤمن فهو علیہ کالزکمة و اما الکافر

فتغشاه الموت قال یا عیسیٰ انتظر حتی ارجع الیک فذهب نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم فقام تحت العرش فلقى ما لم یلق ملک مصطفیٰ و لا نبی مرسل . الحدیث .

میں کھڑا ہوا اپنی امت کا انتظار کرتا ہوں گا کہ صراط پر گزر جائے اتنے میں عیسیٰ علیہ الصلاة والسلام

آکر عرض کریں گے اے محمد کہ یہ انبیاء اللہ حضور کے پاس التماس لے کر آئے ہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیں وہ امتوں کی اس جماعت کو جہاں چاہے تفریق کر دے کہ لوگ بڑی سختی میں ہیں پسینہ لگام کے مانند ہو گیا ہے (حدیث میں فرمایا) مسلمان پر تو مثل زکام کے ہوگا اور کافروں کو اس سے موت گھیر لے گی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمائیں گے اے عیسیٰ آپ انتظار کریں یہاں تک کہ میں واپس آؤں پھر حضور زیر عرش جا کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ پائیں گے جو نہ کسی مقرب فرشتہ کو ملانہ نبی مرسل نے پایا۔

باب جنت سب سے پہلے حضور کے لیے کھلے گا

مسند احمد صحیح میں انھیں سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اتی باب الجنة يوم القيامة فاستفتح فيقول الخازن من انت فاقول محمد فيقول بك امرت ان لا افتح لاحد قبلك .

میں روز قیامت در جنت میں تشریف لا کر کھلو آؤں گا داروغہ عرض کرے گا کون ہے میں فرماؤں گا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، عرض کرے گا مجھے حضور ہی کے واسطے حکم تھا کہ حضور سے پہلے کسی کے لیے نہ کھولوں۔

طبرانی کی روایت میں ہے داروغہ قیام کر کے عرض کرے گا۔

لا افتح لاحد قبلك و لا اقوم لاحد بعدك .

نہ میں حضور سے پہلے کسی کے لیے کھولوں نہ حضور کے بعد کسی کے لیے قیام کروں۔

باب جنت پر حضور کی دستک

صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا اكثر الانبياء تبعاً يوم القيامة و انا اول من يقرع باب الجنة .

روز قیامت میں سب انبیاء سے کثرت امت میں زائد ہوں گا اور سب سے پہلے میں ہی جنت کا دروازہ کھٹکھاؤں گا۔

مسلم کی دوسری روایت میں یوں ہے۔

انا اول الناس يشفع في الجنة و انا اكثر الانبياء تبعاً .

میں جنت میں سب سے پہلا شفیع ہوں اور میرے پیرو سب انبیاء کی امتوں سے افزوں۔

ابن التجار نے ان لفظوں سے روایت کی۔

انا اول من يدق باب الجنة فلم تسمع الاذان احسن من طنين الحلق على تلك المصارع .

میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کوٹوں گا زنجیروں کی جھنکار جو ان کو اڑوں پر ہوگی اس سے بہتر آواز کسی کان نے نہ سنی۔

بلند نورانی منبر پر جلوہ فرمائی

صحیح ابن حبان میں انھیں سے مروی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان لكل نبى يوم القيامة منبراً من نور و انى لعلى طولها و انورها فيجى مناد ينادى اين النبى الامى قال فيقول الانبياء كلنا نبى امى فالى اين ارسى فيرجع الثانية فيقول اين النبى الامى العربى قال فينزل محمد صلى الله تعالى عليه وسلم حتى يأتى باب الجنة فيقرعه (و ساق الحديث الى ان قال) فيفتح له فيدخل فيتجلى له الرب

تبارک و تعالیٰ و لا یتجلی لشی قبلہ فیخولہ ساجدا۔ الحدیث۔

قیامت میں ہر نبی کے لیے ایک منبر نور کا ہوگا اور میں سب سے زیادہ بلند و نورانی منبر پر ہوں گا منادی آکر ندا کرے گا کہاں ہیں نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، انبیاء کہیں گے ہم سب نبی امی ہیں کسے یاد فرمایا ہے منادی واپس جائے گا دوبارہ آکر یوں ندا کرے گا کہاں ہیں نبی امی عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے منبر اطہر سے اتر کر جنت کو تشریف لے جائیں گے، دروازہ کھلوا کر اندر جائیں گے رب عز جلالہ ان کے لیے تجلی فرمائے گا اور ان سے پہلے کسی پر تجلی نہ کرے گا حضور اپنے رب کے لیے سجدہ میں گریں گے۔

صراط پر گزرنے میں سبقت

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں :

یضرب الصراط بین ظہرائی جہنم فاکون اول من یجوز من الرسل بامته .
جب پشت جہنم پر صراط رکھیں گے میں سب رسولوں سے پہلے اپنی امت کو لے کر گزر فرماؤں گا۔

حضور سے پہلے دخول جنت ممکن نہیں

طبرانی معجم اوسط میں اور دارقطنی وابن النجار امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الجنة حرمت علی الانبیاء حتی ادخلها و حرمت علی الامم حتی تدخلها امتی .
جنت پیغمبروں پر حرام ہے جب تک میں اس میں نہ داخل ہوں اور امتوں پر حرام ہے جب تک

میری امت نہ داخل ہو۔

اسحاق بن راہویہ اپنی مسند اور ابن ابی شیبہ مصنف میں امام مکحول تابعی سے امیر المومنین عمر کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا اس سے فرمایا قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام بشر پر فضیلت بخشی میں تجھے نہ چھوڑوں گا یہودی نے قسم کھا کر حضور کی افضلیت مطلقہ کا انکار کیا امیر المومنین نے اس کے طمانچہ مارا یہودی بارگاہ رسالت میں ناشی آیا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المومنین کو تو حکم دیا تم نے اس کے تھپڑ مارا ہے راضی کر لو اور یہودی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔

بل یا یہودی آدم صلی اللہ ابراہیم خلیل اللہ و موسیٰ نجی اللہ و عیسیٰ روح اللہ و انا حبیب اللہ بل یا یہودی سمی اللہ باسمین سمی بہما امتی ہو السلام و سمی بہا امتی المسلمین و ہو المومن و سمی بہا امتی المومنین بل یا یہودی ان الجنة محرمة علی الانبياء حتی ادخلها و ہی محرمة علی الامم حتی تدخلها امتی۔

بلکہ او یہودی آدم صلی اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ اور موسیٰ نجی اللہ اور عیسیٰ روح اللہ ہیں اور میں حبیب اللہ ہوں بلکہ او یہودی اللہ تعالیٰ نے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے، اللہ تعالیٰ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا، اللہ تعالیٰ مومن ہے اور میری امت کا نام مومنین رکھا بلکہ او یہودی بہشت سب نبیوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میں تشریف لے جاؤں اور سب امتوں پر حرام ہے یہاں تک کہ میری امت داخل ہو۔

جنت کی ایک منزل اور حضور

احمد مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

سلوا الله لي الوسيلة ، فانها منزلة في الجنة لا تنبغي الا لعبد من عباد الله و
ارجو ان اكون انا هو فمن سأل لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة .

اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ مانگو وہ جنت کی ایک منزل ہے کہ ایک بندے کے سوا کسی کے
شایان نہیں میں امید کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں تو جو میرے لیے وسیلہ مانگے اس پر میری شفاعت
اترے گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مختصر میں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وسیلہ کیا ہے فرمایا

اعلى درجة في الجنة لا ينالها الا رجل واحد ارجو ان اكون هو .

بلند ترین درجات جنت ہے جسے نہ پائے گا مگر ایک مرد امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں ہوں۔

علماء فرماتے ہیں، خدا و رسول جس بات کو بکلمہ امید و ترجی بیان فرمائیں وہ یقینی الوقوع ہے۔ بلکہ
بعض علماء نے فرمایا کلام اولیاء میں بھی رجاء تحقیق ہی کے لیے ہے۔

عثمان بن سعید دارمی کتاب الرد علی الجہیمہ میں عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور
سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان الله رفعني يوم القيامة في اعلى غرفة من جنات النعيم ليس فوقی الا حملة
العرش .

اللہ تعالیٰ مجھے روز قیامت جنت النعیم کے سب غرفوں سے اعلیٰ غرفوں میں بلند فرمائے گا کہ مجھ
سے اوپر بس خدا کا عرش ہوگا۔

انبیاء پر حضور کی افضلیت

ابن جریر ابن مردویہ ابن ابی حاتم بزار ابو یعلیٰ سہمی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معراج کی حدیث طویل میں راوی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی اور اپنے فضائل جلیلہ کے خطبے پڑھے سب کے بعد حضور پر نور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلکم اثنی علی ربہ و انی مثن علی ربی الحمد لله الذی ارسلنی رحمۃ
للعالمین و کافۃ للناس بشیرا و نذیرا و انزل علی الفرقان فیہ تبیان لکل شیء و جعل
امتی خیر امة و اخرجت للناس و جعل امتی امة وسطا و جعل امتی ہم الاولون و
الآخرون و شرح لی صدری و وضع عنی وزری و رفع لی ذکری و جعلنی فاتحاً و
خاتماً۔

تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور اب میں اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں حمد اس خدا کو جس نے مجھے
تمام جہان کے لیے رحمت بھیجا اور کافہ ناس کا رسول بنایا جو خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور مجھ پر قرآن اتارا
اس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور میری امت سب امتوں سے بہتر اور امت عادل اور زمانہ میں موخر اور
مرتبہ میں مقدم کی اور میرے لیے میرا سینہ کھول دیا اور مجھ سے میرا بوجھ اتار لیا اور میرے لیے میرا ذکر بلند
فرمایا اور مجھے فاتح باب رسالت و خاتم دور نبوت کیا۔

جب حضور اس خطبہ جلیلہ سے فارغ ہوئے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرات انبیاء سے
فرمایا۔

بہذا فضلکم محمد۔

اسی لیے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سے افضل ہوئے۔

پھر جب حضور اپنے رب سے ملے رب تبارک و تعالیٰ نے فرمایا اسل ما نگ کیا مانگتا ہے، حضور نے اور انبیاء کے فضائل عرض کیے کہ تو نے انھیں یہ کرامتیں دیں، حق جل و علانے حضور کے فضائل اعلیٰ و اشرف ارشاد فرمائے کہ تمھیں یہ کچھ بخشا، حضور نے یہ واقعہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا۔

فضلنی ربی .

مجھے میرے رب نے افضل کیا۔

اور اپنے فضائل و خصائص عظیمہ بیان فرمائے۔

تیرے پائے کا نہ پایا

حاکم کتاب الکنی اور طبرانی اوسط اور بیہقی و ابو نعیم دلائل النبوة میں اور ابن عساکر و دیلمی و ابن لال ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

قال لی جبریل قلبت الارض مشارقها و مغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد و لم اجد بنی اب افضل من بنی ہاشم .

جبریل نے مجھ سے عرض کی میں نے پورب پچھتم ساری زمین الٹ پلٹ کر دیکھی کوئی شخص محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل نہ پایا نہ کوئی خاندان، خاندان بنی ہاشم سے بہتر نظر آیا۔

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں صحت کے انوار اس متن کے گوشوں پر جھلک رہے ہیں۔

بارگاہ عزت میں حضور کی عزت

ابو نعیم کتاب المعروفہ میں اور ابن عساکر عبد اللہ بن غنم سے راوی ہم خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے ناگاہ ایک ابر نظر آیا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سلم علی ملک قال لم ازل استاذن ربی فی لقائک حتی کان هذا اوان اذن لی انی ابشرک انه لیس احد اکرم علی اللہ منک۔

مجھ سے ایک فرشتہ نے سلام کے بعد عرض کی مدت سے میں اپنے رب سے قدم بوسی حضور کی اجازت مانگتا تھا یہاں تک کہ اب اس نے اذن دیا میں حضور کو مژدہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو حضور سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔

حضور علم میں انبیاء سے بڑھ کر ہیں

امام ابو زکریا یحییٰ بن عائد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قصہ ولادت اقدس میں فرماتی ہیں۔

مجھے تین شخص نظر آئے گویا آفتاب ان کے چہروں سے طلوع کرتا ہے، ان میں ایک نے حضور کو اٹھا کر ایک ساعت تک حضور کو اپنے پروں میں چھپایا اور گوش اقدس میں کچھ کہا کہ میری سمجھ میں نہ آیا اتنی بات میں نے بھی سنی کہ عرض کرتا ہے۔

ابشر یا محمد فما بقی لنبی علم الا وقد اعطیتہ فانت اکثرهم علما و اشجعهم قلبا مفاتیح النصر قد البست الخوف و الرعب لا یسمع احد بذکرک الا وجل فؤاده و خاف قلبه و ان لم یرک یا خلیفة اللہ۔

اے محمد مژدہ ہو کہ کسی نبی کا کوئی علم باقی نہ رہا جو حضور کو نہ ملا ہو تو حضور ان سب سے علم میں زائد اور شجاعت میں فائق ہیں جو نصرت کی کنجیاں حضور کے ساتھ ہیں حضور کو رعب و دبدبہ کا جامہ پہنایا ہے جو حضور کا نام پاک سنے گا اس کا جی ڈر جائے گا اور دل سہم جائے گا اگرچہ حضور کو دیکھانہ ہواے اللہ کے نائب۔

ابن عباس فرماتے ہیں :

كان ذلك رضوان خازن الجنان .

یہ رضوان داروغہ جنت تھے۔ علیہ الصلاۃ والسلام۔

حضور کا ثواب

شفا شریف میں ہے :

اطمع ان اکون اعظم الانبياء اجرا يوم القيامة .

میں طمع کرتا ہوں کہ قیامت میں میرا ثواب سب انبیاء سے بڑا ہو۔

خلیل و مسیح روز قیامت حضور کے امتی ہوں گے

شفا شریف میں ہے :

اما ترضون ان يكون ابراهيم و عيسى كلمة الله فيكم يوم القيامة ثم قال انها

امتی يوم القيامة .

کیا تم راضی نہیں کہ ابراہیم و عیسیٰ کلمۃ اللہ روز قیامت تم میں شمار کیے جائیں، پھر فرمایا وہ دونوں

روز قیامت میری امت ہوں گے۔

خلق خدا میں حضور عمدہ ترین ہیں

افضل القرئی میں فتاویٰ امام شیخ الاسلام سراج بلقینی سے ہے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے حضور

سے عرض کی :

ابشر فانك خير خلقه و صفوته من البشر حباك الله بما لم يحب به احد من

خلقه لا ملکا مقربا و لا نبیا مرسلأ . الحدیث .

مژدہ ہو کہ حضور بہترین خلق خدا ہیں اس نے تمام آدمیوں میں سے حضور کو چن لیا اور وہ دیا جو سارے جہان میں کسی کو نہ دیا نہ کسی مقرب فرشتہ نہ کسی مرسل نبی کو۔

حضور تمام عالم کے رسول ہیں

علامہ شمس الدین ابن الجوزی اپنے رسالہ میلاد میں ناقل حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جناب مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا :

یا ابا الحسن ان محمدا رسول رب العالمین و خاتم النبیین و قائد الغر المحجلین سید جمیع الانبیاء و المرسلین الذی تنبا و آدم بین الماء و الطین رؤف بالمومنین شفیع المذنبین ارسلہ اللہ الی كافة الخلق اجمعین .

اے ابوالحسن بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب العالمین کے رسول ہیں اور پیغمبروں کے خاتم اور روشن رو اور روشن دست و پا والوں کے پیشوا، تمام انبیاء و مرسلین کے سردار، نبی ہوئے جب کہ آدم آب و گل میں تھے، مسلمانوں پر نہایت مہربان گناہگاروں کے شفیع اللہ تعالیٰ نے انھیں تمام عالم کی طرف بھیجا۔

جملہ انبیاء پر حضور کی فضیلت

مولانا فاضل علی قاری شرح شفاء میں علامہ تلمسانی سے ناقل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے آکر مجھے یوں سلام کیا۔

السلام علیک یا اول ، السلام علیک یا آخر ، السلام علیک یا ظاہر ، السلام علیک یا باطن .

میں نے کہا کہ اے جبریل یہ تو خالق کی صفتیں ہیں مخلوق کو کیوں کر مل سکتی ہیں، عرض کی میں نے خدا کے حکم سے حضور کو یوں سلام کیا ہے اس نے حضور کو ان صفتوں سے فضیلت اور تمام انبیاء و مرسلین پر خصوصیت بخشی ہے اپنے نام و صفت سے حضور کے لیے نام و صفت مشتق فرمائے ہیں۔

حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں۔

اور آخر اس لیے کہ ظہور میں سب سے مؤخر اور آخر اہم کی طرف خاتم الانبیاء ہیں۔

اور باطن اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے باپ آدم کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ساق عرش پر سرخ نور سے اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام لکھا اور مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا، میں نے ہزار سال حضور پر درود بھیجی یہاں تک کہ حق جل و علا نے حضور کو مبعوث کیا خوش خبری دیتے اور ڈر سنا تے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلا تے اور چراغ تاباں۔

اور ظاہر اس لیے حضور کا نام رکھا کہ اس نے اس زمانہ میں حضور کو تمام ادیان پر غلبہ دیا اور حضور کا شرف و فضل سب آسمان و زمین پر آشکارا کیا تو ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے حضور پر درود نہ بھیجی، اللہ تعالیٰ حضور پر درود بھیجے حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد اور حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور حضور اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔ یہ عظیم بشارت سن کر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الحمد لله الذي فضلى على جميع النبيين حتى في اسمي وصفتي.

حمد اس خدا کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں۔

حضور تمام عالم کے لیے رحمت ہیں

ابن ابی شیبہ و ترمذی اور حاکم اور ابو نعیم و خرائطی ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ابوطالب چند سرداران قریش کے ساتھ ملک شام کو گئے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمراہ تشریف فرما تھے، جب صومعہ، راہب یعنی بحیرا کے پاس اترے راہب صومعہ سے نکل کر ان کے پاس آیا اور اس سے پہلے جو یہ قافلہ جاتا تھا راہب نہ آتا تھا نہ اصلاً ملتفت ہوتا اب کی بار خود آیا اور لوگوں کے بچ گزرتا ہوا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست مبارک تھام کر بولا۔

هذا سيد العلمين هذا رسول رب العلمين يبعثه الله رحمة للعلمين.

یہ تمام جہان کے سردار ہیں، یہ رب العالمین کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں تمام عالم کے لیے رحمت بھیجے گا۔

سرداران قریش نے کہا تجھے کیا معلوم ہے کہا جب تم اس گھاٹی سے بڑھے کوئی درخت و سنگ نہ تھا جو سجدے میں نہ گرے اور دم نبی کے سوا دوسرے کو سجدہ نہیں کرتے اور میں انھیں مہر نبوت سے پہچانتا ہوں ان کے استخوان شانہ کے نیچے سب کے مانند ہے۔ پھر راہب واپس گیا اور قافلہ کے لیے کھانا لایا اور حضور تشریف نہ رکھتے تھے، آدمی طلب کو گیا تشریف لائے ابرسر پر سایہ گستر تھا راہب بولا۔

انظروا اليه غمامة تظله .

وہ دیکھو ابران پر سایہ کیے ہے۔

قوم نے پہلے سے درخت کا سایہ گھیر لیا تھا حضور نے جگہ نہ پائی دھوپ میں تشریف رکھی فوراً پیڑ کا سایہ حضور پر جھک آیا راہب نے کہا:

انظروا الى في الشجر مال اليه .

وہ دیکھو پیڑ کا سایہ ان کی طرف جھکتا ہے۔

حضور خیر الانبیاء ہیں

ابونعیم حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

یہ ایک شب صحرائے شام میں تھے ہاتف جن نے انھیں حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خبر دی صبح راہب کے پاس جا کر قصہ بیان کیا کہا:

قد صدقوک بخرج من الحرم و مهاجرہ الحرم و هو خیر الانبیاء.

جنوں نے تجھ سے سچ کہا حرم سے ظاہر ہوں گے اور حرم کو ہجرت فرمائیں گے اور وہ تمام انبیاء سے

بہتر ہیں۔

خرائطی و ابن عساکر مرداس بن قیس دوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، میں خدمت اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا حضور کے پاس کہانت کا ذکر تھا کہ بعثت اقدس سے کیوں کر متغیر ہو گئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے یہاں اس کا ایک واقعہ گزرا ہے میں حضور میں عرض کروں۔

ہماری ایک کنیز تھی خاصہ نام، کہ ہمارے علم میں ہر طرح نیک تھی ایک دن آکر بولی اے گروہ دوس! تم مجھ میں کوئی بدی جانتے ہو ہم نے کہا بات کیا ہے کہا میں بکریاں چراتی تھی دفعۃً ایک اندھیرے نے مجھے گھیرا اور وہ حالت پائی جو مرد سے پاتی ہے مجھے حمل کا گمان ہے۔ جب ولادت کے دن قریب آئے اک عجیب الخلق لڑکا جنی جس کے کتے کے سے کان تھے وہ ہمیں غیب کی خبریں دیتا اور جو کہتا اس میں فرق نہ آتا، ایک دن لڑکوں میں کھیلتے کھیلتے کودنے لگا اور تہبند پھینک دیا اور بلند آواز سے چلایا اے خرابی خدا کی قسم اس پہاڑ کے پیچھے گھوڑے ہیں ان میں خوبصورت خوبصورت نوعمر، یہ سن کر ہم سوار ہوئے ویسا ہی پایا سواروں کو بھگا یا غنیمت لوٹی۔

جب حضور کی بعثت ہوئی اس دن سے جو خبریں دیتا جھوٹ ہوتیں ہم نے کہا تیرا برا ہو یہ کیا حال ہے بولا مجھے خبر نہیں کہ جو مجھ سے سچ کہتا تھا اب کیوں جھوٹ بولتا ہے، مجھے اس گھر میں تین دن بند کر دو ہم نے ایسا ہی کیا تین دن پیچھے کھولا دیکھا وہ ایک آگ کی چنگاری ہو رہا ہے بولا اے قوم دوس!

حرس السماء و خرج خیر الانبیاء

آسمان پر پہرہ مقرر ہوا اور بہترین انبیاء نے ظہور فرمایا۔

ہم نے کہا کہاں؟ کہا مکہ میں اور میں مرنے کو ہوں مجھے پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دینا مجھ میں آگ بھڑک اٹھے گی جب ایسا دیکھو باسمک اللہم کہہ کر مجھے تین پتھر مارنا میں بجھ جاؤں گا، ہم نے ایسا ہی کیا، چند روز بعد حاجی لوگ آئے اور ظہور حضور کی خبر لائے۔

ایک ہاتف کی پکار

ابن عساکر ابو نعیم خرائطی بعض صحابہ شعمین سے راوی :

ہم ایک شب اپنے بت کے پاس تھے اور اسے ایک مقدمہ میں بیچ کیا تھا ناگاہ ہاتف نے پکارا۔

یا ایہا الناس ذوی الاصلنام	ما انتم و طائش الاحلام
وسند الحکم الی الاصلنام	ہذا نبی سید الانام
اعدل ذی حکم من الحکام	یصدع بالنور وبالاسلام
مستعلن فی البلد الحرام	

اے بت پرستو! کیا حال ہے تمہارا اور یہ کم عقلیاں اور پتھروں کو بیچ بنانا یہ ہے نبی تمام جہان کا سردار ہر حاکم سے زیادہ عادل نور و اسلام کا آشکارا کرنے والا حرم محترم میں ظہور فرمانے والا۔

ہم سب ڈر کر بت کو چھوڑ گئے اور اس شعر کے چرچے رہے یہاں تک کہ ہمیں خبر ملی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں ظہور فرما کر مدینہ تشریف لائے ہیں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا۔

اہل آسمان کے امام

بزار حضرت امیر المومنین مولیٰ المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی :

لما اراد الله ان يعلم رسوله الاذان اتاه جبريل بدابة يقال له البراق او ذكر جماحها وتسكين جبريل اياها قال فركبها حتى انتهى الى الحجاب الذي يلي الرحمن (و ساق الحديث فيه ذكر تازين الملك و تصديق الله سبحانه و تعالى له قال) ثم اخذ الملك بيد محمد صلى الله تعالى عليه وسلم فقدمه فام اهل السموات فيهم آدم و نوح فيومئذ اكمل الله لمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم الشرف على اهل السموات و الارض .

جب حق جل و علانے اپنے رسول کو اذان سکھانی چاہی جبریل براق لے کر حاضر ہوئے حضور سوار ہو کر اس حجاب عظمت تک پہنچے جو رحمن جل مجدہ کے نزدیک ہے، پردے سے ایک فرشتہ نکلا اور اذان کہی حق عز و جلالہ نے ہر کلمہ پر موذن کی تصدیق فرمائی، پھر فرشتے نے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست اقدس تھام کر حضور کو آگے کیا حضور نے تمام اہل سماوات کی امامت فرمائی جن میں آدم و نوح علیہما الصلاۃ والسلام بھی شامل تھے اس روز حق تبارک و تعالیٰ نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف عام اہل آسمان و زمین پر کامل کر دیا۔

اسی کی مثل ابو نعیم نے بطریق امام محمد بن حنفیہ ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی اس کے اخیر میں ہے۔

ثم قيل لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم تقدم فام اهل السماء فتم له الشرف على سائر الخلق .

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا گیا آگے بڑھے حضور نے تمام اہل آسمان کی امامت فرمائی اور جمیع مخلوقات الہی پر حضور کا شرف کامل ہوا۔
(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

انبیاء سے عہد و میثاق میں حکمت

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے عہد و پیمان کیوں لیا؟

اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

مقصود اظہار عزت و عظمت و سیادت مطلقہ و اصالت کلیہ حضور پر نور علیہ افضل الصلاۃ والسلام بودتا ہمہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام را در دائرہ نبوت مطلقہ اش فرا گیرد و امتی او گرداند، صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و بارک وسلم۔

اس سے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت و عظمت اور سیادت مطلقہ و اصالت کلیہ کا اظہار مقصود ہے تاکہ جملہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو ان کی نبوت مطلقہ کے دائرے کے قریب کر دیں اور جملہ انبیاء کو حضور کا امتی بنادیں۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۶۷)

حضور، حضرت عیسیٰ سے افضل ہیں

بعض لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر رہنے سے ان کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے افضل کہا ہے، اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی نے یہ تحریر فرمایا ہے۔

فقط آسمان پر ہونا اگر موجب فضل ہو تو فرشتوں کو تو آسمان پر مانے کا قال تعالیٰ و کم من

ملک فی السموات آسمانوں میں بہترے فرشتے ہیں، خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دونوں عالم سے افضل کہہ رہا ہے کیا ملائکہ سے افضل نہ مانے گا؟ یا حضور کے وفات پاکر زمین پر رہنے اور ملائکہ کے آسمان پر ہونے سے معاذ اللہ شان اقدس کا گھٹنا جانے گا، اور فرشتے بھی نہ سہی چاند، سورج، ستارے تو آسمان پر ہیں حالاں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاک پاان سے افضل ہے اور یہ تو کس سے کہا جائے کہ زمین، آسمان سے افضل ہے خصوصاً محل تربت اقدس کہ عرش اعظم سے بھی اعلیٰ و افضل ہے۔ اندھوں نے جہت میں اوپر نیچے دیکھ لیا اور یہ نہ جانا کہ دل تمام اعضا کا سلطان اور سب سے افضل ہے اگرچہ بہت اعضاء اس سے اوپر ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۲۲)

اشعار

حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیادت مطلقہ کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی نے

یہ اشعار نظم فرمائے ہیں :

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل	اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی
ملک کونین میں انبیاء تاجدار	تاجداروں کا آقا ہمارا نبی
سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے	ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
سارے اونچوں میں اونچا سمجھئے جسے	ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی
غزودوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے	بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی
	صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی	دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا	ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

سرور کہوں کہ مالک و موئی کہوں تجھے باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
گلزار قدس کا گل رنگیں ادا کہوں درمان درد بلبل شیدا کہوں تجھے

نوبت در ہیں فلک خادم در ہیں ملک
تم ہو جہاں بادشا تم پہ کروڑوں درود

بنا کر دند تا قصر رسالت
ترا شمع شبستاں آفریدند

مصطفیٰ خیر الوریٰ ہو
سرور ہر دو سرا ہو

فرشتے خدم رسول حشم تمام امم غلام کرم
وجود و عدم حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لیے

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لیے

اللہ کی سلطنت کا دولہا نقش تمثال مصطفائی
کل سے بالا رسل سے اعلیٰ اجلال و جلال مصطفائی

وہ کنواری پاک مریم وہ نخت فیہ کادم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
کبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

جس کے زیر لوا آدم و من سوا
مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام
مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

سید کونین سلطان جہاں
کل سے اعلیٰ کل سے اولیٰ کل کی جاں
خل یزداں شاہ دیں عرش آستاں
کل کے آقا کل کے ہادی کل کی شاں
(حدائق بخشش)



خاتمیت محمدی ﷺ

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

ما اکا محمد انا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خانم النبیین و اکا اللہ بکل شیء علیما
 محمد تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا
 ہے۔ (الاحزاب/۴۰)

خاتمیت محمدی ﷺ

هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن و هو بكل شیء علیم (وہی ذات اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہی ہر شیء کا جاننے والا ہے۔) یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حمد و ثناء پر بھی مشتمل ہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر و بیان کے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بھی شامل ہیں، کیوں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان اسماء و صفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی باوجودیکہ یہ اسماء مجملہ اسماء حسنیٰ بھی ہیں۔ اور وحی مقلو اور وحی غیر مقلو ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی قرار دے کر آپ کے حلیہ مبارک، حسن و جمال اور کمال و خصال کا آئینہ دار بنایا، اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء صفات سے متخلق و متصف ہیں اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ ان میں سے کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا مثلاً نور، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی ہادی، رؤف، رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماء صفات یعنی اول، آخر، ظاہر، باطن بھی انھیں قبیل سے ہیں۔

حضور کی شان اولیت

اب رہا یہ امر کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم صفت ”اول“ کیسے ہے؟

(۱) تو یہ اولیت اس بناء پر ہے کہ آپ کی تخلیق، موجودات میں سب سے اول ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے اول ما خلق اللہ نوری اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا۔

(۲) یہ کہ آپ مرتبہ نبوت میں بھی اول ہیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے کنت نبیا و ان ادم

لمجدل فی طینتہ

میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم علیہ السلام اپنے خمیر ہی میں تھے۔

(۳) یہ کہ آپ ہی روز میثاق سارے جہان سے پہلے جواب دینے والے تھے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا

الست بربکم (کیا میں تمہارا رب نہیں) قالوا بلی (سب نے کہا ہاں کیوں نہیں)

(۴) یہ کہ سب سے پہلے آپ ہی ایمان لانے والے ہیں چنانچہ فرمایا و اول من آمن باللہ و

بذلک امرت و انا اول المومنین اللہ پر جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے پہلے مومن ہوں۔

(۵) یہ کہ جب زمین شق ہوگی اور لوگ اس سے نکلیں گے تو میرے لیے سب سے پہلے زمین شق ہوگی۔

(۶) یہ کہ (روز قیامت) سب سے پہلے میں ہی سجدہ کرنے کی اجازت پاؤں گا۔

(۷) یہ کہ باب شفاعت سب سے پہلے میرے لیے ہی کھلے گا۔

(۸) یہ کہ سب سے پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا۔

شان آخر

اس سبقت و اولیت کے باوجود بعثت و رسالت میں آپ آخر ہیں چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے و

لکن رسول اللہ و خاتم النبیین (لیکن آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں)

(۲) یہ کہ کتابوں میں آپ کی کتاب قرآن کریم آخری اور دینوں میں آپ کا دین آخری ہے، چنانچہ

فرمایا نحن الاخرون السابقون تمام سبقتوں کے باوجود بعثت میں ہم آخری ہیں۔

کیوں کہ بعثت میں یہ آخریت و خاتمیت اور فضیلت میں اولیت و سابقیت کا موجب ہے اس

لیے کہ آپ ہی گزشتہ تمام کتابوں اور دینوں کے ماحی اور ناسخ ہیں۔ (مولف) (مدارج النبوة اول)

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ سے سوال ہوا کہ ولید یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت علی وفاطہ و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انبیاء و رسول کہنا ثابت ہے اور اپنے زعم میں اس کا ثبوت حدیثوں سے بتاتا ہے، ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا بریلوی نے نفس سوال کا جواب دینے کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بارے میں ایسا مبسوط و مصرح کلام فرمایا ہے جو شاید اس کے غیر میں نہ ملے، آپ فرماتے ہیں:

اللہ عزوجل سچا اس کا کلام سچا۔ مسلمانوں پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو احد صمد لا شریک لہ جاننا فرض اول و مناط ایمان ہے یوں ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزو ایقان ہے۔ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے تو ہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے وہ بھی کافر ہے۔ یہ جو میں کہہ رہا ہوں میرا فتویٰ نہیں اللہ واحد قہار کا فتویٰ ہے، خاتم الانبیاء و اخبار کا فتویٰ ہے، علی مرتضیٰ و بتول زہراء و حسن مجتبیٰ و شہید کربلا تمام ائمہ اطہار کا فتویٰ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علی سید ہم و علیہم وسلم۔

ولید کے مقابل ذکر احادیث و نصوص علمائے قدیم و حدیث کا کیا موقع کہ جو نص قطعی قرآن کو نہ مانے حدیث و علماء کی کیا قدر جانے مگر بجمہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لیے متعدد منافع ظاہر و بین ہیں، قرآن و

حدیث دونوں ایمان مومن ہیں۔ احادیث کا بار بار بہ تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا۔ آیہ کریمہ میں وساوس ملعونہ بعض شیاطین نجدیہ کا استیصال فرمائے گا ختم نبوت و خاتم النبیین کے صحیح و نصح معنی بتائے گا، ولید کے ادعائے خبیث ثبوت بالحدیث کا بطلان دکھائے گا نصوص ائمہ سے اہل ایمان کو صحت فتویٰ پر زیادہ تر اعتبار و اعتماد آئے گا معہذا ذکر محبوب راحت قلوب ہے ان کی یاد سے مسلمانوں کا دل چین پائے گا۔

بریت آدم اور ختم نبوت

طبرانی معجم کبیر میں اور حاکم بافادہ تصحیح بیہقی اور دلائل النبوة میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش واقع ہوئی عرض کی:

یا رب اسألک بحق محمد ان غفرت لی .

الہی میں تجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما۔

ارشاد ہوا، اے آدم تو نے محمد کو کیوں کر پہچانا حالاں کہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا عرض کی الہی جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی میں نے سراٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لکھا پایا :

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ .

تو میں نے جانا تو نے اسی کا نام اپنے نام پاک کے ساتھ ملایا ہوگا جو تجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے، فرمایا :

صدقت یا آدم انه لا حب الخلق الی و اذ سألتنی بحقه فقد غفرت لک و لولا

محمد ما خلقتک ، زاد الطبرانی و هو آخر الانبياء من ذريتک .

اے آدم تو نے سچ کہا بیشک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دے کر سوال کیا تو میں نے تیرے لیے مغفرت فرمائی۔ اگر محمد نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا وہ تیری اولاد میں سب سے پچھلا نبی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت موسیٰ اور ختم نبوت

ابو نعیم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

ان موسیٰ لما انزلت علیہ التوراة و قرأها و جد فیہا ذکر هذه الامة فقال يا رب انی اجد فی اللواح امة هم الآخرون السابقون فاجعلها امتی قال تلک امة محمد.

جب موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر توریت اتری اسے پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا عرض کی اے رب میرے میں ان لوگوں میں ایک امت پاتا ہوں کہ وہ زمانے میں سب سے پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی تو یہ میری امت کفر فرمایا یہ امت احمد کی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت آدم اور سرکار دو عالم

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لما خلق اللہ آدم اخبرہ بنیہ فجعل یری فضائل بعضهم علی بعض فرانی اسفلہم فقال یا رب من هذا قال هذا ابنک احمد هو الاول و هو الآخر و هو اول شافع و اول مشفع.

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا انھیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کیے مجھے ان سب کے آخر میں بلند و روشن نور دیکھا عرض کی الہی یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلی شفاعت مانا گیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شانہ آدم کی تحریر

ابن عساکر بطریق ابی الزبیر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی

قال بین کتفی آدم مکتوب محمد رسول اللہ خاتم النبیین.

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں شانوں کے وسط میں قلم قدرت سے لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ خاتم النبیین۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد اور دروازہ جنت

ابن ابی شیبہ مصنف میں بطریق مصعب بن مالک حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی

انه قال اول من ياخذ حلقة باب الجنة فيفتح له محمد صلى الله تعالى عليه

وسلم ثم قراء آية من التوراة آخرها قدما يا الاولون و الآخرون.

یعنی انھوں نے کہا سب سے پہلے جو دروازہ جنت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا پس اس کے لیے دروازہ

کھولا جائے گا وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، پھر تورات مقدس کی آیت پڑھی کہ سب سے پہلے مرتبے

میں سابق زمانے میں لاحق یعنی امت محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت ابراہیم اور حضور

ابن مسعود عامر شعمی سے راوی سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے صحیفوں میں ارشاد ہوا
انہ کائن من ولدک شعوب و شعوب حتی یأتی النبی الامی خاتم الانبیاء .
بیشک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے یہاں تک کہ نبی امی خاتم الانبیاء جلوہ فرما ہو۔ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت یعقوب اور سرور کونین

محمد بن کعب قرظی سے راوی

اوحی اللہ تعالیٰ الی یعقوب انی ابعث من ذریعتک ملوکا و انبیاء حتی ابعث
النبی الحرمی الذی تبنی امتہ ہیکل بیت المقدس و ہو خاتم الانبیاء و اسمہ احمد .
اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین و انبیاء بھیجتا
رہوں گا یہاں تک کہ ارسال فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے
گی وہ سب پیغمبروں کا خاتم ہے اور اس کا نام احمد ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضرت شعیا اور احمد مجتبیٰ

ابن ابی حاتم و ہب بن مہب سے راوی :

قال اوحی اللہ تعالیٰ الی شعیا انی باعث نبیا امیا افتح بہ اذانا صما و قلوبا
غلفا و اعینا عمیا مولدہ بمکہ و مهاجرہ بطیبة و ملکہ بالشام (و ساق الحدیث فیہ

الكثير الطيب من فضائله و شمائله صلى الله تعالى عليه وسلم الى ان قال (و لا جعلن امته خیر امة اخرجت للناس) (و ذكر صفاتهم الى ان قال) اختتم بكتابهم الكتب و بشر يعتهم الشرائع و بدینهم الاديان .

اللہ عزوجل نے شعیا علیہ الصلاۃ والسلام پر وحی بھیجی میں نبی امی کو بھیجنے والا ہوں اس کے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دوں گا اس کی پیدائش مکے میں ہے اور ہجرت گاہ مدینہ اور اس کا تخت گاہ ملک شام میں ضرور اس کی امت کو سب امتوں سے جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئیں بہتر و افضل کروں گا، میں ان کی کتاب پر کتابوں کو ختم فرماؤں گا اور ان کی شریعت پر شریعتوں اور ان کے دین پر سب دینوں کو تمام کروں گا۔

کتب سماوی میں اسم محمد

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یسمی فی الكتب القديمة احمد و محمد و الماحی و المقفی و نبی الملاحم و حمطایا و فار قلیطا و ماذ ماذ .
اگلی کتابوں میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ نام تھے احمد، محمد، ماحی کفر و شرک کو مٹانے والے، مقفی، سب پیغمبروں سے پیچھے تشریف لائے والے، نبی الملاحم جہادوں کے پیغمبر، حمطایا حرم الہی کے حمایتی، فار قلیطا، حق کو باطل سے جدا کرنے والے، ماذ ماذ ستھرے پاکیزہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جبریل امین اور خاتم النبیین

ابن عساکر سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

هبط جبریل فقال ان ربك يقول قد ختمت بك الانبياء و ما خلقت خلقا
اكرم على منك و قرنت اسمك مع اسمي فلا اذكر في موضع حتى تذكر معي و لقد
خلقت الدنيا و اهلها لاعرفهم كرامتك و منزلتك عندي و لولاك ما خلقت
السموات و الارض و ما بينهما لولاك ما خلقت الدنيا.

جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی
حضور کا رب فرماتا ہے بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک
عزت والا ہو تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ یاد نہ کیے
جاؤ، بیشک میں نے دنیا و اہل دنیا سب کو اس لیے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر
ظاہر کروں اور اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک و
سلم۔

آخر النبین

خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فرماتے ہیں :

لما اسرى بي قربني ربي حتى كان بيني وبينه كقاب قوسين او ادنى و قال لي
يا محمد هل غمك ان جعلتك آخر النبين قلت لا قال فهل غم امتك ان جعلتهم
آخر الامم قلت لا قال اخبر امتك اني جعلتهم آخر الامم لا فضح الامم عنده ولا
افضحهم عند الامم.

شب اسری مجھے میرے رب عزوجل نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اس میں دو کمان بلکہ کم کا

فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا اے محمد کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا، میں نے عرض کی نہ، فرمایا کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے انھیں سب امتوں کے پیچھے رکھا میں نے عرض کی نہ، فرمایا اپنی امت کو خبر دے دے کہ میں نے انھیں سب سے پیچھے اس لیے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انھیں اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں۔

رحمة للعالمین

ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و بزار و ابویعلیٰ و بیہقی بطریق ابوالعالیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل اسرا میں راوی :

ثم لقي ارواح الانبياء فاثنوا على ربهم فقال ابراهيم ثم موسى ثم داود ثم سليمان ثم عيسى ثم ان محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم اثنى على ربه فقال كلکم اثنى على ربه و انى مثن على ربي الحمد لله الذى ارسلنى رحمة للعالمين و كافة للناس بشيرا و نذيرا و انزل على الفرقان فيه تبيان لكل شئ و جعل امتى خیر امة اخرجت للناس و جعل امتى هم الاولين و الآخرون فاتحا و خاتما فقال ابراهيم بهذا فضلکم محمد صلى الله تعالى عليه وسلم انتهى الى السدرة فكلّمه تعالى عند ذلك فقال له قد اتخذتك خليلا و هو مكتوب فى التوراة حبيب الرحمن و رفعت لك ذكرك فلا اذكر الا ان ذكرت معى و جعلت امتک هم الاولين و الآخرين و جعلت اول النبیین خلقا و آخرهم بعثا و جعلتک فاتحا و خاتما.

یعنی پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارواح انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے ملے پیغمبروں نے اپنے رب عزوجل کی حمد کی ابراہیم پھر موسیٰ پھر داؤد پھر سلیمان پھر عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام بہ ترتیب حمد الہی

بجلائے اور اس کے ضمن میں اپنے فضائل و خصائص بیان فرمائے سب کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب جل جلالہ کی ثناء کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کر چکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب نبیاں اللہ کو جس نے مجھے سارے جہان کے لیے رحمت بھیجا اور تمام آدمیوں کی طرف بشارت دیتا اور ڈر سنا تا مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر شے کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی اور انھیں عدل و عدالت و اعتدال والی امت کیا اور انھیں کو اول اور انھیں کو آخر رکھا اور میرے واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحہ دیو ان نبوت اور خاتمہ دفتر رسالت بنایا۔ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ان وجوہ سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم سب سے افضل ہوئے۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرہ تک پہنچے اس وقت رب عز و جلالہ نے ان سے کلام کیا اور فرمایا میں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا اور تیرا نام تو ریت میں حبیب الرحمن لکھا ہے میں نے تیرے لیے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری امت کو یہ فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے بچھلے اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور تجھے فاتح و خاتم کیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔

انبیاء کی التجائے شفاعت

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

فیاتون محمدا فيقولون يا محمد انت رسول الله و خاتم الانبياء .

اولین و آخرین حضور خاتم النبیین افضل المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور آ کر عرض کریں گے حضور اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیں۔

حضرت آدم اور اذان اول

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء اور ابن عساکر دونوں بطریق عطا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نزل آدم بالہند و استوحش فنزل جبریل فنادی بالاذان اللہ اکبر اللہ اکبر
اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان
محمد رسول اللہ قال آدم من محمد قال آخر ولدک من الانبیاء .

جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت سے ہند میں اترے تو گھبرائے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے اتر کر اذان دی جب نام پاک آیا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا محمد کون ہیں کہا آپ کی
اولاد میں سب سے پچھلے نبی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

انشراح صدر

ابو نعیم دلائل میں یونس بن میسرہ بن حلبس سے مرسل اور دارمی وابن عساکر بطریق یونس رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

فرشتہ سونے کا طشت لے کر آیا اور میرا شکم مبارک چیر کر دل مقدس نکالا اور اسے دھو کر کچھ اس پر
چھڑک دیا پھر کہا انت محمد رسول اللہ المقفی الحاشر .

حضور محمد رسول اللہ ہیں سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تمام عالم کو حشر دینے والے۔ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث متصل میں یوں ہے جبریل نے اتر کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شکم چاک کیا پھر کہا :

قلب و کعب فیہ اذنان سمیعان و عینان بصیرتان محمد رسول اللہ المقفی

الحاشر.

مضبوط و محکم دل ہے اس میں دوکان ہیں شنوا اور دو آنکھیں ہیں بینا محمد اللہ کے رسول ہیں انبیاء کے خاتم اور خلافت کو حشر دینے والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

میلاد رسول اور ختم نبوت کی بشارت

ابو نعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق مسیب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی، انھوں نے فرمایا میرے باپ اعلم علمائے تورات تھے اللہ عزوجل نے جو کچھ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتارا اس کا علم ان کے برابر کسی کو نہ تھا وہ اپنے علم سے کوئی شے مجھ سے نہ چھپاتے جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا اے میرے بیٹھے تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی، مگر ہاں دو ورق روک رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہو تو اس کی پیروی کر لے یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگادی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا نہ انھیں دیکھنا جب وہ نبی جلوہ فرما ہوا اگر اللہ تعالیٰ تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو ہو جائے گا یہ کہہ کر وہ مر گئے ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے :

محمد رسول اللہ خاتم النبیین لا نبی بعدہ مولدہ بمکہ و مهاجرہ بطیبہ .

محمد اللہ کے رسول ہیں سب انبیاء کے خاتم ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینے کو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

راہب کا انکشاف

بیہقی و طبرانی و ابو نعیم اور خرائطی کتاب الھوائف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا جاہلیت میں کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمھارے باپ نے تمھارا نام محمد کیوں کر رکھا، کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا جواب دیا کہ بنی تمیم سے ہم چار آدمی سفر کو گئے تھے ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک جب ملک شام میں پہنچے ایک تالاب پر اترے جس کے کنارے بیڑ تھے ایک راہب نے اپنے دیر سے ہمیں جھانکا اور کہا تم کون ہو ہم نے کہا اولاد مضر سے کچھ لوگ ہیں کہا :

اما انہ سوف یبعث منکم و شیکانی فسارعوا الیہ و خذوا بحظکم منہ
ترشدوا فانہ خاتم النبیین۔

سننے ہو عنقریب بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی طرف دوڑنا اور اس کی خدمت و اطاعت سے بہرہ یاب ہونا کہ وہ سب میں پچھلا نبی ہے ہم نے کہا اس کا نام پاک کیا ہوگا کہا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے سب کے ایک ایک لڑکا ہوا اس کا نام محمد رکھا۔
و اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔

ولادت اقدس سے پہلے شہادت ایمان و ختم نبوت

زید بن عمرو بن نفیل کہ احد العشرۃ المبشرۃ سیدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہ موحدان و مومنان عہد جاہلیت سے تھے طلوع آفتاب عالم تاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اسی زمانے میں توحید الہی و رسالت حضرت ختمی پناہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت دیتے۔

ابن سعد و ابو نعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے ملا کہ مکہ معظمہ سے کوہ حرا کو جاتے تھے انھوں نے قریش کی مخالفت اور ان کے معبودان باطل سے جدائی کی تھی، اس پر آج ان سے اور قریش سے کچھ لڑائی رنجش ہو چکی تھی مجھے دیکھ کر بولے اے عامر میں اپنی قوم کا مخالف اور ملت ابراہیم کا پیرو ہوا اسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام پوجتے تھے، میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسماعیل اور اولاد عبدالمطلب سے ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے۔ میرے خیال میں میں ان کا زمانہ نہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور ان کی تصدیق کرتا ان کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں تمہیں اگر اتنی عمر ملے کہ انھیں پاؤ تو میرا سلام انھیں پہنچانا، اے عامر میں تم سے ان کی نعت و صفت بیان کیے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو، درمیانہ قد ہیں سر کے بال کثرت و قلت میں معتدل ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخ ڈورے رہیں گے ان کے شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے ان کا نام احمد اور یہ شہر ان کا مولد ہے یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی، ان کی قوم انھیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا دین اسے ناگوار ہوگا۔ وہ ہجرت فرما کر مدینہ جائیں گے وہاں سے ان کا دین ظاہر و غالب ہوگا، دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آکر ان کی اطاعت سے محروم نہ رہنا۔

فانی بلغت البلاد كلها لطلب دين ابراهيم و كل من اسأل من اليهود و النصارى و المجوس يقول هذا الدين وراءك و ينعتونه مثل ما نعتك لك و يقولون لم يبق نبى غيره .

کہ میں دین ابراہیم کی تلاش میں شہروں شہروں پھر ایہود و نصاریٰ مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمہارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے کہ ان کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔

عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء علیہ وسلم الصلاۃ و الثناء کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں حضور نے ان کے حق میں دعائے رحمت

فرمائی اور ارشاد کیا :

قد رأيتہ فی الجنة یسحب ذیلہ .

میں نے اسے جنت میں دامن کشاں دیکھا۔

مقوس کی تصدیق ولادت و ختم نبوت اور مغیرہ کا قبول اسلام

امام واقدی و ابو نعیم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل ملاقات مقوس بادشاہ مصر میں راوی، جب ہم نے اس نصرانی بادشاہ سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدح و تصدیق سنی اس کے پاس سے وہ کلام سن کر اٹھے جس نے ہمیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ذلیل و خاضع کر دیا ہم نے کہا سلاطین عجم ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ان سے ڈرتے ہیں حالاں کہ ان سے کچھ رشتہ علاقہ نہیں اور ہم تو ان کے رشتہ داران کے ہمسائے ہیں وہ ہمارے گھر ہمیں دین کی طرف بلانے آئے اور ہم ابھی ان کے پیرو نہ ہوئے، پھر میں اسکندریہ میں ٹھہرا کوئی گرجا کوئی پادری قبطی خواہ رومی نہ چھوڑا جہاں جا کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت جو وہ اپنی کتاب میں پاتے ہیں نہ پوچھی ہو۔ ان میں ایک پادری قبطی سب سے بڑا مجتہد تھا اس سے پوچھا۔

هل بقى احد من الانبياء .

آیا پیغمبروں میں سے کوئی رہا، وہ بولا :

نعم و هو الآخر الانبياء ليس بينه و بين عيسى نبى قد امر عيسى باتباعه و هو

النبى الامى العربى اسمه احمد .

ہاں ایک نبی باقی ہیں وہ سب انبیاء سے پچھلے ہیں ان کے اور عیسیٰ کے بیچ میں کوئی نبی نہیں، عیسیٰ

علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کی پیروی کا حکم ہوا ہے وہ نبی امی عربی ہیں ان کا نام احمد ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پھر اس نے حلیہ شریفہ و دیگر فضائل لطیفہ ذکر کیے مغیرہ نے فرمایا اور بیان کر اس نے اور بتائے ازاں جملہ کہا۔

يَخْصُ بِمَا لَمْ يَخْصُ بِهِ الْاَنْبِيَاءُ قَبْلَهُ كَانَ النَّبِيُّ يَبْعَثُ اِلَى قَوْمِهِ وَ يَبْعَثُ اِلَى النَّاسِ كَافَةً .

انھیں وہ خصائص عطا ہوں گے جو کسی نبی کو نہ ملے ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔

مغیرہ فرماتے ہیں میں نے یہ سب باتیں خوب یاد رکھیں اور وہاں سے واپس آ کر اسلام لایا۔

ایک خاص تارے کا طلوع

ابو نعیم حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی میں سات برس کا تھا ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ ایسی جلد پہنچتی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ مدینے کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لیے چیخ رہا ہے لوگ اس کی آواز پر جمع ہوئے وہ بولا۔

هَذَا كَوْكَبُ اَحْمَدَ قَدْ طَلَعَ هَذَا كَوْكَبُ لَا يَطْلُعُ اِلَّا بِالنُّبُوَّةِ وَ لَمْ يَبْقَ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ اِلَّا اَحْمَدُ .

یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا یہ ستارہ کسی نبی ہی کی پیدائش پر طلوع کرتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے کوئی باقی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

یہودی علماء کے ہاں ذکر رسول

امام واقدی و ابو نعیم حضرت حویصہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

قال كنا و يهود فينا كانوا يذكرون نبيا يبعث بمكة اسمه احمد و لم يبق من

الانبياء غيره هو في كتبنا.

یعنی میرے بچپن میں یہود ہم میں ایک نبی کا ذکر کیا کرتے جو مکے میں مبعوث ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے اب ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں وہ ہماری کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

احبار کی زبان پر نعت نبی

ابو نعیم سعد بن ثابت سے راوی :

قال كان احبار يهود بنى قريظة و النضير يذكرون صفة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فلما طلع الكوكب الاحمر اخبروا انه نبى و انه لا نبى بعده اسمه احمد و مهاجرة الى يثرب فلما قدم النبي صلى الله تعالى عليه وسلم المدينة و نزلها انكروا، و حسدوا و بغوا.

یہود بنی قریظہ و بنی نضیر کے علماء حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے جب سرخ ستارہ چمکا تو انہوں نے خبر دی کہ وہ نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کا نام پاک احمد ہے ان کی ہجرت گاہ مدینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لا کر رونق افروز ہوئے یہود براہ حسد و بغاوت منکر ہو گئے فلما جاء هم ما عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين.

اہل یثرب کو آخر الانبیاء کی بشارت

زیاد بن لبید سے راوی میں، مدینہ طیبہ میں ایک نیلے پر تھا ناگاہ ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا

ہے۔

یا اہل یثرب قد ذهب و اللہ نبوة بنی اسرائیل هذا نجم قد طلع بمولد احمد و هو نبی آخر الانبیاء و مهاجرہ الی یثرب .

اے اہل مدینہ خدا کی قسم بنی اسرائیل کی نبوت گئی ولادت احمد کا تارا چمکا وہ سب سے پچھلے نبی ہیں مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ایک یہودی کی گواہی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی میں نے مالک بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ میں ایک روز بنی عبدالاشہل میں بات چیت کرنے گیا یوشع یہودی بولا اب وقت آگاہے ایک نبی کے ظہور کا جس کا نام احمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حرم سے تشریف لائیں گے ان کا حلیہ و وصف یہ ہوگا میں اس کی باتوں سے تعجب کرتا اپنی قوم میں آیا وہاں بھی ایک شخص کو ایسا ہی بیان کرتے پایا میں بنی قریظہ میں گیا وہاں بھی ایک مجمع میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک ہو رہا تھا ان میں سے زبیر بن باطانے کہا:

قد طلع الکوکب الاحمر الذی لم یطلع الا لخروج نبی و ظہورہ و لم اجد الا احمد و هذه مهاجرہ .

بیشک سرخ ستارا طلوع ہو کر آیا یہ تارا کسی نبی کی ولادت و ظہور پر چمکتا ہے اور اب میں کوئی نبی نہیں پاتا سوا احمد کے اور یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آخری امت کے آخری نبی

ابن سعد و حاکم و بیہقی و ابو نعیم حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، مکہ معظمہ میں آید یہودی بغرض تجارت رہتا جس رات حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے قریش کی مجلس میں گیا، روپو چھا کیا آج تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا انھوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں کہا :

احفظوا ما اقول لكم ولد هذه الليلة نبی هذه الامة الاخيرة بين كتفيه علامة .

جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اسے حفظ کر رکھو آج کی رات اس بچھلی امت کا نبی پیدا ہوا اس کے شانوں کے درمیان علامت ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دریائے رحمت

بیہقی شعب الایمان میں ابو قلابہ سے مرسل راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انما بعثت فاتحا و خاتما .

میں بھیجا گیا دریائے رحمت کھولتا، اور نبوت و رسالت ختم کرتا ہوا۔

حضور خاتم نبوت ہیں

صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :

فضلت علی الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم و نصرت بالرعب و احلت لي الغنائم و جعلت لي الارض مسجدا و طهورا و ارسلت الي الخلق كافة و ختم بي النبون .

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفوں کے دل میں میرا رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لیے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لیے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان میں ماسوا اللہ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیاء ختم کیے گئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

خاتم النبیین

داری اپنی سنن میں بسند صحیح اور بخاری تاریخ اور طبرانی اوسط اور بیہقی سنن میں اور ابو نعیم حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا قائد المرسلین و لا فخر و انا خاتم النبیین و لا فخر و انا شافع و مشفع و لا فخر۔
میں تمام پیغمبروں کا قائد و خاتم ہوں اور بطور فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور بروجہ فخر ارشاد نہیں کرتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
احمد و حاکم و بیہقی و ابن حبان و عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انی مکتوب عند الله فی ام الكتاب لخاتم النبیین و ان آدم لمنجدل فی طینته۔
بیشک بالیقین میں اللہ کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں پڑے تھے۔

آدم سر و تن بآب و گل داشت
کو حکم بملک جان و دل داشت

لوح محفوظ میں شہادت ختم نبوت

مواہب لدنیہ: مطالع المسرات میں ہے :

خرج مسلم فی صحیحہ من حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه قال ان اللہ عزوجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموات و الارض بخمسين الف سنة فكان عرشه علی الماء و من جملة ما کتب فی الذکر و هوام الکتاب ان محمدا خاتم النبیین .

یعنی صحیح مسلم شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے زمین و آسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اس کا عرش پانی پر تھا، من جملہ ان تحریرات کے لوح محفوظ میں لکھا محمد خاتم النبیین ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

عمارت نبوت کی آخری اینٹ

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حضرت جابر بن عبد اللہ اور احمد و شیخین حضرت ابو ہریرہ اور احمد و مسلم حضرت ابوسعید خدری اور احمد و ترمذی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی حضور خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

موسیٰ و منی الایبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به السطار بنعجبون من حسن بیانه الا موضع تلک اللبنة فکنت انا سدوت موضع اللبنة حتم بی البیان و ختم بی الرسل ، و فی لفظ للشیخین فانا اللبنة و انا خاتم النبیین .

میری اور تمام انبیاء کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک محلِ نہایت عمدہ بنایا گیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہی دیکھنے والے اس کے آس پاس پھرتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی ہے، میں نے تشریف لاکر وہ جگہ بند کی مجھ سے یہ عمارت پوری کی گئی مجھ سے رسولوں کی انتہاء ہوئی میں عمارتِ نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں، میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آخری رسول

امام ترمذی حکیم عارف باللہ محمد بن علی نوادر الاصول میں سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اول الرسل آدم و آخرهم محمد .

سب رسولوں میں پہلے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور سب میں پچھلے محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سوسمار کی گواہی

طبرانی معجم اوسط و معجم صغیر اور ابن عدی کامل اور حاکم کتاب المعجزات اور بیہقی و ابونعیم کتابین دلائل النبوة اور ابن عساکر تاریخ میں، امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجمع اصحاب میں تشریف فرما تھے کہ ایک بادیہ نشین قبیلہ بنو سلیم کا آیا سوسمار شکار کر کے لایا تھا وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا اور بولا قسم ہے لات و عزیٰ کی وہ شخص آپ پر ایمان نہ لائے گا جب تک یہ سوسمار ایمان نہ لائے، حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جانور کو پکارا وہ فصیح زبان روشن بیان عربی میں بولا جسے سب حاضرین نے سنا اور خوب سمجھا لیک و سعدیک یا زین من وافی یوم القيامة .

میں خدمت و بندگی میں حاضر ہوں اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت۔

حضور نے فرمایا من تعبد تیرا معبود کون ہے؟ عرض کی :

الذی فی السماء عرشہ و فی الارض سلطانہ و فی البحر سبیلہ و فی الجنة رحمته و فی النار عذابه .

وہ جس کا عرش آسمان میں اور سلطنت زمین میں اور راہ سمندر میں اور رحمت جنت میں اور عذاب نار میں۔

فرمایا فمن انا بھلا میں کون ہوں؟ عرض کی :

انت رسول رب العالمین و خاتم النبیین قد افلح من صدقک و قد خاب من کذبک .

حضور پروردگار عالم کے رسول ہیں اور رسولوں کے خاتم جس نے حضور کی تصدیق کی وہ مراد کو پہنچا اور جس نے نہ مانا مراد رہا۔

اعرابی نے کہا اب آنکھوں دیکھے کے بعد کیا شبہ ہے خدا کی قسم میں جس وقت حاضر ہوا حضور سے زیادہ اس شخص کا دشمن کوئی نہ تھا اور اب حضور مجھے اپنے باپ اور اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں اشہد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ .

یہ حدیث امیر المومنین مولیٰ علی و ام المومنین عائشہ صدیقہ و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایات سے بھی آئی، جیسا کہ جامع کبیر و خصائص کبریٰ میں ہے۔

خاتم النبوة

ترمذی حدیث طویل حلیہ اقدس میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ

انہوں نے فرمایا :

بین کتفیہ خاتم النبوة و هو خاتم النبیین .

حضور کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے اور حضور خاتم النبیین ہیں۔۔۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رسولوں کے خاتم

طبرانی معجم اور ابو نعیم عوالی سعید بن منصور میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی جس میں فرماتے ہیں :

اجعل شرائف صلاتک و نوامی برکاتک و رافۃ تحیتک علی محمد عبدک و رسولک الخاتم لما سبق و الفاتح لما اغلق .

الہی اپنی بزرگ درودیں اور بڑھتی برکتیں اور رحمت کی مہر نازل کر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں گزروں کے خاتم اور مشکلوں کے کھولنے والے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

حضور کا فرمان لا نبی بعدی

صحیح بخاری شریف میں مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي و لا نبی

بعدی .

انبیاء کرام بنی اسرائیل کی سیاست فرماتے جب ایک نبی تشریف لے جاتا دوسرا اس کے بعد آتا

اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

احمد و ترمذی و حاکم بسند صحیح بشرط صحیح مسلم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الرسالة و النبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی .

بیشک رسالت و نبوت ختم ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ کوئی نبی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اب نبوت باقی نہیں

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لم یبق من النبوة الا المبشرات الرؤیا الصالحة .

نبوت سے کچھ باقی نہ رہا صرف بشارتیں باقی ہیں اچھی خوابیں۔

طبرانی معجم کبیر میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی الا المبشرات الرؤیا یراها الرجل او تری له .

نبوت آگئی اب میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں اور اچھا خواب کہ انسان آپ : دیکھے یا اس کے لیے دیکھا جائے۔

احمد و ابنائے ماجہ و خزیمہ و حبان حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بسند صحیح راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ذهبت النبوة و بقيت المبشرات .

نبوت ہوگئی اور بشارتیں باقی ہیں۔

صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس واقع ہوا پردہ اٹھایا سرانور پر پٹی بندھی تھی لوگ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صف بستہ تھے حضور نے ارشاد فرمایا :

يا ايها الناس انه لم يبق من مبشرات النبوة الا الرؤيا الصالحة يراها المسلم او

تري له .

اے لوگو نبوت کی بشارتوں سے کچھ نہ رہا مگر اچھا خواب کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لیے دوسرے کو دکھایا جائے۔

سعید بن منصور و امام احمد و ابن مردویہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا نبوة بعدی الا المبشرات الرؤيا الصالحة.

میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب۔

احمد و خطیب اور بیہقی شعب الایمان میں اس کے قریب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا يبقى بعدی من النبوة شی الا المبشرات الرؤيا الصالحة يراها العبد او

تري له .

میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہ رہے گا مگر بشارتیں اچھا خواب کہ بندہ آپ دیکھے یا اس کے

لیے دوسرے کو دکھایا جائے۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے

احمد و ترمذی و حاکم صحیح و رویانی و طبرانی و ابویعلیٰ حضرت عقبہ بن عامر اور طبرانی و ابن عساکر اور خطیب کتاب رواۃ مالک میں حضرت عبداللہ بن عمر اور طبرانی حضرت عاصمہ بن مالک و حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب .

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضور کے بعد کوئی نبی ہوتا تو ابراہیم ہوتے

صحیح بخاری شریف میں اسماعیل بن ابی خالد سے ہے :

قلت لعبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما رأیت ابراہیم ابن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال مات صغیرا و لو قضی ان یكون بعد محمد نبی عاش ابنہ ابراہیم .

میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا آپ نے حضرت ابراہیم صاحبزادہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا تھا فرمایا ان کا بچپن میں انتقال ہوا اور اگر مقتدر ہوتا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضور کے صاحبزادے ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد نبی نہیں۔

امام احمد کی روایت انھیں سے یوں ہے، میں نے حضرت ابن ابی اوفی کو فرماتے سنا

لو کان بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی ما مات ابنہ ابراہیم .

اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہوتا حضور کے صاحبزادے ابراہیم انتقال نہ فرماتے۔

امام ابو عمر بن عبد البر بطریق اسماعیل بن عبد الرحمن سدی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی انھوں نے فرمایا :

كان ابراهيم قد ملاء المهد و لو عاش لكان نبيا لكن لم يكن ليقى فان نبىكم آخر الانبياء .

حضرت ابراہیم اتنے ہو گئے تھے کہ ان کا جسم مبارک گہوارے کو بھر دیتا اگر زندہ رہتے نبی ہوتے مگر زندہ نہ رہ سکتے تھے کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں۔

ماوردی حضرت انس اور ابن عساکر حضرات جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن ابی اونی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو عاش ابراهيم لكان صديقا نبيا.

اگر ابراہیم زندہ رہتا تو صدیق و پیغمبر ہوتا۔

کذاب و دجال اور جھوٹے مدعیان نبوت

بعد طلوع آفتاب عالم تاب خاتمیت صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ و علی آلہ الکرام جو کسی کے لیے ادعائے نبوت کرے دجال کذاب مستحق لعنت و عذاب ہے۔

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ اور احمد و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انه سيكون في امتي كذابون ثلثون كلهم يزعم انه نبي و انا خاتم النبيين لا نبي بعدى و لفظ البخارى ، دجالون كذابون قريبا من ثلثين .

عنقریب اس امت میں قریب تیس کے دجال کذاب نکلیں گے ہر ایک ادعا کرے گا کہ وہ نبی ہے حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

امام احمد و طبرانی و ضیاء حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

في امتي كذابون و دجالون سبعة و عشرون منهم اربعة نسوة و اني خاتم النبيين لا نبي بعدى .

میری امت دعوت میں (کہ مومن و کافر سب کو شامل ہے) ستائیس دجال کذاب ہوں گے ان میں چار عورتیں ہیں حالاں کہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن عساکر علاء بن زیاد سے مرسل راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلثون دجالون كذابون كلهم يزعم انه نبي .

قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں۔

ابو یعلیٰ مسند میں بسند حسن حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلثون كذابون منهم مسيلمة و العنسي و المختار .

قیامت نہ آئے گی جب تک کہ تیس کذاب نکلیں ان میں سے مسیلہ اور اسود عنسی و مختار ثقفی ہیں۔

بفضلہ تعالیٰ یہ تینوں خبیث کتے کہ شیران اسلام کے ہاتھوں سے مارے گئے، اسود مرد و دود خود زمانہ اقدس اور مسیلمہ ملعون زمانہ خلافت صدیق اور مختار بدکار حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عہد خلافت میں۔

مسیلمہ خبیث کے قاتل وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں نے زمانہ کفر میں سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا وہ فرمایا کرتے :

قتلت خیر الناس و شر الناس .

میں نے بہتر شخص کو شہید کیا (یعنی حضرت حمزہ کو) پھر سب سے بدتر کو مارا (یعنی مسیلمہ کذاب کو)

حضرت علی اور ختم نبوت

خاص امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے بارے میں متواتر حدیثیں ہیں کہ نبوت ختم ہوئی نبوت میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کو تشریف لے جاتے وقت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو مدینے میں چھوڑا امیر المومنین نے عرض کی یا رسول اللہ حضور مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں فرمایا :

اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسى غير انه لا نبي بعدي .

یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام جب اپنے رب سے کلام کے لیے حاضر ہوئے ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لیے نبوت نہیں۔

مسند و مستدرک میں حدیث ابن عباس یوں ہے۔

الا ترضی ان تكون بمنزلة هارون من موسى الا انك لست بنبي .

کیا تم راضی نہیں کہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔

حضرت اسماء کی حدیث اس طرح ہے۔

قالت هبط جبريل على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال يا محمد ان

ربك يقرئك السلام و يقول لك على منك بمنزلة هارون مني موسى لكن لا نبي

بعدك .

جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام نے حاضر ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی

حضور کا رب حضور کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے علی تمہاری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لیے ہارون مگر

تمہارے بعد کوئی نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک وبارک وسلم۔

مسند امام احمد میں حدیث امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہے۔ کسی نے ان سے ایک مسئلہ

پوچھا فرمایا :

اسئل عنها عليا فهو اعلم .

مولیٰ علی سے پوچھو وہ اعلم ہیں۔

سائل نے کہا یا امیر المومنین مجھے آپ کا جواب ان کے جواب سے زیادہ محبوب ہے فرمایا :

بسمما قلت لقد كرهت رجلا كان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يعزه

بالعلم عزا و لقد قال له انت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدى و كان

عمر اذا اشكل عليه شيء اخذ منه .

تو نے سخت بری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عزت فرماتے تھے اور بیشک حضور نے ان سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا ان سے حاصل کرتے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

یا علی اخصمک بالنبوة ولا نبوة بعدی .

اے علی میں مناصب جلیلہ وخصائص کثیرہ جزیلہ نبوت میں تجھ پر غالب ہوں اور میرے بعد نبوت اصلاً نہیں۔

ابن ابی عاصم اور ابن جریر بافادہ تصحیح اور طبرانی اوسط اور ابن شاہین کتاب السنہ میں امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، میں بیمار تھا خدمت اقدس حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا حضور نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز میں مشغول ہوئے، ردائے مبارک کا آنچل مجھ پر ڈال لیا پھر بعد نماز فرمایا :

برئت یا ابن ابی طالب فلا بأس علیک ما سألت الله لی شینا الا سألت لک مثله ولا سألت الله شینا الا اعطانیة غیر انه قیل لی انه لا نبی بعدک .

اے ابن ابی طالب تم اچھے ہو گئے تم پر کچھ تکلیف نہیں میں نے اللہ عزوجل سے جو کچھ اپنے لیے مانگا تمہارے لیے بھی اس کی مانند سوال کیا اور میں نے جو کچھ چاہا رب عزوجل نے مجھے عطا فرمایا مگر مجھ سے

یہ فرمایا گیا کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہیں مولیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں میں اسی وقت ایسا تندرست ہو گیا گویا بیمار ہی نہ تھا۔

ختم نبوت پر حضرت نوح کی شہادت

حاکم صحیح مستدرک میں وہب بن منبہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عباس اور سات دیگر صحابہ کرام سے کہ سب اہل بدر تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

بیشک اللہ عزوجل روز قیامت اوروں سے پہلے نوح علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی قوم کو بلا کر فرمائے گا تم نے نوح کو کیا جواب دیا وہ کہیں گے نوح نے نہ ہمیں تیری طرف بلایا نہ تیرا کوئی حکم پہنچایا نہ کچھ نصیحت کی نہ ہاں یا نہ کا کوئی حکم سنایا نوح علیہ الصلاۃ والسلام عرض کریں گے :

دعوتہم یا رب دعا فاشیا فی الاولین و الآخرین امة بعد امة انتھی الی آخر النبیین احمد فانتسخہ و قراءہ و آمن بہ و صدقہ .

الہی میں نے انھیں ایسی دعوت کی جس کی خبر یکے بعد دیگرے سب اگلوں پچھلوں میں پھیل گئی یہاں تک کہ سب سے پچھلے نبی احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچی انھوں نے اسے لکھا اور پڑھا اور اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق فرمائی۔

حق سبحانہ و تعالیٰ فرمائے گا احمد و امت احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بلاؤ۔

فیاتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و امتہ یسعی نورہم بین یدیہم .
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کی امت حاضر آئیں گے یوں کہ ان کے نور ان کے آگے

جولان کرتے ہوں گے، نوح علیہ الصلاۃ والسلام کے لیے شہادت ادا کریں گے۔

زریب بن برثملا کی شہادت

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعلہ بن عمرو انصاری کو تین سو مہاجرین و انصار کے ساتھ تاراج حلوان عراق کے لیے بھیجا یہ قیدی اور غنیمتیں لیے آتے تھے ایک پہاڑ کے دامن میں شام ہوئی نعلہ نے اذان کہی جب کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر پہاڑ سے آواز آئی اور صورت نہ دکھائی دی کہ کوئی کہتا ہے :

کبرت کبیرا یا نضلة .

تم نے کبیر کی بڑائی کی اے نعلہ۔

جب کہا اشہد ان لا اله الا اللہ جواب آیا۔

اخلصت یا نضلة اخلاصا۔

نعلہ تم نے خالص توحید کی۔

جب کہا اشہد ان محمد رسول اللہ آواز آئی۔

نبی بعث لا نبی بعده هو النذیر وهو الذی بشرنا به عیسیٰ بن مریم و علی

رأس امته تقوم الساعة .

یہ نبی ہیں کہ مبعوث ہوئے ان کے بعد کوئی نبی نہیں یہی ڈرسانے والے ہیں یہی ہیں جن کی

بشارت ہمیں عیسیٰ بن مریم علیہم الصلاۃ والسلام نے دی تھی انھیں کی امت کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔

جب کہا حی علی الصلاۃ جواب آیا

فريضة فرضت (طوبى لمن مشى اليها و اظب عليها)

نماز ایک فرض ہے کہ بندوں پر رکھا گیا خوبی و شادمانی اس کے لیے جو اس کی طرف چلے اور اس کی پابندی رکھے۔

جب کہا حی علی الفلاح آواز آئی۔

افلح من اتاها و اظب عليها (افلح من اجاب محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم)

مراد کو پہنچا جو نماز کے لیے آیا اور اس پر مداومت کی مراد کو پہنچا جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت کی۔

جب کہا قد قامت الصلاة جواب آیا۔

البقاء لامة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم و علي رؤسها تقوم الساعة .

بقا ہے امت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے اور انھیں کے سروں پر قیامت قائم ہوگی۔

جب کہا الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله آواز آئی۔

اخلصت الاخلاص كله يا نضلة فحرم الله بها جسدك على النار .

اے نھلہ تم نے پورا اخلاص کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سبب تمھارا بدن دوزخ پر حرام فرمادیا۔

نماز کے بعد نھلہ کھڑے ہوئے اور کہا اے اچھے پاکیزہ خوب کلام والے ہم نے تمھاری بات سنی تم فرشتے ہو یا کوئی سیاح یا جن، ظاہر ہو کر ہم سے بات کرو کہ ہم اللہ عزوجل اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (اور امیر المومنین عمر) کے سفیر ہیں اس کہنے پر پہاڑ سے ایک بوڑھے شخص نمودار ہوئے سفید مودراز

ریش سر ایک چکی کے برابر، سفید اون کی ایک چادر اوڑھے ایک باندھے اور کہا السلام علیکم ورحمة اللہ حاضرین نے جواب دیا اور نھلہ نے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے تم کون ہو کہا میں زریب بن برثملہ ہوں، بندہ صالح عیسیٰ بن مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا وصی ہوں، انہوں نے میرے لیے دعا فرمائی تھی کہ میں ان کے نزول تک باقی رہوں۔

پھر ان سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں ہیں کہا انتقال فرمایا اس پر وہ پیر بزرگ شدت روئے پھر کہا ان کے بعد کون ہوا کہا ابو بکر کہا وہ کہاں ہیں کہا انتقال ہوا کہا پھر کون بیٹھا کہا عمر، کہا امیر المومنین سے میرا سلام کہو اور کہا کہ ثبات و سداد و آسانی پر عمل رکھئے کہ وقت قریب آگاہ ہے۔ پھر علامات قرب قیامت اور بہت کلمات و وعظ و حکمت کہے اور غائب ہو گئے۔

جب امیر المومنین کو خبر پہنچی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام فرمان جاری فرمایا کہ خود اس پہاڑ کے نیچے جائیے (اور وہ ملیں تو انھیں میرا سلام کہیے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں خبر دی تھی کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک وصی عراق کے اس پہاڑ میں منزل گزیں ہے) سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (چار ہزار مہاجرین و انصار کے ساتھ) اس پہاڑ کو گئے چالیس دن ٹھہرے پنج گانہ اذانیں کہیں مگر جواب نہ تھا آخر واپس آئے۔

ایک کتابی کے پاس حضور کی تصویر

طبرانی معجم کبیر میں سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی میں زمانہ جاہلیت میں ملک شام تجارت کے لیے گیا تھا ملک کے اسی کنارے پر اہل کتاب سے ایک شخص مجھے ملا پوچھا کیا تمہارے یہاں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ہم نے کہا ہاں، کہا تم ان کی صورت دیکھو تو پہچان لو گے؟ میں نے کہا ہاں وہ ہمیں ایک مکان میں لے گیا جس میں تصاویر تھیں وہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت کریمہ

مجھے نظر نہ آئی اتنے میں ایک اور کتابی آکر بولا کس شغل میں ہو ہم نے حال کہا وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا وہاں جاتے ہی حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر منیر مجھے نظر آئی اور دیکھا کہ ایک شخص حضور کے پیچھے حضور کے قدم مبارک کو پکڑے ہوئے ہے میں نے کہا یہ دوسرا کون ہے وہ کتابی بولا:

انہ لم یکن نبی الا بعدہ نبی الا ہذا فانہ لا نبی بعدہ و ہذا الخلیفۃ بعدہ .

بیشک کوئی نبی ایسا نہ ہوا جس کے بعد نبی نہ ہو اسوا اس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ دوسرا ان کے بعد خلیفہ ہے۔

اسے جو میں دیکھوں تو ابو بکر صدیق کی تصویر تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہر قل کے پاس تصاویر انبیاء

ابن عساکر بطریق قاضی معانی بن زکریا حضرت عبادہ بن صامت اور بیہقی و ابو نعیم بطریق حضرت ابوامامہ باہلی حضرت ہشام بن عاص سے راوی، جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں بادشاہ روم ہر قل کے پاس بھیجا اور ہم اس کے شہ نشیں کے نزدیک پہنچے وہاں سواریاں بٹھائیں اور کہا لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ جانتا ہے یہ کہتے ہی اس کا شہ نشین ایسا ہلنے لگا جیسے ہوا کے جھونکوں میں کھجور، اس نے کہلا بھیجا یہ تمہیں حق نہیں پہنچتا کہ شہروں میں اپنے دین کا اعلان کرو پھر ہمیں بلایا ہم گئے وہ سرخ کپڑے پہنے سرخ مسند پر بیٹھا تھا آس پاس ہر چیز سرخ تھی اس کے اراکین دربار اس کے ساتھ تھے ہم نے سلام نہ کیا اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے وہ ہنس کر بولا تم آپس میں جیسا ایک دوسرے کو سلام کرتے ہو مجھے کیوں نہ کیا ہم نے کہا ہم تجھے اس سلام کے قابل نہیں سمجھتے اور جس بحرے پر تو راضی ہوتا ہے وہ ہمیں روا نہیں کہ کسی کے لیے بجالائیں۔

پھر اس نے پوچھا سب سے بڑا کلمہ تمہارے یہاں کیا ہے ہم نے کہا لا الہ الا اللہ خدا گواہ ہے

یہ کہتے ہی بادشاہ کے بدن پر لرزا پڑ گیا پھر آنکھیں کھول کر غور سے ہمیں دیکھا اور کہا یہی وہ کلمہ ہے جو تم نے میرے شہ نشین کے نیچے اترتے وقت کہا تھا ہم نے کہا ہاں کہا جب اپنے گھروں میں اسے کہتے ہو تو کیا تمہاری چھتیں بھی اس طرح کانپنے لگتی ہیں ہم نے کہا خدا کی قسم یہ تو ہم نے نہیں دیکھا اور اس میں خدا کی کوئی حکمت ہے، بولا سچی بات خوب ہوتی ہے سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا آدھا ملک نکل جاتا اور تم یہ کلمہ جس چیز کے پاس کہتے وہ لرز نے لگتی ہم نے کہا یہ کیوں؟ کہا یوں ہوتا تو کام آسان تھا اور اس وقت لائق تھا کہ یہ زلزلہ شان نبوت سے نہ ہو بلکہ کوئی انسانی شعبہ ہو (یعنی اللہ تعالیٰ ایسے معجزات ہر وقت ظاہر نہیں فرماتا بلکہ عالم اسباب میں شان نبوت کو بھی غالباً مجرائے عادت کے مطابق رکھتا ہے) ولہذا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جہادوں میں بھی جنگ دوسر داروں کا مضمون رہتا ہے لہذا جب ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہرقل کو خبر دی کہ لڑائی میں کبھی ہم بھی ان پر غالب آتے ہیں ہرقل نے کہا ہذا آية النبوة یہ نبوت کی نشانی ہے۔

پھر ہرقل نے ہمیں باعزاز و اکرام ایک مکان میں اتارا دونوں وقت عزت کی مہمانیاں بھیجتا ایک رات ہمیں پھر بلا بھیجا ہم گئے اس وقت اکیلا بالکل تنہا بیٹھا تھا ایک بڑا صندوقچہ زرنگار منگا کر کھولا اس میں چھوٹے خانے تھے ہر خانے پر دروازہ لگا تھا اس نے ایک خانہ کھول کر سیاہ ریشم کا کپڑا طے کیا ہوا نکالا اسے کھولا تو اس میں ایک سرخ تصویر تھی، مرد فراخ چشم بزرگ سرین کہ ایسے خوبصورت بدن میں ایسی لمبی گردن کبھی نہ دیکھی تھی سر کے بال نہایت کثیر (بے ریش دو گیسو غایت حسن و جمال میں) ہرقل بولا انھیں پہچانتے ہو ہم نے کہا نہ، کہا یہ آدم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر وہ تصویر رکھ کر دوسرا خانہ کھولا اس میں سے ایک سیاہ ریشم کا کپڑا نکالا اس میں خوب گورے رنگ کی تصویر تھی مرد بسیار موئے سرمانند موئے قبطیاں فراخ چشم کشادہ سینہ بزرگ سر (آنکھیں سرخ داڑھی خوبصورت) پوچھا انھیں جانتے ہو ہم نے کہا نہ، کہا یہ نوح ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ پھر اسے رکھ کر اور خانہ کھولا اس میں سے حریر سبز کا ٹکڑا نکالا اس میں نہایت گورے

رنگ کی ایک تصویر تھی مرد خوب چہرہ خوش چشم دراز بینی (کشادہ پیشانی) رخسار بے ہوتے ہوئے سر پر نشان پیری ریش مبارک سپید نورانی تصویر کی یہ حالت ہے کہ گویا جان رکھتی ہے، سانس لے رہی ہے (مسکرا رہی ہے) کہا ان سے واقف ہو ہم نے کہا نہ، کہا یہ ابراہیم ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

پھر اسے رکھ کر ایک اور خانہ کھولا اس میں سے سبز ریشم کا پارچہ نکالا اسے جو ہم نظر کریں تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر منیر تھی، بولا انھیں پہچانتے ہو ہم رونے لگے اور کہا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں، وہ بولا تمہیں اپنے دین کی قسم یہ محمد ہیں ہم نے کہا ہاں ہمیں اپنے دین کی قسم یہ حضور کی تصویر پاک ہے گویا ہم حضور کو حالت حیات دنیوی میں دیکھ رہے ہیں، اسے سنتے ہی وہ اچھل پڑا بے حواس ہو گیا سیدھا کھڑا ہوا پھر بیٹھ گیا دیر تک دم بخود رہا پھر ہماری طرف نظر اٹھا کر بولا :

اما انه آخر البيوت و لكنى عجلته لا نظر ما عندكم .

سنتے ہو یہ خانہ سب خانوں کے بعد تھا مگر ہم نے جلدی کر کے دکھایا کہ دیکھو اس باب میں تمہارے پاس کیا ہے۔

یعنی اگر ترتیب وار دکھاتا آتا تو احتمال تھا کہ تصویر حضرت مسیح کے بعد دکھانے پر تم خواہ مخواہ کہہ دو کہ یہ ہمارے نبی کی تصویر ہے اس لیے میں نے ترتیب قطع کر کے اسے پیش کیا کہ اگر یہ وہی نبی موعود ہیں تو تم ضرور پہچان لو گے۔ بحمد اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوا اور یہی دیکھ کر اس حرام نصیب کے دل میں درد اٹھا کہ حواس جاتے رہے اٹھا بیٹھا دم بخود رہا، ہمارا مطلب تو بحمد اللہ تعالیٰ یہیں پورا ہو گیا کہ یہ خانہ سب خانوں کے بعد ہے۔

اس کے بعد حدیث میں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصاویر کریمہ کا ذکر ہے۔

پھر ہر قل نے ایک اور خانہ کھولا حریر سیاہ پر ایک تصویر رنگ سانولی نکالی (مگر حدیث عبادہ میں گورا

رنگ ہے) مرد مرغول موخت گھونگھروالے بال آنکھیں جانب باطن مائل تیز نظر ترش رو دانت باہم جڑے ہونٹ سمٹا جیسے کوئی حالت غضب میں ہو، ہم سے کہا انھیں پہچانتے ہو یہ موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ہیں اور ان کے پہلو میں ایک اور تصویر تھی صورت ان سے ملتی مگر سر میں خوب تیل پڑا ہوا پیشانی کشادہ پتلیاں جانب بینی مائل (سر مبارک مدور گول) کہا انھیں جانتے ہو یہ ہارون علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ پھر اور خانہ کھول کر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی مرد گندم گوں سر کے بال سیدھے قد میانہ چہرے سے آثار غضب نمایاں کہا یہ لوط علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ پھر اور خانے سے حریر سپید پر ایک تصویر نکالی گورارنگ جس میں سرخی جھلکتی ناک اونچی رخسارے ہلکے چہرہ خوبصورت کہا کہ اسحاق علیہ الصلاۃ والسلام ہیں پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی صورت اسحاق علیہ السلام کی مشابہ تھی مگر لب زیریں پر ایک تل تھا یہ یعقوب علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔

پھر حریر سیاہ پر اک تصویر نکالی رنگ گور چہرہ حسین، ناک بلند قامت خوبصورت چہرے پر نور درخشاں اور اس میں آثار خشوع نمایاں رنگ میں سرخی کی جھلک تاباں کہا یہ تمھارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد کریم اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی کہ صورت آدم علیہ الصلاۃ والسلام سے مشابہ تھی چہرہ گویا آفتاب تھا کہا یہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی سرخ رنگ باریک ساقیں آنکھیں کم کھلی ہوئیں (یہ اس سالہا سال کے گریہ خوف الہی کا اثر تھا جس کے باعث رخسارۃ انور پر دو خط سیاہ بن گئے تھے) جیسے کسی کو روشنی میں چوندھ لگے پیٹ ابھرا ہوا قد میانہ تلوار جمائل کیے، مگر حدیث عبادہ میں اس کے عوض یوں ہے حریر سبز پر گوری تصویر جس کے عضو عضو سے نزاکت و دل کشی نیکی ساق و سرین خوب گول کہا یہ داؤد علیہ الصلاۃ والسلام ہیں۔ پھر حریر سپید پر ایک تصویر نکالی فرہ سرین پاؤں میں طول گھوڑے پر سوار (جس کے ہر طرف پر لگے تھے گردن دہلی ہوئی پشت کوتاہ گورارنگ) کہا یہ سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام ہیں (اور یہ پردار گھوڑا جس کے ہر جانب پر ہیں ہوا ہے کہ انھیں اٹھائے ہوئے ہے) پھر حریر سیاہ پر ایک گوری تصویر نکالی مرد جوان داڑھی نہایت سیاہ سر کے بال کثیر چہرہ خوبصورت

(آنکھیں حسین اعضا متناسب) کہا یہ عیسیٰ بن مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام ہیں)

ہم نے ہر قل سے کہا یہ تصویریں تیرے پاس کہاں سے آئیں ہمیں یقین ہے کہ یہ ضرور سچی تصاویر ہیں کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصویر کریم مطابق پائی کہا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب عزوجل سے عرض کی تھی کہ میری اولاد کے انبیاء مجھے دکھا دے حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس پر تصاویر انبیاء اتاریں کہ مغرب شمس کے پاس خزانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھیں ذوالقرنین نے وہاں سے نکال کر دانیال علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیں (انھوں نے پارچہ ہائے حریر پر اتاریں کہ یہ بعینہا وہی چلی آتی ہیں) سن لو خدا کی قسم مجھے آرزو تھی کاش میرا نفس ترک سلطنت کو گوارا کرتا اور میں مرتے دم تک تم میں کسی ایسے کا بندہ بنتا جو غلاموں کے ساتھ نہایت سخت برتاؤ رکھتا (مگر کیا کروں نفس راضی نہیں ہوتا) پھر ہمیں عمدہ جائزے دے کر رخصت کیا (اور ہمارے ساتھ آدمی کر کے سرحد اسلام تک پہنچا دیا) ہم نے آکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حال عرض کیا صدیق روئے اور فرمایا مسکین اگر اللہ اس کا بھلا چاہتا وہ ایسا ہی کرتا۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ یہ اور یہودی اپنے یہاں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت پاتے ہیں۔

مقوس کے دربار میں فرمان نبوی

امام واقدی اور ابوالقاسم بن عبدالحکم فتوح مصر میں بطریق ابان بن صالح راوی جب حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمان اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لے کر مقوس نصرانی بادشاہ مصر و اسکندریہ کے پاس تشریف لے گئے اس نے ان سے دریافت کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس بات کی طرف بلاتے ہیں انھوں نے فرمایا تو حید و نماز پنج گانہ و روزہ رمضان و حج و وفائے عہد، پھر اس نے حضور کا حلیہ پوچھا انھوں نے باختصار بیان کیا وہ بولا :

قد بقيت اشیاء لم تذكرها في عينيه حمرة قلما تفارقة و بين كتفيه خاتم النبوة.

ابھی اور باتیں باقی رہیں کہ تم نے نہ بیان کیں ان کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ہیں کہ کم کسی وقت جدا ہوتے ہوں اور ان کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت ہے۔

پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اور صفات کریمہ بیان کر کے بولا :

و قد كنت اعلم ان نبيا قد بقي و قد كنت اظن مخرجه بالشام و هناك كانت تخرج الانبياء من قبله فاراه قد خرج في ارض العرب في ارض جهد و بؤس و القبط و لا تطاوعني في اتباعه و سيظهر على البلاد.

مجھے یقیناً معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور مجھے گمان تھا کہ وہ شام میں ظاہر ہوگا کہ اگلے انبیاء نے وہاں ظہور کیا اب میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے عرب میں ظہور فرمایا محنت و مشقت کی زمین میں اور قبلی ان کی پیروی میں میری نہ مانیں گے عنقریب وہ ان شہروں پر غلبہ پائیں گے۔

ابن سعد طبقات میں فرماتے ہیں کہ مقوقس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس مضمون کی عرض لکھی کہ :

قد علمت ان نبيا بقي و كنت اظن انه يخرج بالشام و قد اكرمتك رسولك و بعثت اليك بهدية.

مجھے یقین تھا کہ ایک نبی باقی ہے اور میرے گمان میں وہ شام سے ظہور کرتا اور میں نے حضور کے قاصد کا اعزاز کیا اور حضور کے لیے نذر حاضر کرتا ہوں۔

ایک روایت میں ہے کہ مقوقس بادشاہ مصر نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امتحاناً

پوچھا کہ جب تم انھیں نبی کہتے ہو تو انھوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک فرما دیا جب انھوں نے ان سے ان کا شہر مکہ چھڑایا تھا حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تو عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کو رسول اللہ نہیں مانتا انھوں نے دعا کر کے اپنی قوم کو کیوں نہ ہلاک کر دیا جب انھوں نے انھیں پکڑا اور سولی دینے کا ارادہ کیا تھا۔ مقوس بولا :

انت الحکیم الذی جاء من عند الحکیم .

تم حکیم ہو کہ حکیم کامل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس سے آئے۔ اسے بیہقی نے حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

قرب قیامت حضور کی بعثت

بیہقی دلائل میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہرہ چاہنا اور حضور کے صفت و نام و ہیئت اور جن جن باتوں کی ہم حضور کے لیے توقع کر رہے تھے سب پہچان لیں تو میں نے خاموشی کے ساتھ اسے دل میں رکھا یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے مجھے خبر رونق افروزی پہنچی میں نے تکبیر کہی میری پھوپھی بولی اگر تم موسیٰ بن عمران علیہ الصلاۃ والسلام کا آنا سنتے تو اس سے زیادہ کیا کرتے میں نے کہا اے پھوپھی خدا کی قسم وہ موسیٰ بن عمران کے بھائی ہیں جس بات پر موسیٰ بھیجے گئے تھے اسی پر یہ بھی مبعوث ہوئے ہیں وہ بولی :

یا ابن اخی اهو النبی الذی کنا نخبر به انه یبعث مع الساعة .

اے میرے بھتیجے کیا یہ وہ نبی ہیں جن کی ہم خبر دیئے جاتے تھے کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوں گے؟ میں نے کہا ہاں۔

ہجرت عباس اور ختم نبوت

ابو یعلیٰ و طبرانی و شاشی و ابو نعیم فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر و ابن النجار حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موصولاً اور رویانی و ابن عساکر محمد بن شہاب زہری سے مرسل راوی :

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں (مکہ معظمہ سے) عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کر کے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوں، اس کے جواب میں حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمان نافذ فرمایا :

یا عم اقم مکانک الذی انت فیہ فان اللہ یختم بک الہجرة کما ختم بی

النبوة .

اے چچا اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مرض وصال کا ایک خطبہ

امام اجل فقیہ محدث ابوالیث سمرقندی تنبیہ الغافلین میں فرماتے ہیں :

جب سورۃ اذا جاء نصر اللہ، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض وصال شریف میں نازل ہوئی حضور فوراً برآمد ہوئے، بیچ شبہ کا دن تھا، منبر پر جلوس فرمایا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ مدینے میں ندا کر دو، لوگو! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت سننے چلو یہ آواز سنتے ہی سب چھوٹے بڑے جمع ہوئے گھروں کے دروازے ویسے ہی کھلے چھوڑ دیئے یہاں تک کہ کنواریاں پردوں سے نکل آئیں حد یہ کہ مسجد شریف حاضرین پر تنگ ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرما رہے ہیں اپنے

پچھلوں کے لیے جگہ وسیع کرو، اپنے پچھلوں کے لیے جگہ وسیع کرو پھر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر قیام فرما کر حمد و ثنائے الہی بجالائے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر درود بھیجی پھر ارشاد ہوا :

انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم العربی الحرمی المکی لا نبی

بعدی .

میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم عربی صاحب حرم محترم و مکہ معظمہ ہوں میرے بعد کوئی

نبی نہیں۔

چوپایہ اور ختم نبوت کی شہادت

ابن حبان و ابن عساکر حضرت ابو منظور اور ابو نعیم بروجہ آخر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جب خیر فتح ہوا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دراز گوش سیاہ رنگ دیکھا اس سے کلام فرمایا وہ جانور بھی تکلم میں آیا ارشاد ہوا تیرا کیا نام ہے؟ عرض کی یزید بیٹا شہاب کا اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ دراز گوش پیدا کیے۔

کلہم لا یرکبہ الا نبی

ان سب پر انبیاء سوار ہوا کیے۔

و قد کنت اتوقعک ان ترکبنی لم یبق من نسل جد غیری و لا من الانبیاء

غیرک .

مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوا میرے

اور انبیاء میں سوا حضور کے کوئی باقی نہیں۔

میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا اسے قصداً گرا دیا کرتا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور مارتا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام یعفور رکھا جسے بلانا چاہتے اسے بھیج دیتے چوکھٹ پر سر مارتا جب صاحب خانہ باہر آتا اسے اشارے سے بتاتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں۔ جب حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا وہ مفارقت کی تاب نہ لایا ابو الہیثم بن التیہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنویں میں گر کر مر گیا۔

ابن زل کے خواب میں ختم نبوت کا اشارہ

بیہقی سنن میں حضرت ابن زل جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل روایا میں راوی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد نماز صبح پاؤں بدلنے سے پہلے ستر بار فرماتے سبحان اللہ وبحمدہ واستغفر اللہ ان اللہ کان تو اباً پھر فرماتے یہ ستر سات سو کے برابر ہیں نرا بے خیر ہے جو ایک دن میں سات سو سے زیادہ گناہ کرے۔ یعنی ہر نیکی کم از کم دس ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها، تو یہ ستر کلمے سات سو نیکیاں ہوں اور ہر نیکی کم از کم ایک بدی کو محو کرتی ہے، ان الحسنات يذهبن السيئات تو اس کے پڑھنے والے کی نیکیاں ہی غالب رہیں گی مگر وہ کہ دن میں سات سو گناہ سے زیادہ کرے اور ایسا سخت ہی بے خیر ہوگا۔

پھر لوگوں کی طرف منہ کر کے تشریف رکھتے اور اچھا خواب حضور کو خوش آتا دریافت فرماتے کسی نے کچھ دیکھا ہے ابن زل نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے فرمایا بھلائی پاؤ اور برائی سے بچو ہمیں اچھا اور ہمارے دشمنوں پر برابر العالمین کے لیے سب خوبیاں ہیں خواب بیان کرو۔

انھوں نے عرض کی میں نے دیکھا کہ سب لوگ ایک وسیع نرم بے نہایت راستے پر بیچ شارع عام میں چل رہے ہیں ناگہاں اس راہ کے لبوں پر خوبصورت سبزہ زار نظر آیا کہ ایسا کبھی نہ دیکھا تھا اس کا لہلہاتا

سبزہ چمک رہا ہے شادابی کا پانی ٹپک رہا ہے اس میں ہر قسم کی گھاس ہے پہلا ہجوم آیا جب اس سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور سواریاں سیدھے راستے پر ڈالے چلے گئے ادھر ادھر اصلانہ پھرے، اس مرغزار کی طرف کچھ التفات نہ کیا پھر دوسرا ہلا آیا کہ پہلوں سے کئی گنا زائد تھا جب سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی راہ پر چلے مگر کوئی کوئی اس چراگاہ میں چرانے بھی لگا اور کسی نے چلتے میں ایک مٹھالے لیا پھر روانہ ہوئے پھر عام ازدحام آیا جب یہ سبزہ زار پر پہنچے تکبیر کہی اور بولے یہ منزل سب سے اچھی ہے یہ ادھر ادھر پڑ گئے میں ماجرا دیکھ کر سیدھا راہ پڑ لیا۔ جب سبزہ زار سے گزر گیا تو دیکھا کہ سات زینے کا ایک منبر ہے اور حضور اس کے سب سے اونچے درجے پر جلوہ فرما ہیں حضور کے آگے ایک سال خورد لاغر ناقہ ہے حضور اس کے پیچھے تشریف لیے جاتے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ راہ نرم و وسیع وہ ہدایت ہے جس پر میں تمہیں لایا اور تم اس پر قائم ہو اور وہ سبزہ زار دنیا اور اس کے عیش کی تازگی ہے میں اور میرے صحابہ تو چلے گئے کہ دنیا سے اصلاً علاقہ نہ رکھنا اسے ہم سے تعلق ہوا نہ ہم نے اسے چاہا نہ اس نے ہمیں چاہا۔ پھر دوسرا ہجوم ہمارے بعد آیا وہ ہم سے کئی گونہ زیادہ ہے ان میں سے کسی نے چرا یا کسی نے گھاس کا مٹھالیا اور نجات پا گئے پھر بڑا ہجوم آیا وہ سبزہ زار میں دہنے بائیں پڑ گئے تو انا للہ و انا الیہ راجعون اور اے ابن زل تم اچھی راہ پر چلتے رہو گے یہاں تک کہ مجھ سے ملو اور وہ سات زینے کا منبر جس کے درجہ اعلیٰ پر مجھے دیکھا یہ جہان ہے اس کی عمر سات ہزار برس کی ہے اور میں اخیر ہزار میں ہوں۔

و اما الناقة التي رأيت و رأيتني اتبعها فهي الساعة علينا تقوم لا نبي بعدى و لا

امة بعد امتي .

اور وہ ناقہ جس کے پیچھے مجھے جاتا دیکھا قیامت ہے ہمارے ہی زمانے میں آئے گی نہ میرے بعد کوئی نبی نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک و علی امتک و بارک وسلم۔

نبوت میں علی کا کوئی حصہ نہیں

خطیب حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

انما علی بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي .

علی ایسا ہے جیسا موسیٰ سے ہارون (کہ بھائی بھی اور نائب بھی) مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد مناقب امیر المومنین علی میں مختصراً اور بغوی و طبرانی اپنی معاجیم باوردی معرفۃ ابن عدی کامل ابواحمد حاکم کفی میں بطریق امام بخاری ابن عساکر تاریخ میں سب زید بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل مواخات صحابہ میں راوی، جب حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں بھائی چارا کیا امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے عرض کی میری جان نکل گئی اور پیٹھ ٹوٹ گئی یہ دیکھ کر حضور نے اصحاب کے ساتھ کیا جو میرے ساتھ نہ کیا یہ اگر مجھ سے کسی ناراضی کے سبب ہے تو حضور ہی کے لیے منانا اور عزت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

والذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی و انت منی بمنزلة هارون من

موسیٰ غیر انہ لا نبي بعدي .

قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا میں نے تمہیں خاص اپنے لیے رکھ چھوڑا ہے تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں تم میرے بھائی اور وارث ہو۔ امیر المومنین نے عرض کی مجھے حضور سے کیا میراث ملے گی فرمایا جو اگلے انبیاء کو ملی، عرض کی انھیں کیا ملی تھی فرمایا خدا کی کتاب اور نبی کی سنت اور تم میرے ساتھ جنت میں میری صاحبزادی کے ساتھ میرے محل میں ہو گے اور تم میرے بھائی اور رفیق ہو۔

ابن عساکر عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا خدا کی قسم میں تمہیں دو جہت سے دوست رکھتا ہوں ایک تو قرابت دوسرے یہ کہ ابو طالب کو تم سے محبت تھی، اے جعفر تمہارے اخلاق میرے اخلاق کریمہ سے مشابہ ہیں۔

واما انت یا علی فانت منی بمنزلة هارون من موسى غير انى لا نبى بعدى .
تم اے علی مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہم وسلم۔

حضور بعثت میں آخر ہیں

ابن ابی حاتم و بغوی و ثعلبی تفاسیر اور ابواسحاق جوزجانی تاریخ اور ابو نعیم دلائل اور ابن سعد طبقات اور ابن لال مکارم الاخلاق میں قتادہ سے مرسل راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ و اذ اخذنا من النبین میثاقهم و منک و من نوح و ابراهیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم کی تفسیر میں فرمایا :

كنت اول النبین فی الخلق و آخرهم فی البعث .

میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا گیا۔

قتادہ نے کہا فبداء به قبلهم .

اسی لیے رب العزت تبارک و تعالیٰ نے آیہ کریمہ میں انبیاء سابقین سے پہلے حضور پر نور کا نام پاک لیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابو سہل قطان اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے راوی، میں نے حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے،، حضور کو سب پر تقدم کیوں کر ہوا؟ فرمایا:

ان الله تعالى لما اخذ من بني آدم من ظهورهم ذرياتهم و اشهدهم على انفسهم
الست بربكم كان محمد صلى الله تعالى عليه وسلم اول من قال بلى و لذلك صار
يتقدم الانبياء و هو آخر من بعث .

جب اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی پیٹھوں سے ان کی اولادیں روز میثاق نکالیں اور انھیں خود ان پر گواہ بنانے کو فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ بلی عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں۔ اس وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب انبیاء پر تقدم ہوا حالاں کہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

وصال اقدس کے بعد فاروق اعظم کا خطاب و ندا

شفا شریف امام قاضی عیاض و احیاء العلوم امام حجۃ الاسلام و مدخل امام ابن الحاج و اقتباس الانوار علامہ ابو عبد اللہ محمد بن علی رشاطی و شرح البردہ ابو العباس قصار و مواہب لدنیہ امام قسطلانی و غیر ہا کتب معتمدین میں ہے۔

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد وفات حضور سید الکائنات علیہ افضل الصلوٰات و التحیات جو فضائل عالیہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضور کو ندا و خطاب کر کے عرض کی ہیں انھیں میں گزارش کرتے ہیں۔

بابی انت و امی یا رسول اللہ لقد بلغ من فضیلتک عند اللہ ان بعثک آخر

الانبياء و ذكرک فی اولہم فقال و اذ اخذنا من النبین میثاقہم و منک و من نوح
الآیۃ.

یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان حضور کی فضیلت اللہ عز و جل کی بارگاہ میں اس حد کو پہنچی
کہ حضور کو تمام انبیاء کے بعد بھیجا اور ان سب سے پہلے ذکر فرمایا کہ فرماتا ہے اور یاد کرو جب ہم نے
پیغمبروں سے ان کا عہد لیا اور تجھ سے اے محبوب اور نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم سے۔ علیہم الصلوٰۃ و
السلام۔

جبریل اور خاتم الانبیاء

علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن ابی بکر بن مرزوق تلمسانی شرح شفا شریف میں سیدنا عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہو کر مجھے
یوں سلام کیا :

السلام علیک یا ظاہر ، السلام علیک یا باطن .

میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عز و جل کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی
کیوں کر ہو سکتی ہیں؟ جبریل نے عرض کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام
انبیاء و مرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے۔

و سماک بالاول لانک اول الانبياء خلقا و سماک بالآخر لانک آخر
الانبياء فی العصر و خاتم الانبياء الی آخر الامم .

حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ
حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں موخر و خاتم الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔

صحابہ کرام اور ختم نبوت

- امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عرض کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو سب انبیاء کے بعد بھیجا۔
- انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول تمہارے نبی آخر الانبیاء ہیں۔
- عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔
- امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ وہ سب انبیاء کے بعد بھیجے گئے۔

ختم نبوت اور متواتر حدیثوں کا خلاصہ

- (۱) میں عاقب ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔
- (۲) میں سب انبیاء میں آخر نبی ہوں۔
- (۳) میں تمام انبیاء کے بعد آیا۔
- (۴) ہمیں پچھلے ہیں۔
- (۵) میں سب پیغمبروں کے بعد بھیجا گیا۔
- (۶) قصر نبوت میں جو ایک اینٹ کی جگہ تھی مجھ سے کامل کی گئی۔
- (۷) میں آخر الانبیاء ہوں۔
- (۸) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔
- (۹) رسالت و نبوت منقطع ہو گئی اب نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔
- (۱۰) نبوت میں سے اب کچھ نہ رہا سوا اچھے خواب کے۔

(۱۱) میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

(۱۲) میرے بعد دجال کذاب ادعائے نبوت کریں گے۔

(۱۳) میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۱۴) نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔

ادھر علمائے کتب سابقہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سن سن کر شہادت ادا کریں گے۔

(۱) احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہوں گے ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۲) ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں۔

(۳) وہ آخر الانبیاء ہیں۔

(۴) ایک نبی باقی تھے وہ عرب میں ظاہر ہوئے۔

(۵) تصاویر انبیاء میں سب سے آخری خانہ حضور کا تھا۔

(۶) عبد اللہ بن سلام کی حدیث کہ وہ قیامت کے ساتھ مبعوث ہوئے۔

(۷) ایک حبر کا قول کہ وہ امت آخرہ کے نبی ہیں۔

ادھر ملائکہ و انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صدائیں آرہی ہیں کہ

(۱) وہ پسین پیغمبراں ہیں۔

(۲) وہ آخر مرسلان ہیں،۔

(۳) جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عرض کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں متاخر ہیں۔

خود حضرت عزت عزت عزت سے ارشادات جاں فزا دل نواز آرہے ہیں کہ

(۱) محمد ہی اول و آخر ہے۔

(۲) اس کی امت مرتبے میں سب سے اگلی اور زمانے میں سب سے پچھلی۔

(۳) وہ سب انبیاء کے پیچھے آیا۔

(۴) اے محبوب میں نے تجھے آخر النبیین کیا۔

(۵) اے محبوب میں نے تجھے سب انبیاء سے پہلے بنایا اور سب کے بعد بھیجا۔

(۶) محمد آخر الانبیاء ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوة)



منکران ختم نبوت کی تکفیر میں بعض نصوص ائمہ

امام ابن حجر مکی

امام ابن حجر مکی شافعی ”خیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابو حنیفۃ النعمان“ میں فرماتے ہیں:

تنبأ فی زمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجل قال امهلونی حتی اتی بعلامة فقال من طلب منه علامة کفر لانه بطلبه ذلک مکذب لقول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا نبی بعدی۔
امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کہ میں کوئی نشانی دکھاؤں امام ہمام نے فرمایا جو اس سے نشانی مانگے گا کافر ہو جائے گا کہ وہ اس مانگنے کے سبب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد قطعی و متواتر ضروری دینی کی تکذیب کرتا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فتاویٰ ہندیہ

فتاویٰ خلاصہ و فصول عمادیہ و جامع الفصولین و فتاویٰ ہندیہ وغیرہا میں ہے :

یعنی اگر کوئی شخص کہے میں اللہ کا رسول ہوں یا قاری میں کہے میں پیغمبر ہوں کافر ہو جائے گا اگرچہ مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلیٰ ہوں اور اگر اس کہنے والے سے کوئی معجزہ مانگے تو کہا گیا یہ بھی مطلقاً کافر ہے اور مشائخ متاخرین نے فرمایا اگر اسے عاجز و رسوا کرنے کی غرض سے معجزہ طلب کیا تو کافر نہ ہوگا ورنہ ختم نبوت میں شک لانے کے سبب یہ بھی کافر ہو جائے گا۔

اعلام بقواطع الاسلام

اعلام بقواطع الاسلام میں ہے :

مدعی نبوت کی تکفیر تو خود ہی روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالاں کہ دین متین سے بالضرورۃ معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں ہاں اگر اس طلب سے اسے احمق بنانا اس کا جھوٹ ظاہر کرنا مقصود ہو تو کفر نہیں۔

اسی میں ہے :

انھیں باتوں میں جو معاذ اللہ آدمی کو کافر کر دیتی ہے کسی نبی کو جھٹلانا یا اس کی طرف قصداً جھوٹ بولنے کی نسبت کرنا یا نبی سے لڑنا یا اسے برا کہنا اس کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہونا اور بتصریح امام حلیسی انھیں کفریات کی مثل ہے ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا، ان صورتوں میں کافر ہو جائے گا اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کچھ فرق نہیں وہ تمنا زبان سے یا صرف دل میں۔ سبحان اللہ! جب مجرد تمنا پر کافر ہوتا ہے تو کسی کی نسبت ادعائے نبوت کس درجہ کا کفر خبیث ہوگا۔

اشباہ والنظائر

إذا لم يعرف ان محمداً صلى الله تعالى عليه وسلم آخر الانبياء فليس بمسلم
لانه من الضروريات .

جب نہ پہچانے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سے پچھلے نبی ہیں تو مسلمان نہیں کہ یہ ضروریات دین سے ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ

تاتارخانیہ پھر عالمگیر یہ میں ہے :

یعنی ایک نے دوسرے سے کہا میں تیرا فرشتہ ہوں فلاں جگہ تیرے کام میں مدد کروں گا اس پر تو بعض نے بیشک کہا کافر نہ ہوگا یوں ہی اگر مطلقاً کہا میں فرشتہ ہوں، بخلاف دعویٰ نبوت کہ بالا جماع کفر ہے۔ یہ حکم عام ہے کہ مدعی زمانہ اقدس میں ہو مثل ابن صیاد و میلہ و اسود خواہ بعد میں۔

شفافاضی عیاض

شفافاضی عیاض مالکی اور اس کی شرح نسیم الریاض علامہ شہاب الدین خفاجی میں ہے: یعنی اس طرح وہ بھی کافر ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی کی نبوت کا ادعا کرے جیسے میلہ کذاب و اسود غسی یا حضور کے بعد کسی کی نبوت مانے اس لیے کہ قرآن و حدیث میں حضور کے خاتم النبیین ہونے کی تصریح ہے تو یہ شخص اللہ و رسول کو جھٹلاتا ہے، جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ جیسے یہود کا ایک طائفہ عیسویہ کہ عیسیٰ بن اسحاق یہودی کی طرف منسوب ہے۔ اس نے مردان الحمار کے زمانے میں ادعائے نبوت کیا تھا اور بہت یہود اس کے تابع ہو گئے اس کا مذہب تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نئی نبوت ممکن ہے اور جیسے بہت رافضی کہ مولیٰ علی کو رسالت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شریک اور حضور کے بعد انھیں نبی کہتے ہیں اور جیسے رافضیوں کے دو فرقے بزیغیہ و بیانیہ ان لوگوں کا کفر نصاریٰ سے بڑھ کر ہے اور ان سے زائد ان کا ضرر کہ یہ صورت میں مسلمان ہیں ان سے عوام دھوکے میں پڑ جاتے ہیں یہ سب کے سب کفار ہیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے اس لیے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور خبر دی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور اپنے رب عز و جل سے خبر دی کہ وہ حضور کو خاتم النبیین اور تمام جہان کی طرف رسول بتاتا ہے اور امت نے اجماع کیا کہ یہ آیات و احادیث اپنے معنی ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے خدا اور رسول کی یہی مراد ہے نہ ان میں کچھ تاویل ہے نہ تخصیص تو کچھ شک نہیں کہ یہ سب طائفے بحکم اجماع امت و بحکم حدیث

وآیت بالیقین کافر ہیں۔

مجمع الانہر

وجیز امام کردری و مجمع الانہر شرح ملتقی الا بہر میں ہے :

ہمارے مولیٰ ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یوں ایمان لانا فرض ہے کہ حضور اب بھی ہمارے رسول ہیں (نہ یہ کہ معاذ اللہ بعد وصال شریف حضور رسول نہ رہے یا حضور کے بعد اب اور کوئی ہمارا رسول ہو گیا) اور ایمان لانا فرض ہے کہ حضور تمام انبیاء و مرسلین کے خاتم ہیں اگر حضور کے رسول ہونے پر ایمان لایا اور خاتم الانبیاء ہونے پر ایمان نہ لایا تو مسلمان نہ ہوگا۔

یہاں رسالت پر ایمان مجازاً بنظر صورت بحسب ادعائے قائل بولا گیا ورنہ جو ختم نبوت پر ایمان نہ لایا قطعاً حضور کی رسالت ہی پر ایمان نہ لایا کہ رسول جانتا تو حضور جو کچھ اپنے رب جل جلالہ کے پاس سے لائے سب پر ایمان لاتا۔

علامہ یوسف اردوبیلی

امام علامہ یوسف اردوبیلی شافعی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں :

من ادعی النبوة فی زماننا او صدق مدعی لہا او اعتقد نبیا فی زمانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او قبلہ من لم یکن نبیا کفر۔

جو ہمارے زمانے میں نبوت کا مدعی ہو یا دوسرے کسی مدعی کی تصدیق کرے یا حضور کے زمانے میں کسی کو نبی مانے یا حضور سے پہلے کسی غیر کو نبی جانے کافر ہو جائے۔

امام غزالی

امام حجۃ الاسلام محمد محمد غزالی کتاب الاقتضاء میں فرماتے ہیں:

یعنی تمام امت محمدیہ صاحبہا علیہا الصلاۃ والتحیۃ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور کے بعد کبھی کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گڑھے نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کے ختم نبوت کو کسی زمانے یا زمین کے کسی طبقے سے خاص کیجیے اور جو اس میں تاویل و تخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بہکنے برانے بکنے کے قبیل سے ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن کی تکذیب کر رہا ہے جس میں اصلاً تاویل و تخصیص نہ ہونے پر امت مرحومہ کا اجماع ہو چکا ہے۔

غنیۃ الطالبین

غنیۃ الطالبین شریف میں عقائد ملعونہ غلاۃ روافض کے بیان میں فرمایا:

یعنی غالی رافضیوں کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ مولیٰ علی نبی ہیں اللہ اور اس کے فرشتے اور تمام مخلوق قیامت تک ان رافضیوں پر لعنت کریں اللہ ان کے درخت جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دے تباہ کر دے زمین پر ان میں سے کوئی بسنے والا نہ رکھے کہ انھوں نے اپنا غلو حد سے گزار دیا کفر پر جم گئے اسلام چھوڑ بیٹھے ایمان سے جدا ہوئے اللہ و رسول و قرآن سب کے منکر ہو گئے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے جو ایسا مذہب رکھے۔

تحفہ شرح منہاج

تحفہ شرح منہاج میں ہے:

یعنی کافر ہے جو کسی نبی کی تکذیب کرے یا کسی طرح اس کی شان گھٹائے مثلاً بہ نیت توہین اس کا نام چھوٹا کر کے لے یا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد کسی کی نبوت ممکن مانے اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حضور کی تشریف آوری سے پہلے نبی ہو چکے ان سے اعتراض وارد نہ ہوگا۔

شرح فرائد

عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی شرح الفرائد میں فرماتے ہیں:

فلاسفہ نے کہا تھا کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے آدمی ریاضتیں مجاہدے کرنے سے پاسکتا ہے اس کے رد میں فرماتے ہیں کہ ان کے مذہب کا بطلان محتاج بیان نہیں آنکھوں دیکھا باطل ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا امکان نکلے گا اور یہ تکذیب قرآن کو مستلزم ہے۔ قرآن عظیم نص فرما چکا کہ حضور خاتم النبیین و آخر المرسلین ہیں اور حدیث میں ہے میں پچھلا نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اسی معنی پر ہے جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آتے ہیں یہ ان مشہور مسئلوں میں سے ہے جن کے سبب ہم اہل اسلام نے فلاسفہ کو کافر کہا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔

مواہب شریف

مواہب شریف آخر نوع ثالث مقصد سادس میں امام ابن حبان صاحب صحیح مسیحی بالتقاسیم و الانواع سے نقل فرمایا:

من ذهب الى ان النبوه مكتسبة لا تنقطع او الى ان الولي افضل من النبي فهو زنديق .

جو اس طرف جائے کہ نبوت کسب سے مل سکتی ہے ختم نہ ہوگی یا کسی ولی کو کسی نبی سے افضل بتائے وہ زندیق بے دین ملحد دہریہ ہے۔

امام نسفی

بحرالکلام امام نسفی پھر تفسیر روح البیان میں ہے :

رافضیوں کا ایک طائفہ کہتا ہے زمین نبی سے خالی نہیں ہوتی اور نبوت مولیٰ علی اور ان کی اولاد کی لیے میراث ہوگئی ہے اور اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہاں خدا کے رسول ہیں اور سب انبیاء میں پچھلے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں تو جو حضور کے بعد کسی کو نبی مانے کافر ہے کہ قرآن عظیم و نص صریح کا منکر ہے یوں ہی جسے ختم نبوت میں کچھ شک ہو وہ بھی کافر ہے۔

مولانا عبدالعلی

بحرالعلوم ملک العلماء مولانا عبدالعلی محمد شرح سلم میں فرماتے ہیں :

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اولیاء سے افضل ہیں اور ان دونوں باتوں پر دلیل قطعی علم عقائد میں مذکور ہے اور ان پر یقین وہ جما ہوا ضروری یقین ہے جو ابد الابد تک باقی رہے گا اور یہ خاتم النبیین اور افضل الانبیاء ہونا کسی امر کلی کے لیے ثابت نہیں کیا ہے کہ عقل ان دونوں ذات پاک کے سو کسی اور کے لیے اس کا ثبوت ممکن مانے اور اس کا انکار ہٹ دھرمی اور کفر ہے۔

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے افضل الاولیاء ہونے سے انکار قرآن و سنت و اجماع امت

کے ساتھ مکابرہ ہے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے سے انکار کفر ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔
(جزاء اللہ عدوہ باباءہ ختم النبوة)

حضور کو خاتم النبیین ماننا ضروریات دین سے ہے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ہونے اور ”النبیین“ پر الف لام عہد کا ہے یا اشتغراق کا، سے متعلق ایک استفسار کے جواب میں فرماتے ہیں :

حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے، جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہ کو بھی راہ دے، کافر مرتد ملعون ہے۔ ایہ کریمہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین و حدیث متواتر لا نبی بعدی سے تمام امت مرحومہ نے سلفا و خلفا ہمیشہ یہی معنی سمجھے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے، حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیام قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے۔

فتاویٰ یتیمۃ الدھر و اشباہ و النظائر و فتاویٰ عالمگیریہ وغیرہا میں ہے :

اذ لم يعرف الرجل ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم۔

جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں۔

مفتا شریف امام اجل قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ میں ہے :

كذلك (يكفر) من ادعى نبوة احد مع نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم او بعده (الى قوله) فهو لاء كفار مكذبون للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم لانه صلى الله تعالى عليه وسلم اخبر انه خاتم النبيين و لا نبي بعده و اخبر عن الله تعالى انه خاتم النبيين و انه ارسل كافة للناس و اجمعت الامة على حمل هذا الكلام على ظاهره و ان مفهومه المراد به دون تاويل و لا تخصيص فلا شك في كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعاً اجماعاً و سمعاً.

یعنی جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعاء کرے، کافر ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات و احادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور رسول کی مراد ہے، نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت و بحکم قرآن و حدیث سب یقیناً کافر ہیں۔

امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی کتاب المعتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں:

بحمد اللہ تعالیٰ ایں مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر ازاں است کہ آں را بکشف و بیان حاجت نہ افتد خدائے تعالیٰ خبر داد کہ بعد از وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی دیگر نباشد و منکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلاً در نبوت او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معتقد نباشد کہ اگر بر رسالت او معترف بودے، وے را در ہر چہ ازاں خبر داد صادق دانستے و بہماں جتہا کہ از طریق تو اتر رسالت او پیش ما درست شدہ ایں نیز درست شد کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باز پس پیغمبران ست و در زمان او تا قیامت بعد از وے پیچ نبی نباشد و ہر کہ دریں شک ست در اں نیز بہ شک ست و نہ آں کس کہ گوید کہ بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود آنکس نیز کہ گوید کہ

امکان دارد کہ باشد کافر است، ایں سہ شرط درستی ایمان بہ خاتم انبیاء محمد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اللہ کا شکر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مسئلہ اہل اسلام و
 مسلمان کے درمیان ایسا روشن و واضح ہے کہ اس کا وضاحت و بیان کی کوئی حاجت نہیں، اللہ تعالیٰ نے
 قرآن حکیم میں فرمادیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہوگا، اور اس
 مسئلہ کا منکر وہی ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا بالکل یہ معتقد نہ ہو کہ اگر وہ سرور کونین صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتراف و اقرار کرتا تو ان خبروں یعنی آیات و احادیث کو صادق و حق جانتا، حضور
 کی رسالت پر جتنی دلیلیں ہیں وہ سب متواتر ہیں اور سب درست و صحیح ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ حضور خاتم
 النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام پیغمبروں کے بعد ہیں، ان کے زمانے میں یا ان کے بعد قیامت تک کوئی
 نبی نہیں ہوگا اور جس کو اس میں شک ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا تو اسے اس میں بھی شک ہوگا کہ
 حضور آخری نبی ہیں۔ ورنہ جو شخص کہے کہ حضور کے بعد دوسرا نبی تھا یا کوئی نبی ہے یا کوئی نبی ہوگا یا یہ کہے کہ
 حضور کے بعد نبی ہونا ممکن ہے وہ کافر ہے۔ حضور اقدس، خاتم النبیین ہیں اس بات پر ایمان درست رکھنے کی
 شرط یہی ہے۔ (مولف)

بالجملہ آیہ کریمہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین مثل حدیث متواتر لا نبی بعدی قطعاً
 عام اور اس میں مراد استغراق تام اور اس میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہ ہونے پر اجماع امت خیر الانام
 علیہم الصلاۃ والسلام۔ یہ ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں
 کچھ قال و قیل مسوع نہیں۔

منکرین ختم نبوت کا حکم

مخالفین کے رد و ابطال کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

اللہ ورسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی، شریعت جدیدہ وغیرہ کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحتاً خاتم بمعنی آخر، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اسی معنی ظاہر و متبادر و عموم و استغراق حقیقی تام پر اجماع کیا اور اسی بناء پر سلفا و خلفائہ مذاہب نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا، کتب احادیث و تفسیر و عقائد و فقہ ان کے بیانون سے گونج رہی ہیں۔

تو یہاں عموم و استغراق کا انکار خواہ کسی تاویل و تبدیل کا اظہار نہیں کر سکتا مگر کھلا کافر خدا کا دشمن، قرآن کا منکر۔

اور فرماتے ہیں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ :

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روز بعثت سے جب یا اب یا کبھی کسی زمانے میں کوئی نبوت اگرچہ ایک ہی اگرچہ غیر تشریحی اگرچہ کسی اور طبقہ زمین یا کج آسمان میں اگرچہ کسی اور نوع غیر انسانی میں واقع مانتا یا با وصف اعتقاد عدم وقوع محض بطور احتمال شرعی و امکان وقوعی جانتا یا یہ بھی سہی مگر جائز و محتمل ماننے والوں کو مسلمان کہتا تو ان سب صورتوں میں قائل کافر و مرتد ملعون ابد ہے۔

امام اجل ابو زکریا نووی کتاب الروض پھر امام ابن حجر مکی، اعلام بقواطع الاسلام میں فرماتے ہیں:

اذا جحد مجمعا عليه بعلم من دين الاسلام ضرورة سواء كان فيه نص او لا فان جحده يكون كفرا.

جب کوئی اجماعی مسئلہ کا انکار کرے ضرورت کے علم دین کی بناء پر خواہ اس میں نص ہو یا نہ ہو تو اس کا یہ انکار کفر ہوگا۔

بعینہ یہی حالت یہاں بھی ہے کہ اگرچہ بعثت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمیشہ کے

لیے دروازہ نبوت بند ہو جانا اور اس وقت سے ہمیشہ تک کبھی کسی وقت کسی جگہ کسی صنف میں کسی طرح کی نبوت نہ ہو سکتا کچھ اس آئیہ کریمہ ہی پر موقوف نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں قاہرہ و باہر و متواتر حدیثیں موجود اور کچھ نہ ہو تو بجز اللہ تعالیٰ مسئلہ خود ضروریات دین سے ہے مگر آیت کے معنی متواتر مجمع علیہ قطعی ضروری کا انکار اس پر کفر ثابت کرے گا، اگرچہ اس کے کلام میں صراحۃً نقل مسئلہ کا انکار نہیں۔

ختم نبوت پر احادیث

صحیح مسلم شریف و مسند امام احمد و سنن ابوداؤد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ و غیرہا میں ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انه سيكون في امتي كذابون ثلثون كلهم يزعم انه نبي و انا خاتم النبيين لا نبي بعدى .

بیشک میری امت دعوت میں یا میری امت کے زمانے میں تمیں کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا اور میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں حدیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

في امتي كذابون دجالون سبعة و عشرون منهم اربع نسوة و انا خاتم النبيين لا نبي بعدى .

میری امت دعوت میں ستائیس دجال کذاب ہوں گے، ان میں چار عورتیں ہوں گی حالاں کہ بیشک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ترمذی و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر ابن مردویہ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مثلی و مثل الانبیاء کمثل رجل ابنتی دارا فاکملها و احسنها الا موضع لبنة فکل من دخلها فنظر اليها قال ما احسنها الا موضع اللبنة فانا موضع اللبنة فختم بی الانبیاء .

میری اور نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان پورا کامل اور خوبصورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو جو اس گھر میں جا کر دیکھتا کہتا یہ مکان کس قدر خوب ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ کہ وہ خالی ہے تو اینٹ کی جگہ میں ہوا مجھ سے انبیاء ختم کر دیئے گئے۔

صحیح مسلم و مسند احمد میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مثلی و مثل النبین کمثل رجل بنی دارا فاتمها الا لبنة واحدة فجئت انا و اتممت تلک اللبنة .

میری اور انبیاء کی مثل اس شخص کی مانند ہے جس نے سارا مکان پورا بنایا سوا ایک اینٹ کے، تو میں تشریف فرما ہوا اور وہ اینٹ میں نے پوری کی۔

مسند احمد و صحیح ترمذی میں باقادرہ تصحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مثلی فی النبین کمثل رجل بنی دارا فاحسنها و اکملها و اجملها و ترک فیها موضع لبنة لم یضعها فجعل الناس یطوفون بالبنیان و یعجبون منه و یقولون لو تم

موضع هذه اللبنة فانا في النبيين موضع تلك اللبنة .

پیغمبروں میں میری مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک مکان خوبصورت و کامل و خوشنما بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی وہ نہ رکھی، لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی و خوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کسی طرح اس اینٹ کی جگہ پوری ہو جاتی تو انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن نسائی و تفسیر ابن مردویہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہی مثل بیان کر کے ارشاد فرمایا :

فانا اللبنة و انا خاتم النبيين .

تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اجمعین و بارک وسلم۔

(المبین خاتم النبیین)

سب سے پہلا اور آخری نبی

سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسند امام احمد میں ہے قلت یا رسول اللہ ای الانبیاء کان اول قال آدم قلت یا رسول اللہ و نبی کان قال نعم نبی مکلم .

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ سب سے پہلے نبی کون ہوئے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام، میں نے عرض کی کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی بھی تھے فرمایا ہاں نبی مکلم۔

نوادرا اصول امام حکیم الامتہ ترمذی کبیر میں ان سے مرفوعاً یوں ہے اول الرسل آدم و آخرهم محمد علیہ و علیہم و افضل الصلاة و السلام .

سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ہیں۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۶۳)

ختم نبوت کا منکر کافر ہے

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا جو قائل ہو وہ مطلقاً کافر مرتد ہے
اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے ایسے مانے قال اللہ تعالیٰ ولكن رسول الله و خاتم النبيين .

و قال صلى الله تعالى عليه وسلم انا خاتم النبيين لا نبى بعدى .

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی
نہیں۔ (مولف)
(فتاویٰ رضویہ ج ۵، ص ۳۳۴)

ایک اور مقام پر امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

ختم نبوت کا منکر کافر و مرتد ہے قال اللہ تعالیٰ و لكن رسول الله و خاتم النبيين .

تمتہ الفتاویٰ اور اشباہ والنظائر میں ہے :

ان لم يعرف ان محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم آخر الانبياء فليس بمسلم
لانه من الضروريات .

جو شخص حضور اقدس سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ جانے وہ مسلمان نہیں ہے
اس لیے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۵۸۳)

حضور کی بعثت اور قیامت

قال صلى الله تعالى عليه وسلم بعثت انا و الساعة كهاتين .

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ مبعوث کیے گئے۔ (مولف)

(خیر الامال فی حکم الکسب والسوال)

حضور رسولوں کے قائد و خاتم ہیں

بخاری تاریخ میں اور دارمی اور طبرانی اوسط میں اور بیہقی و ابو نعیم جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

انا قائد المرسلین و لا فخر و انا خاتم النبیین و لا فخر .

میں پیشوائے مرسلین ہوں اور کچھ تفاخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور کچھ افتخار نہیں۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے ختم نبوت کو اشعار کی زبان میں اس حسین پیرائے میں بیان فرمایا ہے۔

نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
چنکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

آتے رہے انبیاء کما قیل لہم
والخاتم حکم کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام
آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)



حیات النبی ﷺ

انبیاء کو بھی اجل آتی ہے
مگر ایسی کہ فقط آتی ہے

پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

اللہ انبیاء (رحماء بصلوٰۃ فی قبورہم
انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں

(الحديث)

حیات النبی ﷺ

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات، علماء ملت کے درمیان متفق علیہ ہے، اس میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات کا وجود شہداء و مقاتلین فی سبیل اللہ سے کامل تر ہے اس لیے کہ شہداء کی حیات کو وجود عند اللہ معنوی و اخروی ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ، حیات حسی دنیاوی ہے اس میں بکثرت احادیث و آثار واقع ہوئے ہیں۔

حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے لیے اس صفت کے ثبوت اور اس پر مرتب ہونے والے احکام و آثار میں علماء میں سے کسی کا اختلاف نہیں ہے بجز اس بات کے کہ انبیاء کرام کا وجود گرامی قبروں میں ہو اور مخصوص اس بقعہ طاہرہ ان کا تمکن و استقرار ہو، اس بات میں بعض علماء کلام کرتے ہیں۔

چنانچہ شیخ علاء الدین قونوی جو کہ شافعی علماء اور ارباب تصوف میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے حضور میں حیات ہیں اور یہ حیات ایسی ہے جو اس ظاہری حیات سے معروف و اکمل ہے، اور ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رفیق اعلیٰ کے ساتھ سموات اعلیٰ میں سدرۃ المنتہی کے پاس جنت الماویٰ کے قریب موجود ہیں۔ اور یہ حالت اس سے افضل ہے کہ آپ قبر انور میں مقیم ہوں اگرچہ حدیث نبوی کے مقتضاء کے بموجب عام مومن کی قبر میں وسعت و کشادگی منتہائے نظر تک ہوتی ہے تو سرور انبیاء سید اہل صفا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور شریف کی جگہ کا کیا اندازہ، لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس جنت اعلیٰ میں ہونا جس کا عرض آسمان و زمین کے درمیان ہے اکمل و اعلیٰ ہے۔

اور یہ جو حدیث مبارک میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو چالیس دن کے بعد قبر انور میں

نہیں رکھتے، اور یہ جو ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ میں حق تعالیٰ کے نزدیک اس سے بزرگتر ہوں کہ تین دن کے بعد مجھے قبرانور میں رکھے۔

تو اس سے ظاہر ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبرانور میں اس حیات کے ساتھ مذکورہ مدت کے بعد قطعی طور پر اقامت گزیں نہ ہو سکیں گے۔ یہ قونوی کا کلام ہے اور ان کے کلام سے واضح طور پر ظاہر ہوا کہ ان کا تردد، استمرار حیات اور قبروں میں ان کا استقرار ہے، لیکن اصل مدعا جو ثبوت حیات حقیقی ہے وہ ان کے نزدیک مسلم و مقرر ہے۔ اور یہی قونوی اس تردد کے بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میرے اس کلام سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اپنی قبروں سے التفات منقطع اور ان کا اس سے تعلق مرتفع ہو گیا ہے۔ بلکہ ان کے اور ان کے قبروں کے درمیان خاص علاقہ جو مستمر و غیر منقطع ہے ثابت و برقرار ہے کہ وہ اس جگہ کے ساتھ منسوب ہوتے ہیں اور دوسری نئی جگہ کا ثبوت نہیں رکھتے۔

اور یہی حالت تمام مسلمانوں کی قبروں اور ان کی روحوں کے درمیان ہے کہ ایک خاص نسبت موجود رہتی ہے جس سے وہ زائروں کو پہچانتے ہیں۔ اس کی دلیل وہ حکم ہے جس میں تمام اوقات میں زیارت کرنے کا استحباب بیان کیا گیا ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ پر بکثرت احادیث صحیحہ سے دلائل و شواہد موجود ہیں، اس کے بعد انھوں نے اس حدیث کا ذکر کیا جس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبرانور پر ہوا تو ملاحظہ فرمایا کہ وہ اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور دوسری وہ حدیثیں بیان کیں جن میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملاقات کے لیے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا آنا واقع ہوا ہے۔

نیز امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ان احادیث کا مبنی اس پر ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر ان کی وفات کے بعد ان کی ارواح مقدسہ کو ان پر لوٹا دیتا ہے اور بعد ازاں بحکم نص، فصعق من فی السموات و من فی الارض (آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہے وہ بے ہوش ہو جائے) یہ صعق انھیں بھی لاحق ہوتا ہے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ صعق بہمہ وجوہ اور موت کے معانی میں ہو، بلکہ اس حالت میں زیادہ سے زیادہ ذہاب شعور کے حق میں ہوگا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ حق تبارک و تعالیٰ کے اس قول کے ماتحت ہو کہ اس نے فرمایا الا ما شاء اللہ (مگر وہ جسے اللہ چاہے) تو انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اس حکم صعق سے مستثنیٰ ہوں۔

اس کے بعد امام بیہقی بکثرت احادیث بیان کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ تمام حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اہل قبور کے لیے ادراک و سماع حاصل ہے اور شک نہیں ہے کہ صفت سمع عرضی ہے جو حیات کے ساتھ مشروط ہے لہذا تمام مسلمان زندہ ہیں۔ لیکن عام مسلمانوں کی حیات، مرتبہ میں شہداء کی حیات سے کمتر ہے اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات مقدسہ، شہداء کی حیات سے کامل تر ہے۔

صاحب تلخیص شافعی نے فرمایا کہ جو مال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ملک میں رہا ہے آج بھی حضور ہی کی ملک میں باقی ہے جس طرح کہ ظاہری حیات میں تھا اور وہ وارثوں کی ملکیت میں منتقل نہیں ہوتا، جس طرح دیگر اموات میں ہوتا ہے۔

امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کر کے فرمایا یہ قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت مقدسہ کے موافق ہے جس پر انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی املاک کے بارے میں عمل کیا۔

اور وہ دلائل جو حیات انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام پر دلالت کرتے ہیں ان کا اقتضاء حیات بدنی ہے جس طرح کہ دنیا میں تھے، اس کے باوجود غذا سے بے نیاز اور عالم کے ان اسباب مادی سے مستغنیٰ ہیں جن

پر دنیاوی حیات کا دار و مدار ہے۔ بایں ہمہ حق تبارک و تعالیٰ قادر ہے کہ بغیر اسباب مادی کے بھی زندہ رکھے، اور بدن میں بعض احوال و اعراض کا احداث و ایجاد فرمادے کہ بعد امر، ان کی طرف احتیاج و التفات باقی نہ رہے، جس طرح بعض اوقات نہایت فرح و سرور یا انتہائی رنج و غم کی حالت میں عرصہ تک کھانے پینے کی احتیاج نہیں پڑتی بلکہ یاد تک نہیں آتا۔

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صوم وصال کے سلسلہ میں حدیث پاک :

ابیت عندی ربی يطعمنی و یسقینی .

میں اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں وہی مجھے کھلاتا اور وہی مجھے پلاتا ہے۔

حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اثبات میں کافی ہے، خواہ اس ارشاد سے مراد حقیقہ کھلانا اور پلانا ہو کہ جنت سے اس عالم میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچتا ہو، یا وہ ذوق و حضور مراد ہو جو اس حالت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہوتا ہے۔

نیز حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن میرے حضور زیادہ سے زیادہ صلوٰۃ و سلام بھیجا کرو اس لیے کہ تمہارا صلوٰۃ و سلام میرے حضور پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے حضور ہمارا صلوٰۃ و سلام کس طرح پیش ہوگا جب کہ آپ ہماری آنکھوں سے روپوش ہوں گے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، حق تبارک و تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجساد مقدسہ کو کھائے۔

اس فرمان والا سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات مقدسہ حسی اور دنیاوی جسمانی ہے، محض بقاء ارواح کے ساتھ نہیں ہے جس طرح کہ شہداء کی روحوں کو سبز پرندوں کے قالب

میں رکھا جاتا ہے۔

حیات حقیقی دنیاوی کے اثبات کے بعد اگر کوئی کہے کہ حق تبارک و تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسد اقدس کو ایسی حالت اور ایسی قدرت بخشی ہے کہ جس جگہ چاہیں بذات خود تشریف لے جائیں یا مثالی صورت میں آسکتے ہیں، خواہ آسمان پر یا زمین میں، خواہ قبر شریف میں یا کسی اور جگہ تو ایک صورت ہوتی مگر اس کے باوجود ہر حال میں قبر انور کے ساتھ نسبت مروی ہے۔

جیسے کہ حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغیوں نے گھیرے میں لے لیا تو بعض اصحاب نے ان سے کہا کہ مصلحت اور مناسب یہی ہے کہ اہل شام کے ساتھ مل جائیے تاکہ اس بلا و محنت سے آپ نجات پائیں، آپ نے فرمایا میں جائز نہیں رکھتا کہ اپنے دار ہجرت (مدینہ طیبہ) سے مفارقت کروں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجاورت و ہمسائیگی کو چھوڑوں۔

یا جیسے حضرت سعید بن المسیب کا واقعہ حرہ کے زمانہ میں جب کہ تمام لوگ مسجد نبوی کو چھوڑ کر چلے گئے تھے تین دن تک حجرہ مقدسہ کے اندر سے اذان کے سننے کا مشہور واقعہ ہے۔

اور اسی ثبوت میں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود گرامی قبر انور میں ہونے پر دلالت کرنا ہے، سلطان سعید نور الدین شہید کا واقعہ ہے جو ۵۵۵ھ میں پیش آیا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں رات میں تین مرتبہ دیکھنا، سلطان کو خبردار فرمانا کہ یہ دونوں نصرانی شرکاء ارادہ رکھتے ہیں جسے قبر انور کے ساتھ نسبت ہے اور ان خبیثوں کی صورت خواب میں سلطان کو دکھائی گئی، پھر سلطان ہزار آدمیوں کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچا اور ان دونوں ملعونوں کو پایا اور ان کو آگ میں ڈال کر جلایا، اس کے بعد سلطان نے حجرہ شریفہ کے چاروں طرف خندق کھدوا کر اسے سیسہ سے بھر دیا۔

اس قصہ کو مدینہ منورہ کے تمام مورخوں نے مثلاً جمال الدین مطری، مجد الدین فیروز آبادی اور ان

کے سوا بکثرت علماء اعلام نے بیان کر کے تصریح فرمائی ہے۔

اب ربی قونوی کی وہ تفصیل و ترجیح جو انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قبر شریف میں اقامت گزین ہونے پر بہشت اعلیٰ میں استمرار پر دی ہے۔

تو ان سب کے جواب میں علماء فرماتے ہیں کہ ہر مسلمان کی قبر جنت کے باغوں کا ایک باغ ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف افضل ریاض جنت ہے۔ اور ممکن ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنی قبر شریف میں سے ایسے ہی تصرف و نفوذ کی حالت ہوتی ہو کہ آسمان و زمین اور جنت ہر جگہ سے حجاب مرتفع ہو گئے ہوں اور بغیر تجاوز و انتقال کے تصرف و نفوذ فرماتے ہوں اس لیے کہ امور آخرت اور احوال برزخ کو دنیا کے احوال پر جو کہ حدود و جہات سے مقید و تنگ ہے قیاس نہیں کر سکتے۔

امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جنت کا کون سا حصہ ایسا ہے جسے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر شریف پر افضل قرار دیں، قبر شریف ہی تمام اماکن مقدسہ اور مقامات رفیعہ سے افضل ہے خواہ جنت ہو یا کوئی اور جگہ۔

اس کے بعد فرمایا کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کو عرش عظیم پر فضیلت دیں تو ہم نہیں جانتے کہ کسی مومن صادق کو اس میں توقف ہوگا کیوں کہ وہ سب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے طفیل شریف ہے۔ (مولف)

انبیاء زندہ ہیں

انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات طیبہ سے متعلق امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیوی ہے۔ صحیح حدیث میں ہے :

ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبى الله حى يرزق.

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے اجسام کا کھانا حرام فرمادیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔

دوسری صحیح حدیث میں ہے۔

الانبياء احياء في قبورهم يصلون .

انبیاء سب زندہ ہیں اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں۔

تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے موت صرف آنی ہے۔ ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ قطعیہ ضروریات مذہب اہل سنت سے ہے۔

انبیاء کرام کی موت آنی ہے

انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیوی ہے ان پر تصدیق وعدۃ الہیہ کے لیے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں۔ ان کا ترکہ باثنا نہ جائے گا، ان کی ازواج کو نکاح حرام، نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں وہ اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں۔ بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ان کو حج کرتے ہوئے لبیک پکارتے ہوئے، نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عائشہ کا عمل

ام المؤمنین صدیقہ فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے حجرہ میں دفن ہوئے میں بغیر چادر اوڑھے بے حجابانہ حاضر ہوتی اور کہتی انما هو زوجی میرے شوہر ہی تو ہیں۔ پھر میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی انما هما زوجی و ابی میرے شوہر اور میرے باپ ہی تو ہیں۔

پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپیٹی ہوئی حاضر ہوتی اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہے۔ نبیاء من عمر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرم سے۔

(المنفو ظ حصہ سوم)

ابدان انبیاء

اہل سنت کے نزدیک انبیاء و شہداء و اولیاء علیہم التحیۃ والثناء اپنے ابدان شریفہ سے زندہ ہیں بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ابدان لطیفہ زمین پر حرام کیے گئے ہیں کہ وہ ان کو کھاوے، اسی طرح شہداء و اولیاء علیہم الرحمۃ والثناء کے ابدان و کفن بھی قبور میں صحیح و سلامت رہتے ہیں وہ حضرات روزی و رزق دیئے جاتے ہیں۔

علامہ سبکی علیہ الرحمۃ شفاء السقام میں لکھتے ہیں :

و حیاۃ الشہداء اکمل و اعلیٰ فهذا النوع من الحیاۃ و الرزق لا یحصل لمن لیس فی رتبہم و اما حیاۃ الانبیاء اعلیٰ و اکمل و اتم من الجمیع لانہا للروح و الجسد علی الدوام علی ما کان فی الدنیا۔

شہداء کی زندگی اکمل و اعلیٰ ہے تو جن کا رتبہ ایسا نہیں انہیں ایسی حیات اور روزی حاصل نہیں ہے

لیکن انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کی حیات تو ان سب سے اعلیٰ و اکمل اور مکمل ہے اس لیے کہ انبیاء کرام کو جسم و روح کی حیات دائمی طور پر اسی طرح حاصل ہے۔ جس طرح دنیا میں تھی۔ (مولف)

(اہلاک الوہابین علیٰ توہین قبور المسلمین)

چار انبیاء کرام علیہم السلام

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام سب نجات حقیقی روحانی جسمانی زندہ ہیں ان کی موت صرف ایک آن کو تصدیق وعدۃ الہیہ کے لیے ہوتی ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک چار نبی بے عروض موت اب تک زندہ ہیں۔

دو آسمان پر، سیدنا ادریس و سیدنا عیسیٰ علیہما الصلاۃ والسلام۔

اور دو زمین میں، سیدنا الیاس و سیدنا خضر علیہما الصلاۃ والسلام۔

اور یہ دونوں حضرات ہر سال حج کرتے ہیں اور ختم حج پر زم زم شریف کے پاس باہم ملتے ہیں اور آب زم زم شریف پیتے ہیں کہ آئندہ سال تک ان کے لیے کافی ہوتا ہے۔ پھر کسی کھانے پینے کی حاجت نہیں ہوتی، ان کلمات پر باہم ملاقات ختم فرماتے ہیں بسم اللہ ما شاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ ما شاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

الیاس علیہ الصلاۃ والسلام لشکر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک غار میں یہ دعا کرتے ملے۔

اللہم اجعلنی من امة احمد المرحومة المبارکة المستجاب لها۔

حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد وصال اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعزیت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس تشریف لائے، مسجد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے راستہ میں امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باتیں کرتے اور ان پر تکیہ لگائے ہوئے راہ چلتے نظر آئے۔

اکابر اولیائے کرام کے پاس اکثر تشریف لایا کیے، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس وعظ میں بکثرت کرم فرمایا اور اب تک اولیاء سے ملتے ہیں۔ جنگل میں بے بسی کے وقت مسلمانوں کی مدد فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۲، ص ۲۰۶)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے :

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب بحیات حقیقی دنیاوی جسمانی زندہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں الانبیاء احياء فی قبورهم یصلون .

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔ (مؤلف)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء فنبی اللہ حی یرزق .

بیشک اللہ نے زمین پر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جسموں کا کھانا حرام فرمادیا ہے، اللہ کے نبی زندہ ہیں۔ انھیں رزق ملتا ہے۔ (مؤلف)

ہاں بایں معنی کہ اب تک لحوق موت اصلاً نہ ہوا ہو، چار نبی زندہ ہیں۔

عیسیٰ وادریس علیہما الصلوٰۃ والسلام آسمان پر۔

اور الیاس و خضر علیہما الصلاۃ والسلام زمین میں۔

شرح مقاصد میں ہے، ما ذهب الیہ العظماء من العلماء ان اربعة من الانبیاء فی زمرة الاحیاء الخضر و الیاس فی الارض و عیسیٰ و ادیس فی السماء علیہم الصلاۃ والسلام۔
بڑے بڑے علماء کرام اس بات کی طرف گئے ہیں کہ چار انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام زندوں کے زمرے میں ہیں خضر و الیاس زمین میں اور عیسیٰ و ادیس آسمان پر۔ علیہم الصلاۃ والسلام۔ (مولف)
حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب اسریٰ انھیں آسمان دوم پر پایا استقبال سرکار و اقتداء حضور کے لیے تمام انبیاء کرام علیہم افضل الصلاۃ والسلام اولاً بیت المقدس میں جمع ہوئے پھر ہر نبی کو ان کے محل میں دیکھا اس سے ظاہر یہ ہے کہ مقام سیدنا مسیح علیہ السلام آسمان دوم ہے، اور مشہور چہارم۔

انبیاء حضور کے امتی اور نبی بھی

انبیاء و مرسلین علیہم الصلاۃ والسلام اپنے منصب نبوت و رسالت سے بھی معزول نہیں ہوتے اور یہ کہ وہ ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی ہیں ان کا امتی ہونا منصب نبوت و رسالت کے منافی نہیں ہے اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

حاشا نہ کوئی رسول رسالت سے معزول کیا جاتا ہے نہ سیدنا مسیح علیہ الصلاۃ والسلام رسالت سے معزول ہوں گے نہ حضور کا امتی ہونا رسالت کے خلاف، وہ قبل نزول اپنے عہد میں بھی ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی تھے اور بعد رفع بھی امتی ہو کر اتریں گے، تمام انبیاء و مرسلین اپنے عہد میں بھی حضور کے امتی تھے اور اب بھی امتی ہیں جب بھی رسول تھے اور اب بھی رسول ہیں۔ کہ ہمارے حضور نبی الانبیاء ہیں قال اللہ تعالیٰ لتؤمنن بہ و لتنصرنہ ہاں اس وقت وہ اپنی شریعت پر حکم فرماتے تھے اب

کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحبہا الصلاۃ والتحیۃ نے اگلی شریعتیں منسوخ فرمادیں۔ ایک حضرت مسیح نہیں جو کوئی رسول بھی اب ظاہر ہو شریعت محمدیہ پر ہی حکم کرے گا کہ منسوخ پر حکم باطل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر موسیٰ میرا زمانہ پاتے تو میری اتباع کے سوا انھیں کچھ گنجائش نہ ہوتی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۴۵)

انبیاء کی حیات برزخ ابدی ہے

امام احمد رضا بریلوی حیات النبی سے متعلق ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں :

بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات و صفات و فضائل و کمالات کبھی زوال پذیر نہیں بلکہ ہمیشہ مرقی ہیں قال اللہ تعالیٰ و للآخرۃ خیر لک من الاولیٰ .

یہاں کسی عاقل مسلم کی یہ مراد نہیں ہو سکتی کہ حرکت و انتقال منقہی ہے نہ کوئی مسلمان اس کی نفی کرے گا کہ تصدیق وعدہ الہیہ کے لیے جو ایک آن کے لیے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو طریاں موت ہو کر معاحیات حقیقی ابدی، روحانی، جسمانی بخشی جاتی ہے یہ حضور کے لیے نہ ہوئی، بلکہ اس سے حضور کی برزخ میں حیات ابدی اور فضائل اقدس میں ترقی دوائی مراد ہوگی بلاشبہ اس تصدیق وعدہ کے بعد سب انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے ابدیت ذات حاصل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۵۱)

انبیاء کا تصرف

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس تمام جہان سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک وقت میں ستر ہزار جگہ تشریف فرما ہو سکتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی خاتم حفاظ الحدیث فرماتے ہیں :

اذن للانبیاء ان یخرجوا من قبورہم و یتصرفوا فی العالم العلوی و السفلی .

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اختیار ملا کہ اپنے مزارات طیبہ سے باہر تشریف لائیں اور جملہ عالم آسمان و زمین میں جہاں جو چاہیں تصرف فرمائیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۹۷)

جسم اقدس تغیر سے محفوظ ہے

امام احمد رضا بریلوی نماز جنازہ کی تکرار کا عدم جواز ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :
ہم دیکھتے ہیں کہ تمام جہان کے مسلمانوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس پر نماز چھوڑ دی حالاں کہ حضور آج بھی ویسے ہی ہیں جیسے جس دن قبر مبارک میں رکھے گئے تھے۔

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں :

لو كان مشروعا لما اعرض الخلق كلهم من العلماء و الصالحين و الراغبين
في التقرب اليه عليه الصلاة و السلام بانواع الطرق عنه فهذا دليل ظاهر عليه فوجب
اعتباره .

یعنی اگر نماز جنازہ کی تکرار مشروع ہوتی تو مزار اقدس پر نماز پڑھنے سے تمام جہان اعراض نہ کرتا
جس میں علماء صلحاء اور وہ بندے ہیں جو طرح طرح سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب حاصل
کرنے کی رغبت رکھتے ہیں۔ تو یہ تکرار کی نامشروعی پرکھلی دلیل ہے پس اس کا اعتبار واجب ہوا۔

اور فرماتے ہیں :

اگر نماز جنازہ کی تکرار شرع میں جائز ہوتی تو صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک تمام جہان تمام
طبقات کے تمام علماء اور اولیاء و صلحاء اور عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس کے ترک پر اجماع کیا
معنی جن میں لاکھوں بندے خدا کے وہ گزرے اور اب بھی ہیں جنہیں دن رات یہی فکر رہتی ہے کہ جہاں تک
مل سکیں وہ طریقے بجالائیں کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب پائیں۔

لا جرم تیرہ سو برس کا یہ اجماع کلی دلیل ظاہر ہے کہ تکرار نماز جنازہ جائز نہیں اس لیے مجبوراً سب باقی ماندوں کو اس فضل عظیم سے محروم رہنا پڑا۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۵، ۳۶۔ النبی الحجاز)

حیات انبیاء اور درود کی پیشی

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حقیقۃً ایسے ہی زندہ ہیں جیسی رونق افروزی دنیا کے زمانہ میں تھی، ان کی موت ایک آن کے لیے تصدیق وعدۃ الہیہ کل نفس ذائقۃ الموت کے واسطے ہوتی ہے پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ حیات حقیقی جسمانی دنیاوی زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، حج کرتے ہیں، مجالس خیر میں تشریف لے جاتے ہیں، کھانا پینا سب کچھ دنیا کی طرح بے کسی آلائش کے جاری ہیں۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۱۹۷)

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد ذکر فضائل جمعہ ارشاد فرمایا اکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی .

اس دن مجھ پر درود بہت بھیجو کہ تمہارے درود مجھ پر عرض کیے جائیں گے۔

صحابہ نے گزارش کی یا رسول اللہ و کیف تعرض صلاتنا علیک و قد اومت .

یا رسول اللہ یہ کیوں کر ہوگا حالاں کہ بعد وصال جسم باقی نہیں رہتے۔

فرمایا ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء .

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔

اسے امام احمد، دارمی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، دارقطنی، حاکم، ابونعیم اور

بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا۔

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اکثروا الصلاة على يوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملائكة و ان احد الم يصل على الا عرضت على صلاته حتى يفرغ منها.

جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ بھیجا کرو کہ وہ دن حضور ملائک کا ہے رحمت کے فرشتے اس دن حاضر ہوتے ہیں اور جو مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک بھیجتا رہے اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قلت و بعد الموت .

میں نے عرض کی اور بعد انتقال اقدس کے۔

فرمایا ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء .

بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔

تمتہ حدیث ہے فنبی الله حي يرزق .

تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے ابوداؤد و ابن ماجہ نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۴، ص ۳۵۶، الوفاق المتین)

فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

من كلمه روح القدس لم يؤذن للارض ان تاكل من لحمه .

جس سے جبریل نے کلام کیا زمین کو اجازت نہیں کہ اس کے گوشت پاک میں کچھ تصرف کرے۔

اسے زبیر بن بکار نے اخبار المدینہ میں اور ابن زبالہ نے حسن سے مرسل روایت کیا۔

امام ابوالعالیہ تابعی نے کہا :

ان لحوم الانبياء لا تبليها الارض و لا تاكلها السباع .

انبیاء کا گوشت زمین نہیں گلاتی نہ ورنہ دے گستاخی کر سکیں۔

اسے زبیر بن جہش نے روایت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۲۹۸، النہی الاکید)

حیات انبیاء سے متعلق عقیدہ

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حال حیات و حال وفات میں ہمیشہ ہر وقت طیب و طاہر ہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت یعنی ان کے اجسام طیبہ سے ارواح طاہرہ کا جدا ہونا صرف ایک آن کے لیے ہوتا ہے پھر ویسے ہی زندہ ہو جاتے ہیں جیسے حال حیات طاہری میں تھے جسم و روح سے معاو لہذا ان کا ترک نہیں بٹانا ان کے بعد ان کی ازواج سے نکاح جائز۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مردہ کہنا حرام بلکہ معاذ اللہ بطور توہین ہو تو صریح کفر ہے۔ اللہ عزوجل نے شہداء کو مردہ کہنے سے منع فرمایا، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات ان سے بدرجہا زائد ہے۔ شہید کی حیات احکام دنیا میں نہیں، اس کا ترک بے گناہ، اس کی بی بی عدت کے بعد نکاح کر سکے گی بخلاف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۶۱۱، حسن التعمیم، حاشیہ)

بارگاہ رسالت میں اعمال کی پیشی

بزار اپنی مسند میں بسند صحیح جید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فما کان من حسن احدث اللہ علیہ و ما کان من سیئ استغفرت اللہ بکم .

میری زندگی بھی تمہارے لیے بہتر اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر، تمہارے اعمال مجھ پر عرض کیے جائیں گے میں بھلائی پر حمد الہی بجالاؤں گا اور برائی پر تمہاری بخشش چاہوں گا۔

مسند حارث میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

حیاتی خیر لکم تحدثونی ونحدث لکم فاذا انامت کانت وفاتی خیر لکم
تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیرا حمدت اللہ ان رأیت غیر ذلک استغفرت اللہ
لکم۔

میرا جینا تمہارے لیے بہتر ہے مجھ سے باتیں کرتے ہو، اور ہم تمہارے نفع کی باتیں تم سے فرماتے ہیں جب میں انتقال فرماؤں گا تو میری وفات تمہارے لیے خیر ہوگی، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے، اگر نیکی دیکھوں گا حمد الہی کروں گا اور دوسری بات پاؤں گا تو تمہاری مغفرت طلب کروں گا۔

ابن سعد طبقات اور حارث مسند میں اور قاضی اسماعیل بسند ثقات بکر بن عبدالبر مزنی سے مرسل راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

حیاتی خیر لکم تحدثون و نحدث لکم فاذا انامت کانت وفاتی خیر لکم
تعرض علی اعمالکم فان رأیت خیرا حمدت اللہ و ان رأیت شرا استغفرت لکم۔

میری حیات تمہارے لیے بہتر ہے جو نئی بات تم سے واقع ہوتی ہے ہم اس کا تازہ علاج فرماتے ہیں جب میں انتقال کروں گا میری وفات تمہارے لیے بہتر ہوگی تمہارے اعمال میرے حضور معروض ہوں گے میں نیکیوں پر شکر اور بدی پر تمہارے لیے استغفار فرماؤں گا۔

امام اجل عبد اللہ بن مبارک سیدنا سعید بن مسیب بن حزن رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی :

ليس من يوم الا و تعرض على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم اعمال امته
غدوة و عشيا فيعرفهم بسيماهم و اعمالهم .

کوئی دن ایسا نہیں جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ان کی امت کے اعمال صبح و شام دو وقت
پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور انھیں ان کی نشانی صورت سے بھی پہچانتے ہیں اور ان کے اعمال سے بھی۔ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

روز جمعہ اعمال کی پیشی

امام ترمذی محمد بن علی والد عبدالعزیز سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

تعرض الاعمال يوم الاثنين و الخميس على الله تعالى و تعرض على الانبياء
و على الآباء و الامهات يوم الجمعة فيفرحون بحسناتهم و تزدادوا و جوههم بياضا و
اشراقا فاتقوا الله تعالى و لا تؤذوا موتاكم .

ہر دو شنبہ و پنج شنبہ کو اعمال اللہ عز و جل کے حضور پیش ہوتے ہیں اور ہر جمعہ کو انبیاء اور ماں باپ
کے سامنے وہ نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے تو اللہ سے ڈرو
اور اپنے مردوں کو اپنی بد اعمالی سے ایذا نہ دو۔

ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان اعمال امتی تعرض على في كل يوم جمعة و اشتد غضب الله على الزناة .
بیشک ہر جمعہ کے دن میری امت کے اعمال مجھ پر پیش ہوتے ہیں اور زانیوں پر خدا کا سخت
غضب ہے۔

پیر اور جمعرات کو اعمال کی پیشی

تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے :

وذلك كل يوم كما ذكره المؤلف وعده من خصوصياته صلى الله تعالى عليه وسلم و تعرض عليه ايضا نبع الانبياء و الاءاء يوم الاثنين و الخميس .
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم کے حضور یہ پیشی تو ہر روز ہے جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی نے ذکر فرمایا، اور اسے حضور کے خصائص سے گنا اور ہر دو شنبہ و پنج شنبہ کو بھی حضور پر اعمال امت انبیاء و آباء کے ساتھ پیش ہوتے ہیں۔

اس طور پر بارگاہ حضور میں اعمال امت کی پیشی روزانہ ہر صبح و شام کو الگ ہوتی ہے پھر ہر دو شنبہ و پنج شنبہ کو جدا پھر جمعہ کو ہفتہ بھر کے اعمال کی جدا۔
(ازاحۃ العیب)

اشعار

حیات اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق امام احمد رضا بریلوی نے یہ مدح سرائی کی ہے :

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے	مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات	مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا	جسم پر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف	ان کے اجسام کی کب ثانی ہے

پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی روح ہے پاک ہے نورانی ہے
 اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
 یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا
 صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

(حدائق بخشش)



شان محبوبیت ﷺ

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

دلہنوں بے عین رن فرضی
اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

(الضحیٰ، ۵)

شان محبوبیت ﷺ

اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقام محبت سے نوازا، اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقام خلت سے ممتاز فرمایا، مقام محبت، مقام خلت سے بالاتر ہے۔

بعض علمائے عارفین خلیل و حبیب کے درمیان فرق میں لطیف بحث فرماتے ہیں کہ خلیل خلت سے بنا ہے جس کے معنی حاجت کے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی طرف سراپا محتاج و مفتقر تھے۔ اسی لحاظ سے حق تعالیٰ نے انھیں خلیل فرمایا۔

اور حبیب بروزن فعلیل بمعنی فاعل یا مفعول ہے لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے واسطہ غرض محبت بھی ہیں اور محبوب بھی۔

اور کہتے ہیں کہ خلیل کا فعل خدا کی رضا کے لیے ہوتا ہے اور حبیب کی رضا کے لیے خدا کا فعل ہوتا ہے۔

چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا :

فلنولينك قبلة ترضاها

ضرور بالضرور آپ کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس سے آپ راضی ہیں۔

اور فرمایا :

ولسوف يعطيك ربك فترضى .

عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اور خلیل کبھی لقائے محبوب کے لیے عجات نہیں کرتا جیسا کہ مروی ہے کہ جب قبض روح کے لیے ملک الموت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توقف فرمایا اور ان سے کہا پروردگار عالم سے دریافت کرو کہ کیا حکم ہوتا ہے؟ آیا جلدی حاضری ہے یا کچھ توقف ہے۔

لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

اخترت الرفیق الاعلیٰ .

میں نے رفیق اعلیٰ یعنی حق تعالیٰ کو اختیار کیا۔

اور آپ اپنی دعا میں کہتے

اللهم انی اسئلك النظر الی جلال وجهک و الشوق الی لقائک .

اے خدا میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ نظر جو تیرے چہرہ جلال کی طرف ہے اور وہ شوق جو تیرے دیدار کی طرف ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے مروی ہے کہ فرمایا صحابہ کرام کی ایک جماعت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شانہ اقدس سے باہر تشریف لائے جب ان کے قریب ہوئے تو ان کو طرح طرح کی باتیں کرتے سنا وہ تعجب سے کہہ رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے خلیل کو چنا اور حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو منتخب کر کے کلیم بنایا اور ان سے کلام فرمایا، تیسرے نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح اللہ فرمایا، چوتھے نے کہا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صفی اللہ کہا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو سلام سے نوازا اور فرمایا میں نے تم سب کی باتیں سنی ہیں تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ حق تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا اسی طرح موسیٰ کو کلیم اللہ اور عیسیٰ کو روح اللہ، اسی طرح ۴۴م کو صفی اللہ بنایا، صلوات اللہ تعالیٰ علیہم و سلامہ، یہ سب درست ہے تو تم جان لو اور باخبر ہو جاؤ کہ مجھے حبیب اللہ بنایا اور یہ فخر یہ نہیں، میں روز قیامت لواء الحمد اٹھاؤں گا یہ فخر نہیں اور میں اول شافع اور اول مشفع ہوں یہ فخر نہیں اور میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ مکرم و محترم ہوں یہ فخر یہ نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خلت حضرت ابراہیم کی صفت ہے اور ان کے ساتھ مخصوص ہے اور محبت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفت ہے اور یہ آپ کے ساتھ خاص ہے۔

لیکن دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلت کے ساتھ بھی موصوف ہیں اور آپ کی خلت، حضرت ابراہیم کی خلت سے بوجہ اتم اکمل و افضل ہے، تو محبت مزید و علاوہ ہوگی۔

ایک حدیث تو یہ ہے کہ

لو كنت متخذاً خليلاً غير ربي لا اتخذت ابا بكر خليلاً.

اگر میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابو بکر کو اپنا خلیل بناتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی آپ کا خلیل ہے اور بجز خدا کے کوئی آپ کا خلیل نہیں، خلیل میں دونوں جانب نسبت جاری ہوتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خلیل ہے تو آپ بھی حق تعالیٰ کے خلیل ہوئے۔

دوسری حدیث یہ ہے کہ فرمایا

ان صاحبكم خليل الله.

تمہارا آقا خلیل ہے۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے ہے کہ فرمایا

رَقَدْ اتَّخَذَ اللَّهُ صَاحِبَكُمْ خَلِيلًا.

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے آقا کو خلیل بنایا۔

جس حدیث میں، انا حبیب اللہ فرمایا گیا ہے اس میں مرتبہ اعلیٰ کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ کہتے ہیں کہ خلیل کے معنی محبت کے ہیں اور حبیب وہ محبت ہے جو محبوبیت کے مرتبہ تک فائز ہو۔ اور جب مقام بلند کے حامل ہیں تو بدرجہ اولیٰ مقام ادنیٰ کے حامل ہوں گے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حق تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بلاشبہ میں نے تمہیں خلیل بنایا اور میں نے توریت میں لکھا کہ محمد تم حبیب الرحمن ہو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ علمائے ارباب قلوب اختلاف رکھتے ہیں کہ درجہ خلعت ارفع ہے یا درجہ محبت، اور بعض دونوں کو برابر قرار دیتے ہیں اس بناء پر کہ جو خلیل ہے وہ حبیب ہے اور جو حبیب ہے وہ خلیل ہے لیکن اس کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلعت سے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبت سے مخصوص قرار دیتے ہیں۔

اور بعض کہتے ہیں کہ درجہ خلعت ارفع و اتم ہے اس کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کرتے ہیں کہ

لَوْ كُنْتُ مَتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ رَبِّي . الْحَدِيث .

تو آپ نے غیر کو خلیل نہ بنایا باوجود یکہ محبت کا اطلاق سیدہ فاطمہ اور ان کے فرزندوں یا حضرت اسامہ اور ان کے سوا دیگر حضرات کی طرف ہوا ہے۔

اکثر علماء نے محبت کو خلت سے افضل قرار دیا ہے، اس لیے کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا درجہ، حضرت خلیل علیہ الصلاۃ والسلام کے درجہ سے افضل و اعلیٰ ہے۔

اور محبت کی اصل کسی چیز کی طرف مائل ہونا اور محبت کی موافقت کرنا ہے، لیکن اس کا یہ مفہوم انسانوں کے لیے تو صحیح ہے کہ وہ اس کی طرف مائل ہو جائے اور اس کی خوشنودی میں پیروی کرے۔ لیکن خالق جل شانہ اغراض سے پاک و منزہ ہے لہذا حق تعالیٰ کی بندوں کے لیے محبت اس کو نیک بختیوں پر قائم رکھنے اور گناہوں سے بچانے اور اسباب قرب مہیا کرنے اور اسے توفیق دینے اور رحمت کا افاضہ فرمانے میں ہے۔ اور اس کی انتہا بندے کے دل سے عجب و تکبر کو دور کرنا ہے تاکہ وہ اپنے قلب و نظر اور اپنی بصیرت سے اس کی طرف دیکھے تو وہ ایسا ہوگا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

فَإِذَا أَحْبَبْتَهُ كُنْتَ يَسْمَعُ بِهِ الَّذِي يَسْمَعُهُ وَبَصَرُهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَلِسَانُهُ الَّذِي يَنْطِقُ بِهِ . الْحَدِيثُ .

پھر جب میں اپنا محبوب بنا لیتا ہوں میں اس کے وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کی وہ زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔

اس معنی و مفہوم کے سوا حق تعالیٰ کے لیے کچھ اور سمجھنا اس کی شان کے لائق نہیں ہے، غیر کی طرف مائل ہونا، اس کی پیروی کرنا اور غیر سے غرض و وابستہ کرنا حق تعالیٰ اس سے پاک و منزہ ہے۔

یہ بات مسلم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی عبودیت کے اعتبار سے اعظم خلق ہیں اور ساری مخلوق سے عرفان باری تعالیٰ میں عارف تر ہیں اور خشیت میں ان سے بڑھ کر اور محبت الہی میں

سب سے زیادہ محبوب ہیں تو آپ کی منزل یقیناً تمام منازل میں اقرب اور عظیم تر ہوگی، خلعت و محبت کی خصوصیت دونوں ہمارے سردار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ (مولف)

(مدارج النبوة جلد اول ملقطاً)

محبوب کی خواہش میں شتابی

حضور اقدس مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

صحیحین بخاری و مسلم و سنن نسائی و غیرہا میں حدیث صحیح جلیل ہے کہ ام المؤمنین صدیقہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں ما اری ربک الا یسارع فی ہواک .
یا رسول اللہ میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی و شتابی کرتا ہوا۔

ابوطالب کو شفا ملی

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں : مرض ابو طالب فعاده النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا ابن اخی ادع ربک و الذی بعثک یعافینی فقال اللهم اشف عمی فقام کانما نشط من عقال فقال یا ابن اخی ان ربک لیطیعک فقال و انت یا عماہ لو اطعته لیطیعک .

یعنی ابوطالب بیمار پڑے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عیادت کو تشریف لے گئے ابوطالب نے عرض کی اے بھتیجے میرے اپنے رب سے جس نے حضور کو بھیجا ہے میری تندرستی کی دعا کیجیے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دعا کی الہی میرے چچا کو شفا دے یہ دعا فرماتے ہی ابوطالب اٹھ کھڑے ہوئے جیسے

کسی نے بندش کھول دی، حضور نے عرض کی اے میرے بھتیجے بیشک حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے (یہاں اطاعت کے معنی ہیں محبوب کی ہر مراد محبوب کے حسب منشاء فوراً موجود فرما دے) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اس کلمہ پر انکار نہ فرمایا بلکہ اورتا کیدا وتا سیدا) ارشاد کیا کہ اے چچا اگر تو اس کی اطاعت کر لے تو وہ تیرے ساتھ بھی یوں ہی معاملہ فرمائے گا۔ ابن عدی بطریق الہیثم البکاء عن ثابت البنانی انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسے روایت کیا۔

خدا چاہتا ہے رضائے محمد

رب العزت روز قیامت حضرت رسالت افضل الصلاة والتحية سے مجمع اولین و آخرین میں فرمائے گا کلہم یطلبون رضائی و انا اطلب رضاک یا محمد۔

یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں اے محمد! میں نے اپنا ملک عرش سے فرش تک تجھ پر قربان کر دیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک و علی آلک وبارک وسلم۔ (الامن والعلی)

حضور فضل و کمال کے جامع ہیں

بلاشبہ جتنے فضائل و کمالات خزانہ قدرت میں ہیں سب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے گئے، اللہ عزوجل فرماتا ہے و یتم نعمتہ علیک اللہ اپنی تمام نعمتیں تم پر پوری کرے گا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوة میں فرماتے ہیں ع

ہر نعمتیکہ داشت خدا شد براو تمام

یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مکمل و تمام ہو گئیں۔ (مولف)

(امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں) میرے ایک وعظ میں ایک نفیس نکتہ مجھ پر القا ہوا تھا اسے یاد

رکھو کہ جملہ فضائل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے معیار کامل ہے وہ یہ کہ کسی منعم کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چاہی طور پر ہوتا ہے۔

یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں۔

یا دے سکتا ہے مگر بخل مانع ہے۔

یا جسے نہ دی وہ اس کا اہل نہ تھا۔

یا وہ اہل بھی ہے مگر اس سے زائد اسے کوئی اور محبوب ہے اس کے لیے بچا رکھی۔

الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں باقی تمام کمالات تحت قدرت الہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرین ہر جواد سے بڑھ کر جواد، اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فضل و کمال کے اہل اور حضور سے زائد اللہ عزوجل کو کوئی محبوب نہیں۔ لازم ہے کہ الوہیت کے نیچے جتنے فضائل، جس قدر کمالات، جتنی نعمتیں، جس قدر برکات ہیں مولیٰ عزوجل نے سب حضور کو عطا فرمائیں، اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا ضروریہ بھی عطا فرماتا۔ جیسے ارشاد ہوا لو اردنا ان نتخذ ولدا لا نتخذہ من لدنا ان کنا فاعلین۔

اگر ہم بیٹا چاہتے تو ضرور اپنے پاس سے بنا لیتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔

گویا ارشاد ہوتا ہے اے نصرانیو تم مسیح کو اور اے یہودیو تم عزیر کو اور عرب کے مشرکو تم ملائکہ کو ہماری اولاد ٹھہراتے ہو ہمیں اگر اپنے بیٹا بنانا ہوتا تو انھیں کونہ بناتے جو سب سے زیادہ ہمارے مقرب ہیں یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ذکر حبیب

اللہ عزوجل نے بیشمار امور میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اپنے نام اقدس سے

ملایا کہیں اصل شان اپنی تھی اس میں حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بھی شامل فرمایا، کہیں اصل معاملہ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تھا ان کے ساتھ اپنے ذکر والا سے اعزاز بڑھایا، آئندہ کی آٹھ آیتیں اسی کے بیان میں ہیں مسلمان دیکھے اور ایمان تازہ کرے۔

آیت (۱) : اغنهم الله ورسوله من فضله .

انھیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔

آیت (۲) : ولو انهم رضوا ما اتهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله و سيوتينا من فضله ورسوله .

اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے اس پر جو انھیں دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔

آیت (۳) : يا ايها الذين آمنوا لا تقدموا بين يدي الله ورسوله .

اے ایمان والو! اللہ و رسول سے آگے نہ بڑھو۔

آیت (۴) : ما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم و من يعص الله ورسوله فقد ضلّ لا مبينا .

نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ عورت کو جب اللہ و رسول کوئی بات ان کے معاملہ میں ٹھہرا دیں تو انھیں اپنے کام کا کچھ اختیار باقی رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ و رسول کا وہ صریح گمراہ ہوا بہک کر۔

آیت (۵) : لا تجد قوما يؤمنون بالله و اليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله و

لو كانوا آبائهم او انبائهم او اخوانهم او عشيرتهم.

تو نہ پائے گا انھیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اللہ و رسول کے مخالف سے چاہے وہ اپنے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی ہوں۔

آیت (۶) : واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان كانوا مومنین . الم یعلموا انہ من یحادد اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خالدا فیہا ذلک الخزی العظیم.

اللہ و رسول زیادہ مستحق ہیں اس کے کہ یہ لوگ انھیں راضی کریں اگر ایمان رکھتے ہیں کیا انھیں خبر نہیں کہ جو مقابلہ کرے اللہ و رسول سے تو اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں ہمیشہ رہے گا اور وہی بڑی رسوائی ہے۔

آیت (۷) : اذا نصحوا اللہ ورسولہ .

جب خلوص رکھیں اللہ و رسول کے ساتھ۔

آیت (۸) : ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرة واعدلہم عذابا مہینا.

بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور رسول کو اللہ نے ان پر لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لیے تیار کر رکھی ہے ذلت کی مار۔

یہ معاملہ خاص حبیب کا ہے اللہ کو کون ایذا دے سکتا ہے مگر وہاں تو جو معاملہ رسول کے ساتھ برتا جائے اپنے ہی ساتھ قرار پایا ہے۔ (الکوۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ)

ذکر نبی، ذکر خدا

حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرماتا ہے و رفعنا لک ذکرک۔
اور بلند کیا ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر۔

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شفا شریف میں اس آیت کریمہ کی تفسیر سیدی ابن عطا قدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں جعلتک ذکر من ذکرى فمن ذکرک ذکرنى۔
یعنی حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے
ایک یاد کیا تو جو تمہارا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا۔

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد بعینہ خدا کی یاد
ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۲، ص ۷۷۔ اقامۃ القیامۃ)

یہی مضمون دوسرے مقام پر اس طرح ہے :
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر بھی ذکر الہی ہے۔

حدیث میں ہے رب عزوجل نے آیہ کریمہ و رفعنا لک ذکرک کے نزول کے بعد کہ ہم نے
بلند کیا تمہارے لیے تمہارا ذکر، جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم میں بھیج کر ارشاد فرمایا :

اتدري كيف رفعت لک ذکرک۔

جانتے ہو میں نے تمہارا ذکر تمہارے لیے کیوں کر بلند فرمایا؟

حضور نے عرض کی تو خواب جانتا ہے، فرمایا:

جعلتک ذکر من ذکرى فمن ذکرک فقد ذکرنى .

میں نے تمہیں اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۳، ص ۶۰۸)

ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :

اگر حضور نہ ہوتے دنیا کی تخلیق نہ ہوتی

اللہ عزوجل نے تمام جہان حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے بنایا اگر حضور نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا۔ یہ مضمون احادیث کثیرہ سے ثابت ہے جن کا بیان ہمارے رسالہ ”تلا لوالا فلاک بجلال احادیث لولاک“ میں ہے۔ اور انھیں لفظوں (لولاک لما خلقت الافلاک) کے ساتھ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی بعض تصانیف میں لکھی مگر سنداً ثابت یہ لفظ ہیں۔

خلقت الخلق لاعرفهم کرامتک و منزلتک عندی و لولاک ما خلقت

الدنیا۔

یعنی اللہ عزوجل اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ میں نے تمام مخلوق اس لیے بنائی کہ تمہاری عزت اور تمہارا مرتبہ جو میری بارگاہ میں ہے ان پر ظاہر کروں اگر تم نہ ہوتے میں دنیا کو نہ بناتا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۴۷)

محبوبیت کبریٰ

حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبیت کبریٰ سے متعلق ایک مقام پر امام احمد رضا

بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں :

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم را مرتبہ از محبوبیت کبریٰ و جملہ فضائل عالیہ چنان بخشیدند کہ موب کے بغبار اور سید تیرہ درونا بر فضل دیگران حسد برند و اہل کمال چوں بینند کہ مارا بآن دسترس نیست انتساب بآن محبوب خواہند کہ در زیر عنایتش بر وجہ خاص باشند، انبیاء را بدیگران احتیاج نبودن مسلم فاما بہ سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمہ را نیازست چنانچہ کریمہ اخذ میثاق از انبیاء و حدیث صحیح مسلم یرغب الی فیہ الخلق حتی خلیل اللہ ابراہیم بران شاہد عدل ست اس چنین احادیث را بایچ عقیدہ خلاف نیست۔

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوبیت کبریٰ کا مقام رافع اور تمام فضائل و کمالات اس طرح بخشے گئے ہیں کہ ان کی گرد سواری کو کسی کی سواری نہیں پہنچ سکی، کور باطن والے دوسروں کی فضیلت و بزرگی پر حسد لے گئے اور اہل کمال جب دیکھتے ہیں کہ ہمیں اس میں دسترس نہیں تو اس کی نسبت محبوب کی طرف کرتے ہیں کہ اس کی عنایت و نوازش میں کچھ خاص و جہیں ہوں گی، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا دوسروں کا محتاج نہ ہونا مسلم ہے لیکن جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نیاز حاصل ہے جیسا کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے عہد و میثاق لینے کی آیت کریمہ اور مسلم شریف کی حدیث صحیح اس پر شاہد عدل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پوری مخلوق میری طرف رغبت کرے گی یہاں تک کہ اللہ کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔ ایسی حدیثیں کسی عقیدہ حقہ کے مخالف نہیں ہیں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۱۰۵)

اظہارِ عبدیت

ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات اعلیٰ کے برابر کس کے کمال ہو سکتے ہیں۔ جس کے کمال ہیں سب حضور ہی کے کمال کے پرتوا جلال ہیں۔

امام بوصیری قدس سرہ کے ہمز یہ شریف میں ہے :

منشور خلافت مطلقہ و تفویض تام، ان کے نام نامی پر پڑھا گیا اور سکھ و خطبہ ان کا ملأ اعلیٰ سے عالم
بالا تک جاری ہوا۔ دنیا و دیں میں جو جسے ملتا ان کی بارگاہ عرش اشتباہ سے ملتا ہے۔ وہ بالا دست حاکم کہ تمام
ما سوی اللہ، ان کا محکوم اور ان کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں، سب ان کے محتاج اور وہ خدا کے محتاج، قرآن
عظیم ان کی مدح و ستائش کا دفتر، نام ان کا ہر جگہ نام الہی کے برابر، اُنی :

سید المرسلین	(رہبر رہبر)
خاتم النبیین	(خاتم پیغمبر)
رحمة للعالمین	(رحمت ہر دو جہاں)
شفیع المذنبین	(شافع خطار)
قائد الغر المحجلین	(ہادی نوریاں و روشن جبیناں)
سر اللہ المکنون	(رب العزت کا راز سر بستہ)
در اللہ المخزون	(خزانہ الہی کا موتی، قیمتی و پوشیدہ)
سرور القلب المحزون	(ٹوٹے دلوں کا سہارا)
عالم ما کان و ما یكون	(ماضی و مستقبل کا واقف کار)
تاج الاتقیاء	(نیکو کاروں کے سر کا تاج)
نبی الانبیاء	(تمام نبیوں کا سر تاج)

محمد رسول رب العالمین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ و بارک و سلم الی یوم الدین۔

بایں ہمہ خدا کے بندہ و محتاج ہیں، حاشا کہ عینیت یا مثلیت کا گمان کافر کے سوا مسلمان کو

ہو سکے۔ خزانہ قدرت میں ممکن کے لیے جو کمالات متصور تھے سب پائے کہ دوسرے کو ہم عنانی کی مجال نہیں مگر دائرۂ عبدیت و افتقار سے قدم نہ بڑھا، نہ بڑھا سکے۔ العظمة له۔

خدائے تعالیٰ سے ذات و صفات میں مشابہت کیسی، نعمائے خداوندی کے لائق جو شکر و ثنا ہے اسے پورا پورا بجا نہ لاسکے نہ ممکن کہ بجالائیں، کہ جو شکر کریں وہ بھی نعمت آخر موجب شکر دیگر الی مالا نہایت لہ۔

نعم و افضال خداوندی غیر متناہی ہیں، قال اللہ تعالیٰ و للآخرة خیر لک من الاولى۔
(اے نبی بیشک ہر آنے والا لمحہ تمہارے لیے گزرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہے اور ساعت بساعت آپ کے مراتب رفیعہ ترقیوں میں ہیں)

مرتبہ ”قاب قوسین او ادنیٰ“ کا پایا، قسم کھانے کو فرق کا نام رہ گیا، دیدار الہی بچشم سر دیدیگا، کلام الہی بے واسطہ سنا، مجمل لیلی (اوراک سے ماوراء) کروڑوں منزل سے کروڑوں منزل (دور اور) خرد خردہ میں (عقل نکتہ داں دقیقہ شناس) دنگ ہے، نیا سماں ہے نیا رنگ ہے۔

قرب میں بعد، بعد میں قرب، وصل میں ہجر، ہجر میں وصل، گو ہر شنا و دریا، مگر صدف نے وہ پردہ ڈال رکھا ہے کہ نم سے آشنا نہیں، اے جاہل ناداں! علم کو علم والے پر چھوڑ اور اس میدان دشوار جولان سے سمند بیان کی عنان موڑ۔

زبان بند ہے پراتنا کہتے ہیں کہ خلق کے آقا ہیں، خالق کے بندے۔ عبادت ان کی کفر اور بے ان کی تعظیم کے حبط۔

ایمان ان کی محبت و عظمت کا نام، اور مسلمان وہ جس کا کام ہے نام خدا کے ساتھ ان کے نام پر تمام۔ والسلام علی خیر الانام و الال و الاصحاب علی الدوام۔ (اعتقاد الاحباب)

رب کی نوازشات

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر رب کی نوازشات و عنایات کا ذکر اس انداز میں بیان فرمایا ہے۔

وہ تیرے اور تمام جہان کی پیدائش سے پہلے ازل میں لکھ چکا و رفعنا لک ذکرک یعنی ارشاد ہوتا ہے اے محبوب ہمارے، ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کیا کہ جہاں ہماری یاد ہوگی تمہارا بھی چرچا ہوگا اور ایمان بے تمہاری یاد کے ہرگز پورا نہ ہوگا، آسمانوں کے طبقے اور زمینوں کے پردے تمہارے نام نامی سے گونجیں گے، موزن اذانوں اور خطیب خطبوں اور ذاکرین اپنی مجالس اور واعظین اپنے مناہر پر ہمارے ذکر کے ساتھ تمہاری یاد کریں گے، اشجار و احجار، آہو و سوسار و دیگر جاندار و اطفال شیرخوار و معبودان کفار جس طرح ہماری توحید بتائیں گے ویسا ہی بزبان فصیح و بیان صحیح تمہارا منشور رسالت پڑھ کر سنائیں گے چار اکناف عالم میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا غلغلہ ہوگا، جزا شقیائے ازل ہر ذرہ کلمہ شہادت پڑھتا ہوگا، مسلمان ملاء اعلیٰ کو ادھر اپنی تسبیح و تقدیس میں مصروف کروں گا، ادھر تمہارے محمود و رد مسعود کا حکم دوں گا، عرش و کرسی ہفت اوراق سدرہ، قصور جنان، جہاں پر اللہ لکھوں گا محمد رسول اللہ بھی تحریر فرماؤں گا، اپنے پیغمبروں اور اولوالعزم رسولوں کو ارشاد کروں گا کہ ہر وقت تمہارا دم بھریں اور تمہاری یاد سے اپنی آنکھوں کو روشنی اور جگر کو ٹھنڈک اور قلب کو تسکین اور بزم کو تزئین دیں۔

جو کتاب نازل کروں گا اس میں تمہاری مدح و ستائش اور جمال صورت و کمال سیرت ایسی تشریح و توضیح سے بیان کروں گا کہ سننے والوں کے دل بے اختیار تمہاری طرف جھک جائیں اور وہ نادیدہ تمہارے عشق کی شمع ان کے کانوں، سینوں میں بھڑک اٹھے گی۔ (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

کافر کو رب کا جواب

عاص بن وائل شقی نے جو صاحبزادہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انتقال پر حضور کو ابتر یعنی نسل بریدہ کہا، حق جل جلالہ نے فرمایا :

ان اعطیناک الکوثر .

بیشک ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا فرمائی۔

کہ اولاد سے نام چلنے کو تمہاری رفعت ذکر سے کیا نسبت، کروڑوں صاحب اولاد گزرے جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا اور تمہاری ثنا کا ڈنکا تو قیام قیامت تک اکناف عالم و اطراف جہاں میں بجے گا اور تمہارے نام نامی کا خطبہ ہمیشہ ہمیشہ اطباق فلک، آفاق زمین میں پڑھا جائے گا، پھر اولاد بھی تمہیں وہ نفس و طیب عطا ہوگی جن کی بقاء سے بقاء عالم مربوط رہے گی اس کے سوا تمام مسلمان تمہارے بال بچے ہیں اور تم سا مہربان باپ ان کے لیے کوئی نہیں بلکہ حقیقت کار کو نظر کیجیے تو تمام عالم تمہاری اولاد معنوی ہے کہ تم نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا اور تمہارے ہی نور سے سب کی آفرینش ہوئی، اسی لیے جب ابوالبشر آدم تمہیں یاد کرتے یوں کہتے :

یا ابنی صورة و ابای معنی .

اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔

پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے اس کا حال تو خدا ہی جانے جب اس کی یہ عنایت بے غایت تم پر مبذول ہو تو تم ان اشقیاء کی زبان درازی پر کیوں ملول ہو بلکہ

فصل لربک و انحر .

اپنے رب کے شکرانہ میں اس کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

ان شانک ہو الابر۔

جو تمہارا دشمن ہے وہی نسل بریدہ ہے۔

جن بیٹوں پر اسے ناز ہے یعنی عمرو ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہما وہی اس کے دشمن ہو جائیں گے اور تمہارے دین حق میں آکر بوجہ اختلاف دین اس کی نسل سے جدا ہو کر تمہارے دینی بیٹوں میں شمار کیے جائیں گے، پھر آدمی بے نسل ہوتا تو یہی سہی کہ نام نہ چلتا اس سے نام بد کا باقی رہنا ہزار درجہ بدتر ہے۔ تمہارے دشمن کا ناپاک نام ہمیشہ بدی و نفرت کے ساتھ لیا جائے گا اور روز قیامت ان گستاخیوں کی پوری سزا پائے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بارگاہ ذوالجلال میں حضور کی عزت

ابونعیم حلیہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کو خبر دے دے کہ جو احمد کو نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالوں گا، عرض کی اے میرے رب احمد کون ہے؟ فرمایا میں نے کوئی مخلوق اس سے زیادہ اپنی بارگاہ میں عزت والی نہ بنائی، میں نے آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اور جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ ہو لے جنت کو تمام مخلوق پر حرام کیا۔ عرض کی الہی اس کی امت کون ہے فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی اور ان کی اور صفات جلیلہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمائیں عرض کی الہی مجھے اس امت کا نبی کر فرمایا ان کا نبی انھیں میں سے ہوگا، عرض کی الہی مجھے اس نبی کی امت میں کر فرمایا تو زمانہ میں مقدم اور وہ متاخر ہے مگر ہمیشگی کے گھر میں تجھے اور اسے جمع کروں گا۔

ابونعیم انس بن مالک اور بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دلائل النبوة میں راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

جب میں حسب ارشاد الہی سیر سماوات سے فارغ ہوا اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے رب میرے مجھ سے پہلے جتنے انبیاء تھے سب کو تو نے فضائل بخشے ابراہیم کو خلیل کیا، موسیٰ کو کلیم، داؤد کے لیے پہاڑ مسخر کیے، سلیمان کے لیے ہوا اور شیاطین، عیسیٰ کے لیے مردے جلائے میرے لیے کیا کیا، ارشاد ہوا کیا میں نے تجھے ان سب سے بزرگی عطا نہ کی کہ میری یاد نہ ہو جب تک تو میرے ساتھ یاد نہ کیا جائے اور اس کے سوا اور فضائل ذکر فرمائے۔

امام اجل حکیم ترمذی و بیہقی وابن عساکر ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اتخذ الله ابراهيم خليلا و موسى نجيا و اتخذني حبيباً ثم قال و عزتي و جلالی لا و ثرن حبیبی علی خلیلی و نجی .

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل اور موسیٰ کو نجی کیا اور مجھے اپنا حبیب بنایا پھر فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم بیشک اپنے پیارے کو اپنے خلیل اور نجی پر تفضیل دوں گا۔

فتاویٰ امام سراج الدین بلقینی میں ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا :

قد منت عليك بسبعة اشياء اولها اني لم اخلق في السموات و الارض اكرم على منك .

میں نے تجھ پر سات احسان کیے ان میں پہلا یہ ہے کہ آسمان و زمین میں کوئی تجھ سے زیادہ عزت

والا نہ بنایا۔

ابونعیم کتاب المعرفة میں اور ابن عساکر عبد اللہ بن غنم سے راوی۔

ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے ناگاہ ایک ابر نظر آیا حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

سلم علی ملک قال لم ازل استاذن فی لقائک حتی کان هذا اوان اذن لی انی ابشرک انه لیس احد اکرم علی اللہ منک۔

مجھ سے ایک فرشتہ نے سلام کے بعد عرض کی مدت سے میں اپنے رب سے قدموں حضور کی اجازت مانگتا تھا یہاں تک کہ اب اس نے اذن دیا میں حضور کو مرثدہ دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو حضور سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔

افضل القرئی میں فتاویٰ امام شیخ الاسلام سراج بلقینی سے ہے، جبریل علیہ الصلاۃ والسلام نے حضور سے عرض کی

ابشر فانک خیر خلقه و صفوته من ابشر حباک اللہ بما لم یحب بہ احد من خلقه لا ملکا مقربا و لا نبیا مرسلًا۔

مرثدہ ہو کہ حضور بہترین خلق خدا ہیں اس نے تمام آدمیوں میں سے حضور کو چن لیا اور وہ دیا جو سارے جہان میں کسی کو نہ دیا نہ کسی مقرب فرشتہ نہ کسی مرسل نبی کو۔

بیہقی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکرم الخلق علی اللہ یوم القیمة۔

بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حضور تمام مخلوق الہی سے عزت و کرامت میں زائد ہیں۔

دارمی و بیہقی عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی :

ان اکرم خلیفۃ اللہ علی اللہ ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

بیشک اللہ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ مرتبہ و وجاہت والے ابو القاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

ابن سعد بطریق عامر شعی عبد الرحمن بن زید بن الخطاب سے راوی :

زید بن عمرو بن نفیل کہتے تھے میں شام میں گیا تھا ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے کہا مجھے بت پرستی و یہودیت و نصرانیت سب سے نفرت ہے کہا تو تم دین ابراہیم چاہتے ہو اے اہل مکہ کے بھائی، تم وہ دین مانگتے ہو جو آج کہیں نہ ملے گا اپنے شہر کو چلے جاؤ۔

فان نیبایعث من قومک فی بلدک یاتی بدین ابراہیم بالحنیفة و هو اکرم الخلق علی اللہ.

کہ تمہاری قوم سے تمہارے شہر میں ایک نبی مبعوث ہو گا وہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین حنیف لائے گا وہ تمام جہان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو عزیز ہے۔

یہ زید بن عمرو و موحدان جاہلیت سے ہیں اور ان کے صاحبزادے سعید بن زید اجلہ صحابہ و عشرہ مبشرہ سے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اللہ نے ملک حضور پر قربان کر دیا

بعض روایات میں ہے حق عز جلالہ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد فرماتا ہے۔

اے محمد تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز اور میری ہدایت کی کان اور میری معرفت کے خزانے میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قربان کر دیا عالم میں جو کوئی ہے سب میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)
(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کو اشعار کی زبان میں اس طرح بیان فرماتے ہیں :

جس کی مرضی خدا نہ ٹالے
میرا ہے وہ نامدار آقا

حور سے کیا کہیں موسیٰ سے مگر عرض کریں
کہ بے خود حسن ازل طالب جانان عرب

ان کو یکتا کیا اور خلق بنائی یعنی
انجمن کر کے تماشا کریں تنہائی دوست

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خدا چاہتا ہے رضائے محمد
محمد برائے جناب الہی جناب الہی برائے محمد
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
 کہ کلام مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم
 تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
 تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
 یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

رفعت ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
 مرغ فردوس پس از حمد خدا تیری ہی مدح و ثنا کرتے ہیں
 کیوں نہ زیبا ہو تجھے تاجوری تیرے ہی دم کی سب جلوہ گری
 ملک و جن و بشر حور و پری جان سب تجھ پہ فدا کرتے ہیں

خود رہے پردے میں اور آئینہ عکس خاص کا
 بھیج کر انجانوں سے کی راہ داری واہ واہ

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی سب سے بالا و والا ہمارا نبی
 اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی
 (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

خلق تو کیا کہ ہیں خالق کو عزیز
کچھ عجب بھاتے ہیں بھانے والے

حی باقی جس کی کرتا ہے ثنا
مرتے دم تک اس کی مدحت کیجیے

ذکر ان کا چھیڑیے ہر بات میں
چھیڑنا شیطان کا عادت کیجیے

تیری قضا خلیفہ احکام ذو الجلال
تیری رضا حلیف قضا و قدر کی ہے

عرش بریں پہ کیوں نہ ہو فردوس کا دماغ
وہ خلد جس میں اترے گی ابرار کی برات
اتری ہوئی شبیہ تیرے بام و در کی ہے
ادنیٰ نچھاور اس میرے دولہا کے سر کی ہے

ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں

تم سے بنا تم بنا تم پہ کروڑوں درود
اصل سے ہے ظل بندھا تم پہ کروڑوں درود
لم ہے یہ وہ ان ہوا تم پہ کروڑوں درود
خلق تمھاری گدا تم پہ کروڑوں درود
تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروڑوں درود

غایت و علت سب بہر جہاں تم ہو سب
تم سے ہے جہاں کی حیات تم سے ہے جہاں کا ثبات
تم سے خدا کا ظہور اس سے تمھارا ظہور
خلق تمھاری جمیل خلق تمھارا جلیل
منظر حق ہو تمھیں منظر حق ہو تمھیں

کہ خود بہر تو ایماں آفریدند
ہزاراں باغ و بستاں آفریدند
نہ خود مثل تو جاناں آفریدند
حبیب آئینہ ساں آفریدند

نہ از بہر تو صرف ایمانیا نند
برائے جلوۂ یک گلبن ناز
نہ غیر کبریا جاں آفرینے
پئے نظارۂ محبوب لاہوت

وہی جلوہ شہرِ بشہر ہے وہی اصل عالم و دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

مرسل مشتاق حق ہیں اور حق مشتاق وصال مصطفائی

خواہان وصال کبریا ہیں جویان جمال مصطفائی
محبوب و محبت کی ملک ہے ایک کونین ہیں مال مصطفائی

پر تو اسم ذات احد پر درود نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام
مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
مصدر مظہریت پہ اظہر درود مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام

تو نہ تھا تو کچھ نہ تھا گر تو نہ ہو
کچھ نہ ہو تو ہی تو ہے جان جہاں

(حدائق بخشش)



حضور انور ﷺ کی انفرادی خصوصیات

لم یأت نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

نَدْبِیْنَ (الرسل فضلنا بعضهم علی بعض)
یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

(البقرة، ۲۵۳)

حضور انور ﷺ کی انفرادی خصوصیات

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ فضائل تو آپ کے اور تمام انبیاء کرام صلوات اللہ تعالیٰ و سلامہ علیہم اجمعین کے مابین مشترک ہیں، اور کچھ فضائل و کمالات وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے صرف آپ کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور ان میں دنیا و آخرت میں کوئی نبی بھی آپ کا شریک و سہیم نہیں ہے۔

حق تبارک و تعالیٰ نے جو ہر نفوس انسانیہ کو مختلف فرمایا ہے، بعض مرتبہ صفا کے مقام جوہد و طہارت کے غایت درجہ میں ہیں بعض متوسط ہیں اور بعض انتہائی کدورت اور غایت ردایت میں ہیں۔ چنانچہ ہر قسم میں مراتب و درجات جدا گانہ ہیں مگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام نفوس قدسیہ سب سے صاف و جید ہیں اور ان کے ابدان مبارکہ بھی جملہ نفوس بشری کے مقابلے میں سب سے زیادہ پاکیزہ اور ہر نقص و عیب سے محفوظ و منزہ ہیں، باوجودیکہ یہ انبیاء کرام دائرہ کمال میں داخل اور اپنے غیر سے کامل و افضل ہیں مگر باہم ان کے درمیان بھی تفاوت و تفاضل ہے۔

اور حضور سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سب سے از روئے مزاج اصح و اعدل اور اسلم، اور از روئے بدن اطہر ان سب سے از کی و اصفی ہیں، اور باعتبار روحانیت سب سے اکمل و اتم ہیں اور تخلیق کے لحاظ سے بھی ان سب سے لطیف تر اور اشرف ہیں۔ آپ کے افضل البشر، سید ولد آدم اور افضل الناس ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

انبیاء کرام کو از قسم کمالات و کرامات جو کچھ حاصل تھا وہ تمام یا اس کے مثل اور ان مخصوص فضائل و کمالات کے ساتھ جو خاص طور پر آپ کو حاصل ہیں دوسرا کوئی نبی آپ کا شریک و سہیم نہیں۔

حضرت آدم اور ہمارے نبی علیہما السلام

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فضیلت عطا کی گئی کہ حق تعالیٰ نے انھیں اپنے دست قدرت

سے پیدا فرمایا اور ان میں روح پھونکی گئی لیکن ہمارے نبی حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ کمال عطا فرمایا گیا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کے شرح صدر کا متولی و کار ساز ہے اور اس میں ایمان و حکمت رکھا، اس طرح حق تعالیٰ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلق و جود کا متولی ہوا، اور ہمارے نبی حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلق نبوی کا۔

اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسجود ملائک ہونا درحقیقت حضرت آدم کے جوہر روح میں نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ودیعت کرنے کے سبب سے تھا، اور اس نور مبارک کو ان کی پیشانی میں تاباں کیا گیا اور اس عظمت و شرافت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سرفراز فرمایا گیا۔

ان الله و ملائکته یصلون علی النبی .

بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے میں حق تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ شامل نہ تھا کیوں کہ بجائے نور حق سبحانہ و تعالیٰ پر یہ جائز نہیں ہے، لیکن سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے میں حق تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ شامل ہے لامحالہ یہ فضیلت اشرف و اتم اور اکمل و اعلیٰ ہے، نیز فرشتوں کے سجدہ کرنے میں عظمت و شرافت زیادہ نہیں ہے کیوں کہ یہ ایک بار واقع ہے لیکن صلوٰۃ و سلام بھیجنے میں حق تعالیٰ کی رحمت و انوار اور اس کے اسرار اقدس کا افاضہ ہر زمانے میں نوبہ نو دائم و مستمر ہے اور اس میں مسلمانوں کو بھی اشتراک عمل کا حکم دیا گیا ہے۔

اب رہا حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام چیزوں کے اسماء کا تعلیم فرمانا، تو دینی مسند الفردوس میں بروایت ابورافع حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لیے میری امت کو اس وقت جب کہ وہ پانی و مٹی کے درمیان تھی متمثل کیا گیا اور مجھے ان سب کے اسماء تعلیم کیے گئے،

لہذا جس طرح آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو علم اسماء حاصل ہوا اسی طرح ہمارے حضور کو بھی ہوا زیادتی و افاضہ کے ساتھ اور ذوات اور مسمیات کا علم بھی دیا گیا اور بلاشبہ اسماء سے مسمیات کا رتبہ بہت بلند و اعلیٰ ہے اس لیے کہ اسماء مسمیات کے اظہار و بیان کے لیے ہیں اور مسمیات مقصود بالذات اور اسماء مقصود بالغیر ہیں اور یہ کہ علم کی فضیلت اس کے معلوم کی فضیلت سے ہوتی ہے۔

حضرت ادریس اور ہمارے نبی علیہما السلام

حضرت ادریس علیہ الصلاۃ والسلام کی فضیلت میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

ورفعناہ مکانا علیا .

ہم نے انھیں بلند مقام کی رفعت بخشی۔

اور ہمارے آقا سید عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج فرمائی گئی اور آپ کے سوا کسی کو بھی ایسی رفعت نہ ملی۔

حضرت نوح اور ہمارے نبی علیہما الصلاۃ والسلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ فضیلت عطا فرمائی کہ ان کے ذریعہ ایمانداروں کو غرقابی سے نجات ملی اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فضیلت عطا فرمائی کہ آپ کی امت کسی آسمانی عذاب عام سے ہلاک نہیں کی جائے گی جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے :

وما کان اللہ لیعذبہم و انت فیہم .

اور اللہ کا کام نہیں کہ انھیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

امام فخر الدین رازوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت نوح

علیہ الصلاۃ والسلام کی عزت افزائی کی ان کی کشتی کو پانی میں محفوظ رکھا، اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اکرام اس سے عظیم تر فرمایا کہ

ایک روز حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ عکرمہ بن ابوجہل پانی کے کنارے بیٹھا ہوا ہے عکرمہ نے کہا اگر آپ صادق ہیں تو دوسرے کنارے کے پتھر کو حکم دیجیے کہ وہ پانی پر تیرتا ہوا اس کنارے پر آجائے اور غرق نہ ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا وہ پتھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور تیرتا ہوا حضور کے سامنے آگیا اور کھڑے ہو کر آپ کی رسالت کی شہادت دی، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے عکرمہ اب تم خوش ہو، اتنا کافی ہے، عکرمہ نے کہا اب اسے حکم دیجیے کہ اپنی جگہ واپس چلا جائے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر اشارہ فرمایا اور پتھر پانی پر تیرتا ہوا اپنی جگہ واپس جا کر نصب ہو گیا۔

چنانچہ پتھر کا پانی پر تیرنا اور اس کا غرق نہ ہونا لکڑی کی کشتی کے پانی پر تیرنے اور غرق نہ ہونے سے زیادہ عجیب ہے۔

حضرت ابراہیم اور ہمارے نبی علیہما الصلاۃ والسلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو یہ فضیلت عطا فرمائی کہ نمرود کی آگ ان پر سلامتی کے ساتھ سرد ہو گئی، اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کافروں کی آتش جنگ سرد کی، جنگ کی آگ میں تلواریں، اس کی لکڑیاں اور ایندھن اور اس آگ کی لپٹ موت ہوتی ہے اسے سلگانے والی شے حسد اور اس میں جلنے والی چیزیں روح اور جسم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کلما او قدوا نارا للحرب اطفأھا اللہ .

یعنی جب کافروں نے جنگ کی آگ بھڑکائی اللہ نے اسے بجھا دیا۔

کافروں نے بہت چاہا کہ کفر کی آگ سے دین کے نور کو سرد کریں مگر اللہ تعالیٰ نے جبار و قہار بھی

ہے ہر بار رد فرما دیا اور اپنے نور کو مکمل و اتم فرما دیا اور ان کی شرارت کی آگ کو بجھا دیا۔ چنانچہ فرمایا :

يا بى الله الا ان يتم نوره و لو كره الكافرون .

یعنی اللہ انکار فرماتا ہے مگر یہ کہ اپنے نور کو مکمل فرمائے اگرچہ کافروں کو برا معلوم ہو۔

اور یہ بھی مذکور ہے کہ شب معراج حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریائے آتش (کرۃ نار) پر سے بہ سلامت گزر فرمایا۔

مقام خلت و محبت

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو مقام خلت عطا فرمایا اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقام محبت مرحمت فرمایا۔ مقام محبت، مقام خلت سے عالی تر ہے۔

حبیب اس محبت کو کہتے ہیں جو مقام محبوبیت تک پہنچا ہوا ہو، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفاعت عام سے خاص فرمانا اور اس مقام میں تکلم کی اجازت دینا آپ کی محبوبیت ہی کے زیر اثر ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ آپ میں مقام خلت اور مقام محبت دونوں جمع تھے، آپ کا مقام خلت حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے مقام خلت سے اکمل و افضل ہے۔

اصنام شکنی

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کو تبر سے بتوں کو توڑنے کی عزت مرحمت فرمائی تو ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسے مضبوط و مستحکم بتوں کو جو خانہ کعبہ کی دیواروں میں نصب تھے لکڑی کے اشارہ سے توڑا اور فرمایا جاء الحق و زهق الباطل حق آیا اور باطل فرار ہوا۔

حضرت موسیٰ اور ہمارے نبی علیہما السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ معجزہ مرحمت فرمایا کہ ان کا عصا اثر دھا بن جاتا تھا اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس کی مانند یہ معجزہ مرحمت ہوا کہ استوانہ حنّانہ (یعنی کھجور کا وہ تنّا جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے جب منبر شریف بنا تو اسے علیحدہ کر دیا گیا یہ استوانہ) آپ کے فراق میں فریاد کرتا اور بزبان فصیح روتا تھا۔

اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ید بیضا اور وہ چمک عطا فرمائی جس سے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سر تا بقدم مجسم نور تھے کہ دیدہ حیرت، آپ کے جمال با کمال سے خیرہ ہو جاتے تھے اگر آپ بشریت کا نقاب نہ پہنے ہوتے تو کسی کے لیے تاب نظر اور آپ کے حسن کا ادراک ممکن نہ ہوتا، اور آپ کا جو ہر نوری حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت عبداللہ تک اصلاب طاہرہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہو کر آتا رہا۔

پانی جاری کرنا

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معجزہ کہ وہ پتھر سے پانی رواں فرما دیتے اور پتھر سے چشمہ برآمد کرتے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو اپنی انکشتہائے مبارک سے چشمہ جاری فرما دیا، پتھر تو زمین ہی کی جنس سے ہے اور اس سے چشمے بہا ہی کرتے ہیں لیکن اس کے برخلاف گوشت، پوست سے پانی کا چشمہ جاری کرنا حد درجہ عظیم ہے۔

کلام فرمانا

یہ جو حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت میں ارشاد فرمایا :

و کلم موسیٰ تکلیما۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے براہ راست کلام فرمایا۔

تو ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فضیلت شب اسریٰ مرحمت فرمائی، مزید برآں یہ کہ قرب اور کلام دونوں سے خاص فرمایا، نیز یہ کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقام مناجات، آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنتہیٰ ہے جہاں خلق کے علوم کی حد ہے، اور حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا تمام مناجات طور سینا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مناجات کی جگہ سموات علیٰ ہے۔

فصاحت و بلاغت

اب رہی یہ بات کہ حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کو زبان کی فصاحت دی جیسا کہ حدیث میں ہے۔

اخى هارون هو افصح منى لسانا۔

یعنی میرے بھائی ہارون زبان میں مجھ سے زیادہ فصیح ہیں۔

اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت اتنی زیادہ ہے کہ اس سے زائد تو درکنار اس کے برابر کا تصور کرنا بھی ممکن نہیں، حضرت ہارون علیہ الصلاۃ والسلام کی فصاحت صرف عبرانی زبان تک محدود تھی، لیکن عربی زبان اس سے زیادہ فصیح ہے۔ نیز حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے افصح منیٰ یعنی مجھ سے زیادہ فصیح ہیں، فرمایا، مطلقاً یہ نہیں فرمایا کہ کائنات میں سب سے زیادہ فصیح ہیں۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی زبان میں لکنت تھی۔

حضرت یوسف اور ہمارے نبی علیہما السلام

حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو نصف حسن دیا گیا اور ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو اس کا کل دیا گیا، جو بھی آپ کے حلیہ شریف کے سلسلے میں منقولات پر غور و فکر کرے گا وہ آپ کے حسن و جمال کی تفصیلات کو پالے گا، کیوں کہ آپ جیسا با کمال حسن کسی انسان میں نہ ہوا ہے نہ ہوگا، حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حسن و جمال اور چہرے کی صباحت و تابانی دی گئی تھی لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شکل و صورت مبارک کو ایسے ملاحظت و جمال عطا ہوئے جو کہیں اور موجود نہ تھے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قدر حسنہ و جمالہ۔

حضرت داؤد اور ہمارے نبی علیہما السلام

حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوہے کو نرم کر دینے کا جو معجزہ عطا ہوا کہ (جب آپ لوہے پر ہاتھ پھیرتے تو وہ نرم ہو جاتا) اور آپ کے دست مبارک میں خشک لکڑی سبز ہو جاتی اور اس میں پتے نمودار ہو جاتے، تو ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ام معبد کی اس بکری پر اپنا دست اقدس پھیرا جو سوکھ کر لاغر و کمزور اور ناتواں ہو گئی تھی، آپ کے دست اقدس کی برکت سے اس کے تھن تر و تازہ ہو گئے اور دودھ جاری ہو گیا اور وہ اتنا دافرد دودھ دینے لگی جو عام طور پر بکریوں کی عادت کے خلاف تھا، اگر داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے لوہا نرم ہو جاتا تھا تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے سخت پتھر کو نرم کیا گیا۔

حافظ ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار میں داخل ہوئے اور اپنے آپ کو اس میں پنہاں کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنا سر مبارک پہلے غار میں داخل فرمایا، یہاں تک کہ آپ کا سر مبارک داخل ہو گیا اور سخت پتھر کشادہ ہو گیا، معلوم ہوا کہ آپ کے لیے پتھر نرم کیا گیا اور آپ کے بازوئے مبارک نے اس میں اثر کیا اور صحرۃ المقدس گندھے ہوئے آٹے کی مانند نرم کیا گیا پھر اس میں اپنی سواری کے جانور کو باندھا۔ حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ پہاڑوں

نے تسبیح کی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک میں پتھروں نے تسبیح کی۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت سلیمان اور ہمارے نبی علیہما السلام

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پرندوں کی بولیوں کا علم، شیاطین اور ہوا کی تسخیر اور ایسی حکومت جو آپ کے بعد کسی کو بھی میسر نہ ہوئی عطا فرمائی گئی مگر ہمارے نبی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس کی مانند مع زیادتی و اضافہ کے عطا فرمایا گیا۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے فرمایا گیا اوتینا منطق الطیر۔

یعنی مجھے پرندوں کی بولیوں کی سمجھ عطا فرمائی گئی۔

تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست اقدس پر پتھروں نے کلام کیا اور تسبیح کی، حالاں کہ کنکریاں جمادات ہیں تو پرندوں کے بولنے سے پتھر کا بولنا زیادہ نادر و عجیب ہے۔ اور آپ سے بھنی ہوئی زہر آلود بکری اور ہرن نے کلام کیا اور آپ سے دوسرے کی شکایت کی۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک پرند آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر مبارک کے گرد چکر لگانے لگا اور بات کی، آپ نے فرمایا لوگو! تم میں سے کس نے اس پرند کو اس کے بچے کو پکڑ کر اذیت پہنچائی ہے، اسے لازم ہے کہ اس کے بچے کو واپس لوٹا دے اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھیڑیے کے کلام کرنے کا قصہ بھی مشہور ہے۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ہوا کو مسخر کیا گیا تاکہ وہ آپ کو زمین کے کناروں اور گوشوں تک لے جائے لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو براق دیا گیا جو ان کی ہوا سے تیز تر بلکہ برق خاطف سے بھی تیز تر تھا وہ حضور کو ایک لمحہ میں فرش سے عرش پر لے گیا۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے لیے زمین کو لپیٹا اور کھینچا گیا تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے مشارق و مغارب کو ملاحظہ فرمائیں۔

یہ فرق و امتیاز ان دو شخصوں کے درمیان ہے جن میں سے ایک زمین کی طرف کوشش کے ساتھ دوڑ کر جائے اور دوسرے شخص کی طرف خود زمین کھینچ کر آجائے۔

اب رہا یہ کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایسی حکومت عطا فرمائی گئی جو آپ کے بعد کسی کے لائق نہ تھی تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بادشاہ ہونے یا بندہ ہونے کے درمیان اختیار دیا گیا مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بندگی کو اختیار فرمایا، یہ ایسا ملک عظیم ہے جس کے زائل ہونے کا خدشہ ہی نہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ایسا ملک کسی کو بھی میسر نہ ہوا۔

حضرت عیسیٰ اور ہمارے نبی علیہما السلام

یہ جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اندھے، کوڑھی کو تندرست کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ایسا ہی معجزہ دیا گیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوقنادہ کی وہ آنکھ جو باہر نکل پڑی تھی دوبارہ اپنی جگہ لوٹائی تو وہ پہلے سے کہیں زیادہ بہتر ہو گئی۔

مروی ہے کہ حضرت معاذ بن عفراء کی بیوی برص میں مبتلا تھیں وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی شکایت لائیں حضور نے اپنے ہاتھ کی لکڑی سے برص کے مقام پر ملا، حق تعالیٰ نے برص کو دور فرما دیا۔

مواہب لدنیہ میں امام فخر الدین رازی اور بیہقی دلائل النبوة میں یہ قصہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں اس وقت ایمان لاؤں گا جب میری

مری ہوئی لڑکی کو آپ دوبارہ زندہ فرمادیں گے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی قبر پر کھڑے ہو کر آواز دی، اے فلاں، اسی وقت لڑکی قبر سے نکل کر کہنے لگی لبیک و سعدیک یا رسول اللہ۔ الحدیث۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مردوں کو زندہ فرمانا متعدد مرتبہ واقع ہوا ہے۔ نیز پتھروں اور کنکریوں کا آپ کے دست اقدس پر تسبیح کرنا اور حجر اسود کا آپ کو سلام کرنا اور استن حنانه کا آپ کے فراق میں گریہ و زاری کرنا، مردوں کے کلام سے زیادہ اتم و بالغ ہے۔

رہا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان پر اٹھایا جانا تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شب معراج اس سے کہیں بالاتر مقامات پر لے جایا گیا، اور وہاں تک کوئی بھی نہیں لے جایا گیا، پھر آپ کو مزید درجات عالیہ سے مخصوص فرمایا گیا مثلاً خلوت قدس میں مناجات کا سننا اور قسم قسم کے مشاہدات و کرامات سے سرفراز ہونا وغیرہ۔

الحاصل تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جتنے بھی فضائل و کمالات اور معجزات دیئے گئے تھے وہ تمام حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

خوبی و شکل شامل حرکات و سکونات

آنچه خوباں ہمہ دارند تو تنها داری



حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

آنچه خوباں ہمہ دارند تو تنها داری

خصائص صفات و احوال

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ خصائص جو احکام کے قبیل سے نہیں بلکہ صفات و احوال

کے قبیل سے ہیں، ان کا کوئی حد و حساب نہیں، خصوصاً وہ صفات و احوال جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں کسی کا علم بھی ان کی کنہ تک نہیں پہنچتا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سب سے اعلیٰ و اکمل فضیلت یہ ہے کہ حق تبارک و تعالیٰ نے آپ کی روح پر انوار کو ساری مخلوق کی ارواح سے پہلے پیدا فرما کر تمام مکونات کی روحوں کو آپ کی روح سے تخلیق فرمایا، اور آپ اس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنوز روح و جسد کے درمیان تھے جیسا کہ ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور عالم ارواح میں بھی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح مقدسہ کو آپ کی روح پر انوار نے مستفیض فرمایا۔

جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح کا آفتاب پردہ غیب میں رہا، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ستارہ بائے درخشاں آپ کے نور سے منور ہو کر عالم ظہور میں جگمگاتے رہے، جب آپ کی نبوت کے آفتاب نے طلوع و ظہور فرمایا تو وہ روپوش اور مخفی ہو گئے۔ بعینہ اسی طرح جیسے رات میں ستاروں کا رنگ و روپ چمکتا و مکتا ہے اور جب سورج چمکتا و مکتا ہے، اور یہ سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ ماند پڑ کر روپوش ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت فرمایا ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عالم آفرینش میں، میں سارے نبیوں سے پہلے اور عالم ظہور و بعثت میں ان سب سے آخر میں ہوں۔

آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ہی وہ اول ہیں جس نے روز الست میثاق لیا، اور آپ ہی وہ اول جس نے اس روز سب سے پہلے بلیٰ (ہاں) کہا جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے۔ اور انھیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آدم و عالم اور آفرینش عالم کا مقصود اصلی آپ ہی کا وجود

گرامی ہے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی عرش، پر جنت کے دروازے پر اور اس کی ہر جگہ پر لکھا گیا۔

انہیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ تمام نبیوں سے اس کا عہد لیا گیا کہ جب آپ مبعوث ہوں تو وہ آپ پر ایمان لائیں۔

انہیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ گزشتہ تمام آسمانی کتابوں میں آپ کے وجود گرامی کی خبریں اور آپ کی بشارتیں واقع ہیں، یہ کہ آپ کے نسب مبارک میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک آپ کے سبب کبھی بھی سفاح یعنی زنا واقع نہیں ہوا۔ جیسا کہ عہد جاہلیت میں عادت تھی، اور یہ کہ ہر زمانے میں بنی آدم کے بہترین قرن میں اٹھایا گیا، اور بہترین قبائل کے بہتروں میں منتقل کیا جاتا رہا ہے۔

جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو سرفرازی بخشی، بنی کنانہ سے قریش کو، قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سرفرازوں میں سرفراز اور بہتروں میں بہترین اور برگزیدگان میں برگزیدہ تر ہیں۔ بوقت ولادت مبارکہ تمام بت سرنگوں ہو کر گر پڑے، شکم مادر سے ختنہ شدہ، غیر آلودہ پاک اور ناف بریدہ تولد ہوئے، پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اس طرح کہ بجانب آسمان نظر بلند تھی اور انگشت شہادت اٹھی ہوئی تھی، آپ کی والدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نے جلوہ فرمایا جس سے شام کے تمام قصور اور محلات روشن ہو گئے، آپ کے جھولے کو فرشتوں نے جھلایا، اور مہد میں آپ نے کلام فرمایا، اہل سیر لکھتے ہیں کہ مہد میں چاند آپ سے باتیں کرتا اور جدھر اشارہ فرماتے جھک جاتا تھا۔

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

انہیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے دھوپ میں بادل سایہ

کرتے تھے، ایسا ہمیشہ نہ تھا بلکہ متعدد اوقات میں ایسا ہوا، زمانہ طفلی میں جب کہ آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ سفر میں تھے بحیرہ راہب نے آپ کو (بادل کے سایہ کرنے سے) پہچانا۔

انہیں خصائص میں سے آپ کا شوق صدر ہے۔ اس کا وقوع چار مرتبہ ہوا ہے۔

پہلی مرتبہ بچپن میں جب کہ آپ بنی سعد میں تھے۔

دوسری مرتبہ دسویں سال میں۔

تیسری مرتبہ بعثت کے وقت۔

چوتھی مرتبہ شب معراج میں۔

اور انہیں خصائص میں سے آپ کی خدمت میں ابتدائے وحی کے وقت جبریل علیہ السلام کا آکر لپٹانا اور آپ کے وجود شریف میں تصرف کرنا ہے، اسے بھی علماء نے خصائص میں شمار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ کسی نبی کے ساتھ ایسا نہ ہوا۔

انہیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ہر عضو مبارک کا قرآن پاک میں ذکر فرمایا ہے۔

انہیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے اسم صفت ”محمود“ سے آپ کا اسم مبارک احمد، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نکالا، آپ سے پہلے یہ نام کسی اور کے نہیں رکھے گئے، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کی نعت و مدح میں فرماتے ہیں:

و شق له من اسمہ لیجلہ

فدو العرش محمود و هذا محمد

انہیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کو بہشتی کھانا پینا کھلایا اور پلایا ہے۔

انہیں خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پشت کی طرف بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے، اور رات کی تاریکی میں ایسا ہی ملاحظہ فرماتے جیسا دن کی روشنی میں ملاحظہ فرماتے۔

انہیں خصائص میں سے یہ ہے کہ جب آپ پتھر پر چلتے تو آپ کے دونوں قدم مبارک پتھر میں نقش ہو جاتے جس طرح کہ مقام ابراہیم علیہ السلام میں ہے، اور آپ کی دونوں کہنیوں کا نشان مکہ کے پتھر میں مشہور ہے، آپ کے گھوڑے کی سموں کا نشان مدینہ طیبہ میں بنی معاویہ کی مسجد میں واقع ہے۔ آپ کا لعاب کھاری پانی کو شیریں بناتا اور شیر خوار بچے کو دودھ سے بے نیاز کرتا، بیماروں کو شفا دیتا اور زخمیوں کے زخموں کو بھرتا تھا۔ آپ کے بغلوں کا رنگ سفید و سرخ تھا جن میں بال نہ تھے اور نہ جسم اطہر کے رنگ سے مختلف تھا، ان میں بو بھی نہ تھی۔

آپ کی آواز مبارک اتنی دور تک سنائی دیتی تھی جہاں تک آپ کے سوا کسی کی آواز نہیں پہنچ سکتی، اور یہ کہ آپ کی آنکھیں تو سوتی تھیں لیکن دل نہیں سوتا تھا، اور جو بھی آپ کے پاس بات کرتا اس کی بات سنتے تھے، اور یہ کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی بھی انگڑائی نہ لی، اور حضور کے جسم اطہر پر کبھی مکھی نہ بیٹھی اور نہ آپ کے کپڑوں میں جوں پڑی، حضور کو کبھی احتلام بھی نہ ہوا اور نہ کسی اور نبی کو۔ آپ کے سینہ مبارک کی خوشبو مشک نافہ سے زیادہ تھی، اور یہ کہ زمین پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ پڑتا تھا کیوں کہ زمین محل کثافت و نجاست ہے اور سورج کی روشنی میں کبھی بھی آپ کا سایہ نہ دیکھا گیا، اور یہ کہ جب آپ طویل القامت لوگوں کے درمیان چلتے تھے تو آپ ان سب میں دراز تر معلوم ہوتے۔

اور آپ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت سے کائنات اور شیاطین کا آسمان سے چوری چھپے خبریں سننے کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور آسمان کی حفاظت کی گئی، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے شب اسریٰ میں زین و لگام کے ساتھ براق لایا گیا اور یہ کہ راتوں رات حضور کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جایا گیا اور وہاں سے مقام اعلیٰ تک، اور آیات کبریٰ یعنی بڑی بڑی نشانیاں دکھائی گئیں اور نظر مبارک کو ماسوا سے بچایا گیا، آپ کے لیے تمام انبیاء حاضر کیے گئے اور آپ نے ان کی اور فرشتوں کی امامت فرمائی، آپ کو بہشت کی سیر کرائی گئی اور دوزخ کا معائنہ کرایا گیا اور اس مقام تک لے جایا گیا جہاں تک کسی کا علم نہ پہنچ سکا اور پچشم سر پروردگار عالم کی دید کی اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کے لیے کلام و روایت جمع فرمائے اور آپ کو اس عالم میں اپنے جمال کی رویت سے مشرف فرمایا اور کسی فرشتے اور نبی و ولی کو یہ فضیلت میسر نہ ہوئی۔

انہیں خصائص میں سے یہ ہے کہ جس جگہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیر فرماتے اور چہل قدمی کرتے، فرشتے آپ کی پشت مبارک کے پیچھے چلتے تھے، اور یہ کہ فرشتے آپ کی معیت میں قتل کرتے جیسا کہ غزوہ بدر و خنین میں واقع ہوا۔ اور آپ کو کتاب عزیز دی گئی حالاں کہ آپ امی تھے نہ کسی سے کچھ پڑھا لکھا اور نہ کسی مدرسے میں گئے اور نہ کسی اہل علم کی مجلس میں حاضری دی، اور آپ کی کتاب مبارک کو تبدیل و تحریف سے محفوظ کیا گیا، اور اس کتاب کو ہر اس امتی پر جو خواہش کرے اس کا حفظ کرنا آسان کر دیا گیا اور دوسری امتوں میں سے کوئی ایک بھی اپنی کتاب کو حفظ نہیں کر سکا۔

انہیں خصائص میں سے یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خزانوں کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں، اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ رسول الثقلین ہیں اور اجنہ اور انسان کی جانب مبعوث ہیں اور بعض ملائکہ کی جانب بھی اور بعض تمام اجزائے عالم کی جانب بھی فرماتے ہیں، چنانچہ وہ آپ کی رسالت کی شہادت دیتے اور شجر و حجر آپ پر سلام عرض

کرتے ہیں۔

آپ کے اور آپ کی امت کے لیے غنیمتوں کو حلال کیا گیا حالاں کہ آپ سے پہلے کسی ایک کے لیے بھی غنیمتوں کو حلال نہ کیا گیا تھا، اور آپ کے لیے زمین کو ذریعہ پاکی بنایا گیا یعنی اس سے طہارت کے لیے تیمم کرنا جائز ہے، دوسری شریعتوں میں پانی کے سوا کسی دوسری شے سے طہارت کرنا درست نہ تھا، اسی طرح دیگر امتوں کے لیے مخصوص مقامات کے سوا نماز ادا کرنا جائز نہ تھا۔

انہیں خصائص میں سے یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات سے بہت زائد ہیں اور قرآن کریم سراسر معجزہ ہے، اور آپ انبیاء و مرسلین کے خاتم یعنی آخری ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، اور حق تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا وغیرہ وغیرہ۔ (مولف)

شان رسالت میں اعتقاد

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انفرادی خصوصیات کو ثابت کرتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ یوں تحریر فرماتے ہیں:

خلاصہ اعتقاد شان رسالت میں یہ ہے کہ مرتبہ وجود میں صرف اللہ عز و جل ہے باقی سب ظلال، اور مرتبہ ایجاد میں صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں باقی سب عکس و پرتو۔

توحیدیں دو ہیں ایک توحید الہی کہ اللہ ایک ہے ذات و صفات و اسماء و افعال و احکام و سلطنت کسی بات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ لا الہ الا اللہ لیس کمثلہ شیء هل تعلم له سمیا هل من خالق غیر اللہ و لا یشرک فی حکمہ احدا و لم یکن له شریک فی الملک۔

اور دوسری توحید رسول کہ حضور اپنی جمیع صفات کمالیہ میں تمام عالم سے مفرد ہیں :

منزه عن شریک فی محاسنہ
فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم
حضور اپنے تمام فضائل و محاسن میں شریک سے پاک ہیں جو ہر حسن آپ میں غیر منقسم ہے۔
خلاصہ ایمان یہ ہے جو محقق دہلوی فرماتے ہیں:

مُخَوِّاں اور اِخْدا از بہر حفظ و شرع پاس دیں
دیگر ہر وصف کش میخوای اندر مدحش املا کن
دین و شریعت کے پاس و لحاظ کے سبب سے ان کو خدا مت کہو اس کے علاوہ جس وصف کو چاہو ان
کی مدح و صفت میں لکھو۔
(مولف)

اور ان سے پہلے حضرت امام محمد بوسیری قدس اللہ تعالیٰ سرہ الشریف فرما گئے۔

دع ما ادعتہ النصاری فی نبیہم
و احکم بما شئت مدحافہ و احتکم

فانسب الی ذاتہ ما شئت من شرف
و انسب الی قدرہ ما شئت من عظم

فان فضل رسول اللہ لیس لہ حد
فیعرب عنہ ناطق بفہم

اتنی بات تو چھوڑ دے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں ادعا کیا (یعنی خدا اور خدا کا بیٹا)
اسے چھوڑ باقی حضور کی مدح میں جو کچھ تیرے جی میں آئے کہہ اور مضبوطی سے حکم لگا تو ان کی ذات پاک

کی طرف جتنا شرف چاہے منسوب کر اور ان کے مرتبہ کریمہ کی طرف جتنی عظمت چاہے ثابت کر اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل کی کوئی انتہا ہی نہیں کہ بیان کرنے والا کیسا ہی گویا ہوا سے بیان کرے۔

بفرض محال اگر عالم ناسوت میں کوئی صورت الوہیت فرض کی جاتی تو وہ نہ ہوتی، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
(الملفوظ حصہ دوم)

حضور شبیہ سے منزہ ہیں

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل مبارک سر سے سینہ تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ تھی، اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سینے سے ناخن پا تک، اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے پاؤں تک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشابہ ہوں گے، ایک صحابی حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شبابت کچھ کچھ سرکار سے ملتی تھی جب وہ تشریف لاتے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تخت سے سرود کھڑے ہو جاتے۔

پھر امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا۔ اور یہ تو ظاہری شبابت ہے ورنہ فی الحقیقت وہ ذات اقدس تو شبیہ سے منزہ و پاک بنائی گئی ہے کوئی ان کے فضل میں شریک نہیں۔ امام محمد بوسیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں عرض کرتے ہیں :

منزہ عن شریک فی محاسنہ

فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

حضور اپنے تمام فضائل و محاسن میں شریک سے پاک ہیں جو ہر حسن آپ میں غیر منقسم ہے۔

حضور کا نظیر محال ہے

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظیر محال و ممتنع ہونے کے سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں :

وہ ذات تو اللہ تعالیٰ نے بے مثل و بے نظیر بنائی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نظیر محال بالذات ہے۔ تحت قدرت ہے ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا نہ اولین میں نہ آخرین میں نہ انبیاء میں نہ مرسلین میں۔ (الملفوظ حصہ سوم)

حضور سے عالم منور و موجود ہے

اللہ تعالیٰ تو اعراف المعارف ہے ہر شے کو تعین تو وہیں سے عطا ہوتی ہے۔ وہ تو اس قدر ظاہر ہے کہ اسکا بے غایت ظہور ہی سبب ہو گیا اس کی بے نہایت بطون کا، قاعدہ ہے کہ شے جب تک ایک حد معتاد تک ظاہر رہتی ہے مرئی ہوتی ہے اور جب اس حد سے گزرتی ہے نظر نہیں آتی، آفتاب طلوع کے بعد کچھ بخارات، سخابات وغیرہ میں ہوتا ہے پوری طرح نظر آتا ہے، خوب اچھی طرح اس پر نگاہ جم سکتی ہے اور جتنا بلند ہوتا جاتا ہے نگاہ میں خیرگی آتی جاتی ہے یہاں تک کہ جب بالکل نصف النہار پر آ جاتا ہے نگاہ کی مجال نہیں کہ اس پر جم سکے مگر پھر بھی اس کا ظہور ایک حد ہی تک ہے اس لیے اگرچہ ہم اس کو دیکھ نہیں سکتے پھر بھی اس کی روشنی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

چودھویں شب کو جب آفتاب ہم سے بالکل پوشیدہ ہو جاتا ہے کسی کی طاقت نہیں کہ آفتاب سے روشنی لے سکے اس وقت ماہتاب، آفتاب اور اہل زمین کے درمیان متوسط ہو کر آفتاب سے نور لیتا ہے اور اہل زمین کو نور پہنچاتا ہے۔ جو چاہے کہ اس ماہتاب سے نور نہ لوں گا بلکہ آفتاب ہی سے نور لوں گا ہرگز نہیں لے سکتا۔

بلا تشبیہ ذات باری تعالیٰ بے حد ظاہر تھی اور اسی سبب سے بے حد باطن تھی تمام موجودات میں اس سے مستفید ہونے کی استعداد بھی نہ تھی اللہ تعالیٰ نے ایک ماہتاب نبوت بنایا کہ آفتاب الوہیت سے منور ہو کر تمام مخلوقات کو منور کر دے۔

عرش تک پھیلی ہے تاب عارض

یوں چمکتے ہیں چمکنے والے

جو چاہے کہ بغیر وسیلے اس ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ حاصل کر لوں وہ خدا کے گھر میں نقب لگانا چاہتا ہے۔ بغیر اس توسل کے کوئی نعمت، کوئی دولت کسی کو کبھی نہیں مل سکتی، کون ہے جس سے تمام عالم منور و موجود ہے وہ نہ ہو تو تمام عالم پر تاریکی عدم چھا جائے وہ قمر برج رسالت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا

صحیح حدیث میں ہے خلقت الخلق لا عرفہم کرامتک و منزلتک عندی و لولاک ما خلقت الدنیا۔

اے میرے حبیب میں نے خلق کو اس لیے پیدا کیا کہ جو عزت و منزلت تمہاری میرے یہاں ہے میں ان کو پہنچوا دوں اور اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ پیدا کرتا یعنی اور نہ آخرت کو کہ دنیا دار العمل اور آخرت دار الجزا ہے۔ جب دار العمل نہ ہوتا، دار الجزا کہاں سے آتا یہ تو اس پر متفرع ہے تو جب نہ دنیا ہوتی نہ آخرت تو خدا کا خدا ہونا کس پر ظاہر ہوتا یہی معنی ہیں اس کے کہ اے میرے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں اپنا خدا ہونا اپنی الوہیت نہ ظاہر کرتا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(المفلووظ حصہ چہارم)

حضور صراط مستقیم ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :

عبداللہ بن عباس و امام ابوالعالیہ و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں الصراط المستقیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صاحبہ .

صراط مستقیم محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق و عمر فاروق ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اسے ابوالعالیہ نے بطریق عاصم احول اور حاکم و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن عدی و ابن عساکر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (مقال عرفا باعزاز شرع و علماء)

حضور کی پکار

ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں ندا فرمائی انھوں نے بعد فراغ نماز آ کر عذر نماز عرض کیا فرمایا کیا تم نے نہ سنا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا یا ایہا الذین آمنوا استجبوا للہ و للرسول اذا دعاکم .

اے ایمان والو! اللہ و رسول کی پکار کا جواب دو۔ (مولف)

حضور کا کلام مفسد نماز نہیں

ذوالیدین کے قصہ میں ہے کہ حضور نے صحابہ سے اور صحابہ نے حضور سے باتیں کیں جب سہو تحقیق ہو گیا باقی ماندہ نماز مع اصحاب ادا فرمائی وہ کلام مبطل نماز نہ ہوا۔

تمام متون فقہ میں تصریح ہے کہ کسی کو سلام اگر چہ مہو ہو مفسد نماز ہے اور یہاں حکم ہے کہ وسط نماز میں عرض کریں السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ (عرفان شریعت حصہ سوم)

ابوت آدم

حضرت آدم علیہ الصلاۃ والسلام عالم صورت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باپ ہیں ولہذا مدخل امام ابن الحاج مکی میں ہے، سیدنا آدم علیہ الصلاۃ والسلام جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد کرتے یوں کہتے یا ابنی صورة و ابای معنی اے ظاہر میں میرے بیٹے اور حقیقت میں میرے باپ۔ صلی اللہ علیہ وسلم و علی الانبیاء و کرم۔ (فتاویٰ افریقہ)

نگاہ نبوت

حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں جب چاہوں جبریل کو دیکھ لوں کہ ملتزم سے لپٹا ہوا کہہ رہا ہے یا واجد یا ماجد لا تنزل عنی نعمة انعمتها علی .

(ذیل المدعلا حسن الوعا)

اے واجد، اے ماجد، تو نے مجھ پر جو انعام فرمایا ہے اسے مجھ سے دور نہ کرے۔ (مولف)

ابراہیم علیہ السلام کی دعا

حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا دعوة ابراهيم و كان آخر من بشرى عيسى بن مريم .

میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں اور سب میں پچھلے میری بشارت دینے والے عیسیٰ تھے۔ علیہم الصلاۃ والسلام۔

اسے طیالسی و ابن عسا کر وغیرہا نے عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

(فتاویٰ رضویہ ۱۲، ص ۳۷)

غیر مشترک اوصاف

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بہت فضائل جلیلہ و خصائص کریمہ ناقابل اشتراک ہیں جیسے افضل الانبیاء، خاتم النبیین، سید المرسلین، اول خلق اللہ، افضل خلق اللہ، اول شافع، اول مشفع، نبی الانبیاء۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۱، ص ۶۰)

انبیاء پر حضور کی فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کبھی فرمایا فضلت علی الانبیاء بست۔
میں چھ باتوں میں تمام انبیاء پر فضیلت دیا گیا۔ اسے مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

کہیں فرمایا اعطیت خمساً لم یعطهن احد من قبلی۔
مجھے پانچ چیزیں وہ عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں۔ اسے بخاری و مسلم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ایک حدیث میں ہے فضلت علی الانبیاء بخصلتین۔
میں انبیاء پر دو باتوں میں فضیلت دیا گیا۔ اسے بزار نے ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
دوسری میں ہے ان جبریل بشرنی بعشر لم یؤتھن نبی قبلی۔
جبریل نے مجھے دس چیزوں کی بشارت دی کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں، اسے ابن ابی حاتم و عثمان الدارمی و ابو نعیم نے عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ان سب احادیث میں نہ صرف عدد کہ معدود بھی مختلف ہیں، کسی میں کچھ فضائل شمار کیے گئے، کسی میں کچھ، کیا یہ حدیثیں معاذ اللہ باہم متعارض سمجھی جائیں گی یا دو یا دس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فضیلتیں منحصر، حاش اللہ! ان کے فضائل نامقصور اور خصائص نامحصور بلکہ حقیقۃً ہر کمال، ہر فضل، ہر خوبی میں عموماً، اطلاقاً انھیں تمام انبیاء و مرسلین و خلق اللہ جمعین پر تفصیل تام و عام مطلق ہے کہ جو کسی کو ملا وہ سب انھیں سے ملا اور جو انھیں ملا وہ کسی کو نہ ملا۔ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
بلکہ انصافاً جو کسی کو ملا آخر کس سے ملا، کس کے ہاتھ سے ملا، کس کے طفیل میں ملا، کس کے پر تو سے ملا اسی اصل ہر فضل و منبع ہر جود و سراپا و تحم و جود سے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ع فانما اتصلت من نورہ
(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۱۱۷)

حضور کے لیے زمین مسجد بنا دی گئی

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جعلت لی الارض مسجداً و طهوراً و ایما رجل من امتی ادر کتہ الصلاة فلیصل.
میرے لیے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی تو میرے امتی کو جہاں کہیں نماز کا وقت آئے نماز پڑھے۔
(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۲۳۷)

حضور کا ہمزاد مسلمان ہے

ہر ایک آدمی کے ساتھ ایک شیطان و قرین رہتا ہے کیا وہ حضور کے ساتھ بھی ہے اس سے متعلق ایک سوال کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں :
ہمزاد از قسم شیاطین ہے وہ شیطان کہ ہر وقت آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ مطلقاً کافر ملعون ابدی

ہے سوا اس کے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھا وہ برکت صحبت اقدس سے مسلمان ہو گیا، صحیح مسلم میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما منکم من احد الا و معه قرينه من الجن و قرينه من الملائكة قالوا و ایاک یا رسول اللہ قال و ایاى و لكن اللہ اعانى علیہ فاسلم فلا یأمرنى الا بخیر.

تم میں سے ہر ایک کے ساتھ جنات میں سے ایک مصاحب اور فرشتوں میں سے ایک مصاحب رہتا ہے، صحابہ نے عرض کی اور آپ یا رسول اللہ؟ فرمایا اور میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ نے میری اعانت فرمائی کہ میرا مصاحب مسلمان ہو گیا تو وہ مجھے صرف بھلائی بتاتا ہے۔ (مولف)

اسی طرح طبرانی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور بزار حضرت عبد اللہ بن عباس یا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فضلت علی الانبیاء بخصلتین کان شیطانی کافرا فاعانى اللہ علیہ حتی اسلم . الحدیث.

دو باتوں سے اگلے انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مجھے فضیلت حاصل ہے ان میں سے ایک یہ کہ میرا مصاحب کافر تھا تو اللہ کی اعانت سے وہ مسلمان ہو گیا۔ (مولف)

بیہقی و ابونعیم دلائل النبوة میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں

فضلت علی آدم بخصلتین کان شیطانی کافرا فاعانى اللہ علیہ حتی اسلم و کن ازواجی عوناً لى و کان شیطان آدم کافرا و زوجته عوناً علی خطیئة .

حضرت آدم علیہ السلام پر دو باتوں سے مجھ کو فضیلت ہے، میرا مصاحب کافر تھا وہ اللہ کی تائید سے مسلمان ہو گیا اور میری ازواج بھی میری مددگار ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کا مصاحب کافر تھا اور ان کی زوجہ محترمہ سے لغزش میں معاونت کا صدور ہوا۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۹، ص ۴۷۳)

حضور کا مشورہ

کسی اہم کام کے لیے اہل رائے سے مشورہ کرنا سنت ہے اور خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب سے مشورہ فرماتے اس سلسلے میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

یوں تو ہر فضل عطائی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی سے خاص ہے کہ وہی اصل منبع و مبداء و مرجع ہر فضل ہیں۔

وکل آی اتی الرسل الکرام بها

فانما اتصلت من نوره بهم

انما مثلوا صفاتک لنا

س کما مثل النجوم الماء

مگر حقائق عطا یائے محمدیہ میں یہ فضل کے بعد مشورہ بھی اپنی رائے پر اعتماد جائز ہو علماء کرام نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص سے نہ گئے البتہ وجوب مشورہ کو خصائص والا سے شمار کیا جیسا کہ امام سیوطی کی انموذج اللیب اور امام قسطلانی کی مواہب میں ہے۔ بلکہ ہمارے علمائے کرام نے ہر حاکم ذی رائے کے لیے اس کے عموم کی تصریح فرمائی کہ مشورہ کرے پھر عمل اپنی ہی رائے پر کرے اگرچہ سب رائے دہندوں کے خلاف ہو یعنی جب کہ مشورہ سے اپنی رائے کی غلطی ظاہر نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو محتاج مشورہ نہیں بلکہ ہر امر میں اپنے رب کے سوا تمام جہان سے غنی و بے نیاز ہیں حضور کا مشورہ فرمانا غلاموں کے اعزاز بڑھانے اور انھیں طریقہ اجتہاد سکھانے، امت کے لیے سنت قائم

فرمانے کے لیے تھا۔

وہ خود فرماتے ہیں: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اما ان اللہ ورسولہ لغنیان عنہما و لکن جعلہا اللہ رحمة لامتی فمن استشار منه لم یعدم رشدا و من ترکھا لم یعدم غیا۔

بیشک اللہ اور اس کے رسول جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو مشورے سے بے نیاز ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو میری امت کے لیے رحمت قرار دیا ہے تو میری امت میں سے جو مشورہ چاہے گا تو وہ ہدایت سے دور نہیں ہوگا اور جو اس کو ترک کر دے گا وہ گمراہی سے دور نہیں ہوگا۔ (مولف)

بند حسن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ اسے ابن عدی اور بیہقی نے شعب الایمان میں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷، ص ۴۸۱)

تحویل قبلہ میں حضور کی مرضی

رب تبارک و تعالیٰ نے ہر موقع پر اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مرضی کا خیال رکھا اور اسے پورا فرمایا بلکہ اپنے محبوب کی مرضی کو اپنی مرضی قرار دیا اور ان کی ناراضگی کو اپنی ناراضی، دنیا و آخرت دونوں میں اللہ تعالیٰ نے حضور کی رضا چاہی۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں:

بلاشبہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تابع مرضی الہی ہیں اور بلاشبہ کوئی بات اس کے خلاف حکم نہیں فرماتے اور بلاشبہ اللہ عز و جل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رضا چاہتا ہے و لسوف یعطیک ربک فترضی۔

(اور بیشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے)

قد نرى تقلبك وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها فول وجهك
شطر المسجد الحرام .

(ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی
طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف)

حکم الہی بیت المقدس کی طرف استقبال کا تھا حضور تابع فرمان تھے یہ حضور کی طرف سے رضا جوئی
الہی تھی، مگر قلب اقدس کعبہ کی طرف استقبال چاہتا تھا مولیٰ عزوجل نے مرضی مبارک کے لیے اپنا وہ حکم
منسوخ فرما دیا اور حضور جو چاہتے تھے قیامت تک کے لیے وہی قبلہ مقرر فرما دیا۔ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے
رضا جوئی محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔ ان میں سے جس کا انکار ہو قرآن عظیم کا انکار ہے۔

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں اری
ربک یسارع فی ہواک .

میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔ اسے امام بخاری نے
روایت کیا۔

یہ ہے وہ کلمہ کہ بعض ازواج مطہرات نے عرض کی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار
نہ فرمایا۔

حدیث روز محشر میں ہے رب عزوجل اولین و آخرین کو جمع کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے فرمائے گا :

کلہم یطلبون رضائی و انا اطلب رضاک یا محمد .

یہ سب میری رضا چاہتے ہیں اور اے محبوب میں تمہاری رضا چاہتا ہوں۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۲۹)

حضور سے رب کا مشورہ

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

استشارنی ربی فی امتی ثلثا.

مجھ سے میرے رب نے میری امت کے بارہ میں تین بار مشورہ چاہا۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۲۴)

حضور سلطنت الہی کے دولہا ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :

بیشک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام سلطنت الہی کے دولہا ہیں، امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ شریف میں نقل فرماتے ہیں ہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای صورة ذاته المباركة فی الملكوت فاذا هو عروس المملكة.

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارکہ کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنت الہی کے دولہا ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دلائل الخیرات شریف میں ہے :

اللهم صل على محمد و علي آله بحر انوارك و معدن اسرارك و لسان
حجتك و عروس مملكتك.

الہی درود بھیج محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے
معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری سلطنت کے دولہا ہیں۔

علامہ محمد فاسی اس کی شرح مطالع المسرات میں فرماتے ہیں:

مملکتک هو موضع الملك شبهه بمجتمع العرس و ما فيه من الاحتفال و
التناهي في الصنيع و التأنق في محسناته و ترتيب اموره و كونه جديدا ظريفا و اهله في
فرح و سرور و نعمة و حور فرحين بعروسهم راضين به محبين مكرمين له موتمرين
لامره متنعمين له بانواع المشتريات بدليل اثبات اللازم الذي هو العروس و المعهود
تشبيه مجتمع العرس بالمملكة و عكس التشبيه هنا لا يقتضاء المقام ذلك يفيدان سر
المملكة و نكتتها و معناها الذي لاجله كانت هو المصطفى صلى الله تعالى عليه
وسلم كما ان سر مجتمع العرس و نكتته و معناها الذي لاجله كان هو العروس و
المصطفى صلى الله تعالى عليه وسلم هو الانسان الكبير الذي هو الخليفة على
الاطلاق في الملك و الملكوت قد خلعت عليه اسرار الاسماء و الصفات و مكنه من
التصرف في البسائط و المركبات و العروس يحاكي بشانه شان الملك و السلطان
في نفوذ الامر و خدمة الجميع له و تفرغهم لشانه و وجدانه ما يجب و يشتهي مع
الراحة و اصحابه في مؤنته و تحت اطعامه فتم التشبيه و تمكنت الاستعارة .

اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف نے اس

دروود مبارک میں سلطنت کو برات کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائش انتہا کو پہنچائی جاتی ہیں، سب کام قرینے سے ہوتے ہیں، ہر چیز نئی اور خوش آئند لوگ اپنے دولہا پر شاد و فرحان، اسے چاہنے والے، اس کی تعظیم و اطاعت میں مصروف، اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانتی نعمتیں پاتے ہوئے، اور عادت یوں ہے کہ برات کے مجمع کو سلطنت اور دولہا کو بادشاہ سے تشبیہ دیتے ہیں، یہاں اس کا عکس کیا کہ سمجھا جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز و سبب دولہا ہوتا ہے یوں ہی تمام مملکت الہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصل راز و مغز و معنی صرف مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

دولہا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے

اس لیے کہ حضور تمام ملک و ملکوت پر اللہ عز و جل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عز و جل نے اپنے اسما و صفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد و مرکب میں تصرف کا اختیار دیا، دولہا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے، اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے، سب اس کی خدمت کرتے اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے، جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے، چین میں ہوتا ہے، سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پاتے ہیں، یوں ہی مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عز و جل کی شان دکھاتے ہیں، تمام جہان میں ان کا حکم نافذ ہے، سب ان کے خدمت گار و زیر فرمان ہیں، جو وہ چاہتے ہیں اللہ عز و جل موجود کر دیتا ہے۔ کہ اری ربک یسارع فی ہواک۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے۔

تمام جہان حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ انما انا قاسم و اللہ المعطی۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ہر نعمت کا دینے والا اللہ

ہے اور بائنے والا میں۔

یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام سلطنت الہی کے دولہا ٹھہرے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۹۹)

حضور بے مثل ہیں

امام احمد رضا بریلوی ایک مقام پر فرماتے ہیں:

حضور پر نور سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والآخرین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل و ہمسر حضور کی جملہ صفات کمالیہ میں شریک برابر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے اور ختم نبوت ناقابل شرکت تو امکان مثل مستلزم کذب الہی اور کذب الہی محال عقلی۔

منزہ عن شریک فی محاسنہ

فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

حضور اپنے تمام فضائل و محاسن میں شریک سے پاک ہیں جو ہر حسن آپ میں غیر منقسم ہے۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۲۶۴، سبحان السبوح)

آٹھ چیزوں سے تخصیص

ابن جریر و ابویعلیٰ اور بیہقی ابو ہریرہ سے نیز بیہقی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی :

(فیہ قول عز وجل لنبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین ذکر ما اعطی الانبیاء

السابقین علیہم الصلاة و التسليم من الفضائل) اعطیتک ثمانیۃ اسہم الاسلام و الهجرة

و الجہاد و الصلاة و الصدقة و صوم رمضان و الامر بالمعروف و النهی عن المنکر .

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی (اس میں یہ ہے کہ جب انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و مناقب کا ذکر اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا) تو فرمایا کہ میں نے تم کو آٹھ حصے عطا فرمائے اسلام اور ہجرت و جہاد اور نماز و صدقہ اور رمضان کے روزے و امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۱۹۶)

تین مخصوص چیزیں

مسلم عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث معراج میں راوی :

فاعطی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلاثا الصلوات الخمس و اعطی خواتیم سورة البقرة و غفر لمن لم یشرک باللہ من امتہ شیئا المقحّمات

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث معراج میں مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا کی گئی ہیں پانچ نمازیں، سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور حضور کی امت میں سے اس کی مغفرت جس نے شرک نہیں کیا۔

قال فی نسیم الریاض (فاعطی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلاثا) من الفضائل المخصوصة به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.

نسیم الریاض میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین مخصوص فضیلتیں عطا کی گئی ہیں۔ (مولف)

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۱۹۵)

انبیاء حضور کے امتی ہیں

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں :

حقیقۃً تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام ہمارے حضور نبی الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے امتی ہیں انھیں نبوت دی ہی اس وقت ہے جب انھیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتی بنا لیا ہے، جس پر قرآن عظیم ناطق اور ہمارے رسالہ، تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین میں اس کی تفصیل فائق۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۲، ص ۲۰۴)

فضلات شریفہ

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضلات شریفہ مثل پیشاب وغیرہ سب طیب و طاہر تھے جن کا کھانا پینا ہمیں حلال و باعث شفا و سعادت مگر حضور کی عظمت شان کے سبب حضور کے حق میں حکم نجاست رکھتے۔

(فتاویٰ رضویہ ۱، ص ۹۳۔ نبہ القوم، حاشیہ)

حضور کی رسالت عامہ

طبرانی وغیرہ یعلیٰ بن مرہ سے راوی :

ما من شیء الا يعلم انی رسول اللہ الا مردۃ الجن و الانس ..

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سرکش جن اور انسان کے علاوہ ہر مخلوق جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

(مولف)

امام ابن حجر افضل القرئی میں بیان کرتے ہیں :

ان اللہ تعالیٰ اخذ العهد من جمیع المخلوقات حتی المصنوعات کالسيف و

نحوہ بالا ایمان بمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم .

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا تمام مخلوقات یہاں تک کہ

(المعتمد المستند ۱۱۹)

مصنوعات وغیرہ سے بھی عہد لیا ہے۔ (مولف)

ایک روایت میں یہ ہے رسول اللہ ﷺ لی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ما من شیء الا يعلم انی رسول اللہ الا کفرة الجن و الانس .

کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر جن اور آدمیوں کے۔

(السوء والعقاب علی المسیح الکذاب)

جسم اقدس پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے جسم اقدس و لباس انفس پر مکھی نہ بیٹھنا

ہے۔

علامہ ابن سبع نے خصائص میں ذکر فرمایا، علماء نے تصریح کی، اس کا راوی معلوم نہ ہوا اور باوجود

اس کے بلا تکثیر اپنی کتابوں میں اسے ذکر فرماتے آئے۔

شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے :

و ان الذباب کان لا یقع علی جسده و لا ثیابه .

مکھی آپ کے جسم اقدس اور لباس اطہر پر نہ بیٹھتی تھی۔

امام علامہ جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں :

باب، ذکر القاضی عیاض فی الشفاء و العراقی فی مولده ان من خصائصه

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه کان لا ینزل علیہ الذباب ، و ذکرہ ابن سبع فی

الخصائص بلفظ انه لم يقع على ثيابه ذباب قط، و زاد ان من خصائصه ان القمل لم يكن يوذيه .

قاضی عیاض نے شفا میں اور عراقی نے اپنے مولد میں ذکر کیا کہ حضور کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ مکھی آپ پر نہ بیٹھتی تھی، ابن سبع نے خصائص میں ان لفظوں سے ذکر کیا کہ مکھی آپ کے کپڑوں پر کبھی نہیں بیٹھی اور یہ بھی زیادہ کیا کہ جوں آپ کو نہیں ستاتی تھی۔

شیخ ملا علی قاری شرح شائل ترمذی میں فرماتے ہیں :

و نقل الفخر الرازی ان الذباب كان لا يقع على ثيابه و ان البعوض لا يمتص

دمه .

رازی نے نقل کیا کہ مکھیاں آپ کے کپڑوں پر نہیں بیٹھتی تھیں اور مچھر آپ کا خون نہیں چوستے تھے۔

علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں علماء کا وہ قول کہ اس کا راوی نہ معلوم ہوا، نقل کیا اور اس خاصہ کی نسبت لکھا کہ ایک کرامت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا کی اور اپنے نتائج افکار سے ایک رباعی لکھی کہ اس میں بھی اس خاصہ کی تصریح ہے۔

اسی مضمون پر دوسری عبارت :

و من دلائل نبوته صلى الله تعالى عليه وسلم ان الذباب كان لا يقع على ثيابه
هذا مما قاله ابن سبع الا انهم قالوا لا يعلم من روى هذه و الذباب واحد ذبابة ، قبل انه
سمى به لانه كلما ذب اب اي كلما طرد رجع و هذا مما اكرمه الله به لانه طهره من
جميع الاقدار و هو مع استقداره قد يجي من مستقدر .

قيل و قد نقل مثلها عن ولي الله العارف به الشيخ عبد القادر الكيلاني و لا بعد فيه لان معجزات الانبياء قد تكون كرامة لاولياء امته ، و في رباعية لي .

من اكرم مرسل عظيم حلا

لم تدن ذبابة اذما حلا

هذا عجب و لم يذق ذو نظر

في الموجودات من حلا حلا

آپ کے دلائل نبوت سے یہ بھی ہے کہ مکھی نہ تو آپ کے ظاہری جسم پر بیٹھتی تھی اور نہ لباس پر، یہ ابن سبع نے کہا، محدثین نے کہا کہ اس کا راوی معلوم نہیں، ذباب کا واحد ذبابہ ہے، کہتے ہیں اس کا یہ نام اس لیے ہے کہ اس کو جب بھی بھگایا جاتا ہے واپس آ جاتی ہے، یہ کرامت آپ کو اس لیے عطا ہوئی کہ اللہ نے آپ کو پاک رکھا تھا۔

شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا ہے اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ ہوتی ہے وہ بطور کرامت ولی کے ہاتھ سے سرزد ہو جاتی ہے۔ اور میں (خفاجی) نے ایک رباعی کہی ہے۔

آپ بزرگ ترین عظیم مٹھاس والے رسول ہیں، یہ عجیب بات ہے کہ آپ کی مٹھاس کے باوجود مکھی آپ کے قریب نہ جاتی تھی اور کسی بھی صاحب نظر نے موجودات میں آپ کی مٹھاس سے زیادہ مٹھاس نہ چکھی۔

مکھی نہ بیٹھنے میں ایک حکمت

بعض علماء عجم نے اسی بناء پر کلمہ محمد رسول اللہ، کے سب حروف بے نقطہ ہوتے ہیں، ایک لطیفہ لکھا

کہ آپ کے جسم مبارک پر مکھی نہ بیٹھتی تھی، لہذا یہ کلمہ پاک کلی نقطوں سے محفوظ رہا کہ وہ شبیہ مکھیوں کے ہیں۔
اسی مضمون کی عبارت :

و نظرف بعض علماء العجم فقال محمد رسول الله ليس فيه حرف منقوط
لان الموجود ان النقط تشبه الذباب فصين اسمه و نعته كما قلت في مدحه صلى الله
تعالى عليه وسلم.

لقد ذب الذباب فليس يعلو

رسول الله محمود و محمد

و نقط الحروف يحكيه بشكل

لذاك الخط عنه قد تجرد

اور بعض علماء عجم نے کہا کہ محمد رسول اللہ میں کوئی نقطہ نہیں ہے اس لیے کہ نقطہ مکھی کے مشابہ ہوتا ہے
عیب سے بچانے کے لیے اور آپ کی تعریف کے لیے میں نے آپ کی مدح میں کہا ہے۔

بلاشبہ اللہ نے مکھیوں کو آپ سے دور کر دیا تو آپ پر مکھی نہیں بیٹھتی ہے، اللہ کے رسول محمود و محمد ہیں
اور حروف کے نقطے جو شکل میں مکھی کی طرح ہیں ان سے بھی اللہ نے اسی لیے آپ کو محفوظ رکھا۔

جوں ایذا نہ دیتی

ابن سبع نے حضور کے خصائص میں کہا، جوں آپ کو ایذا نہ دیتی۔

علامہ سیوطی نے خصائص کبریٰ میں اسی طرح ابن سبع سے نقل کیا اور برقرار رکھا۔

اور علامہ ملا علی قاری شرح شمائل میں فرماتے ہیں :

و من خواصه ان لم ثوبه يقمل .

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ حضور کو جوں ایزانہ دیتی۔

(مولف)

حضور کا جانور بوڑھا نہیں ہوتا

ابن سبع نے فرمایا جس جانور پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوار ہوتے عمر بھرویا ہی رہتا اور حضور کی برکت سے بوڑھا نہ ہوتا۔

علامہ سیوطی خصائص میں فرماتے ہیں :

باب قال ابن سبع من خصائصه صلى الله تعالى عليه وسلم ان كل دابة ركبا بقيت على القدر الذي كانت عليه و لم تهرم ببركته .

ابن سبع نے کہا کہ آپ کے خصائص میں سے یہ تھا کہ آپ جس جانور پر سوار ہوتے تو وہ عمر بھرویا ہی رہتا اور آپ کی برکت کے باعث بوڑھا نہ ہوتا۔

تاریکی میں دیکھنا

امام ابو عبد الرحمن بقی بن مخلد قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اکابر اعیان مائۃ ثلثہ میں سے ہیں، حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسا روشنی میں دیکھتے ویسا ہی تاریکی میں۔

اس حدیث کو نبیہتی نے موصولاً مسند روایت کیا اور علامہ خفاجی نے اکابر علماء مثل ابن بشکوال و عقیلی و ابن جوزی و سیبلی سے اس کی تضعیف نقل کی یہاں تک کہ ذہبی نے تو میزان الاعتدال میں موضوع ہی کہہ

دیا، بہ ایں ہمہ خود علامہ خفاجی فرماتے ہیں جیسا بقی بن مخلد وغیرہ ثقات نے اسے ذکر کیا اور حضور والا کی شان سے بعید نہیں تو اس کا انکار کس وجہ سے کیا جائے۔

وحکی بقی بن مخلد ابو عبد الرحمن القرطبی مولدہ فی رمضان سنۃ احدى و مائتین و توفی سنۃ ستۃ و سبعین و مائتین ، عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہا قالت کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یری فی الظلمۃ . کما یری فی الضوء ، و فی روایۃ کما یری فی النور ولا شک انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان کامل الخلقۃ قوی الحواس فوق مثل هذا منہ غیر بعید و قد رواہ الثقات کابن مخلد فلا وجہ لا نکارہ .

بقی بن مخلد ابو عبد الرحمن قرطبی (رمضان ۲۰۱ھ / ۲۷۶ھ) نے کہا، عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تاریکی میں دیکھا کرتے تھے، اور ایک روایت میں ہے جس طرح کہ روشنی میں دیکھتے تھے اس میں کچھ شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کامل الخلقۃ، قوی الحواس تھے تو آپ سے اس کیفیت کا وقوع بعید نہیں، پھر اس کو ثقات نے روایت کیا ہے لہذا اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ (قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام)

فضائل و خصائص کی روایات

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم اور اس کے قریب بزار نے بسند جید اور ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردودہ و بزار و بیہقی نے حدیث معراج میں روایت کی طریق اول میں ہے۔

فضلت علی الانبیاء بست .

میں چھ وجہ سے انبیاء پر تفضیل دیا گیا۔

طریق دوم میں اس قدر اور زائد

لم يعطها احد كان قبلي .

مجھ سے پہلے وہ فضائل کسی کو نہ ملے۔

طریق سوم میں ہے۔

فضلنی ربی بست .

مجھے میرے رب نے چھ باتوں سے تفضیل دی۔

حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے احمد مسلم نسائی ابن ابی شیبہ ابن خزیمہ بیہقی ابونعیم راوی۔

فضلنا علی الناس بثلاث .

ہمیں تین وجہ سے تمام لوگوں پر فضیلت ہوئی۔

ابودرداء سے طبرانی معجم کبیر میں راوی۔

فضلت بارب .

میں نے چار وجہ سے فضیلت پائی۔

سائب بن یزید کی حدیث میں ہے۔

فضلنا علی الانبیاء بخمس .

میں پانچ وجہ سے انبیاء پر بزرگی دیا گیا۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

اعطیت خمساً لم يعطهن احد قبلي .

میں پانچ چیزیں دیا گیا کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں۔

مولیٰ علیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے بے تعین عدد ہے۔

اعطیت ما لم يعط احد من الانبياء .

مجھے وہ ملا جو کسی نبی نے نہ پایا۔

دوسری روایت میں ہے۔

اعطیت اربعا لم يعطهن احد من انبياء الله تعالى قبلي .

مجھے چار چیزیں عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی اللہ کو نہ ملیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے۔

فضلت علی الانبياء بخصلتين .

میں دو باتوں میں تمام انبیاء پر فضیلت دیا گیا۔

عوف بن مالک کی حدیث میں بھی پانچ ہیں مگر یوں کہ

اعطينا اربعا لم يعطهن احد كان قبلنا .

ہمیں چار فضیلتیں ملیں کہ ہم سے پہلے کسی کو نہ دی گئیں۔

و سالت ربي الخامسة فاعطانيها .

اور میں نے اپنے رب سے پانچویں مانگی اس نے وہ بھی مجھے عطا فرمائی۔

وہی ماہی۔

اور وہ تو وہی ہے یعنی اس پانچویں کی خوبی کا کہنا ہی کیا ہے۔

پھر چار بیان فرما کر وہ نفیس پانچویں یوں ارشاد فرمائی :

سالت ربی ان لا یلقاها عبد من امتی یوحده الا ادخله الجنة .

میں نے اپنے رب سے مانگا میری امت کا کوئی بندہ اس کی توحید کرتا ہوا اس سے نہ ملے مگر یہ کہ اس کو داخل بہشت فرمائے۔

عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے :

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خرج فقال ان جبریل اتانی فقال اخرج فحدث بنعمة الله التي انعم بها عليك فبشرني بعشر لم يوتها نبي قبلي .

جبریل نے میرے پاس حاضر ہو کر عرض کی کہ باہر جلوہ فرما کر اللہ تعالیٰ کے وہ احسان جو حضور پر کیے ہیں بیان فرمائیے پھر مجھے دس فضیلتوں کا مژدہ دیا کہ مجھ سے پہلے کسی نبی نے نہ پائیں۔

مذکورہ احادیث فضائل کو نقل کرنے کے بعد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

ان روایات ہی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اعداد مذکورہ میں حصر مراد نہیں کہیں دو فرماتے ہیں، کہیں تین، کہیں چار، کہیں پانچ، کہیں دس اور حقیقتہً ۱۰۰ سو اور ۲۰۰ دو سو پر بھی انتہاء نہیں۔ امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے خصائص کبریٰ میں ڈھائی سو کے قریب حضور کے خصائص جمع کیے اور یہ صرف ان کا علم تھا ان سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے، اور علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ معلوم ہے، پھر تمام علوم اعظم حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہزاروں منزل ادھر منقطع ہیں جس قدر حضور اپنے فضائل و خصائص جانتے ہیں دوسرا کیا جانے گا اور حضور سے زیادہ علم والا ان کا مالک و مولیٰ جل علی، ان الی ربک المنتہی جس نے انھیں ہزاروں فضائل عالیہ و جلائل عالیہ دیے اور بے حد و بے شمار ابد الابد کے لیے رکھے و للآخرة خیر لک من الاولیٰ اسی لیے حدیث میں ہے۔

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جناب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں :

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی .

اے ابو بکر مجھے ٹھیک ٹھیک جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔

اسے علامہ فاسی نے مطالع المسرات میں ذکر کیا ہے۔

ترا چناں کہ توئی دیدہ کجا بیند

بقدر بینش خود ہر کسے کند ادراک

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کو واضح کرتے ہوئے مزید امام احمد رضا بریلوی

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں :

صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے۔

فضلت علی الانبیاء بست، اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب و احلت لی

الغنائم و جعلت لی الارض مسجدا و طهورا و ارسلت الی الخلق كافة و ختم بی النبیون .

میں تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دیا گیا مجھے جامع باتیں عطا ہوئیں اور مخالفتوں کے دل میں میرا

رعب ڈالنے سے میری مدد کی گئی اور میرے لیے غنیمتیں حلال ہوئیں اور میرے لیے زمین پاک کرنے والی

اور نماز کی جگہ قرار دی گئی اور میں تمام جہان میں سب ماسوی اللہ کا رسول ہوا اور مجھ سے انبیاء ختم کیے گئے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (جزاء اللہ بدوہ باباۃ ختم النبوة)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انفرادیت و خصوصیت کو مد نظر رکھتے

ہوئے نغمہ سرا ہیں:

لم یأت نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تو رہے سر سو ہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

●

تیرا مسند ناز ہے عرش بریں تیرا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دو جہاں ہے شہا تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

●

تیرے در کا درباں ہے جبریل اعظم
تیرا مدح خواں ہر نبی و ولی ہے

●

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(حدائق بخشش)



اول و آخر، ظاہر و باطن

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن ، و هو بكل من عليهما
 و ہی اول و ہی آخر و ہی ظاہر و ہی باطن۔ اور وہی سب کچھ جانتا ہے۔

(الحمدید، ۳)

اول و آخر ظاہر و باطن

هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن و هو بكل شئ علیم .
وہی ذات اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے اور وہی ہر شئی کا جاننے والا ہے۔

یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حمد و ثناء پر بھی مشتمل ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی کبریائی کے ذکر و بیان کے خطبہ میں ارشاد فرمایا اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بھی شامل ہیں کیوں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان اسماء و صفات کے ساتھ آپ کی توصیف فرمائی باوجودیکہ یہ اسماء خجلہ اسماء حسنیٰ بھی ہیں، اور وحی متلو (جس کی تلاوت کی جاتی ہے جو کہ بواسطہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کا ارشاد ہوتا ہو) اور وحی غیر متلو (جس کی تلاوت نہ کی جائے جو بغیر کسی واسطہ کے القا، خواب اور براہ راست کلام الہی کا نزول ہو) ان دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی قرار دے کر آپ کے حلیہ مبارک، حسن و جمال اور کمال و خصال کا آئینہ دار بنایا۔ اگرچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء صفات سے متخلق و متصف ہیں اس کے باوجود خصوصیت کے ساتھ ان میں سے کچھ صفات کو نامزد کر کے گنایا مثلاً نور، علیم، حکیم، مومن، مبین، ولی، ہادی، رؤف اور رحیم وغیرہ اور یہ چاروں مذکورہ اسماء صفات یعنی اول، آخر، ظاہر، باطن بھی انھیں قبیل سے ہیں۔

حضور کی شان اولیت

اب رہا یہ امر کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم صفت، اول کیسے ہے؟

تو یہ اولیت اسی بناء پر ہے کہ آپ کی تخلیق موجودات میں سب سے اول ہے چنانچہ حدیث شریف

میں ہے :

اول ما خلق الله نوری

اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو وجود بخشا۔

(۲) یہ کہ آپ مرتبہ نبوت میں بھی اول ہیں حدیث پاک میں ہے

كنت نبيا و ان آدم لمنجدل في طينته .

میں اس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم اپنے خمیر ہی میں تھے۔

(۳) یہ کہ آپ ہی روز میثاق سارے جہان سے پہلے جواب دینے والے تھے حق تعالیٰ نے فرمایا

الست بربکم کیا میں تمہارا رب نہیں؟ قالوا بلی سب نے کہا ہاں کیوں نہیں۔

(۴) یہ کہ آپ ہی سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں چنانچہ فرمایا .

و اول من آمن بالله و بذلك امرت و انا اول المومنین .

اللہ پر جو سب سے پہلے ایمان لائے اور اس کے حکم کی تعمیل کی ان میں سب سے پہلے مومن ہوں۔

(۵) یہ کہ جب زمین شق ہوگی اور لوگ اس سے نکلیں گے تو میرے لیے سب سے پہلے زمین شق ہوگی۔

(۶) یہ کہ روز قیامت سب سے پہلے میں ہی سجدہ کرنے کی اجازت پاؤں گا۔

(۷) یہ کہ باب شفاعت سب سے پہلے میرے لیے ہی کھلے گا۔

(۸) یہ کہ سب سے پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا۔

شان آخر

اس سبقت و اولیت کے باوجود بعثت و رسالت میں آپ آخر ہیں چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولكن رسول الله و خاتم النبیین .

لیکن آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

(۲) یہ کہ کتابوں میں آپ کی کتاب قرآن کریم آخری اور دینوں میں آپ کا دین آخری ہے۔

چنانچہ فرمایا :

نحن الآخرون السابقون .

تمام سبقوں کے باوجود بعثت میں ہم آخری ہیں۔

کیوں کہ بعثت میں یہ آخریت و خاتمیت اور فضیلت میں اولیت و سابقیت کا موجب ہے۔ اس لیے کہ آپ ہی گزشتہ تمام کتابوں اور دینوں کے ماحی اور ناسخ ہیں۔

شان ظاہر و باطن

اب رہا آپ کا ظاہر و باطن ہونا تو آپ ہی کے انوار نے پورے آفاق کو گھیر رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے کسی کا ظہور آپ کے ظہور کی مانند اور کسی کا نور آپ کے نور کے ہم پلہ نہیں، اور باطن سے مراد آپ کے وہ اسرار ہیں جن کی حقیقت کا ادراک ناممکن ہے اور قریب اور بعید کے لوگ آپ کے جمال اور کمال میں کھو کر رہ گئے۔

ہرشی کے جاننے والے

و هو بكل شیء علیم وہی ہرشی کا جاننے والا ہے، کا ارشاد بلاشبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے لیے ہے کیوں کہ فوق کل ذی علم علیم ہر صاحب علم کے اوپر اور زیادہ جاننے والا ہے، کی صفات آپ ہی میں موجود ہیں، علیہ من الصلوٰات افضلها و من التحیات

(مدارج النبوة، جلد اول)

اتمھا و اکملھا۔ (مولف)

اول و آخر ہونا ظاہر و باطن ہونا

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ اول و آخر، ظاہر و باطن کے بارے میں ایک مقام پر امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں :

تلمسانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ ایک بار جبریل امین حاضر بارگاہ اقدس ہوئے اور عرض کی السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن،

رب العزت نے قرآن عظیم میں اپنی صفت کریمہ فرمائی ہے۔

هو الاول و الآخر و الظاهر و الباطن و هو بكل شی عليم .

اس آیت کے لحاظ سے حضور نے جبریل سے فرمایا کہ یہ صفات میرے رب عزوجل کی ہیں عرض کی یہ صفات اللہ عزوجل کی ہیں اس نے حضور کو بھی ان سے متصف فرمایا، اللہ نے حضور کو اول کیا تمام مخلوقات سے پہلے حضور کے نور کو پیدا فرمایا۔ اور اللہ نے حضور کو آخر کیا کہ تمام انبیاء کے بعد مبعوث فرمایا۔ اور حضور کو ظاہر کیا اپنے معجزات بینہ سے کہ عالم میں کسی کو شک و شبہ کی مجال نہیں۔ اور حضور کو باطن کیا ایسے غایت ظہور سے کہ آفتاب اس کے کروڑوں حصے کو نہیں پہنچتا اور جملہ انوار انھیں کے تو پر تو ہیں آفتاب میں شک ہو سکتا ہے اور ان میں شک ممکن نہیں۔

فرض کیجیے ہم نصف النہار پر ایک روشن شرارہ آفتاب کی برابر دیکھیں جسے اپنے گمان سے یقیناً آفتاب سمجھیں اور اس کی دھوپ بھی دوپہر کی طرح پھیلی ہو اور حضور فرمائیں یہ آفتاب نہیں کوئی کرۂ نار کا شرارہ ہے یقیناً ہر مسلمان فوراً صدق دل سے ایمان لائے گا کہ حضور کا ارشاد قطعاً حق و صحیح ہے اور آفتاب

سمجھنا میرے نگاہ و گمان کی غلطی صریح ہے۔

آخر اس کی وجہ کیا یہ ہی کہ آفتاب ہنوز معرض خفائیں ہے اور حضور پر اصلاً خفا نہیں آفتاب سے کروڑوں درجہ زیادہ روشن ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ اور ان کا یہ غایت ظہور ہی غایت بطون کا سبب ہے اور حضور کے بطون کی یہ شان ہے کہ خدا کے سوا حضور کی حقیقت سے کوئی واقف ہی نہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اعراف الناس یعنی سب سے زیادہ حضور کے پہچاننے والے اس امت مرحومہ میں ہیں اس واسطے ان کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے معرفت الہی وہ معرفت محمد ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کو ان کی معرفت زائد ہے اس کو معرفت الہی بھی زائد ہے۔ صدیق اکبر جیسے اعراف الناس کہ تمام جہان سے زیادہ حضور کی معرفت رکھتے ہیں ان سے ارشاد فرمایا :

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی .

اے ابو بکر جیسا میں ہوں سوا میرے رب کے اور کسی نے نہ پہچانا۔

باطن ایسے کہ خدا کے سوا کسی نے ان کو پہچانا ہی نہیں اور ظاہر بھی ایسے کہ ہر پتہ ہر ذرہ شجر و حجر و حوش و طیور حضور کو جانتے ہیں یہ کمال ظہور ہے۔ صدیق اپنے مرتبہ کے لائق حضور کو جانتے ہیں جبریل امین اپنے مرتبہ کے لائق پہچانتے ہیں انبیاء و مرسلین اپنے اپنے مراتب کے لائق، باقی رہا حقیقۃً ان کو پہچانا تو ان کا جاننے والا ان کا رب ہے تبارک و تعالیٰ ان کا بنانے والا ان کا نوازنے والا، ان کی حقیقت کو پہچاننے میں دوسرے کے واسطے حصہ ہی نہیں رہا بلا تشبیہ محبت نہیں چاہتا کہ جو محبوب کی اس کے ساتھ ہے وہ دوسرے کے ساتھ ہو اللہ تمام جہان سے زیادہ غیرت والا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں :

انه لغير و انا اغیر منه و الله اغیر منی .

وہ غیرت والا ہے اور میں اس سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت والا ہے۔

وہ کیوں کر روار کھے گا کہ دوسرا میرے حبیب کی اس خاص ادا پر مطلع ہو جو میرے ساتھ ہے اسی واسطے فرمایا جاتا ہے جیسا میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئینہ خدا ساز ہیں ابو جہل لعین حاضر ہو کر عرض کرتا ہے، زشت نقش کز بنی ہاشم شگفت، (بنی ہاشم میں آپ سب سے برے ہیں) حضور فرماتے ہیں صدقت تو سچ کہتا ہے۔ ابو بکر صدیق اکبر عرض کرتے ہیں حضور سے زیادہ کوئی خوبصورت نہ پیدا ہوا حضور بے مثل ہیں حضور آفتاب ہیں نہ شرقی نہ غربی ارشاد فرمایا صدقت تم سچ کہتے ہو۔ صحابہ نے عرض کی حضور نے دو متضاد قولوں کی تصدیق فرمائی ارشاد فرمایا :

گفت من آئینہ ام مصقول دوست

میں تو اپنے چاہنے والے رب تبارک و تعالیٰ کا اجالا ہوا آئینہ ہوں۔

ابو جہل کہ ظلمت کفر میں آلودہ ہے اس کو اپنے کفر کی تاریکی نظر آئی اور ابو بکر سب سے بہترین ہیں انھوں نے اپنا نور ایمان دیکھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ لہذا ذات کریم جامع کمال ظہور و کمال بطون ہے۔ ظہور کسی شے کا جب ایک ترقی محدود تک ہوتا ہے وہ شے نظر آتی ہے اور جب حد سے زیادہ ہو جاتا ہے تو وہ نظر نہیں آتی۔

آفتاب جب افق سے نکلتا ہے سرخی مائل کچھ بخارات و غبارات میں ہوتا ہے ہر شخص کی نگاہ اس پر جمتی ہے جب ٹھیک نصف النہار پر پہنچتا ہے غایت ظہور سے باطن ہو جاتا ہے اب نگاہیں اس پر نہیں ٹھہر سکتیں خیرہ ہو کر واپس آتی ہیں غایت ظہور پر پہنچا جس کی وجہ سے غایت بطون میں ہو گیا آفتاب کہ نام ہے ان کی گلی کے ایک ذرہ کا، وہ آفتاب حقیقت کہ رب العزت نے اپنی ذات کے لیے اس کو آئینہ کاملہ بنایا ہے

اور اس میں مع ذات و صفات کے تجلی فرمائی ہے حقیقت اس ذات کی کون پہچان سکتا ہے وہ غایت ظہور سے غایت بطون میں ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اسی سبب سے نام اقدس میں دونوں رعایتیں رکھی ہیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت اور بار بار غیر متناہی تعریف کیے گئے اطلاق نے تمام تعریفوں کو جمع فرمالیا ہے یہ تو شان ہے غایت ظہور کی اور نام اقدس پر الف لام تعریف کا داخل نہیں ہوتا، یعنی ایسے ظاہر ہیں کہ مستغنی عن التعریف ہیں تعریف کی ضرورت نہیں یا ایسے بطون میں ہیں کہ تعریف ہو نہیں سکتی تعریف عہد یا استغراق یا جنس کے لیے ہے، وہ اپنے رب کی وحدت حقیقیہ کے مظہر کامل اپنے جملہ فضائل و کمالات میں شریک سے منزہ ہیں۔

(المیلاد النبویۃ فی الالفاظ الرضویۃ)

اول و آخر ظاہر و باطن نام رکھنے کی وجہ

مولانا فاضل علی قاری شرح شفاء میں علامہ تلمسانی سے ناقل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے روایت کی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے آکر مجھے یوں سلام کیا۔

السلام علیک یا اول السلام علیک یا آخر ، السلام علیک یا ظاہر ،
السلام علیک یا باطن .

میں نے کہا اے جبریل یہ تو خالق کی صفتیں ہیں مخلوق کو کیوں کر مل سکتی ہیں، عرض کی میں نے خدا کے حکم سے حضور کو یوں سلام کیا ہے۔ اس نے حضور کو ان صفتوں سے فضیلت اور تمام انبیاء و مرسلین پر خصوصیت بخشی ہے اپنے نام و صفت سے حضور کے لیے نام و صفت مشتق فرمائے ہیں۔

حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء میں آفرینش میں مقدم ہیں۔

اور آخر اس لیے کہ ظہور میں سب سے موخر اور آخر اہم کی طرف خاتم الانبیاء ہیں۔

اور باطن اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے باپ آدم کی پیدائش سے دو ہزار برس پہلے ساق عرش پر سرخ نور سے اپنے نام کے ساتھ حضور کا نام لکھا اور مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا، میں نے ہزار سال حضور پر درود بھیجی یہاں تک کہ حق جل و علاء نے حضور کو مبعوث کیا خوش خبری دیتے اور ڈر سناتے اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتے اور چراغ تاباں۔

اور ظاہر اس لیے حضور کا نام رکھا کہ اس نے اس زمانہ میں حضور کو تمام ادیان پر غلبہ دیا اور حضور کا شرف و فضل سب آسمان و زمین پر آشکارا کیا تو ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے حضور پر درود نہ بھیجی، اللہ تعالیٰ حضور پر درود بھیجے، حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد اور حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور حضور اول و آخر و ظاہر و باطن ہیں۔ یہ عظیم بشارت سن کر حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا :

الحمد الذی فضلنی علی جمیع النبیین حتی فی اسمی و صفتی۔

حمد اس خدا کو اس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام و صفت میں۔

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین)

حضور سرور کونین اور حضرت آدم

ابن عساکر نفرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں :

لما خلق اللہ آدم اخبر بنیہ فجعل یری فضائل بعضهم علی بعض فرأنی

اسفلہم فقال یا رب من هذا قال هذا ابنک احمد هو الاول و هو الآخر و هو اول

شافع و اول مشفع۔

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلاۃ والسلام کو پیدا کیا انھیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دیکھا کیے مجھے ان سب کے آخر میں بلند و روشن و نور دیکھا عرض کی الہی یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے یہی اول ہے اور یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلی شفاعت مانگا گیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

آخرین بعثت اولین یوم قیامت

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نحن الآخرون السابقون يوم القيامة .

ہم زمانے میں سب سے پچھلے اور قیامت میں سب سے اگلے ہیں۔

مسلم و ابن ماجہ ابو ہریرہ و حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

نحن الآخرون من اهل الدنيا و الاولون يوم القيامة المقضى لهم قبل الخلائق .

ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب پر سابق ہیں، تمام جہان سے پہلے ہمارے لیے حکم

ہوگا۔

دارمی ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ان الله ادرك بي الاجل المرجو اختارني اختيارا فنحن الآخرون و نحن

السابقون يوم القيامة .

بیشک اللہ نے مجھے مدتِ اخیر و زمانہ انتظار پر پہنچایا اور مجھے چن کر پسند فرمایا تو ہمیں سب سے پہلے اور ہمیں روز قیامت سب سے اگلے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس حدیث میں نسخ مختلف ہیں بعض میں یوں ہے۔

ان الله ادرك بي الاجل المرحوم و اختصر لي اختصارا.

مجھے اللہ عز و جل نے محض رحمت کے وقت پہنچایا اور میرے لیے کمال اختصار فرمایا۔

اسحاق بن راہویہ مسند اور ابو بکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری و مسلم مصنف میں مکحول سے راوی امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک یہودی پر کچھ آتا تھا اس سے لینے تشریف لے گئے اور فرمایا:

لا و الذي اصطفى محمدا على البشر لا افارقك .

قسم اس کی جس نے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام آدمیوں سے برگزیدہ کیا میں تجھے نہ چھوڑوں گا۔ یہودی بولا واللہ خدا نے انھیں تمام بشر سے افضل نہ کیا امیر المؤمنین نے اسے طمانچہ مارا وہ بارگاہ رسالت میں ناشی آیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عمر تم اس طمانچہ کے بدلے اسے راضی کر دو۔ (یعنی ذمی ہے) اور ہاں اے یہودی آدم صلی اللہ ابراہیم خلیل اللہ نوح نجی اللہ موسیٰ کلیم اللہ عیسیٰ روح اللہ ہیں۔ وانا حبیب اللہ اور میں اللہ کا پیارا ہوں ہاں اے یہودی اللہ نے اپنے دو ناموں پر میری امت کے نام رکھے، اللہ سلام ہے اور میری امت کا نام مسلمین رکھا اور اللہ مومن ہے اور میری امت کو مومنین لقب دیا۔ ہاں اے یہودی تم زمانے میں پہلے ہو۔

و نحن الآخرون السابقون يوم القيامة .

اور ہم زمانے میں بعد اور روز قیامت میں سب سے پہلے ہیں۔

ہاں ہاں جنت حرام ہے انبیاء پر جب تک میں اس میں جلوہ افروز نہ ہوں اور حرام ہے امتوں پر جب تک میری امت نہ داخل ہو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابن ابی حاتم و بغوی و ثعلبی تفاسیر اور ابو اسحاق جوزجانی تاریخ اور ابو نعیم دلائل میں اور ابن سعد طبقات میں اور ابن لال مکارم الاخلاق میں قتادہ سے مرسل راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیہ کریمہ و اذ اخذ من النبین میثاقہم و منک و من نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ بن مریم کی تفسیر میں فرمایا :

كنت اول النبین فی الخلق و آخرہم فی البعث.

میں سب نبیوں سے پہلے پیدا ہوا اور سب کے بعد بھیجا۔

قتادہ نے کہا فبداء بہ قبلہم .

اسی لیے رب العزت تبارک و تعالیٰ نے آیہ کریمہ میں انبیائے سابقین سے پہلے حضور پر نور کا نام پاک لیا۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ابوہل قطان اپنے امالی میں سہل بن صالح ہمدانی سے راوی میں نے حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے حضور کو سب پر تقدیم کیوں کر ہوا فرمایا :

ان اللہ تعالیٰ لما اخذ من بنی آدم من ظهورہم ذریاتہم و اشہدہم علی انفسہم السنۃ بر ربکم کان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول من قال بلی و لذلك صار یتقدم الانبیاء و هو آخر من بعث.

جب اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کی پیٹھوں سے ان کی اولادیں روز میثاق نکالیں اور انھیں خود ان پر گواہ

بنانے کو فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں تو سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ بلسی عرض کیا کہ ہاں کیوں نہیں، اس وجہ سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب انبیاء پر تقدم ہوا حالاں کہ حضور سب کے بعد مبعوث ہوئے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

صفات الہی کے مظہر اتم

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے الذین بدلوا نعمة الله کی تفسیر میں فرمایا کہ نعمت الہی سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کی نعمت قرآن کی منت ہیں اور خاص اس آیت کا ذکر مناسبت مقام کے سبب کیا اس لیے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفرینش میں تمام جہان سے اول ہیں تو تمام مخلوقات الہی کو حضور نے دیکھا کہ حضور ان سب سے پہلے موجود ہوئے اور تمام پیغمبروں سے بعثت میں آخر ہیں تو تمام انبیاء پر جتنے علم اترے وہ سب حضور نے جمع فرمالیے اور حضور اپنے معجزوں سے ظاہر ہیں، ان میں سے حضور کا غیب کی خبریں دینا ہے، اور حضور اپنی ذات سے باطن ہیں کہ وہ اللہ عزوجل کی ذات اور اس کی قدیم صفات کے مظہر، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز اول سے روز آخر تک جو کچھ ہوا اور ہوگا، اپنے رب کے بتانے سے اس سب کو جانتے ہیں تو اللہ عزوجل نے حضور پر ان پانچوں کی تجلی سے منت فرمائی اور ہم پر حضور کے بھیجنے سے احسان فرمایا تو حضور اس آیت عظمیٰ کی منت ہوئے۔

حضور کے نائب

فتوحات مکیہ میں سیدنا شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے نائب و خلیفہ، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں پھر پیدائش ہوئی اور نسل کا اتصال ہوتا رہا اور ہر زمانے میں خلفاء متعین ہوتے رہے یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم ظاہر کا زمانہ پیدائش پہنچا وہ چمکتے آفتاب کی طرح ظاہر ہوئے کہ ہر نور ان کے

چمکتے نور میں مندرج ہوا اور ہر حکم ان کے حکم میں پوشیدہ ہو گیا اور سب شریعتیں ان کی جانب کھینچ آئیں اور ان کی سرداری کہ چھپی ہوئی تھی ظاہر ہو گئی تو وہی اول و آخر ظاہر و باطن اور وہی ہر چیز کے جاننے والے ہیں۔
(الدولۃ المملکۃ)

اشعار

امام احمد رضا بریلوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اول و آخر ظاہر و باطن ہونے کا بیان اس طرح فرماتے ہیں :

ظاہر و باطن اول و آخر زیب فروع و زین اصول
باغ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ

ہے انھیں کے دم قدم کی باغ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا گر وہ نہ ہوں عالم نہیں

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

مقصود یہ ہیں آدم و نوح و خلیل سے
ان کی نبوت ان کی ابوت سے سب کو عام
ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
ختم کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے
ام البشر عروس انھیں کے پسر کی ہے
اس گل کی یاد میں یہ صدا بو البشر کی ہے

وہی ہے اولہا وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلو کسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

کنز	مکتوم	ازل	میں	در	مکنون	خدا	ہو
سب	سے	اول	سب	آخر	ابتدا	ہو	انتہا
سب	بشارت	کی	اذان	تھے	تم	اذان	کا مدعا
سب	تمھاری	ہی	خبر	تھے	تم	موخر	مبتدا
قرب	حق	کی	منزلیں	تھے	تم	سفر	کا منتہی
قبل	ذکر	اضمار	کیا	جب	رتبہ	سابق	آپ کا

انتہائے	دوئی	ابتدائے	یکی	جمع	تفریق و کثرت	پہ لاکھوں سلام
کثرت	بعد قلت	پہ اکثر	درود	عزت	بعد ذلت	پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)						



متن و ترجمہ
صحیح بخاری
شریف
3 جلدیں مکمل
استاذ العلماء شیخ الفضل
حضرت مفتی محمد امجد علی دہلوی
جملہ اللہ الخواہ خیرین اولاد

فتوت جہانگیری شیح بخاری

جمال السنہ
تألیف
جامعہ المقبول والمعتول حوالہ القیوم والاسیر
ابوالعلاء محمد الدین جہانگیر
ازادینہ، نقال مکاتیب، ویکارک قیامہ ویسالیہ

تقریباً 8 جلدیں مکمل

متن و ترجمہ
صحیح مسلم شریف
تألیف
امام المسلمین فی الیث
امام ابوالمسلم بن حجاج القشیری
تقدّمہ اللہ تعالیٰ بقرآنہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

استاذین وقت ساداتین
ابوالعلاء محمد الدین جہانگیر
اصلی السیاق والحدیث فی السیر والحدیث

3 جلدیں مکمل

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی تقریباً 300 تصانیف سے ماخوذ

3663 احادیث و آثار اور 555 افادات رضویہ

پر مشتمل علوم و معارف کا گنج گرانمایہ

امجد الاحادیث
تألیف
مفتی محمد ابو الحسن قادری مصباحی پوری
مفتی محمد رفیع

افادہ صدیقہ بد الطریقہ
حضرت مولانا محمد امجد علی امجدی

2 جلدیں مکمل

جامع الاحادیث
مولانا محمد حنیف خاں رضوی
صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف

10 جلدیں مکمل

اظہار خطابت
مُصنّف
صاحبزادہ مقبول احمد سہروردی
ہر جلد میں
2 ماہ کے خطبات

شبیر
برادرز

زیبہ سنٹر نزد مسلم ماڈل ہائی سکول
۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006